حسن

بابتہ ماہ فروری سنہ ۱۹۰۰ء

مضامین

حیدرآباد دکن

مطبع حسن میں چھپا

۱۰۷۲۶
1915

اشتہارِ باغستان

ہمارے باغ واقع حیدرآباد میں ایشیا اور یورپ کے مشہور شہروں اور دیگر ممالک سے آئے ہوئے مختلف قسم کے پودے موجود ہیں جسکی نظیر شاید تمام ہندوستان میں بہت کم ہو گی۔ یہاں چند پودوں کے نام مع تعداد اقسام لکھے جاتے ہیں۔ جو صاحب شوق و خواہش کریں طلب فرمائیں۔ جو پودے ہمارے ہاں نہ ہونگے اطلاع سے دو ماہ کے اندر بہم پہنچائے جائیں گے۔ کرایہ بار برداری ذمہ خریدار ہوگا۔

نام	اقسام	قیمت	نام	اقسام	قیمت
(۱) قلمی پیوندی آم	۴۴ اقسام	۱۲ ار	(۲) سیب	۴۴ اقسام	فی عدد [illegible]
(۳) شفتالو	۱۷ ”	۸ ار	(۴) آلو بخارا	۹ ”	”
(۵) انار	۵ ”	۴ ار	(۶) شہتوت	۲ ”	۴ ار
(۷) بیر (انگریزی میوہ)	۲ ”	[illegible]	(۸) زرد آلو	۵ ”	[illegible]
(۹) جام (امرود)	۷ ”	۴ ار	(۱۰) سنگترہ	۱۲ ”	[illegible]
(۱۱) چکوترا	۵ ”	[illegible]	(۱۲) انجیر	۵ ”	۴ ار
(۱۳) انگور	۵۲ ”	۸ ار	(۱۴) وامپی (چین کا میوہ)	۵ ”	[illegible]

اسکے سوا اور بھی بہت سے پودے ہیں جنکے نام بسبب عدم گنجایش نہیں لکھے گئے۔ المشتہر منیجر رسالہ حسن

اشتہار زین و سازِ بگھی ساخت کانپور

مشتریان ذوالوقار سے التجا ہے کہ اس دکان میں ہر قسم کا چرمی سامان عمدہ و نفیس موجود ہے جن صاحبان کو خواہش ہو نقد بھیجکر یا بذریعہ ویلیو پے ایبل پارسل طلب فرما سکتے ہیں۔ اور نیز اس دکان میں زین و سازوں کی اور معاہدہ سے بھی تیار ہو سکتی ہیں مفصل فہرست درخواست پر مل سکتی ہے۔

المشتہر — کرم الٰہی سوداگر چرمی بازار کانپور۔

ابوالفضل

CHECKED. 1951

اٹھارویں اور اُنیسویں صدی مین دنیا نے تاریخ اور سوانح عمری کے فن مین عجیب وغریب ترقی کی ہے۔ لیکن انیسوین صدی کے مصنفون مورخون اور لایق آدمیون کا اس امر پر اجتماع ہے کہ دنیا مین اصلی بڑے آدمیون کے زندگی کے حالات سے زیادہ کوئی چیز ایسی نہین ہے جو نوجوانون کو بڑے بڑے کام کرنے کی ترغیب دے۔ تاریخ کو ایک زمانہ مین فلسفہ عملی کا خطاب ملا تھا۔ لیکن آجکل تاریخ کے شعبے یعنی سوانح عمری کو یہ فخر حاصل ہے۔

آجکل نہ صرف ہندوستان یا مسلمانون کے ملکون مین بلکہ دنیا کے ہر ملک اور قوم مین اس بات کا چرچا ہے کہ دنیا ایک عجیب وغریب انقلاب کی حالت مین ہے اور غور کرنے والے اور سچے ہمدرد اس بات کے روکنے کی فکر مین ہین کہ اگر یہ انقلاب ہمکو پستی کی طرف لیجاے تو ہم خود اپنی بربادی مین مدد نہ دین۔ بعض ملکون مین قومون کی عملی طاقت اور اجتماعی محنت کی مقدار اس قدر بڑھ گئی ہے کہ لوگ حیران ہین کہ اب کیا کرین اور ایسا نہو کہ آپ کچھ مضر کام کرین۔

لیکن یہ حالت اور اندیشہ ایسی قومون کو ہوتا ہے جن کی ہر فرد کی محنت مین سے اسقدر حصہ باقی رہتا ہے کہ جب قومی محنت کا ذخیرہ جمع کیا جاے اور اسکو کسی نامناسب مقصد کے حاصل کرنے مین کام مین لائین تو نوع انسان

کی ترقی مین بڑا صدمہ پہنچے —

ہمارے ملک اور قوم کی ایسی حالت نہین ہو - یہان اکثر افراد کی محنت انکو زندہ اور تندرست رکھنے کے لیے بھی مشکل سے کافی ہوتی ہی اور ایک ثلث کے قریب باشندے باقی دو ثلث کی محنت پر گذارا کرتے ہین - اس لئے ہماری جماعت مین یہ سوال پیدا ہوتا ہو کہ بعض افراد جو محنت کرتے ہین اسکو کسطرح پر استعمال کرین کہ کوئی حصہ ضایع نہ ہونے پائے - ورنہ ہماری قوم اور قومون کی محنت کے مقابلہ مین معدوم ہو جائے گی —

میری رائے مین لکھنے والون کو یعنی مضمون نگارون کو اپنی لیاقت اپنی قوم کے بڑے اور نیک آدمیون کی زندگی کے حالات لکھنے اور اس امر کے ثابت کرنے مین صرف کرنی چاہیئے کہ بغیر محنت - کوشش اور جفاکشی کے کسی آدمی نے کبھی ترقی نہین کی اور دوسرے یہ کہ ہر شخص محنت سے ہر رتبہ تک پہونچ سکتا

اس مختصر مضمون مین ہندوستان کے مشہور مصنف مورخ منشی ادیب آزاد اور وزیر اعظم کی زندگی پر ایک سرسری نظر ڈالی گئی ہو - یہ مختصر مضمون کسیطرح بھی اس بڑے آدمی کی لائف نہین ہو جیسا کہ حیات سعدی سعدی کی یا المامون مامون کی لائف ہو - اس مین انکے ناقص ہاتھ نے ایک بڑے آدمی کی زندگی کا ناکامل خاکہ کھینچا ہو اسکو امید ہو کہ کوئی بڑا آدمی اسکو پورا کریگا -

جو بیشمار نقص کہ مضمون مین ہین اسکے لکھنے والے سے زیادہ کوئی واقف نہین ہو سکتا اور وہ جسقدر ضروری امر چھوڑ دیے گئے ہین انکا خیال کرنے سے راقم کو یقین ہوتا ہو کہ ضرور کوئی لایق شخص اس کو پورا کریگا -

راقم غلام ثقلین

ابو الفضل کے بزرگ اور اونکا وطن جس زمانہ میں مسلمانون کی سلطنت ایشیا اور افریقہ کے بہت سے ملکون مین پھیلی ہوئی تھی اور ایک ملک سے دوسرے ملک اور ایک سلطنت سے دوسری سلطنت مین جانا اور وطن تبدیل کرنا مسلمان ایسی ہی معمولی بات سمجھتے تھے جیسا ایک محلہ سے دوسرے محلہ مین گھر بدل لیتے ہین اور غیر ملک اور سلطنت کے مسلمانون کو اسلام کی اوس تمام وسیع سلطنت مین ہر جگہ مقیم اور آباد ہونے کی آزادی تھی ایک متوسط طبقہ کے آدمی نے جس کے بزرگ سالہا سال سے ملک یمن مین آباد تھے جو عرب کا ایک حصہ ہے اور جو خود بھی یمن مین رہتا تھا یمن کو چھوڑ کر سیستان مین قدم رکھا اور یہان آ بسا ۔

یہ واقعہ سنہ ۸۰۰ ہجری مین یعنی نوین صدی ہجری کے عین ابتدا مین واقع ہوا ۔ اس شخص کا نام شیخ موسیٰ تھا اور اس کے بزرگ غالباً یمن کے قبائل عرب سے تھے ۔ یہ ایک آزاد منش اور صوفیانہ خیالات کا آدمی تھا اور لوگون کی نفرت اس کے ترک وطن کا باعث ہوئی تھی ۔ اس کی اولاد ایک سو برس کے قریب سیستان ہی مین آباد رہی ۔ دسوین صدی ہجری کے شروع مین اسکے ایک پڑپوتے شیخ خضر نے ارادہ کیا کہ ہندوستان کے بزرگون اور صوفیون کی ملاقات کر کے گجرات کے راستہ سے حجاز اور یمن مین جائے اور اپنے اصلی وطن کی سیر کرے جہان اُس کے بزرگ رہتے چلتے تھے اور زندگی بسر کرتے تھے ۔

اس ارادہ سے وہ سیستان سے سفر کر کے ہندوستان میں آیا اور یہاں ان صوفیون اور فقیرون سے جو اس زمانہ مین تقدس اور نفس کشی اور زہد کے سبب مشہور تھے ملاقات کی۔ ناگور مین (جو راجپوتانہ مین ایک چھوٹا سا قصبہ ہے) اسکی ملاقات ایک بزرگ سید یحییٰ بخاری اور اور صوفیہ سے ہوئی جو یہان ایک قسم کے برادرانہ اتحاد سے رہتے تھے۔ شیخ خضر پر انکا اثر ایسا تھا کہ اب وہ اپنے وطن سیستان یا اپنے بزرگون کے وطن عرب جانے کا ارادہ کرتے۔ ایسی سوسائٹی کے چھوڑنے کو اس کا دل نہ چاہتا تھا۔ اس لئے سید یحییٰ بخاری کے اصرار سے اسنے ناگور مین قیام کر لیا۔ یہان ۹۱۱ھ ہجری مین شیخ مبارک پیدا ہوا۔ بچپن مین اسنے اچھی تعلیم پائی۔ یہانتک کہ ۱۴ برس کی عمر مین اسنے تمام درسی کتابون کی تحصیل تمام کر لی تھی۔ لیکن شیخ خضر کو ہمیشہ اپنے عزیزون کا خیال رہتا تھا جو سیستان مین آباد تھے اس لئے ان کے لینے کے لئے سندھ اور بلوچستان کے راستہ سے سیستان جانا چاہتا تھا۔ لیکن سندھ مین پہنچا ہی تھا کہ اس کا انتقال ہو گیا۔

شیخ مبارک نے غالباً ناگور مین انھین بزرگون کے ساتھ تربیت پائی ابتدا مین شیخ مبارک کو شیخ فیاضی بخاری کے ساتھ نہایت عقیدت تھی۔ اور اسنے اس بزرگ سے جہان گردی اور سفر کرنے کا ارادہ ظاہر کیا اس زمانہ مین مسلمان ایسی عمر مین سیاحت کرنے اور دور دراز ملکون مین سفر کرنے کو کولی

بڑی بات نہ سمجھتے تھے اور یہ بات بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ وہ کچھہ زاد راہ یا نقد
روپیہ لیکر نہ چلتے تھے بلکہ اکثر پیدل ہی شہر بشہر پھرتے تھے اور جہان وہ جاتے
تھے بیشمار مہمان نواز انکے استقبال اور مہمان نوازی کے لئے موجود رہتے
تھے - لیکن شیخ فیاضی نے بالفعل نوجوان مبارک کو اس ارادہ سے باز رکھا۔
شیخ فیاضی اور ان کے جانشین شیخ عبداللہ احرار کی وفات کے بعد شیخ مبارک
نے ناگور سے قدم باہر نکالا اور احمد اباد گجرات مین آیا - احمد آباد اس زمانہ
مین ایک عالیشان شہر تھا - جہان تمام ایشیا کے مختلف قومون کے آدمی آباد
تھے - جہان کی بیرونی تجارت ہندوستان کے ہر شہر سے زیادہ تھی اور جہان
بیشمار عالم اور فاضل آدمی بہت موجود رہتے تھے - جو کچھہ ہمارے زمانہ مین
بمبئی کو اور سلاطین مغلیہ کے زمانہ مین سورت کو تھا وہی درجہ اس زمانہ
مین احمد آباد کو حاصل تھا - یہان آکر شیخ مبارک نے ہر مذہب کے آدمیون سے
تعارف حاصل کیا اور حنفی - شافعی - مالکی - حنبلی - شیعہ ان سب فرقون
کے اصول سے واقفیت پیدا کرکے "درجہ اجتہاد حاصل کیا" یعنی جس فرقہ
کی جو بات اس نے عمدہ خیال کی اس کو اختیار کر لیا - یہی بات ہمیشہ اس کی
زندگی کا اصول رہی ہے - تصوف کی کتابون کا وہ اکثر مطالعہ کرتا تھا اور
ہمیشہ انکو اپنے پاس رکھتا تھا - کیونکہ وہ خود صوفیہ بزرگون کی اولاد سے
تھا اور اسکی تعلیم و تربیت اسی خیالات کے لوگون مین ہوئی تھی -

شیخ محی الدین ابن العربی کی حقائق - شیخ ابن فارس اور شیخ صدالدین

قونوی کی تصانیف زیادہ تر اس کے مطالعہ مین رہتی تھین
جس زمانہ کا ہم ذکر کرتے ہین یعنی شیخ مبارک کے گجرات آنیکے
زمانہ مین یہان ایران کا ایک بہت بڑا فاضل وارد تھا جو ہمیشہ یہان کے
اہل علم کو فلسفہ اور دیگر علوم پر لکچر دیا کرتا تھا اسکا نام ابوالفضل کازرونی
خطیب (لکچرار) تھا اور اس کے اکثر لکچر یا درس محقق طوسی کی تجرید بوعلی
کی شفا اور اشارات بطلیموس کی مجسطی پر ہوتے تھے۔ یہ موقعہ مبارک کے
لئے بہت اچھا تھا اور وہ ابوالفضل خطیب کے ان درسون مین ہمیشہ
شریک ہوتا تھا۔ اس سے اسکی آیندہ زندگی پر بہت بڑا اثر ہوا۔ وہ
اب تک اخلاق اور تصوف ہی کی کتابون سے مستفید ہوا تھا۔ اور مختلف
فرقون کے اصول معلوم کئے تھے۔ اب اُس کے خیالات اور بھی وسیع
ہوگئے۔ علم کے اس غیر معمولی ذخیرہ کو لیکر ۵ محرم الحرام ۹۵۰ھ ہجری یعنی
۳۵ برس کی عمر مین وہ آگرہ مین داخل ہوا۔ یہ شہر اس زمانہ مین ہندوستان
کا دارالسلطنت سمجھا جاتا تھا۔ اور یہ وہ زمانہ ہے جب شیر خان افغان نے
عجیب و غریب لیاقت۔ کوشش اور قومی ہمدردی سے ایک معمولی
سپاہی کی حالت سے ترقی کرکے ہندوستان سے مغلون کو نکال کر یک
افغانی سلطنت زبردست اور مستقل قائم کی تھی۔　۹۵۴ ہجری
یا ۱۵۴۶ء مین شیخ مبارک مستقل طور سے آگرہ مین مقیم ہوگیا۔ یہان آہستہ
آہستہ اسنے شہرت حاصل کرنا شروع کی۔ بے شمار آدمی اس کی ملاقات کو

آتے تھے - اور بہت سے اُس کے معتقد بھی ہو گئے تھے - بہت سے آدمی اُسکے
پاس نذرین اور تحفے بھی لاتے تھے - لیکن یہ بہت کم لیتا تھا - جو لوگ زیادہ
اعتقاد کے ساتھ لاتے تھے انسے اپنی حاجت کے موافق قبول کر لیتا تھا -

یہان شیخ مبارک صوفیوں ہی کی طرح رہتا تھا بلکہ طالب علمون
کو اکثر درس بھی دیتا تھا اور اس سے اُس کی بے تعصبی اور صلح کل خیالات
لوگون مین پھیلتے جاتے تھے اور وہ اس زمانہ کے صوفیہ کا مرکز سمجھا جاتا تھا
اُس کی شہرت اور نیکنامی کی وجہ سے شیرشاہ اور سلیم شاہ نے اپنے اپنے
عہد مین شیخ سے جاگیر قبول کرنے کی درخواست کی اور اگرچہ اُس کی معاش
بہت قلیل تھی اور اس زمانہ مین علما اور فقرا بادشاہون اور امیرون سے جاگیرین
اور دیہات قبول کرنے مین انکار بھی نہ کرتے تھے لیکن شیخ نے شکریہ کے ساتھ
انکار کیا -

سنہ ۹۶۳ ہجری یا ۱۵۵۵ء مین جب ہمایون دوبارہ ہندوستان مین
آیا اور دہلی اور آگرہ پر قبضہ کر لیا تو اُس کے ساتھ ایران اور عراق عجم کے
بہت سے آدمی بھی آئے اور انسے شیخ مبارک کی مجلس اور بھی گرم ہو گئی - یہ لوگ عموماً
صاحب ذوق اور تربیت یافتہ ہوتے ہین - اور شاعری - تصوف اور لٹریچر کا
انکو چسکا ہوتا ہے - ان کے آنے سے افغانون کے زمانہ کے متعصب مُلاؤن کا زور
کم ہو گیا - اور شیخ نے کھلم کھلا صلح کل کے خیالات شایع کرنے شروع کئے -
جب ہمایون کی وفات پر کچھ عرصہ کے لئے ہیمو اور اُسکے افغانون نے

آگرہ پر قبضہ کر لیا۔ تو شیخ اور اس کے ہمراہیون کو اس تبدیل حکومت سے کسیقدر ایذا پہونچی لیکن شیخ کی نیکنامی ایسی نہ تھی کہ اس کی ایذا سے ارا کین سلطنت کو اندیشہ نہو۔ اس لیئے ہمیونے چند معقول آدمیون کو عذر خواہی کے لیئے شیخ کے پاس بھیجا اور شیخ کی سفارش سے بہت سے آدمیون کی جان بچ گئی۔

آخر کار ۱۵۵۶ء/۹۶۳ھ مین اکبر ۱۳ سال کی عمر مین تخت سلطنت پر بیٹھا چار سال تک اس کو کار و بار سلطنت سے زیادہ تعلق نہین تھا۔ اس کا اتالیق بیرم خان تمام کام نہایت مستعدی اور لیاقت سے سرانجام دیتا تھا۔ اس زبردست وزیر کی معزولی کے بعد اکبر پر علماے اسلام کا بہت اثر رہا لیکن افسوس ہی کہ اُسکے ساتھ ہی یہ کہنا پڑتا ہی کہ ان علماے اسلام کا گروہ نہایت متعصب تھا اور اکبر کی بے دینی کا الزام زیادہ تر انہین کی گردن پر ہی۔ یہ لوگ شیخ مبارک کی شہرت اور اثر کے پھیلنے سے نہایت جلتے تھے۔ اور اس وقت جبکہ شہنشاہ ہندوستان کی طبیعت پر اُن کو پورا اقتدار حاصل تھا انھون نے اسکے ستانے اور ضرر پہونچانے مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا۔ آگرہ کے سب مولوی ہمیشہ ہی سے اس کے دشمن چلے آتے تھے اب اون کو ایک عمدہ موقع ملا کہ مبارک اور اسکے خاندان کو ہمیشہ کے لیئے نیست و نابود کر ڈالین۔

اِس زمانہ مین ہندوستان مین ایک عجیب و غریب فرقہ کا

بہت چرچا تھا۔ سلیم شاہ سوری کے زمانہ مین جب ہمایون ہندوستان سے نکلا پھرتا تھا ایک شخص میر سید محمد جونپوری کو اسکے مرید مہدی موعود کہتے تھے اور اس کے علم وفضل اور عمدہ اخلاق اور چال چلن کی حد سے زیادہ تعریف کرکے بہت سے لوگون کو معتقد کرلیتے تھے۔ شیخ علائی ایک نیک چلن اور لایق جوان بھی اسی فرقہ مین جس کو مہدویہ کہتے ہین شامل تھا۔ شیخ مبارک سے بھی اس نوجوان کو عقیدت تھی اور گو شیخ اُس کو بہت سمجھاتا تھا لیکن وہ باز نہ آتا تھا۔ آخرکار اس مشہور مہدوی اور شیخ کی ملاقات کے سبب سے سب علما اسکو مہدوی کہنے لگے۔ مہدوی اس زمانہ مین سلطنت کے دشمن سمجھے جاتے تھے جیسا کہ وہ ہر زمانہ مین سمجھے جاتے ہین۔ اب ملاؤن نے حلسون پر جلسے کرنے شروع کئے اور مبارک کو مہدوی بدعتی اور ملحد کہتے تھے۔

یہ وہ زمانہ ہے جب اکبر ہر مذہب اور ہر فرقہ کے آدمیون کو بادشاہی محل مین بلاکر مناظرہ کرایا کرتا تھا۔ اس نے مبارک اور حکما کی بھی بحثین کرائین۔ جب مبارک نے مہدوی ہونے سے انکار کیا اور علما کو الزام پر الزام دینے شروع کئے تو ان کی عداوت کی آگ اور بھی بھڑک اٹھی۔ وہ اسپر مہدویت اور تشیع کا الزام لگاتے تھے۔ اس زمانہ مین بادشاہ تو لڑائیون مین مصروف تھا اور آگرہ مین علما اور مبارک کی بحث وتکرار اور تنازعے ہونے لگے۔ سب مولویون نے ملکر ایک بڑی سازش کی اور عام

کو اپنا ساتھی بنا لیا۔ یہ کہہ کہہ کر کہ مبارک لوگون کو گمراہ کرتا ہی بادشاہ کو
ایسا بھکایا کہ آخر کار شیخ مبارک کے معاملہ مین علمار کے سردار کو اختیار دیدیا
پادشاہ سے اجازت پاکر شیخ عبدالنبی مخدوم الملک نے جو اس
زمانہ مین مذہبی گروہ کا سردار تھا اور جسکو وہی اختیارات حاصل تھے جو قسطنطنیہ
مین شیخ الاسلام کو اور ایران مین مجتہد باشی (مجتہدِ شاہی) کو ہوتے
ہین۔ مبارک کے گھر پر ایک بے شمار گروہ کو بہیجا کہ مبارک اور اوس کے
بیٹون کو پکڑ لائین۔ مبارک کے دوستون نے اس کو بھی خبر دی اور گو اسنے
بھاگنے سے انکار کیا مگر اس کے دوستون نے اسکو زبردستی وہان سے
نکال کر ایک محفوظ جگہ پر پہنچا دیا۔ جب آدمی اس کے پکڑنے کے لئے اسکے
مکان پر پہونچے تو انھون نے دیکھا کہ پرند اڑ گیا ہی اور اس سے انتقام
نہین لے سکتے اس لئے علمار نے اپنا غصہ اس کی مسجد کے ممبر پر اتارا
جسپر وہ اکثر وعظ کہا کرتا تھا اور اس ممبر کو مسمار کر دیا۔ یہ واقعہ
۹۷۶ ہجری مین واقع ہوا۔

یہ زمانہ ہی جس مین شیخ مبارک اور اس کے بیٹون کی آیندہ
عظمت کی بنیاد پڑی اور اگرچہ شیخ کو اس زمانہ مین نہایت درجہ کی سختیان
اور مصیبتین جھیلنی پڑین۔ لیکن اس کے بیٹون کی شہرت کی بنیاد پڑ گئی
اس واقعہ کو خوب یاد رکھنا چاہیئے کہ اس سے سلطنت مغلیہ بلکہ سلطنت
اسلامیۂ ہند کی آیندہ سو برس کی پالسی پر بہت بڑا اثر پڑا۔

اب شیخ چونکہ بادشاہی حکم کے خلاف بھاگا تھا اور بادشاہی
حکام اسکو ہمیشہ پکڑ سکتے تھے اس لئے اس کو سخت مشکلیں پیش آئیں۔
جس گاؤں میں وہ جاتا تھا اور وہاں ایک آدمی بھی مخالف جماعت کا موجود
ہوتا تھا تو وہاں سے بھاگ کر اور جگہ چلا جاتا تھا۔ غرض اسی طرح
مصیبتیں جھیلتا ہوا شیخ سلیم چشتی کے پاس پہونچا جو اس زمانہ میں بادشاہ
کا پیر تھا اور جس کی دعا سے جہانگیر پیدا ہوا تھا اور اس لئے اوسکے
نام پر شاہزادہ کا نام سلیم رکھا گیا تھا۔ شیخ نے کچھ زاد سفر دیا اور
گجرات جانے کی صلاح دی۔ وہ فوراً گجرات کی طرف روانہ ہوا
جہاں اس نے اپنی زندگی کا عمدہ حصہ یعنی طالب علمی کا زمانہ بسر
کیا تھا۔ مرزا عزیز کوکا نے یہاں اس کے ساتھ عمدہ سلوک کیا
بہت خاطرداری کی اور بادشاہ تک سفارش کی۔ میرزا عزیز کوکا
نے بادشاہ کو لکھا کہ "شیخ مبارک ایک عالم اور پرہیزگار آدمی ہے۔
اس کے بیٹے ہوشیار اور لایق ہیں۔ انعام میں اس کو کوئی جاگیر
نہیں ملی۔ پھر اس کے ستانے اور جگہ جگہ تعاقب کرنے سے کیا حاصل۔"
غرض بادشاہ نے شیخ مبارک کو اپنے دربار میں بلایا اور شیخ فیضی بھی
جس کی شاعری نے شہرت پائی تھی اس کے ساتھ آیا۔ یہ ملاقات
نہایت تپاک سے ہوئی۔ اور فیضی بادشاہ کے پاس رہگیا۔ مبارک
نے اپنے دوسرے بیٹے ابوالفضل کو جس کی عمر اس وقت بیس برس

کی تھی دربار میں پیش کرنا مناسب خیال نہیں کیا۔

اب شیخ مبارک آرام سے بیٹھا اور چوبیس برس تک اپنے لایق اور ہونہار بیٹوں کی ترقی کو شکر اور خوشی سے دیکھتا رہا۔ وہ ہمیشہ اس کا حکم مانتے تھے اور بڑے بڑے کام بغیر اسکی صلاح اور نصیحت کے نہ کرتے تھے۔ سنہ۱۰۰۱ ہجری میں جب کہ اس کے بیٹے سلطنت کے سبب سے اعلی عہدوں پر سرافراز تھے اور وہ اُن کا اقتدار اپنی آنکھ سے دیکھ چکا تھا ۷ ذی قعدہ کو یہ عالم۔ نیک اور بڑا آدمی نہایت اطمینان سے اس جہان سے گزر گیا۔

مبارک ایک سنجیدہ اور پرہیزگار آدمی تھا۔ گو اس کا باپ سیستان کا باشندہ تھا اور اس کے بزرگ عرب سے آئے تھے۔ لیکن وہ خود ہندوستان میں پیدا ہوا تھا۔ اس لئے عبدالقادر بدایونی اور دیگر فارسی مورخوں نے اس کو ناگوری لکھا ہے کہ فی الحقیقت وہ سیستانی ہے۔ بچپن میں اس نے معقول تعلیم پائی تھی اور بڑے ہو کر اس نے ہر مذہب اور ہر علم کے اصول سے واقفیت پیدا کی اس لئے ضرور تھا کہ اس کے خیالات وسیع ہوں اور اس کی ہمدردی عام۔

اور چونکہ ہر فرقہ کے آدمیوں سے تپاک سے ملتا تھا اور اُن کو عزت کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ اِس لئے ہر مذہب کے متعصب آدمی اوس کے ساتھ عداوت رکھتے تھے۔ وہ بہت بڑا عالم بھی تھا اور متقی صوفی بھی اور

جیسا کہ عبد القادر بدایونی کی تاریخ مین اس کی مسجد کے ممبر گرانے کے حال
سے معلوم ہوتا ہی واعظ بھی تھا اور طلبا کو مختلف علوم پر درس بھی دیا کرتا
تھا۔ اس کا گھر درویشون اور خدا پرستون کی خانقاہ تھی جہان وہ اور
اوس کے بیٹے اور ستر آدمی باوزر رہتے تھے۔ انہین مین عبد القادر بدایونی
بھی تھا جو ابوالفضل اور فیضی کا سب سے بڑا دشمن ہوا ہی اور جس کا ذکر
آیندہ آئیگا۔ یہ ستر آدمی نہایت قناعت اور کفایت شعاری سے تنگی
کے ساتھ زندگی بسر کرتے تھے۔ اور بعض دفعہ جب کچھ اور میسر نہ آتا
تھا تو گیہون اُبال کر کھا لیتے تھے اور دن رات فقیرون کی طرح خدا کی
یاد مین مصروف رہتے تھے۔ ایسی ایسی باتون سے لوگ اس کو عامل
اور کیمیا گر کہنے لگے تھے۔ لیکن بعد مین جب اُس کا بیٹا ملک الشعرا
اور دوسرا وزیر اعظم ہو گیا تو اُسکے عمل کا ان کو اور بھی یقین ہو گیا ہوگا
مبارک کا مذہب ٹھیک ٹھیک طور سے معلوم نہین اُسکے
بزرگ رسمی طور پر حنفی کہلاتے تھے۔ اور صوفی تھے۔ وہ خود بھی صوفی
مگر راگ اور حال و قال سے اُس کو نفرت تھی اور اس قسم کے صوفیون
کی مذمت کیا کرتا تھا۔ کسی فرقہ سے اس کو عناد نہ تھا۔ اور چونکہ
ایرانیون سے اکثر ملتا رہتا تھا اس لئے اکثر شیعہ ہونے کا گمان کرتے
تھے مگر ابوالفضل کہتا ہی کہ وہ شیعہ نہین تھا۔ لیکن اس فرقہ کے
اصول سے خوب واقف تھا۔ لیکن دہریہ اور ملحد ہونے کا جو الزام

اسپر لگایا گیا ہے بالکل غلط ہے۔ وہ اکثر خدا تعالےٰ کی عبادت مین
مشغول رہتا تھا۔ جو شخص اُس کی زندگی اور ترقی کا غور سے مطالعہ
کریگا وہ اِس عجیب وغریب آدمی کی متانت استقلال بے تعصبی اور علمیت
سے متحیر ہوے بغیر نہین رہسکتا۔

ابوالفضل کی پیدایش اور بچپن۔ جس زمانہ مین مبارک مستقل طور
سے آگرہ مین مقیم ہو گیا تھا۔ اوس کے گھر مین اتوار کی رات ۶ محرم ۹۵۸ھ / ۱۵۵۱ء
کو ایک لڑکا پیدا ہوا جسکا نام غالبًا ابوالفضل خطیب گازرونی کے نام
پر ابوالفضل رکھا گیا۔ یہ مبارک کا پہلا بیٹا نہین تھا بلکہ اس سے پہلے ۹۵۴ھ / ۱۵۴۸ء
مین ایک اور لڑکا پیدا ہوا تھا جسکا نام اپنے پیر کے نام پر مبارک نے
ابوالفیض رکھا تھا۔ جب اِس بچے کی عمر ڈیڑھ برس کی ہوئی تو وہ خوب باتین
کرتا تھا اور سب آدمی اس کی ہوشیاری سے متعجب ہوتے تھے۔ پانچ
برس کی عمر مین یہ خوب ہوشیار ہو گیا اور اس کے باپ شیخ مبارک نے
جنے اپنی آیندہ امیدین اِنہین دونوں بیٹون پر باندہ رکہی تھین۔
اوس کی تعلیم شروع کی۔ مان باپ دونون نہایت احتیاط سے اُس کی
نگرانی کرتے تھے اور عام لڑکون اور بری صحبت سے ہمیشہ بچاتے رہتے
تھے۔ اور اس نے کئی جگہ اپنی کامیابی کی وجہ اپنے باپ کی لیاقت
اور مان کی سلامت روی کو بیان کیا ہے چنانچہ ایک جگہ کہتا ہے ؎
زا بتدا بر ما تک دبا یک بناز بدم چو طفل زانکہ ہم مالک رقیم بود و ہم بابا سے من

ابو الفضل کو بچپن ہی سے اس زمانہ کے طریقۂ تعلیم سے نفرت تھی۔ اور جس طریقہ سے بچون کو پڑھایا جاتا تھا اور جو کتابین عام استعمال سے ان کی ابتدائی تعلیم کا جزء قرار پاگئی تھین۔ کم عمر ابو الفضل ان کو جی لگا کر نہ پڑھتا تھا۔ اکثر آدمی جو آئندہ بڑے بڑے عالم اور مصنف اور لکھنے والے ہوئے ہین وہ عموماً درسی کتابونپر توجہ نہ کرتے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ مین بھی درسی کتابین ایسی ترتیب سے ہونگے جیسا کہ ہمارے مکتبون مین کچھ عرصہ گزرا کہ حروف تہجی کے بعد محمود نامہ شروع کرا دیتے تھے۔ غرض کچھ ہی سبب ہو ابو الفضل زندہ دلی اور شوق سے نہ پڑھتا تھا۔ یہ حال دیکھا تو باپ نے اپنے بیٹے کی تعلیم کے لئے اپنے اوپر محنت شاقہ اختیار کی۔ شیخ مبارک ہر مضمون پر جو اسکو پڑھانا منظور ہوتا تھا ایک رسالہ لکھکر ابو الفضل کو دیدیتا تھا لیکن اسپر بھی اسنے کوئی معتد بہ ترقی نہین کی۔ ہر بات پر اس کے دل مین شک و شبہات پیدا ہوتے تھے۔ ذہانت کا یہ حال تھا کہ جو بات کورس (کتب درسی) مین ہوتی تھی اس کے خیال مین بہت سے اعتراضات اُسپر آتے تھے لیکن کم عمری حیا اور شرم سے کچھ پوچھ نہ سکتا تھا۔ جب سبق پڑھکر گھر آتا تھا تو اپنے آپ کو ملامت کرتا تھا اور روتا تھا کہ مین کیا پڑھکر آیا ہون کہ کچھ سمجھ مین نہین آتا اور ہر بات پر اعتراضات وارد ہوتے ہین۔ جب استاد سے کوئی سوال کرنے کو ہوتا تھا تو جرأت نہوتی تھی

اور ہکلانے لگتا تھا۔ آخرکار اس کی دوستی ایک ہم عمر سے ہوگئی۔ اور اس کے ساتھ مدرسہ مین داخل ہوکر باقاعدہ طور سے پڑھنے لگا۔ غرض رفتہ رفتہ تمام درسی کتابین جنکا پڑھنا اس زمانہ مین طالب علم کے لئے ضروری سمجھا جاتا تھا۔ اس نے پڑھ لین۔ اور پندرہ برس کی عمر مین تحصیل تمام کرلی۔ آجکل کے معیار کے موافق یہ کہنا چاہیئے کہ اس عمر مین وہ بی۔ اے۔ ہوگیا۔ اس زمانہ مین اوس کی ایسی لیاقت تھی کہ ہر مضمون پر عمدگی سے بحث کرسکتا تھا۔ اور جس کتاب کو اس نے کبھی نہین پڑھا اس کے مضمون پڑھے ہوئے سے اچھا جانتا تھا۔ اس کا سبب زیادہ تر یہ ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے باپ مبارک اور اپنے بڑے بھائی فیضی کے پاس رہتا تھا۔ جہان ہمیشہ علم کا چرچا رہتا تھا اور عالم آدمی آتے رہتے تھے اس سے اُسکی بلند نظری اور حوصلہ اور بھی بڑھت ہوگا۔ اور غالباً اِسی زمانہ مین اس کے دل مین یہ خواہش پیدا ہوگئی کہ اپنے باپ اور بھائی کی طرح مین بھی ایک بڑا آدمی بنجاؤن۔ اپنے باپ اور بزرگون کی مثال سے اس کی طبیعت مین جو مردہ اور پست ہوگئی تھی جوش اور ولولہ پیدا ہوگیا اور گو ۹۷۳ھ ۱۵۶۶ء مین وہ معمولی تحصیل تمام کرچکا تھا۔ لیکن اصلی لیاقت اور علم کی اس مین اب تک کمی تھی۔ اس لئے وہ رسالے اور خلاصے جو باپ نے اسکے لئے کئے تھے اس نے اب دوبارہ دیکھے۔ اس دفعہ وہ بخوبی سمجھہ مین آنتے تھے

اور اسنے اسکو بہت بڑا فائدہ ہوا - اب وہ دل و جان سے لکھنے پڑھنے اور بڑے بڑے مضمون کی کتابین دیکھنے پر آمادہ ہوگیا - آیندہ نو دس سال یعنے چوبیس برس کی عمر تک اسنے گویا ایک کتب خانہ مین زندگی بسر کی جس جوش اور ارادہ سے وہ اس مین مشغول ہوا اور کتابون کے مطالعہ کرنے مین جو محنت شاقہ اسنے اٹھائی اگر اسکا پورا پورا بیان کیا جاے تو مبالغہ معلوم ہوتا ہی -

اسکے باپ کے کتب خانہ مین بہت سی نایاب اور مفید کتابون کا ذخیرہ تھا اور اسکے بڑے بھائی فیضی کو بھی کتابین جمع کرنے کا بہت شوق تھا - فیضی کی وفات پر اسکے کتب خانہ مین (۴۶۰۰) چار ہزار چھہ سو کتابین پائی گئین - جن نعمتون کا ابوالفضل نے خدا کی جناب مین شکر ادا کیا ہی اُن مین سے ایک یہ ہی کہ مجھکو طالب علمی کے زمانہ مین نایاب اور مفید کتابین دیکھنے کا موقع ملا - اور کسی سے مانگنے کی ذلت اُٹھانی نہ پڑی - غرض ۱۵ برس کی عمر سے جب اسنے تحصیل تمام کی ۲۴ برس کی عمر تک اسنے ایک قسم کی دماغی زندگی (انٹلکچول لائف) بسر کی - دُو دُو دن تک وہ کھانا نہ کھاتا تھا - اور کتاب مین مشغول رہتا تھا - یہ حالت دیکھکر لوگون کو نہایت تعجب ہوتا تھا تو وہ اُن کو یہ جواب دیا کرتا تھا کہ جب کوئی آدمی بیمار ہوتا ہی اور عرصہ تک کھانا نہین کھاتا اور نہ پانی پیتا ہی تو تم اسکے زندہ رہنے پر تعجب نہین کرتے میرے کھانے

پر کیون متعجب ہوتے ہو -

اس زمانہ مین وہ زیادہ تر تصوف اور اخلاق کی کتابین دیکھتا تھا اور اسکا اثر اس کی آیندہ تحریرون اور رقعون مین ظاہر ہی - پڑہتے پڑہتے اور بحث کرتے کرتے اکثر کتابین اس کو حفظ ہو گئی تھین - یہ کوئی ناممکن بات نہین ہی - کہتے ہین کہ انگلستان کے بڑے مصنف اور مدبر لارڈ مکالے کو نو برس کی عمر مین سر والٹر سکاٹ کی نظم مارمین حفظ تھی اور بہت سے آدمیون کا یہ قول تہا کہ اگر ملٹن کا کل کلام فوت ہو جاے تو مکالے اسکی تمام جلدین اپنے حافظہ سے لکھہ سکتا ہی - یہی حال ہمارے ابو الفضل کا تھا —

اس کی جودت اور ذہانت کا یہ حال تھا کہ اکثر قدما کے کلام انکے تصانیف اور راویون پر اعتراض کر بیٹھتا تھا اور جیسا کہ دستور ہی کہ ایک نو عمر لڑکے اور نوجوان طالب علم کو بڑے بڑے آدمیو نپر اعتراض کرنے دیکھکر لوگ ہنستے تھے اور بیچارے ابو الفضل کی ہنسی اڑاتے تھے بعض آدمی خیال کرتے تھے کہ زیادہ پڑہنے سے اس کے دماغ مین فتور ہو گیا ہی - بعض اس کا سبب غرور اور جہل مرکب بناتے تھے - ناتجربہ کاری کے سبب سے ایسی ایسی باتون پر ابو الفضل کو نہایت غصہ آتا تھا اور اپنے دل مین پیچ و تاب کھا کر خاموش رہتا تھا اور کبھی کبھی اور طالب علمون سے بحث کرکے انکو عاجز کر دیتا تھا - اس کی تصانیف سے معلوم ہوتا ہی کہ

اس زمانہ مین اس مین کسیقدر نخوت اور خود بینی پیدا ہوگئی تھی اور وہ اور آدمیون کو جاہل مطلق خیال کرتا تھا لیکن اس ضعف کا علاج بعد مین شیخ مبارک نے کر دیا۔

ملا سعد الدین تفتازانی کی کتاب پر جس کو مطول کہتے ہین میر سید شریف کا ایک حاشیہ ہے جسکو میر کہتے ہین۔ ابوالفضل اس پر بہت اعتراض کیا کرتا تھا یہانتک کہ اس کے ایک دوست نے ان اعتراضات کو قلمبند بھی کر لیا تھا ایک دن اسی کتاب پر خواجہ ابوالقاسم کا حاشیہ ہاتھ لگا۔ اس مین دیکھا تو بہت سے وہی اعتراضات تھے جو ابوالفضل کیا کرتا تھا۔ ایسی ایسی باتون سے لوگون کی راے اسکی نسبت بدلنے لگی اور وہ اس کو اور نظرون سے دیکھنے لگے۔ اور ابوالفضل ہین ایک بے وقوف اور منہ زور طالب علم کی جگہ ایک ذہین اور مستعد طالب علم ان کو نظر آنے لگا۔

اسکے حافظہ کا حال یہ تھا کہ طالب علمی کے زمانہ مین فاضل اصفہانی کا حاشیہ دیکھا تھا۔ ایک شخص کے پاس یہی حاشیہ اصفہانی موجود تھا لیکن نصف سے زیادہ کیڑے نے کھا لیا تھا اور لوگ اس سے فائدہ اٹھانے سے محروم تھے۔ ابوالفضل نے وہ حاشیہ لے لیا اور بوسیدہ ورقون کو الگ کرکے انکی جگہ کورے ورق لگائے اور صبح کو جو اس کے مطالعہ کا خاص وقت تھا اس کو اپنی یاد سے لکھنا شروع کیا۔ جب لکھ چکا تو کچھ عرصہ کے بعد اصل کتاب پوری ہاتھ لگ گئی۔ جب لوگون نے مقابلہ کیا تو صرف دو

جگہ لفظون مین فرق تھا۔ چار لفظ قریب المعنی تھے اور باقی سب حرف بحرف صحیح تھا۔ اس سے لوگون کو نہایت ہی تعجب ہوا اور وہ نوجوان ابوالفضل کو عزت کی نگاہ سے دیکھنے لگے۔

ابوالفضل کا دربارِ شاہی مین داخل ہوکر ترقی کرنا

جب ۹۷۷ھ / ۱۵۶۹ع مین شیخ مبارک اور اوس کے خاندان کی بادشاہ سے موافقت ہوگئی تو ان دونون بھائیون کے لیئے ترقی کرنے کے واسطے ایک وسیع میدان کھل گیا۔ فیضی کو بادشاہ نے اپنے دربار کے شاعرون مین مقرر کیا اور اسنے وہان لٹریچر اور شاعری مین جو جو کار نمایان کئے ہین وہ دنیا پر پوشیدہ نہین۔ فیضی نے اکبر کے دربار مین جہان ایشیا کے تمام فارسی بولنے والے ملکون کے بڑے بڑے شاعر موجود تھے ملک الشعراء کا خطاب اور درجہ پایا۔ اور سنسکرت کے لٹریچر کا دروازہ مسلمانون پر کھول دیا جس سے مسلمان بہت کم مستفید ہوے تھے اور جو لوگ اس سے واقف تھے وہ بھی کوئی بڑی تصنیف چھوڑ کر نہ گئے تھے۔ (۱) سنسکرت کی بیشمار کتابون کا ترجمہ فیضی نے خود کیا یا ان کو صحیح کیا بعض مصنفون نے فیضی کی نسبت ایک عجیب حکایت لکھی ہے جس کی صحت مین اکثر تردد ہوتا ہے۔ کہتے ہین کہ بنارس مین ایک پنڈت کا بھیس بدلکر ایک

---

(۱) دیکھو ایلٹ کے مورخین ہند جلد ۵ صفحہ ۲ اس آرٹکل مین مصنف نے ثابت کیا ہو کہ فیضی سے پہلے بھی بہت سے مسلمان سنسکرت جانتے تھے۔

مشہور فاضل سے سنسکرت کی تحصیل کی ۔ کچھ عرصہ کے بعد یہ بات اُس پنڈت پر کھل گئی اور غم و غصہ سے اس نے خودکشی کا ارادہ کیا ۔ فیضی نے مشکل سے اپنے استاد کا اس جرم سے باز رکھا مگر اس شرط پہ کہ ہندوؤں کے مقدس ویدوں کا ترجمہ کبھی نہ کرے ۔

(۲) فیضی نے اس شرط کو دیانت داری سے پورا کیا ۔

غرض فیضی کی بادشاہ کے دربار میں بڑی شہرت تھی اور سنسکرت کی بڑی بڑی کتابوں کا ترجمہ کرنا اس کے سپرد تھا ۔ ۹۸۱ھ / ۱۵۷۴ء میں اُس نے اپنے چھوٹے بھائی ابوالفضل کو بادشاہ کے دربار میں پیش کیا ۔ اس وقت ابوالفضل کی عمر صرف ۲۴ سال کی تھی اور اس کے آقا یعنی اکبر کی ۳۲ سال ۔ اِس کے دربار شاہی میں آنے کے متعلق عبدالقادر بدایونی نے ۹۸۱ ہجری کے بیان میں لکھا ہے کہ ۔

" اس زمانہ میں ابوالفضل جسکے علم و فضل کا ستارہ درخشاں تھا دربار میں آیا اور بادشاہ کی اسپر بہت عنایت ہوئی "

معلوم ہوتا ہے کہ اس سال ابوالفضل کو کوئی خدمت سپرد نہیں کیا ہوئی تھی ۔ وہ صرف اپنے بھائی فیضی کے یہاں آیا تھا اور اس نے دربار میں اس کی تقریب کی تھی ۔ دوسرے سال ابوالفضل پھر اکبر کے دربار میں آیا

---

(۲) دیکھو روز گارڈن فرام پرشیا (چمنستان از ایران) جس میں فارسی شعرا کا ذکر اور اونکے کلام کا ترجمہ ہے ۔

اس وقت اس کی شہرت ہندوستان کے اطراف و اکناف میں پھیل گئی تھی۔ اس سال کے واقعات میں بدایونی لکھتا ہے "کہ ابوالفضل جس کو اب علامہ کہتے ہیں دوبارہ دربار میں آیا۔ اس نے تمام جہان میں شہرت حاصل کی اور چراغ دن کو جلایا"۔ ایک بار ابوالفضل نے آیت الکرسی کی تفسیر جو خود اس نے لکھی تھی پیش کی۔ اس کا بہت چرچا اور لوگ اس نوجوان شخص کی یہ لیاقت اور شہرت دیکھکر تعجب کرتے تھے۔ چنانچہ عبدالقادر بدایونی لکھتا ہے کہ "لوگ کہتے ہیں کہ یہ تفسیر اس کے باپ نے لکھی ہے"

دربار میں آتے ہی اسکی شہرت دفعتاً تمام ہندوستان میں پھیل گئی۔ تمام علماء اور امراء اس سے حسد کرنے لگے اور انھوں نے اس کی ہر تصنیف اور انشاء کو سرقہ بتایا اور کہا کہ یہ اسکے باپ مبارک کی تصنیف ہے۔ دربار کے فضلاء نے جلسے کئے اور اس کو بلا کر بڑے بڑے مباحثے کئے۔ لیکن مباحثوں سے انکو اور بھی نقصان پہونچا۔ سب کو معلوم ہو گیا کہ دربار کے لائق آدمیوں میں ابوالفضل سب سے زیادہ لائق ہے۔

ہر شخص کو جب وہ دنیا میں قدم رکھتا ہے اور اپنی زندگی کی رفتار شروع کرتا ہے۔ لوگوں کے دلوں پر اپنی دیانت اور لیاقت کا سکہ جمانے کے لئے ایک عرصہ درکار ہوتا ہے۔ وہ بہت آہستہ آہستہ چھوٹے چھوٹے عہدوں سے ترقی کر کے بڑے بڑے عہدوں پر پہنچتا ہے۔ لیکن ابوالفضل کی یہ ترقی کا ثبوت بہت جلد ہو گیا۔ اس نے بہت تھوڑے عرصہ میں بادشاہ

کے دربار مین بلکہ اُس سے بھی زیادہ بادشاہ کے دل مین اپنی عظمت اور وقعت قائم کر دی۔ سب سے بڑی بات یہ ہر کہ ابوالفضل نے اس قدر شہرت اور ترقی اپنے قوت بازو یعنی اپنی لیاقت اور ہوشیاری سے حاصل کی وہ ایک جگہ صاف کہتا ہر کہ "خدا کا شکر ہر کہ مین نے بغیر کسی کی سفارش کے خود بادشاہ کی عنایت سے یہ مرتبہ پایا ہر"۔

لیکن جس دربار مین وہ آیا تھا وہان صرف علم وفضل اور قلم کے زور سے کوئی شخص سلطنت کے اعلی ترین عہدے پر نہ پہنچ سکتا تھا وزارت اور خصوصًا وزیر اعظم کا عہدہ مسلمانون مین صرف علم وفضل کی تخصیص سے کبھی نہ دیا جاتا تھا۔ اور خصوصًا اس عہد مین جس مین ابوالفضل پیدا ہوا تھا۔ اکبر جو اس وقت ہندوستان کے تخت سلطنت پر تھا ایسا مشہور بادشاہ ہر کہ اس کے حالات بیان کرنے کی یہان کچھ ضرورت نہین ہر۔ لیکن اس کی لیاقت اور خصلت کا اندازہ کرنے مین فارسی اور انگریزی مورخ اکثر غلطی کرتے ہین۔ وہ ایک نیک طبیعت بلند نظر۔ اور رحم دل بادشاہ تھا۔ وہ ذہین بھی تھا۔ مگر جاہل۔ بہادر بھی تھا مگر پرلے سرے کا بھولا۔ اور یہ بھولا پن اس کے تعلیم یافتہ نہ ہونے کا نتیجہ تھا۔ چار سال تک وہ بیرم خان کی اتالیقی مین رہا اور جب ۱۸ سال کی عمر مین اُسنے خود مختار ہونا چاہا تو خود اسکو اپنے امرا اور صوبون سے ایک دفعہ ہی سخت لڑائیان لڑنی پڑین۔ اِس سے وہ حیثیت

چالاک - بہادر اور جفاکش ہو گیا تھا - اُسپر سب آدمیوں سے زیادہ جلد اثر پڑتا تھا - ایک زمانہ مین وہ متعصب علماء کے اثر مین تھا جو ہمیشہ غیر قوموں اور غیر مذہبوں کو اور دوسرے فرقہ کے مسلمانوں کو ستانا اپنے فرائض مذہبی اور اعمال حسنہ سے سمجھتے تھے - اس کے بعد مدت تک خواجہ معین الدین چشتی اور سلیم چشتی کا اعتقاد رکھا ۱۵۶۸ء مین جب وُہ چتور گڑھ فتح کر چکا تو اسپر راجپوتون کا اثر پڑا - ایسی حالت مین ایسے دربار مین وزیر اعظم ہونے کے لئے قلمی لیاقت کافی نہین ہو سکتی - اکبر بیشک عالمون کی قدر کرتا تھا - جاگیرین دیتا تھا - محبت سے اور تعظیم سے اُنکے ساتھ ملتا تھا - لیکن انکا کام سلطنت کے حساب و کتاب رکھنے - تصنیف و ترجمہ کرنے کے اور کیا ہو سکتا ہے ابوالفضل نے آکر آخر کار اس روک کو دُور کیا -

معلوم ہوتا ہے کہ دربار مین داخل ہوتے ہی اُسکا مقصد اور غایت ایک خاص بات تھی وہ یہ کہ وزیر اعظم کے درجہ تک پہنچے - اس لئے اس کی کوشش اسی امر کی جانب ہوتی تھی - لیکن یہان ہندوستان مین اُسکے لئے ہوشیاری مدبری اور علمی لیاقت سے بھی زیادہ ایک اور چیز کی ضرورت تھی وہ سپہ گری ہے - بادشاہ ایک غیر زبان بولنے والی قوم پر جسکا مذہب معاشرت اور خیالات بالکل علیحدہ بلکہ بعض حالتون مین متضاد ہوتے تھے - حکومت کرتے تھے - ایسی سلطنت کے قیام کے لئے زبردست فوجی طاقت کا

ہونا ضروری تھا جو ہر موقع پر مخالف طاقتوں کو جو اسکے مقابل مین صف آرا ہو سکتی ہون زیر کر سکے - یہی وجہ ہے کہ وزیر اعظم جن پر تمام کاروبار سلطنت کا مدار ہوتا تھا ہمیشہ بڑے بڑے سپاہی اور سپہ سالار ہوتے تھے -

لیکن ابو الفضل کی تمام عمر گویا ایک کتب خانہ اور خانقاہ مین گزری تھی - اسکا دماغ کتابون نے کھا لیا تھا - وہ خود اپنی نسبت ایک جگہ لکھتا ہے ؎ دُودِ چراغ خوردہ شب آوردہام بروز ؛ معذورم ار نماند دماغ مرا تری ؛ مینے چراغ کا دہوان کھا کر (مطالعہ کرکے) رات سے صبح کی ہے - اگر میرے دماغ مین تازگی اور طراوت نہو تو مین معذور ہون - مگر اسکا جسم قدرتاً توانا تھا اور درست - وہ جسمانی اور دماغی محنت کی خوب برداشت کر سکتا تھا - ہر شخص جسکا دماغ صحیح اور جسم تکلیف و محنت کی برداشت کر سکتا ہے - اگر کافی محنت اور سختی گوارا کرے تو ہر کام مین جسمین انسان کامیاب ہوا ہے وہ کامیاب ہو سکتا ہے -

اب اسنے دربار مین داخل ہوتے ہی وہ فنون جنگ سیکھنے شروع کئے جو اس زمانہ کے لحاظ سے عمدہ سمجھے جاتے تھے - اور ان کے حاصل کرنے مین اسنے کوئی محنت باقی نہ چھوڑی - تلوار - بندوق - تیر - اور سب ہتیارون کا استعمال کرنا - گھوڑے پر سوار ہونا - اور لمبے لمبے کوچ کرنیکا عادی ہونا - کھانے اور پینے کی تکلیف برداشت کرنا - غرض تمام فن

جو بہادر سپاہیون کے لئے ضروری تھے سیکھے۔ اب اسکی یہ خواہش تھی کہ مجھکو کسی لڑائی یا دکن کی جنگون مین بھیجدیا جائے اور وہان اپنی سپاہیانہ اور لیاقت حربی دکھانیکا موقع ملے۔ اور اس طرح دکن مین فتوحات کرکے اور کار نمایان دکھاکے وزیر اعظم کے عہدہ کا استحقاق حاصل کرے۔ لیکن اُسکی یہ خواہش پوری نہوئی اور کچھ عرصہ کے بعد بغیر کسی سپہ گری کے انعام کے مل گیا۔ جس طریقہ سے ابوالفضل نے مختلف عہدونپر ترقی پائی اسکا مفصل حال معلوم نہین ہی۔ غالباً ۹۹۰ ہجری مین یعنی دربار مین داخل ہونے کے ۸ سال بعد جب اسکی عمر ۳۲ سال کی تھی وہ ہندوستان مین سب سے زیادہ معزز رعایا سمجھا جاتا تھا اور وزرا مین اس کا درجہ سب سے برتر تھا۔

ابوالفضل مُنشی اور مُصنّف۔ جس سبب سے ابوالفضل کا نام آجتک ہندوستان مین مشہور ہی وہ اسکی وزارت علمی لیاقت یا مذہبی خیالات کی وجہ سے نہین ہی بلکہ اسکی انشا پردازی کی وجہ سے۔ ایران مین جہان کے باشندے غیر ملک کے فاضل کی لیاقت کو خصوصاً فارسی زباندانی مین تسلیم کرنے کو ایک قومی ہتک سمجھتے ہین۔ اور ہندوستان مین اسکی عزت یکسان ہوتی ہی اور وہ فارسی زبان کا ایک مُسلّم منشی مانا جاتا ہی۔ ابتک جسقدر فارسی دان ہندوستان مین موجود ہین وہ ابوالفضل کا حوالہ دیتے ہین اور اسکو فارسی زبان پر سب سے زیادہ قادر مانتے ہین۔ اس کے رقعات

اور تحریرین اسکے بھانجے عبد الصمد ابن افضل محمد نے ایک بڑی جلد مین جمع کئے ہین اور انکو تین دفتر دن پر تقسیم کیا ہی - پہلے دفتر مین وہ نامے ہین جو شہنشاہ ہندوستان کی طرف سے ایران توران یا دکن کے بادشاہون اور شرفاے مکہ کے نام لکھے گئے ہین - یا بادشاہی فرمان اور سرکلر ہین جو سلطنت کے تمام صوبہ دارون - عہدہ دارون - شہزادون کے پاس روانہ کئے گئے ہین دوسرے دفتر مین وہ عرائض اور خط ہین جو ابوالفضل نے اکبر یا شاہزادون اور اپنے دوستون کے نام لکھے ہین - اور اسی مجموعہ مین وہ خط ہین جو نہایت اقبالمندی کے زمانہ مین عجز وانکسار محبت اور عزت کے ظاہر کرنے کے لئے اس نے اپنے باپ شیخ مبارک کو لکھے ہین - تیسرے دفتر مین ابوالفضل کے خطبے - تصانیف کے خاتمے - کتابون کے انتخاب - خلاصون کے شروع یا آخر مین ابوالفضل کی راے - اور مختصر مضامین (ایسے) ہین جنمین آج کل کے ٹائمز کی طرح وہ کسی اخلاقی یا علمی مسئلہ پر اپنی راے لکھتا ہی اور لوگون کو نصیحت کرتا ہی -

یہ مجموعہ جسکو سہ دفتر ابوالفضل کہتے ہین غالباً فارسی کا پہلا ذخیرہ ہی - جس مین ایک بڑے آدمی کی سرکاری اور خانگی تحریرین اور خط پبلک کے سامنے لائے گئے ہین - ابوالفضل کا طرز تحریر ادنی و اعلی سب نے تسلیم کر لیا ہی اور سلطنت کے فرمانون اور رقعون مین ابوالفضل کا کلام معیار قرار دیا گیا ہی آیندہ بادشاہون کے دربار مین امیرون کے خطوط مین

غریبون کے عرضیون مین - بادشاہون کے آپس کے نامہ و پیام مین - ابو الفضل ہی ابو الفضل پایا جاتا ہو - جہانگیر کے زمانہ سے جبکہ ابو الفضل کے رقعات ہندوستان مین شایع ہوئے اس زمانہ تک جبکہ گورمنٹ آف انڈیا نے فارسی زبان کو دفترون سے موقوف کیا - دفترون کی زبان ابو الفضل کی زبان تھی - ہزارون کتابین انشا کی ابو الفضل کے طرز پر لکھی گئین اور لوگون نے بڑے بڑے آدمیون کے پرائیویٹ خطوط کو جمع کرنا شروع کیا تا انکے طرز تحریر اور انکے لکھنے والون کی عادت خصلت - اور خیالات کے طریقہ تک عوام کو آگاہی ہو - جو شخص اکبر کے زمانہ کے طرز تمدن - معاشرت - لٹریچر اور خیالات کی تاریخ لکھنی چاہے اس کو ابو الفضل کے دفترون سے بڑی مدد ملسکتی ہو -

لیکن شاید ابو الفضل سے بھی زیادہ رقعات عالمگیری مقبول ہوئی ہو جس مین اس زبردست اور عالی دماغ بادشاہ نے جس کو مورخون نے اس قدر بدنام کیا ہو اپنے خیالات نہایت آسان اور سادہ زبان مین بیان کئے ہین - لیکن فارسی بولنے والے اور فارسی لکھنے والے آدمیون کے رواج عام نے رقعات عالمگیری کو مبتدی کے لئے اور ابو الفضل کو منتہی

---

۱ توزک جہانگیری مین چند نامے نقل کئے گئے ہین - جو جہانگیر کی طرف سے شاہ عباس صفوی کے نام - اور شاہ عباس کی طرف سے جہانگیر کے پاس بھیجے گئے تھے ان مین بھی ابو الفضل کا اثر اور اسی کا طریقہ پایا جاتا ہو -

کے لئے مقرر کیا ہو - جسقدر راور رقعات جمع کیے گئے اور نسخے ... وہ ان دونوں مجموعوں کے بعد شائع ہوے مگر وہ اصلیت انہیں کہاں ... غدر سے پہلے یہ بات نہایت عام تھی کہ بے شمار ہندو اور مسلمان طالب علم کسی اچھے فارسی دان کے گرد بیٹھے ہوے ابو الفضل کا سبق پڑھ رہے ہین اور اسکے مشکل اور دقیق لفظون کے سمجھنے کے لئے بار بار حاشیہ پر یا لغت کی کتابون مین نظر ڈالتے ہین - اگرچہ فارسی زبان اور اس کا اثر ہندوستان سے معدوم ہوتا جاتا ہو اور بہت کچھ معدوم ہو چکا ہو لیکن اب بھی ... طلبا صرف لیاقت حاصل کرنے اور دل بہلانے کے لئے ابو الفضل کے ... دفتر دیکھتے ہین اور ... سے عبرت نصیحت اخلاق اور دانائی کا سبق پڑھ سکتے ہین -

ابو الفضل کا طرز تحریر - ابو الفضل کا کلام بہت دقیق اور مشکل خیال کیا جاتا ہو اور اسکے ہر فقرے اور ہر سطر مین استعارے بھرے ہوے ہوتے ہین - فارسی لکھنے والون مین ابو الفضل شاید سب سے زیادہ عربی الفاظ استعمال کرتا ہو اور اسی سبب سے خالص فارسی پڑھنے والون کو سخت مشکل پیش آتی ہو - اس کے کلام کا ترجمہ کسی اور زبان مین کرنا مشکل ہو اور اگر ہر لفظ کا خیال کیا جاے تو ایک لغو اور بے معنی عبارت معلوم ہو گی - کیونکہ اس کی تحریر لفظون کی صف بندی ہوتی ہو جس کو ایک انگریزی مترجم نے "الفاظ کی جمہوری سلطنت" لکھا ہو -

اسکے فقرون کی خبر بہت دُور جاکر نکلتی ہے اور تمام عبارت معترضہ جملون سے
مالامال ہوتی ہے۔ مثلاً ان چند سطرون مین کہ " وبمصداق آن
کما احسن اللہ الیک ہمگی توجہ بہ تمہید قواعد رافت و تاسیس مبانی عفت
واشاعت انوار عاطفت مبذول داشتہ حدایق آمانی و آمال ایشان
را از رشحات سحاب کرمت و احسان و قطرات مطرات فضل و امتنان
تازہ و سرسبز میداریم و پیش نہاد خاطر فیاض آن بودہ است کہ چون
ازاین مہمات فراغ کلی دست دہد بیدرقۂ عنایت الٰہی و ہدایت ازلی کفار
فرنگ کہ در جزائر دریائے شور آمدہ سر بشورش انگیزی برآوردہ اند
دست تعدی بزائران حرمین شریفین زادھما اللہ شرفاً و تعظیماً دراز
کردہ خود بتوفیق ایزدی متوجہ شدہ آن راہ را از خس و خاشاک پاک سازد "
ایک حدیث نبویؐ اور ۳۷ اور عربی الفاظ استعمال کئے ہین اور اگر
چند فقرے بیچ مین سے نہ چھوڑے جاتے تو بہت دور جا کر خبر نکلتی —

آجکل ایران اور ہندوستان مین بہت سے آدمی ہین جو
عربی الفاظ فارسی اور اُردُو مین کثرت سے استعمال کرنے کو بُرا
سمجھتے ہین اور چاہتے ہین کہ جہان تک ہوسکے خالص پارسی یا ہندی
کے لفظ مصنف اپنے کلام مین لائین۔ ایسے ہی انگلستان کے بہت سے
مصنف اور شارح اُن لفظون کے کثرت سے استعمال کرنے کی سخت
ممانعت کرتے ہین جو فرانسیسی یا لاطینی زبان سے لئے گئے ہین۔ پروفیسر میکلجان

نے اپنی کتاب مین لی ہنٹ کی چند سطرین نقل کی ہین جس مین نہایت زور شور سے کہتا ہے کہ صرف اصلی اور خالص سیکسن (انگریزی) لفظون کا استعمال کرنا چاہیئے کیونکہ اس سے زبان عمدہ اور پاکیزہ معلوم ہوتی ہے اور کلام کا زور بڑھ جاتا ہے - مگر ان پندرہ سطرون مین لی ہنٹ نے ۲۷ لفظ ایسے استعمال کئے ہین جو لاطینی وغیرہ زبانون سے لئے گئے ہین -

حقیقت یہ ہے کہ زبان مین شیرینی اور لطف پیدا کرنے کے لئے اصلی ماخذ یعنی پارسی یا ہندی کے لفظ لانے زیادہ مناسب ہین لیکن جب ان محدود زبانون مین کوئی مناسب لفظ نہ ملے یا کلام مین زور اور طاقت پیدا کرنا مقصود ہو تو عربی الفاظ لانے کے بغیر کوئی چارہ نہین ہے - جو لوگ دو زبانون پر قادر ہوتے ہین اور اُن دونون زبانون مین لفظ کا تبادلہ ہوتا ہے تو وہ الفاظ خود بخود اُنکے قلم سے نکل جاتے ہین - ابوالفضل کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ اُسکو فارسی اور عربی پر پوری طاقت حاصل تھی - کسی لفظ کے لئے اُسکو رکنا نہ پڑتا تھا وہ اپنے کلام کو قصداً دقیق کرنا نہ چاہتا تھا لیکن اُسکے وسیع معلومات اور تبحّر کے سامنے ممکن نہ تھا کہ وہ محدود لفظون کو استعمال کرے - وہ ایک جگہ سلیس عبارت کی تعریف کرتا ہے اور کہتا ہے کہ " فصاحت اور بلاغت مانگے کپڑے سے زیادہ نہین ہے - "

مگر اُسکے سامنے گویا تمام لغت حاضر تھے اور وہ جس مطلب کے لئے جس لفظ کو چاہتا تھا اٹھا لیتا تھا ٭٭

ایک اور خصوصیت ابوالفضل کے کلام مین پائی جاتی ہے۔ وہ جگہ جگہ عربی کے فقرے اور اشعار قرآن شریف کے آیات اور فارسی شعرا کا کلام اپنی عبارت مین لاتا ہے۔ کوئی صفحہ ایسا نہین ہے جس مین کسی استاد کا شعر نہو۔ چنانچہ اکبرنامے کے خاتمے مین لکھتا ہے کہ چونکہ نظم کو بزرگون نے نمکدان نثر لکھا ہے اس لئے مینے چند جگہ استادون کے اشعار درج کئے ہین۔ اُس کا قاعدہ ہے کہ جہان اُس کو مسلم استاد کا کوئی قطعہ یا فرد نہین ملتا تو وہ خود کوئی شعر بناکر لکھ دیتا ہے۔ اس بات کا امتیاز کرنا بہت مشکل ہے کہ خاص اس کے شعر اس مین کیا کیا ہین۔

وہ بعض بعض فقرے نہایت سلیس اور مختصر لکھ جاتا ہے جو سادگی اور پاکیزگی مین سعدی کے مشابہ معلوم ہوتے ہین۔ مگر ایسے فقرے بہت کم ہوتے ہین کہ "صبر از نادان آید و شکر از دانا" اور ان کے بعد ہی وہ پھر اپنی لفاظی شروع کر دیتا ہے۔

٭٭ اس کے بڑے بھائی فیضی کے لغت بھی متعدد ہین اور متاخرین مین سے ہر شخص سے زیادہ تھے۔ اس نے عربی مین قرآن شریف کی ایک ضخیم تفسیر لکھی ہے۔ اور لفظ منقوط نہین۔ اس نے حضرت آدمؑ سے آنحضرتؐ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے زمانہ تک ایک تاریخ لکھی ہے جس مین ایک نقطہ نہین۔

ابوالفضل کی علمیت

ایشیا مین بہت کم آدمی ایسے ہوے ہین جنکو موجودہ اور آیندہ نسلون نے اُن کی علمیت اور تبحر ظاہر کرنے کے لئے کوئی لقب دیا ہی۔ یہ لقب نہایت مختلف ہوتے تھے اور تقریباً ہر شخص کو اُس کے معتقد اور حوالی ایک لقب دیتے تھے۔ یہ بات عام علما اور آیندہ نسلون کے قدر اور انداز پر چھوڑدی جاتی تھی کہ آیا وہ اُس لقب کو تسلیم کرتے ہین یا نہین — خواجہ نصیرالدین طوسی کو محقق طوسی۔ مولانا حلی اور بہاؤالدین عاملی کو علامۂ حلی اور علامۂ بہائی۔ فخرالدین رازی اور غزالی کو امام رازی و امام غزالی۔ مولوی عبدالعلی کو بحرالعلوم۔ قاآنی شاعر کو حکیم (الشاعر) یہ لقب ہین جنکو سب نسلون نے ہر زمانہ مین تسلیم کیا ہی۔ لیکن یہ لقب کسی بادشاہ یا گورنمنٹ نے عطا نہین کئے بلکہ خود قوم نے اور قوم کے چند لوگون نے یک دل و یک زبان ہوکر دیئے ہین اور ان کی عزت ان ہزار خطابون سے زیادہ ہی جو کوئی گورنمنٹ کسی شخص کو دیتی — **ابوالفضل** کو بھی **قوم** نے علامی کا خطاب دیا ہی **اکبر** یا کسی بادشاہ نے نہین اور یہ بات نہایت عجیب ہی کہ جب اُس کی ۹۸۲ھ / ۱۵۷۴ع مین جب کہ اس کی عمر صرف ۲۵ سال کی تھی اس کو اس عالی شان خطاب سے یاد کرتے تھے۔ ابوالفضل سے چار سو سال پہلے سے مسلمان ہندوستان مین مستقل طور سے آباد تھے لیکن ابوالفضل کی عزت اور وقار کے لئے یہ

بات بیان کی جاتی ہے کہ وہ پہلا شخص ہے جسنے ہندوستان میں علامی کا خطاب پایا اور اس کے بعد صرف ایک یا دو شخص اور ہوئے ہیں جو اس لقب سے پکارے جاتے ہیں ایک انمین سے شاہ جہان کا لایق اور منتظم وزیر سعد اللہ خان ہے جس کو علامی سعد اللہ خان کہتے ہیں۔

صرف وزیر اور سب سے زیادہ معزز رعایا ہونے کی وجہ سے نہین بلکہ خود اس کی ذاتی لیاقت اور اصلی قابلیت کی وجہ سے اس بڑے آدمی کو علامی دیا گیا ہے۔ وزیر بہت ہوئے ہین جو ابوالفضل سے زیادہ طاقتور اور بارعب تھے لیکن انمین کوئی علامی نہین ہے۔ اس زمانہ مین جسقدر مشہور اور پڑھنے کے لایق کتابین اسکو دستیاب ہو سکتی تھین کوئی ایسی نہ تھی جو ابوالفضل کی نظر سے نہ گزری ہو۔ سلطنت کے کاموں مین ہو یا میدان جنگ مین۔ بادشاہ کے دربار مین یا باپ کی عیادت مین کوئی دن ایسا نہ ہوتا تھا کہ ابوالفضل اپنے مطالعہ کے وقت مین سے چوری کر لے۔ زندگی کے اختتام تک وہ طالب علم رہا اور یہی بات اس کی اسقدر علمیت کا باعث تھی۔ لوگ اس سے حسد کرتے تھے۔ اور بڑے بڑے جرنیل اور امیر دست تأسف ملتے تھے۔ کہ "اس طالب علم پر بادشاہ کی اس قدر مہربانی کیوں ہے! ہر شخص کو جو عالم ہونا چاہتا ہے اور علم و فضل کے وسیلے سے نام پیدا کرنا چاہتا ہے یہ بات یاد رکھنا چاہیئے اور اس پر عمل کرنا چاہیئے کہ کوئی شخص پورا عالم نہین ہو سکتا جب تک کہ بستر مرگ

پر بھی وہ طالب علم تھے۔ یہی تمام کامیابی کی جڑ ہے اور یہی مکالے کی غیر محدود واقفیت اور علم کا سبب تھا فیضی کا تمام کتب خانہ ابوالفضل کے لئے کھلا ہوا تھا جس میں سے اس زبردست شاعر کی وفات پر ۴۶۰۰ جلدیں نکلی تھیں۔ اس زمانہ میں جبکہ چھاپہ خانہ کا ہندوستان میں نام بھی نہ تھا۔ یہ کتابیں چار قسم کی کتب خانوں میں تھیں:—

(۱) تاریخ علم اللسان۔ طب۔ انشا۔ اور علم ادب کی الماری—

(۲) نظم۔ علم الاخلاق۔ علم موسیقی—

(۳) فلسفہ۔ تصوف۔ ریاضی اور نجوم—

(۴) تفسیر۔ فقہ۔ حدیث۔ اصول—

اُس کی لیاقت کی ایشیا ہی کے مصنفون نے نہین بلکہ یورپ کے مصنفون نے نہایت تعریف لکھی ہے۔ سر ولیم جونز جنھون نے اپنی ساری عمر عربی اور سنسکرت کی تحصیل مین صرف کی لکھتے ہین کہ "ابوالفضل ایک عالم اور عمدہ مصنف تھا۔ اور یورپ کے اور مورخون نے کسیقدر مبالغہ سے لکھا ہے کہ ایشیا مین جتنے مصنف ہوے ہین ابوالفضل سب سے عمدہ تھا اُس کا قاعدہ تھا کہ جب کسی کتاب کو اول سے آخر تک دیکھ چکتا تھا تو اُس کے آخر مین اپنی رائے یا جو کچھ اسوقت اس کی طبیعت کی حالت ہوتی تھی لکھ دیتا تھا۔ اس طرح پر اکثر کتابون پر اُس کے خاتمے لکھے ہوے موجود ہین۔ اور اس کے پاس بہت سی بیاضین تھین

جنمین جو بات کسی کتاب مین پڑھتا تھا اور وہ اسکو اچھی معلوم ہوتی تھی فوراً درج کرلیتا تھا۔ اِن کو وہ کچکول کہا کرتا تھا۔ اور ہر کچکول یا (کشکول) کے شروع اور آخر مین وہ ایک خطبہ یا خاتمہ لکھتا تھا۔ اسیطرح کیمیائے سعادت پر۔ خاقانی کی تحفۃ العراقین پر۔ فیضی کی کلیات پر۔ انوری خاقانی۔ ظہیر فاریابی۔ اور حکیم سنائی۔ اور بہت سے اور شاعرون کے دیوانون پر۔ اُسکے خطبے یا خاتمے موجود ہین۔ محقق طوسی کی کتاب اوصاف الاشراف۔ اور مجموعۂ حکما پر اسنے خاتمے لکھے ہین۔ اور فیضی کی کتاب اووار پر اس کی طویل تقریظ موجود ہی۔

میرزا ہادی جس نے تزک جہانگیری کا تکملہ اور دیباچہ لکھا ہی اسمین ابوالفضل کے قتل کے بیان مین لکھتا ہی کہ اگرچہ وہ (شیخ ابوالفضل) ہندوستان کے شیخ زادون (پیرزادون) مین سے تھا مگر اس کا دماغ (قدیم) یونان کا تھا۔ ابوالفضل کا بڑا بھائی ابوالفیض فیضی بھی جس کی شاعری اور نثاری اور زباندانی تمام ہندوستان مین مانی جاتی ہی اور جو اکبر کے دربار مین بڑا شاعر تھا اپنے ایک فخریہ قصیدہ مین لکھتا ہی:-

"جائیکہ از بلندی و پستی سخن رود — از آسمان بلند تر و از خاک کمترم"

"تا ہمچنین چہ رکہ نوشتم نگارش — در فضل مفتخر ز گرامی برادرم"

"جس جگہ بلندی یا پستی کا ذکر ہو مین آسمان سے زیادہ بلند اور زمین سے زیادہ پست ہون۔ باوجود ایسے باپ کے جس کی بزرگیان سطے لکھی ہین

مجھکو اپنے نو نیز ہونے پر بہت فخر ہے پھر آگے چل کر کہتا ہے :-

"شست سالہ دہ میان من و دوست در کمال ÷ در عمر گر بود دو سہ سال افزون ترم"

(یعنی ہم دونوں اسمیں کوئی فرق نہیں) گو ہمارے سو برس کا تفاوت ہے اگر عمر میں اس سے دو تین سال کا بڑا ہوں ۔

شک وشبہات اور مبارک کا اثر ۔ ابوالفضل فطرتاً ایک اداس آدمی تھا اور گو وہ اپنے کلام میں جہاں تک ہو سکتا ہے زندہ دلی اور خوشی ظاہر کرنا چاہتا ہے لیکن غور سے پڑھنے والے کو یہ بات معلوم ہو سکتی ہے کہ وہ نہایت پریشان اور اداس رہتا تھا ۔ درسی تعلیم کے بعد جب اس کی عمر بیس برس کی تھی کثرت مطالعہ نے اسکے دماغ کو مختل کر دیا تھا ۔ کسی بات کا اس کو یقین نہ ہوتا تھا اور دل مین شک وشبہات ہمیشہ پیدا ہوتے رہتے تھے ۔ سب غور کرنے والوں کا حال ایسا ہی ہوتا ہے کارلائل (۳) کی بھی ایک زمانہ مین یہی حالت تھی ۔ وہ زمانہ کے شور وشغب سے بہت گھبراتا تھا ۔ اور قریب تھا کہ دہریہ یا دیوانہ ہو جاے مگر مبارک نے اسکا علاج کر دیا ۔ اس نے اس کے دل مین خدا کی عظمت و قدرت کے خیالات ڈالنے شروع کیے اور اسکو یہ تعلیم دی کہ سب آدمی یکسان ہین ان سے یکسان برتاؤ رکھنا چاہیئے ۔ خدا تعالی کے رحم اور قدرت کے خیال سے ابوالفضل کو اور بھی تسلی اور تقویت ہوئی ۔ چنانچہ جہان لکھتے لکھتے اس کی طبیعت پریشان ہو جاتی ہے تو وہ جگہ جگہ تعجب یا افسردگی اور اداسی مین خدا کی طرف ہاتھ اٹھاتا ہے

اور سیکڑون جگہ ایسے کلمے لکھتا ہی کہ " الٰہی دیدۂ بینائی با شہیر غفلت و دل بیحاصل را بنز ہنگاہ تسلیم و رضا برده صیقل کل عنایت فرما و از کشمکش کون و فساد نجات بخش ""

یہ اوس کی مذہبی طبیعت اور میلان طبع کا نتیجہ تھا کہ وہ انسان کی ہر کوشش کو بے سود خیال کرتا تھا (حالانکہ خود اسنے کوشش ہی سے ترقی کی تھی) وہ ہر کام مین خدا کا ہاتھ دیکھتا تھا اور جب اُسپر کوئی مصیبت پڑاتی تھی تو یہ سمجھکر کہ (ہرچہ از دوست میرسد نیکوست) دل مین صبر اور زبان مین شکر کرتا تھا اور اگرچہ وہ کوشش کرتا تھا کہ اپنے تئین ذلیل ترین شخص سمجھے مگر انانیت اس مین کسیقدر ضرور باقی تھی اور آجکل کے بعض مشہور مصنفون کی طرح ہیر پھیر کر اپنا نام ضرور لاتا تھا۔ وہ اپنے اس عیب سے خوب واقف تھا اور اس کے عوض اپنے تحریرات مین اپنے تئین سخت ملامت کرتا تھا۔ وہ سمجھتا تھا کہ تقدیر سب کچھ ہی اور تدبیر کوئی چیز نہین اور اس کمزوری کے دفع کرنے کی قدرت آمیز نہ تھی۔ لیکن اس کی عملی زندگی کوشش اور تدبیر کرنے والون کے لئے ہمیشہ ایک بڑی رہنما اور عمدہ مثال رہے گی۔

آئین اکبری اور اکبرنامہ

یہ دو کتابین ہین جن سے ابوالفضل کا نام آیندہ نسلون مین ہمیشہ یاد گار رہیگا اس کی غیر معمولی لیاقت اور فوق العادت کوششون کے یہ دو گواہ عادل

ہمیشہ موجود رہیں گے اور چلا چلا کر کہینگے کہ "آؤ اور تم بھی ایسے ہی کام کرو" (۵)

اکبر نامہ اس نے اپنے ممدوح کے حکم سے لکھا اور اپنے سال وفات یعنی ۱۰۱۱ھ/۱۶۰۲ء تک کا حال اس میں درج ہے - یہ اکبر کی ۴۶ سال کی تاریخ ہے اور اس میں مختصر طور سے اس نے ہندوستان کی پہلی تاریخ کا حال بھی بیان کیا ہے - اکبر کے عہد کی اس سے پہلے اور اس سے بعد کی بہت سی تاریخیں لکھی گئی ہیں لیکن جس تفصیل اور تشریح سے اکبر کا حال ابوالفضل نے بیان کیا ہے ایسا نہ مولانا احمد کی تاریخ الفی میں نہ عبدالقادر بداونی کی منتخب التواریخ میں - نہ خافی خان کی تاریخ میں - پایا جاتا ہے - فرشتہ اکبر کے بیان کی پہلی ہی سطروں میں صاف صاف اقرار کرتا ہے "کہ شیخ ابوالفضل برادر شیخ فیضی جزئی دقائق قضایائے آن پادشاہ عالی جاہ در اکبرنامہ ثبت نمودہ مؤلف این اوراق ابوالقاسم فرشتہ کہ در صدد اختصار خلاصہ آن را در این کتاب مندرج میسازد" - ابوالفضل کی یہ تاریخ نہایت صحیح تین جلدوں میں ہے - جن میں دو لاکھ کے قریب سطریں ہیں اور شاید اس سے پہلے اس قدر مختصر زمانہ کی ایسی مطول تاریخ فارسی میں نہیں لکھی گئی - مکالے نے جیمز ثانی بادشاہ انگلستان کے دو برس کا حال دو سال میں لکھا ہے جسپر ایک ظریف آدمی نے کہا ہے کہ آجکل

---

(۵) دیکھو حیات سعدی صفحہ ۵ - ۶ -

کسی واقعہ کے وقوع مین اس قدر عرصہ نہین لگتا جس قدر اس کے
بیان مین۔ لیکن تاہم انصاف یہ ہے کہ ابوالفضل کی تاریخ آجکل کے
مورخانہ نظر سے دیکھی جائے اور یورپ کے بڑے مورخون سے اُس کا
مقابلہ کیا جائے تو نہایت اعلیٰ درجہ کی تصنیف نہین ہو سکتی (۶)

اس تاریخ کے لکھنے کے لئے اول اس نے سلطنت کے حالات
اور واقعات جمع کرنے کی کوشش کی اور یہ کوئی عام مورخون کی
کوشش نہ تھی بلکہ واقعات کی تحقیقات تھی جس طرح پر تحقیقات ہونی چاہیئے
باوجودیکہ وہ اپنی ہی زمانہ کا حال لکھتا تھا اور جو باتین خود اس پر
گزرتی تھین زیادہ تر انہی کا بیان تھا اور سلطنت کی حکمت عملی اور
بھیدون سے ابوالفضل سے زیادہ کون واقف ہو سکتا ہے۔ لیکن پھر
بھی اس نے صرف اپنی ذاتی واقفیت اور رائے پر کبھی بھروسہ نہین
کیا۔ وہ سلطنت کے امرا۔ اعلیٰ عہدہ دارون۔ اور سن رسیدہ آدمیون
سے طرح طرح کی باتین پوچھتا تھا۔ اور انکی چکنی چپڑی باتون ہی پر
کفایت نکرتا تھا۔ بلکہ جو کچھ انکو بتانا ہوتا تھا اس کو لکھوالیتا تھا اور
تحقیقات مین اس درجہ تک احتیاط کو کام مین لاتا تھا کہ بیس معقول
آدمیون سے ایک واقعہ کی نسبت تحریر کرایا کرتا تھا اور یہ سب تحریرین
لیکر ان کا مقابلہ کرتا تھا۔ ابوالفضل کہتا ہے کہ چشمہ یہ حالات بیان کرنے

---

(۶) دیکھو رسالہ حسن مضمون۔ النظر فی التاریخ —

کرنے والون کی باتون مین جو عجیب وغریب اختلافات پائے جاتے ہین اس سے
بعض وقت سخت مشکل پیش آتی ہر اور نہایت حیرت ہوتی تھی کہ ابھی تک
زمانہ بہت نہین گزرا کامون کے کرنے والے زندہ - پادشاہ موجود اور
واقعات خود میری یاد مین ہوے اور اسقدر اختلافات اور پریشانیان
واقع ہوتی ہین - آخرکار اسنے ان تمام مشکلون کے مقابلہ کرنے کیلئے
ہمت باندہی - مختلف آدمیون کی شہادت مین جو باتین متفق تھین انکو
قلمبند کیا اور جہان اختلاف پایا جاتا تھا وہان اپنی نکتہ چینی اور تنقید پر
اکتفا کیا - لیکن جب نہایت معقول اور تجربہ کار آدمیون مین اختلاف
ہوتا تھا یا خود مصنف کے واقفیت کے خلاف بیان کیا جاتا تھا تو وہ خود
پادشاہ کے پاس جاکر تحقیق کرلیتا تھا - اس طرح سات برس کی کوشش
اور محنت سے ابوالفضل نے اکبرنامہ تیار کیا - لیکن یہ کام گو کسیقدر
مشکل ہو ابوالفضل کی طبیعت کے بہت مناسب تھا اور دن رات وہ اسی
کام مین لگا رہتا تھا چنانچہ ایک جگہ کہتا ہر کہ

"ہمانا کہ عشقم دریکار رواشت ٭ چو من بے زبان عشق بسیار داشت"

پہلی دفعہ صرف واقعات کا خیال کیا گیا تھا اب اس کو ہر واقعہ
کو سن و تاریخ سے لکھنا پڑا اور اس مین بہت محنت کے بعد وہ کامیاب
ہوا اور اس لحاظ سے اکبرنامہ کو دوبارہ ترتیب دیا - اس ترمیم سے بھی
ابوالفضل کا اطمینان نہوا اور ایک اور طریقہ اس کے خیال مین آیا -

غرض تیسری دفعہ اس نے پھر اس کتاب کو مرتب کیا - لیکن اس زمانہ
اور بہت سے بڑے بڑے واقعات ہوئے تھے اس لئے اس مین ایک
اور اصلاح کی - اور پانچوین دفعہ مرتب کیا - یہ پانچوان اڈیشن (نسخہ) ہر
جو آجکل ہمارے پاس موجود ہی اور ملک مین شائع ہر -

ایسے مصنف بہت کم ہوے ہین جنھون نے اپنی کسی تصنیف
کو اس قدر محنت اور جانفشانی سے لکھا ہو اور جو اس کو بار بار دیکھتے
اور درست کرنے اور اصلاح دینے سے نہین تھکتے - لیکن جسقدر کتابین
دنیا مین سب سے زیادہ پڑھی جاتی ہین اور جن کو لوگ اپنی زبان کا جز
قرار دیتے ہین وہ ایسی ہی محنت سے لکھی گئی ہین - مصنف کے کلام مین
کیسا ہی زور کیون نہو اور واقعات پر اُس کو کیسا ہی عبور ہو لیکن جب تک
وہ اپنی ساری محنت پوری کوشش اور کامل لیاقت کو صرف نہین کرتا
اُسکی کتاب مقبول خلایق نہین ہوتی - دنیا مین جسقدر کتابین عمدہ خیال کیجاتی
ہین اکبر نامہ کی طرح اسی طرح لکھی گئی ہین مولانا حالی نے ثابت
کیا ہو کہ گلستان ایک عرصہ دراز مین نہایت غور و فکر سے لکھی گئی ہو (۷)
مکالے نے اپنی تاریخ انگلستان ایک عرصہ دراز مین لکھی ہو اور ایسا ہی
کارلائل نے فریڈرک اعظم بادشاہ جرمنی کی لائف لکھنے مین اپنی عمر
اور طاقت کا بہت سا حصہ صرف کیا ہو ایسا ہی ابو الفضل نہ صرف تاریخی

(۷) دیکھو حیات سعدی صفحہ ۸۸ -

لحاظ سے بلکہ زبان اور علم ادب کے لحاظ سے اس کتاب مین اپنی پوری منشیانہ لیاقت کام مین لایا ہو اور اسی سلئے وہ کہتا ہو کہ
"قلم را بخون دل آغشتہ ام + کہ نثرے کم از نظم ننوشتہ ام"
اسی اکبر نامہ کے متعلق ضمیمہ کے طور پر اس نے ایک اور کتاب لکھی ہو جس نے اکبر نامہ سے بھی زیادہ شہرت پائی اور جس مین اُس کو غالباً اکبرنامہ سے بھی زیادہ دقت پیش آئی اس کتاب یا ضمیمہ کا نام آئین اکبری ہو — اس مین اسنے تمام ہندوستان کا جغرافیہ دیا ہو جو اس سے پہلے کبھی نہین لکھا گیا ہو اور عجیب بات ہو کہ امریکہ کے دریافت ہونے کا حال بھی اس نے لکھا ہو اور کہتا ہو کہ فرنگی جنہون نے اس پر قبضہ کیا ہو اسکو (عالم نو) کہتے ہین —
اُس زمانہ کے لحاظ سے یہ جغرافیہ نہایت اعلیٰ درجہ کا ہو - اسمین تمام ممالک محروسہ کی مردم شماری - خانہ شماری - محاصل زمین - صوبون کے خراج - اور زمین کی پیمایش - لگان - پیداواری - اور بادشاہ کے اخراجات اور سلطنت کے مختلف صیغون کا بیان ہی نہین بلکہ ہندوستان کے مختلف شہرون کی صنعت و حرفت اور دستکاری - ہندؤن کے مذہب - انکے خیالات - انکی مقدس کتابون اور فلسفہ کے متفرق فرقون کا ذکر ہو - اس سے پہلے ہندوستان کے کسی مسلمان بادشاہ کے عہد کا نظام سلطنت اور حکمرانی کا مشرح حال معلوم نہین ہو - آجکل کے زمانہ کی رائے کے مطا[بق]

اصلی تاریخ یہی ہے - کیونکہ اس مین مورخ فرد واحد یعنی بادشاہ کے حالات سے رعایا کے حالات اور طرز معاشرت پر اتر آیا ہے اور ہزارون برس کے اس غلط خیال کو "کہ ایک ہی شخص (سلطان) سب کچھ ہے اور ایک کے علاوہ اور سب اس قابل نہین کہ مورخ انکا ذکر کرے" باطل کیا ہے -

انگریزی گورنمنٹ کے عہد مین اس کتاب کی بہت قدر ہوئی -
اور ۸۳-۱۷۸۶ مین مسٹر فرانسس گلیڈون نے وارن ہسٹنگز گورنر جنرل کے حکم سے ترجمہ کر کے تین جلدون مین شایع کیا (اسکے بعد بہت سے ترجمے اور اڈیشن چھپے لیکن لندن کا اڈیشن بہت صحیح ہے اورون مین غلطیان بہت ہین) مترجم نے گورنر جنرل کی کونسل مین جو رپورٹ بھیجی ہے اس مین لکھا ہے کہ "یہ تصنیف خاص طور پر مفید ثابت ہوگی کیونکہ اس مین سلطنت مغلیہ کے اصلی طرز سلطنت کا بیان ہے جو اس کے بانی کے ماتحت تھا" -

ابوالفضل وزیر اور مدبر سلطنت - یہ بات انگریزی مورخین مین مشہور ہے کہ "ایشیا کے بادشاہ اکبر کی تلوار کی نسبت ابوالفضل کے قلم سے زیادہ ڈرتے تھے (۹) اس مقولہ کی اصل یہ ہے کہ جب عبداللہ خان اوزبک والی ترکمان کے پاس اکبر کے فرمان جو ابوالفضل نے لکھے پہونچے اور اکبر کی پالسی کے خلاف اُسنے جو جو عذر کیے تھے ابوالفضل کی زبردست منطق کے سامنے نہ چل سکے کیونکہ وہ ہر بات کے جواب مین

(۹) دیکھو انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا - روز گارڈن فرام پرشیا فیضی کا حال -

سے کیڑون ولیسلین ۔ شالین ۔ اور حجتین لکھتا تھا ۔ اور باوشاہی فرامین اور نامے لکھنے مین اسکا طریقہ ایک عالی اور اثر ڈالنے والا تھا کہ خود اُسکے پڑھنے سے سلطنت ہند کی شوکت ۔ سطوت ۔ اور طاقت کا رعب ڈالنے والا اثر بادشاہون پر پڑتا تھا ۔ توران کے بادشاہ نے جو لڑنے اور مقابلہ کرنے مین اکبر سے نہ ڈرتا تھا ۔ لیکن ابوالفضل کے قلم نے اُسکے دل مین رعب ڈالدیا تھا ۔ لکھا کہ مجھکو اکبر کی تلوار سے ایک خوف نہین ہی جیسا کہ ابوالفضل کے قلم سے ۔

بہت کم وزیر ایسے ہوے ہین جنکی تعریف غیر ممالک کے بادشاہون نے اس طرح کی ہو ۔ ابوالفضل کا ہمعصر فرانس کا وزیر رشلیو بھی کچھ کم مدبر چالاک اور ہوشیار نہ تھا ۔ اس کی نسبت بھی ایک ایسا ہی واقعہ بیان کیا جاتا ہی ۔ جب روس کا پیطر اعظم سیاحت کرتا ہوا فرانس مین رشلیو کی قبر پر پہونچا تو چلا اُٹھا کہ " ای دانا رشلیو اگر تو زندہ ہوتا تو مین اپنی نصف سلطنت تیرے نذر کرتا تاکہ تجھ سے سیکھون کہ دوسری نصف پر کسطرح حکومت کرتے ہین " لیکن بڑا فرق ان دونون وزیرون کی ہوشیاری اور لیاقت مین نہین بلکہ ان کی خصلت اور چال وچلن مین ہی ۔ دونون اپنی سلطنتون کی ترقی کے لئے کوشش کرتے تھے ۔ دونون چالاک اور ہوشیار تھے لیکن رشلیو جیسا مُدبر اور ہوشیار تھا اسیقدر بلکہ اُس سے بھی زیادہ بے ایمان اور سخت تھا ۔

ابوالفضل مُدبر بھی تھا۔ اور شاعر بھی۔ اور فاضل بھی لیکن وہ ہندو اور
مسلمانون کے ساتھ یکسان برتاؤ کرتا تھا۔ اور رحم دلی۔ اور بے تعصبی
مین سب بے نظیر تھا۔
مسلمانون مین ابوالفضل سے پہلے ایک عرصہ دراز تک کوئی
ایسا وزیر نہ ملتا تھا جس نے اپنے قلم کے زور سے وزارت کے درجۂ اعلیٰ تک
ترقی کی ہو۔ آل بویہ مین مشہور ومعروف حکیم بوعلی سینا تھا جس کے
وزارت کے پایہ کو اُس کے علم و فضل کے سامنے کبھی بیان نہین کرتے۔
ایسے ہی ہندوستان مین ابوالفضل کی انشا اور تحریر کا ذکر ہمیشہ ہوتا ہے
اور وزارت مین جو کچھ اسکو کامیابی ہوئی اسکو بہت کم آدمی جانتے ہین
ابوالفدا کی تاریخ کا ذکر ہوتا ہے اور اسکی بادشاہت کا بیان کوئی نہین جانتا

(سلطنت مغلیہ پر ابوالفضل کی پالسی کا اثر)

اگرچہ ابوالفضل ابھی دربار مین نہ آیا تھا کہ اکبر کو ہندوؤن سے کچھ عناد نرہا تھا
لیکن یہ بات ابوالفضل کے اقتدار پر ہوئی کہ سلطنت کی تدبیر اور عہدون
مین سب رعایا کا حق یکسان ہے۔ چنانچہ سب کو برابر عہدے دیئے
گئے۔ اور منصبدارون کی فہرست مین تمام سلاطین مغلیہ کے زمانہ مین
شاہزادون کے بعد اکثر ہندو اُمرا کے نام ہوتے تھے۔ وفاداری اور نمک
حلالی مین ہندو اُمرا اور راجپوتانہ کے راجہ مسلمان سلطنت کے قایم

رکھنے کے لئے مسلمانون سے بھی ایک قدم آگے رہتے تھے - اس طرح پر سلطنت کی عمارت کی بنیاد ایک محکم چٹان پر قائم کی گئی - اور ایسا نظم سلطنت اختیار کیا گیا کہ سب رعایا شہنشاہ ہندوستان سے خوش ہیں -
یہ ابوالفضل ہی کی پالسی کا نتیجہ تھا اور اسی کی کوشش کا ثمرہ تھا - کہ ہزارون ہندو صبح کے وقت جھروکے کے نیچے کھڑے رہتے اور جب تک بادشاہ کے درشن (زیارت) نہ کر لیتے تھے کھانے پینے کو اپنے اوپر حرام سمجھتے تھے جب اُس خشک مزاج - متشرع - با احتیاط - اور عجیب و غریب لیاقت کے عمر سے یعنی اورنگ زیب نے جھروکہ مین بیٹھنا اور درشن دینا موقوف کیا تو کئی دن تک درشنیون نے غل مچایا اور کھانا نہ کھایا
غرض جو پالسی ابوالفضل نے قائم کی اُس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اکبر ابوالفضل کا قاتل جہانگیر اور شاہجہان ایک عرصۂ دراز تک امن اقبال اور شان و شوکت سے سلطنت کرتے رہے - اور اگر وہی پالسی برابر جاری رہتی اور اورنگ زیب ایک مخالف پالسی ایجاد نہ کرتا تو عجب نہین کہ ہندوستان آج کسی اکبر رابع - جہانگیر ثانی - شاہجہان ثالث - یا عالمگیر خامس کے قبضہ مین ہوتا اور ہندو اور مسلمان اس زبردست طاقت کے سامنے اطاعت اور محبت سے سر جھکاتے - یہ ابُوالفضل کی پالسی پر عملدرآمد نہ کرنے کا نتیجہ تھا کہ مُصیبت زدہ ہندوستان ۱۷۰۷ء سے جب اورنگ زیب نے انتقال کیا ۱۸۵۷ء تک جب کمپنی کی حکومت کا خاتمہ ہوا خونریزی جنگ و

فساد اور ابتری کا گھر تھا۔

اگر کوئی وجہ نہین تو صرف اس لئے سب مسلمان ہندو اور عیسائیون کو اس غیر معمولی آدمی کا مشکور ہونا چاہیئے کہ اس نے دیکھ لیا جب کہ کسی نے نہ دیکھا تھا کہ ہندوستان کی سب قومون کی مجموعی ترقی کس طرح سے ہو سکتی ہر اور جس کی پالسی نے ہمکو ایسے ایسے بادشاہ دیئے جنکی یاد بغیر ایک آہ سرد کے کسی متنفس کے دل مین نہین ہو سکتی۔

ابو الفضل کے خیالات اور انکے پیدا ہونیکا سبب ۔ ابو الفضل کے وہی خیالات تھے جو مبارک کے تھے۔ مذاہب کے متعلق اُسکی وہی رائے تھی جو مبارک نے اُس کو تعلیم دی تھی اور یہی راے ابو الفضل نے اکبر کے دل مین بٹھادی۔ اسکا فلسفہ مذہب حال کے زمانہ کے بڑے فلاسفر کارلائل سے بہت مشابہ تھا۔ کارلائل کا قول ہر کہ "ہر مذہب مین سچ ہر۔ ورنہ آدمی اسکو کیون مانتے ہین (۱۰) ابو الفضل کے خیالات اور اسکے سبب سے اکبر کے خیالات بھی قریب قریب ایسے ہی تھے۔ وہ یہ کہ ہر مذہب مین نیک باخدا اور پرہیزگار آدمی ہوتے ہین۔ اس لئے ہر مذہب کے اصول کو عزت کی نگاہ سے دیکھنا چاہیئے۔ اسی خیال کو اس نے اپنے ایک مختصر مضمون مین بیان کیا ہر اور کہتا ہر کہ عقلمند آدمیون پر پوشیدہ نہ رہے کہ اعلی مقصد اور اصلی مطلب خدا تعالے . . . کی ذات اور

(۱۰) دیکھو کارلائل کی ہیرو اینڈ ہیرو ورشپ لکچر اول دی ہیرو ایز ڈیوٹا یہ

صفات کا دریافت کرنا ہی۔ اس انمول موتی کے ڈھونڈھنے والے دو گروہ ہین۔ ایک وہ لوگ جو اپنی باطنی روشنی اور قلب کی صفائی سے اس مقصد کے حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہین۔ دوسرے وہ" جو دلیل و حجت کے عمدہ وسیلے سے اس مبارک مقصد کے بلند محل پر چڑھکر دانائی تک پہونچتے ہین پہلا گروہ اگر نبی کے وجود کا قائل ہی تو اس کو صوفیہ ورنہ حکماے اشراقیہ کہتے ہین۔ اور دوسرے طبقہ کے آدمی اگر نبی کے ہونے کو تسلیم کرتے ہین تو متکلمین (۱۱) ورنہ حکماے مشائین کہلاتے ہین۔

یہی سبب ہی کہ وہ جبر کے پارسی اور پرتگال کے پادری سے لیکر ہندوون کے جوگیون اور مختلف فرقون سے اتحاد رکھتا تھا۔ ہر مذہب۔ ہر فرقہ اور ہر قسم کے خیالات کے آدمی اس کے سامنے اکبر کے دربار مین موجود رہتے تھے۔ ایسے آدمی جنکا اجتماع ہندوستان مین پھر کبھی نہین ہوا۔ وہان ابو الفتح گیلانی۔ اور حکیم ہمام جیسے حکیمانہ مزاج اور یونانی مشرب آدمیون سے لیکر مولانا احمد (۱۲) جیسے شیعہ۔ عبد القادر بدایونی جیسے سنی۔ بیربل جیسے

(۱۱) مسلمانون مین جو علما اپنے مذہب کو عقل کے مطابق اور دیگر مذاہب (جنکو وہ نحل کہتے ہین) عقل کی میزان کے ساتھ ناقص ثابت کرتے تھے وہ علما متکلمین کہلاتے تھے اور انکا علم علم کلام۔ آجکل ہندوستان کے مختلف فرقے اسکو علم مناظرہ کہتے ہین۔ مناظرہ کے معنی ریویو یا نکتہ چینی کے ہو سکتے ہین۔

(۱۲) مولانا احمد نے اکبر کے حکم سے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ سے لیکر سنہ ۱ ہجری تک کی تاریخ لکھی ہی جس کو تاریخ الفی کہتے ہین۔

مسخرے اور احمق - اور ٹوڈرمل جیسے متعلم اور لایق ہندو موجود تھے - اسلیے ضرور تھا کہ ابوالفضل ان پر اثر ڈالے اور اثر پذیر ہو -

لیکن پُرانے طریقہ کے علما ہمیشہ اُس پر لعنت کرتے رہتے تھے - اور وہ بھی اُنکی مخالفت مین کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑتا تھا - اس کا سب سے بڑا سبب یہ تھا کہ اس کے باپ کو اور خود اس کو ابتدا مین اُنکے ہاتھ سے نہایت سخت ایذا اٹھانی پڑی تھی - اور جن لوگون نے اپنے اقتدار کے زمانہ مین اسکے باپ کے قتل کا فتوی لکھ دیا تھا اور اس کے گھر اور ممبر کو مسمار کر کے اس کو جنگل جنگل پھرایا تھا - جن لوگون کے دل مین ہر قسم کی آزادی اور لیاقت کے خلاف کینہ بھرا ہوا تھا - جبوقت اسکو اقتدار ہو تو کیون نہ انکو ستاے اور بادشاہ کے مزاج کو ان کی طرف سے کیون نہ برہم کردے - لیکن پھر بھی ابوالفضل جیسے شخص کو (جو اپنی تصانیف اور تحریرون مین صلح کل - رضا اور تسلیم کے لفظون کو اسیقدر بار بار اور کثرت سے استعمال کرتا ہے جیسا ہمارے آجکل کے مُصنّف اسلام - قوم اور ترقی کے لفظون کو اپنے مضامین مین لاتے ہین) یہ بات زیبا نہین ہے کہ ایک خاص گروہ کے ساتھ جو باوجود اپنے عیب اور نقص کے اسلام کے نام لیوا ہین اور جو کچھ کرتے ہین اپنے نزدیک اسلام کے لئے کرتے ہین - عداوت سے برتاؤ کرتے ہین یہ بات انکی زندگی پر بہت بڑا دھبہ ہے - انسان کیسا ہی پاک کیون

نہ ہو جائے پھر بھی عیبون سے اور کمزوریون سے نہین نکل سکتا ـ
تاہم ابوالفضل ہمیشہ عالمون کے ساتھ دشمنی نہ کرتا تھا ـ
منتخب التواریخ کا مصنف عبدالقادر بدایونی جو اُسکا سب سے بڑا دشمن
ہے اور جس نے اس کی اور اس کے بڑے بھائی فیضی کی ہجو مین
اور اونکی بے دینی ثابت کرنے مین کوئی دقیقہ فروگزاشت نہین کیا
ایک عرضی نقل کرتا ہے جس مین ابوالفضل نے اپنی دشمن کی تعریف
نہایت زور شور سے کی ہے اور بادشاہ سے یہ التجا کی ہے کہ اس لایق
مگر غریب شخص کو کوئی عہدہ اور جاگیر ضرور ملنی چاہیئے ـ پھر بدایونی
لکھتا ہے کہ "گو وہ میرا محسن ہے مگر یہ عداوت دین کی عداوت ہے ـ اسلئے
ناظرین مجھ کو معاف رکھین ـ

(ابوالفضل کا مذہب اور دین الٰہی)

اگرچہ علما کے تعصب ـ تندی اور حرص کے سبب سے ابوالفضل کو
مولویون سے بداعتقادی پیدا ہو گئی تھی کیونکہ وہ دیکھتا تھا کہ وُہی
شیخ عبدالنبی مخدوم الملک جو علماء کا سرغنہ تھا اور دنیا سے اِس قدر
بے اعتنائی ظاہر کرکے افلاس اور تنگی سے زندگی بسر کرتا تھا اور
جس نے خدا کی راہ مین مبارک کو اسقدر تکلیف دی تھی ـ جب مرا تو اُسکے
گھر مین سے کئی صندوق سونے چاندی کے اینٹون سے بھرے ہوئے
نکلے تھے ـ لیکن اِس بات کے باور کرنے کی کوئی وجہ نہین ہے کہ اسلام

کی عظمت اور بانی اسلام (علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام) کی محبت اسکے
دل سے نکلگئی تھی۔ بلکہ اس کے خلاف بہت سی شہادتیں پیش ہوسکتی ہین
جنسے ثابت ہوتا ہو کہ وہ مرتے دم تک اسلام کے اصول سے ہرگز باہر اور
منکر نہین ہوا تھا۔ اس کے دشمنون نے اسپر الحاد یعنی ذات باری کے وجود
کے انکار کا الزام لگایا ہو لیکن وہ بالکل غلط ہو۔ اُس سے زیادہ کوئی مصنف
خدا تعالے کا نام اور ذکر اپنے کلام مین نہین لاتا۔ اور یہ محاورہ سکے طور پر
نہین بلکہ التجا۔ دعا۔ اور گڑگڑانے کے موقع پر۔ اگر وہ ملحد یا بے دین یا
اسلام سے منکر ہوتا تو اس کی حالت اور عادت ایسی نہ تھی کہ ایک لمحہ
بھی وہ اپنے خیالات ظاہر کرنے سے خوف کرتا۔ "جبتک ایک شخص
اپنی زبان سے اسلام کے حق ہونیکا اقرار کرتا ہو یا اسلام کی صداقت
کے خلاف اظہار نہین کرتا تو کوئی حق حاصل نہین ہو کہ اُس کو دائرہ
اسلام سے خارج کرین اور اسلام کی تعداد مین ایک عدد کم کرین۔"
سورۂ انا فتحنا کی تفسیر مین جس مین اُسنے بادشاہ کی فتح کا بیان
کیا ہو لکھتا ہو :-

(۱) یا فاتح ابواب علوم و حکم　　　　یا رافع اعلام ایادٍ و نعم

(۲) عرّفنا من فضلک ما لا نعرف　　　　علمنا من علمک ما لا نعلم

(۱) ای علم و حکمت کے دروازون کے کھولنے والے
ای نعمتون اور عطیّون کے جھنڈون کے بلند کرنے والے

(۲) جو بات ہم نہیں جانتے ہم کو اپنے علم سے اُس سے آگاہ کر
جس بات سے ہم ناآشنا ہیں اپنے فضل سے اُس کو بتا
محمدٌ کَ یا مَن ارسل الی الخلق رسولاً امیناً وبشر د بخطاب انّا
فتحنا لک فتحاً مُبیناً —
(۳) للروح جمالہ انیسُ الخلوات　　للعین جمالہ انیسُ الجلوات
(۴) اہداہ اللہ من صلاۃ الصلاۃ　　اضعافُ اضاعیف رمال الفلوات
اے وہ ذات جس نے مخلوقات کی طرف ایک رسول بھیجا امانت دار اور
اس کو انا فتحنا لک فتحا مبینا　　کے خطاب سے خوشخبری دی ہم
تیری تعریف کرتے ہیں —
(۳) روح کے لئے اسکا خیال خلوتون کا ہم نشین ہے
آنکھ کے لئے اُس کا جمال مجلسون کا ہمدم ہے
(۴) خدا تعالے اُس پر اپنے درود کی بخششوں کا تحفہ بھیجے
بیابان کے درون سے بھی چند در چند
اسیطرح جو عبداللہ خان اوزبک حاکم توران کے جواب مین اکبر کی طرف
سے جو نامہ گیا ہے - اس مین وہ اپنے آقا کو ان شعرون کے لکھنے سے بچاتا ہے

قِیلَ اِنَّ اللہَ ذُوْ وَلَدٍ　　قِیلَ اِنَّ النَّبِیَّ قَدْ کَہَنَا
مَا نَجَا اللہُ وَالرَّسُوْلُ مَعًا　　مِن لِسَانِ الوَرٰی فَکَیْفَ اَنَا

خدا بیٹے والا - نبی جادوگر بتایا گیا - جب خدا اور رسولؐ لوگون کی زبان

سے نہین بچے تو میری کیا حقیقت ہر۔

لیکن سب سے بڑا الزام جو ابوالفضل پر ہو سکتا ہر وہ دین الٰہی کی خلافت ہر۔ جاہل۔ صاف دل۔ بھولے اور نیک فطرت اکبر کو چند درباریون نے ملکر ایک اوتار یا خلیفۃ اللہ فی الارض بنایا۔ اور خفیہ خفیہ بہت سے درباری اُس مین شامل ہو گئے۔ ابوالفضل بھی انہین لوگون مین تھا۔ ابتدا مین یہ امر بہت مستبعد معلوم ہوتا ہر کہ ابوالفضل جیسا لایق اور سمجھدار آدمی ایسے مذہب کا جس سے زیادہ لغو مذہب کوئی نہین ہو سکتا ایک رکن اعظم سمجھا جاے۔ اگر عمدًا کوئی مذہب ایسا بنایا جاے۔ جس کے اصول لچر ہون تو اُس سے زیادہ لچر مذہب کوئی نہین ہو سکتا۔ نکاح ایک کرنا چاہیئے۔ کیونکہ خدا بھی ایک ہر۔ سئور اور شیر کا گوشت کھانا جائز ہر۔ کیونکہ یہ بہادر جانور ہین۔ پیاز او لہسن کھانا جائز نہین۔ گاے کا گوشت حرام۔ آفتاب اور آگ خدا کا مظہر ہین۔ اِس لئے اِن کی پرستش کرنی لازم ہر۔ تناسخ (آواگون) برحق۔ لا اِلٰہ الّا اللہ اکبر خلیفۃ اللہ دین الٰہی کا کلمۂ طیب ہر۔ اللہ اکبر جل جلالہ۔ جلال الدین اکبر کی رعایت سے سلام مین استعمال کرنے چاہیئین (۱۴) غرض اسلام۔ عیسائیت۔ آتش پرست۔ ہنود سب کے اصول اس مین شامل تھے۔ لیکن معلوم ہوتا ہر کہ عمدًا لغو اصول رکھے گئے

(۱۴) زیادہ تفصیل کے لئے دیکھو قصص ہند حصہ دوم مصنفہ مولانا محمد حسین آزاد

تھے - سب سے بد تر یہ کہ بادشاہ سلامت کے سامنے چیلے سجدہ کرتے تھے اور ابوالفضل لوگون کو اس مذہب پر لاتے تھے - لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اس مذہب مین چند خوشامدی درباری اور راجہ بیربل جیسے مسخرے شامل تھے - اس کی کارروائی خفیہ ہوتی تھی اور خود اکبر اور ابوالفضل کی زندگی مین یہ مذہب ٹوٹ گیا تھا - چیلے بادشاہ کے سامنے ڈنڈوت کرتے تھے اور باہر آکر ہنستے تھے -

اب ابوالفضل پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ وہ کیون ایسے مذہب مین شامل ہوا اور اکبر کو ایسی حماقت مین پڑنے سے کیون نہ روکا کیا وہ نہ جانتا تھا کہ اکبر اور تمام درباری اور تمام دنیا ملکر اسلام حقیقی کے برابر کوئی مذہب علمی یا عملی لحاظ سے درست اور صحیح قائم نہین کر سکتے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ابوالفضل خود جانتا تھا کہ ایسا مذہب کبھی نہین چل سکتا - اس کا غشا یہ تھا کہ بادشاہ اور ارا کین سلطنت سب مذہبون کی رعایا کو ایک نظر سے دیکھین - اور ہندوستان مین ایک زبردست قومی - اور ایک لحاظ سے قومی سلطنت قائم ہو - اکبر اور اس کی اولاد تخت سلطنت پر رہین - اور ہر قوم اور فرقہ کے آدمیون کو سلطنت کے کاروبار اور عہدون مین اُن کی شمار کے موافق حصہ ملے - اس صلح کی پالسی کو عمل مین لانے کے لئے یہ طریقہ برتنا چاہیے کہ اہل دربار اور بادشاہ اگرچہ ظاہر مین مسلمان ہون اور سلطنت کا نام اسلامی سلطنت اور مذہب اسلام

ہو۔ لیکن اس قسم کے برتاؤ کرنے کا امکان ہے دور ہو جائے جس سے غیر مذہب والے یعنی ہنود جنکے ہاتھ میں تلوار ہے اور جن کی تعداد نہایت کثیر ہے منحرف ہو جائیں۔

ہمکو اس سے بحث نہیں کہ فی الحقیقت یہ پالسی کیسی تھی لیکن اس میں شک نہیں کہ خود ابوالفضل نے آخر زمانہ میں دیکھا کہ یہ مذہب نہیں چل سکتا اور اکبر نے یہ کوشش چھوڑ دی۔ جن بیہودہ عقاید کا ہمنے اوپر ذکر کیا ہے وہ ابوالفضل نے پیش نہیں کئے تھے بلکہ دو احمق آدمیوں نے پیش کئے۔ اکبر نے منظور کئے اور چونکہ ابوالفضل بھی اسی کمیٹی کا ممبر تھا اس لئے فرض کیا گیا کہ وہ بھی انکو تسلیم کرے۔

(یورپین مورخوں کا ابوالفضل پر الزام)

بعض یورپین مورخوں نے ابوالفضل پر خوشامد کا الزام لگایا ہے اس لئے وہ اس کے بیان پر بھی اعتبار نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ درباریوں کی خوشامد کی نسبت بدایونی کی تاریخ سے اکبر کی عظمت زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ جو الزام اسپر لگائے جاتے ہیں یہ الزام شاید سب سے زیادہ سخت ہے۔ لیکن یہ الزام خود ابوالفضل پر نہیں بلکہ اس کے زمانہ پر۔ فارسی ایشیائی طریقہ سلطنت پر۔ اور مسلمانوں کی اس بری عادت پر لگانا چاہیئے۔ بیجا خوشامد اور جھوٹی تعریف اسلام کی شان کے بالکل برخلاف ہے۔ اسی مرض

کے رد کرنے کے لیے ہمارے نبیؐ نے فرمایا ہے کہ اذا رأیتم المادحین فاحثوا فی وجوہہم التراب - جب تم کسی خوشامدی کو دیکھو تو اُس کے مُنھ پر خاک دے مارو - لیکن یہ خوشامد آہستہ آہستہ عربی اور فارسی زبان کا ایک جزوِ لا ینجزی قرار پا گئی - ابتدا مین عرب اپنے ممدوحون کی تعریف مین نہایت سیدھے اشعار کہتے تھے - چنانچہ ایک بدو کہتا ہے

؎ لا یذمم بلدا انت ثاویہ ٭ ولا یشکی زمان انت فیہ ٭

لیکن بعد مین دولت کی زیادتی سے شعرا مین خوشامد کرنے اور امرا مین خوشامد سُننے کی عادت پیدا ہو گئی - یہ مدح اور تعریف صرف روپیہ کے لالچ سے ہوتی تھی چنانچہ عرب کا ایک شاعر صاف صاف کہتا ہے ؎ اذا المدح صار بلا نوالٍ ٭ من الممدوح کان ہو الہجاءُ ٭ جب مدح کرنے پر ممدوح سے انعام نہ ملے تو وہ مدح ہجو ہے -

لیکن ابو الفضل کی مدح اور جگہ جگہ بادشاہ کا نام نہایت طوالت اور ہزارون القاب سے لینا اور اُسکی دانشمندی کے مبالغہ کے ساتھ تعریف کرنا لالچ کی وجہ سے نہ تھا - ہر شخص کی خصلت کا اندازہ اُس کے زمانہ سے اور اُن چیزون سے کرنا چاہیے جن سے وہ چارون طرف سے گھرا رہتا ہے - ایک ادنی آدمی کو بھی جب فارسی مین مخاطب کیا جاتا ہے تو اسقدر ادب اور مبالغہ کے ساتھ خطاب کرتے ہین گویا دنیا مین وہ سب سے بڑا آدمی ہے - کہنے والا اور سننے والا دونون خوب

جاتے ہیں کہ ان فقرون کے لفظی معنی ہرگز مراد نہیں ہیں یہ صرف مقبول
اصطلاحین ہیں پس اگر ایک ایشیائی بادشاہ کا نام نہایت تعظیم و
تکریم سے لیا جاے تو خوشامد سمجھنا غلطی ہے۔ لیکن ابو الفضل کی زبان
پر لفظوں کی تعریف اور خالی مدح ہی نہیں تھی بلکہ اسکے دل مین
اصلی شکر گزاری اور محبت تھی۔ جس وقت تمام زمانہ اسکے خاندان
کا دشمن تھا اکبر نے اس کی سرپرستی کی اکبر اسکا آقا تھا۔ محسن تھا
ہیرو تھا۔ اکبر ہی کے امن اور صلح کے زمانہ مین اسنے تعلیم پائی تھی۔ اکبر
کی عظمت خود اس کی عظمت تھی۔ اسی لیے وہ ایک جگہ لکھتا ہے ولما کان
دعاء مزید دولتہ متوطنا فی لسانی و توجہ حصول فتحہ متمکناً فی خیالی
لانی ہیا من زمانہ الامین تشرفت بتحصیل جلائل العلوم فی اوان الصغر
الملھی عن غوامض العلوم ولان فی فتحہ حصول المطالب و فی نصرہ
الوصول بالمآرب فاذا حصل لہ فتح جدید علی ممالک الشرق باستئصال
الفرق الطاغیۃ الباغیۃ بالقتل والغرق انشرح صدری و تزاید فرحی
و سروری حین بعد حین ۔ یعنی جس حالت مین اس کی سلطنت کی ترقی
کی دعا میری زبان پر ہوا ور اوسکی فتح اور نصرت کی امید میرے دل پر
کیونکہ مین نے اوسکے مبارک زمانہ کی برکت سے بچپن ہی مین بڑے بڑے
علموں سے بزرگی پائی (وہ زمانہ جو انسان کو سمجھنے کی باریکیوں سے
روکتا ہے) اور کیونکہ اس کی فتح مین مطلب حاصل ہوتے ہین اور اوسکی

نصرت سے کام نکلتا ہے - پس جب اسکو مشرق کے ملکون پر باغی اور سرکش گروہون کے قتل اور غرق سے نابود کرنے سے فتح حاصل ہوئی تو میرا سینہ کھل گیا - اور دمبدم میری راحت اور خوشی زیادہ ہوتی گئی - اور اکبرنامہ مین بھی ایک جگہ اُس نے اِس الزام کا اِن لفظون مین جواب دیا ہے کہ "ہر گاہ بزرگان باستانی بمعدلت بیگانگان تفاخر نمایند - من اگر بہ نیروے بادشاہ صورت ومعنی تفاخر کنم چرا شگفت نماید"

ابوالفضل کی وفات - نہایت افسوس کی بات ہے کہ جس خاندان کو مضبوط کرنے کے لیے اِس عالی دماغ شخص نے اس قدر محنت اور کوشش کی تھی اور جس سلطنت کے کاروبار انجام دینے مین وہ ہمیشہ مصروف رہتا تھا - اِسی خاندان اور سلطنت کے ایک نااہل اہل خنے ہندوستان کے اس سب سے بڑے وزیر اعظم کو قتل کروا ڈالا -

شاہزادہ سلیم کو جو بعد مین نورالدین جہانگیر کے لقب سے ہندوستان کا شہنشاہ ہوا اور شاہزادگی کے زمانہ مین جسکا چال وچلن زمانۂ سلطنت کے مقابلہ مین نہایت خراب تھا - ہمیشہ سے ابوالفضل سے عداوت چلی آتی تھی - اِس عداوت کے وجوہات بیان کرنا ہمارے مضمون کی وسعت سے باہر ہے - سلیم نے کسی بات پہ بگڑ کر اکبر سے بغاوت کی تھی اور غالباً ابوالفضل نے اِس بغاوت کو سلطنت کے رعب وانتظام مین خلل انداز پاکر جلد فرو کرنے کی تدبیرین کرنے کی صلاح دی - وہ اس زمانہ مین دکن کے امورات

سیاست کے سلجھانے اور حدود مقرر کرنے میں مصروف تھا۔ اکبر نے کسی خاص مصلحت سے اسکو دربار میں بلایا اور وہ تمام لشکر شاہی کو چھوڑ کر صرف چند خدمتگار اور اسٹاف کے افسروں کو جن سب کی تعداد چالیس سے زیادہ نہ تھی دکن سے آگرہ کو روانہ ہوا۔ نہ جہانگیر نے اور نہ اس کے روزنامچے تزک جہانگیری کے اڈیٹر میرزا ہادی نے اس واقعہ کے چھپانے کی کوشش کی ہے۔ اس بے خوف شاہزادے نے اس خیال سے کہ مبادا ابوالفضل اکبر کو بہکا دے ایک بے باک قزاق راجہ نرسنگدیو کو ابوالفضل کے قتل پر آمادہ کیا اور وہ اپنے ہم پیشہ قزاقوں کے ساتھ ایک مقام میں ابوالفضل پر آ پڑا۔ اور اگرچہ اس وقت بچکر نکلنے کا عمدہ موقع موجود تھا اور اس کے ہمراہیوں نے بھاگنے کے لیے اس پر زور بھی ڈالا لیکن وہ یہ کہکر مقابلہ کو آگے بڑھا کہ "میں شہنشاہ ہندوستان کا وزیر اعظم ہوکر ایک ادنی قزاق کے مقابلہ سے نہیں بھاگ سکتا" اور اسطرح اس نے اس خیال کو ہمیشہ کے لیے باطل کردیا کہ عالم آدمی جاہل کے برابر عملی کام (شجاعت) نہیں کرسکتے۔ وہ اور اسکے ساتھی آخر دم تک نہایت دلیری سے لڑتے رہے۔ آخر ابوالفضل خود بھی زخمی ہوکر گھوڑے سے گر پڑا۔ اس وقت نرسنگدیو اس کے سرہانے آکر آہستہ سے اسکا سر اٹھایا اور بہت افسوس کرکے عاجزی کے ساتھ یہ کہکر ابوالفضل کی معافی مانگی کہ میں نے صرف شاہزادہ کی حکم کی تعمیل کی ہے۔ میرا کچھ

قصور نہیں۔ تھوڑے عرصہ کے بعد اس بڑے اور لایق شخص نے ۱۶۰۲ء
میں ۵۶ برس کی عمر میں اس جہان سے کوچ کیا اور پھر ---- راقم
مضمون کا قلم اس کے لکھنے سے شرم اور غصہ سے کانپتا ہے۔ اُس کا
سر کاٹ کر جہانگیر کے پاس بھیجا گیا ؂

ابوالفضل کی خصلت

جو کچھ اوپر بیان ہوا ہے اُس سے ابوالفضل کی عام خصلت پر رائے قائم
کرنا مشکل نہیں ہے۔ اس کی ترقی کی وجہ اس کی ذاتی کوشش تھی اور
لیاقت۔ اور نہایت سخت مخالفت۔ بدنامی اور محنت کے برداشت
کرنے کے بعد وہ وزیر اعظم کے درجہ تک پہنچا تھا۔ اُس کے باپ نے
اُس کی تعلیم و تربیت میں نہایت کوشش اور احتیاط کی تھی۔ طبعاً وہ
سنجیدہ و باوقار بلکہ کسیقدر اُداس بھی تھا۔ لیکن خدائے تعالےٰ نے انہیں
دنیا میں اعلیٰ درجہ پہنچنے کی ایسی قابلیت پیدا کی تھی کہ وہ دسوین صدی
ہجری اور سولھوین صدی عیسوی کی خلقت نہ معلوم ہوتا تھا بلکہ قدیم زمانہ
کا یونانی حکیم تھا۔ اور اسی لئے اس کے ہمعصر اس کو یونانی مشرب کہتے
تھے۔ جو لوگ اس کے گرد تھے اُن میں سے کسی کے مشابہ نہ تھا بلکہ
اس کی عادتیں اس کے لایق اور عالم بھائی فیضی سے بھی نہ ملتی تھیں۔
اکبر سے اس کو اور اکبر کو اس سے ایک خاص قسم کا اتحاد اور اُنس تھا

جس میں آقا اور نوکر کا کچھ ذکر نہیں - ہر مذہب اور راے کے آدمیوں
کی تعظیم کرتا تھا - لیکن ہر فرقہ کے متعصب آدمی اُس سے نفرت کرتے تھے
ایک زندہ اور قائم (حیّ و قیّوم) خدا کا جو ہمیشہ لوگوں کے
کاموں کو سنوارتا رہتا ہے اس کو ہمیشہ خیال تھا اور اسی سبب سے وہ
اپنے فرایض منصبی کو نہایت دیانت داری سے انجام دیتا تھا - قتل کے
سال جب اس کو دکن کے پولٹیکل معاملات کے تصفیہ کے لیے بھیجا گیا
تو خاندیس کے بادشاہ نے جو ایک طرح سے اُسکا قریبی رشتہ دار تھا اُس کے
پاس جیسا کہ دستور ہے کچھ قیمتی تحفے بھیجے - ابوالفضل نے اس خیال سے
کہ ان کے قبول کرنے سے معاملاتِ ملکی کے تصفیہ کرنے میں اس کی راے
پر اثر پڑے گا وہ تحفے واپس کیے - اور لکھا کہ اگر ان تحفوں سے
یہ منشا ہے کہ میں تمھاری رعایت کروں تو یہ مجھ سے نہیں ہو سکتا -
اگر صرف دوستی کا اظہار اور استحکام تھا تو میں پہلے ہی سے تمھارا صادق
دوست ہوں - اور بادشاہ کی عنایت سے مجھکو ایسی چیزوں کی حاجت
بھی نہیں - اس لئے شکریہ کے ساتھ ان چیزوں کو واپس کرتا ہوں -
اس کی سخاوت - اور مہمان نوازی مشہور تھی - ہر اہل علم جو اس کے
پاس جاتا تھا وہ اس کے ساتھ کچھ نہ کچھ سلوک ضرور کرتا تھا - اور ہزاروں
آدمی اس کی سفارش سے نوکری پاتے تھے - مارے جانے سے چند روز
پہلے اکبرنامہ کی آخر سطروں میں اس نے اپنی حالت اس شعر سے

بیان کی ہے۔

"اگرچہ مبارک کے بیٹے ابوالفضل پر متضاد رایون کا گرداب پڑتا ہے اور لوگ اس کی حالت سے عبرت حاصل کرتے ہین"

"محبت اور نفرت کے ہنگامے اس کے سبب سے گرم ہین۔ لیکن جو لوگ خدا کو پہچانتے ہین اور بات کی تھہ کو پہنچتے ہین وہ اسکو ابوالوحدۃ (صلح کل) کہتے ہین۔ اور خدا کے خاص بندون مین سمجھتے ہین"

"بادشاہ ہمیشہ ابوالفطرت کہتا ہے۔ جو لوگ بہادر اور دلیر ہین اسکو ابوالہمۃ (ہمت والا) اور یکتا دلیر سمجھتے ہین۔"

"حضور شاہنشاہی اس کو اس خاندان کے منتخب آدمیون سے سمجھتے ہین"

"اور بے تمیز عوام دنیا کا کتا کہتے ہین اور دنیا کے گرداب مین آجانے والا خیال کرتے ہین۔"

"بہت سے آدمی اوسکو کفر والحاد کا حواری کہتے ہین اور ملامت اور حقارت کی مجلسین گرم کرتے ہین"

کتاب الہند اور ابوریحان البیرونی

ابو ریحان بیرونی ایک مشہور فلاسفر ہے جو شیخ بوعلی سینا کا ہمعصر اور متعدد فنون مین اسکا حریف مقابل تھا۔ نامۂ دانشوران مین اوس کا تفصیلی تذکرہ دیکھنے کے قابل ہے۔ جس سے اوس کی عظمت شان کا اندازہ ہوتا ہے۔ یہ حکیم عین اوس زمانہ مین کہ فتوحات اسلامی کا سیلاب ہندوستان پر بڑھ رہا تھا۔ تحصیل علم کے لئے ہندوستان گیا اور اگرچہ اوسکو اپنے مقصد کے حاصل کرنے مین بہت سی دشواریان پیش آئین تاہم اسکی ہمت پست نہ ہوئی اور بالآخر وہ پوری کامیابی کے ساتھ اس ملک سے واپس گیا۔ ہندو علما اس کو ملیچھ کہتے تھے اور نجس سمجھتے تھے لیکن اس نے اسکا کچھ لحاظ نہین کیا۔ اور انہین تحقیر کرنے والون سے ان کی سنسکرت اور ہندی فلسفہ سیکھا۔ ہندوستان سے واپس جاکر اس نے ایک کتاب لکھی جسکا نام کتاب الہند ہے۔ اِس کتاب مین اس نے ہندوستان کے تمام علوم فنون عادات اخلاق۔ مذہب۔ معاشرت پر نہایت خوبی کے ساتھ بحث کی۔ اور ایک ایسا سرمایۂ معلومات مہیا کیا جس کو شائقین حکمت نہایت عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہین۔ یہ کتاب نہایت اہتمام سے لندن مین چھاپی گئی ہے۔ اور پروفیسر شیشو نے جو جرمن کا ایک مشہور عالم ہے اوسپر ایک دیباچہ لکھا ہے۔ یہ دیباچہ حقیقت مین نہایت مفید ہے اور نہایت عمدہ تحقیقات پر مشتمل ہے۔ اس موقع پر ہم اسکا بعینہ ترجمہ چھاپتے ہین

ترجمہ دیباچہ کتاب الہند نوشتہ پروفیسر سخو

برہمنی ہندوستان پر زبان عربی مین کسی کتاب کا ہونا کمیاب بلکہ خلاف قیاس معلوم ہوتا ہے - یہ بہت تعجب دلانے والی بات ہے کہ وہ مصنف جو کہ بخوبی قرآن کی زبان مین لکھ سکتا ہے - اس قدر وسیع نظر رکھتا ہو کہ ہندوانہ خیالات کی تحصیل کو اپنا مقصد سمجھے - اور اپنی کتاب کے مضمون کے لئے بھی اس ہی کو پسند کرے - پہلے زمانہ مین عرب ہاتھ مین تلوار لیکر مذہب پھیلانا - غیر ملک فتح و آباد کرنا بخوبی جانتے تھے - لیکن انہون نے کبھی علم قدیم کی اور اس بات کی کہ ان ملکون مین اُنسے پہلے کون رہتا تھا اور کیا تھا (۱) جستجو نہ کی - اور فی الحقیقت جو کچھ کہ مسلمان مصنفین مصر و شام و ایشیا مائنر اور اسپین وغیرہ کا حال اپنے وجود سے پہلے کا بیان کرتے ہین بالکل بے ترتیب اور تاریخی مذاق سے خالی ہے - اس قسم کے روایات مین کوئی بات قابل توصیف اوس ہی وقت اتفاقاً پیدا ہو جاتی ہے جبکہ ہم کو علمی قصہ جات مین غور کرنے کا اختیار حاصل ہو - اور جب کہ ہم عالمانہ دانشمندی سے ہر ایک پہلو کو صاف ظاہر کرین اور عوام کے سامنے ملاحظہ کے لئے پیش کرین - "تمام دنیا کو مسلمان ہونا چاہئیے اور جو کچھ اسلام سے پہلے تھا - اور اسلام کے سوا اب ہے سب شیطانی حرکت ہے اور ہمیشہ دیکھنے کے لئے قابل تحقیر ہے - اور مسلمان جس قدر کم اسکا خیال کرین اوسیقدر اونکی

(۱) افسوس ہے کہ اسوقت تک یورپ کے علما مسلمانون کے نسبت ایسے غلط خیال رکھتے ہین

روح کے لئے بہتر ہوگا" اسلام پر اثر میلا نکی متشیل محمود غزنوی کی فتوحات سے خوب ظاہر ہی جس کے زمانہ مین یہ کتاب تصنیف ہوئی — ہندوستان کی تاریخ سے ظاہر ہوتا ہی کہ محمود غزنوی کی حکومت مین سوائے مندرون اور بتون کی تباہی کے اور کچھ نہین ہوا تاہم اوس کے ظفرمند جھنڈے کے نیچے ایک فاضل آہستہ آہستہ اپنے کام مین مشغول تھا — یہ فاضل دینی مہمات کا سورما تھا — وہ ہندون سے لڑتا نہ تھا — بلکہ اُن سے زبان سنسکرت سیکھتا تھا اور سنسکرت کی کتابین عربی مین ترجمہ کرتا تھا — اگرچہ اس کو اسلام کی فوقیت کا یقین کامل تھا تاہم ہندوان کی بیدار مغزی اور اونکے علم کا مداح تھا اس کا اس اصول پر عمل تھا کہ جن لوگون کی یہ خواہش ہی کہ وہ ہندون سے میدان علم مین زور آزمائی کرین اور اونکے ساتھ انصاف اور برابری سے برتاو کرین اونکو لازم ہی کہ اول وہ ہندؤن کی خاص رسم ورواج اور نیز عام خیالات سے واقفیت حاصل کرین — اِس غرض سے اسنے ہندوستان کی شائستگی کا ایک جامع حال لکھا اور اوس مین اس نے آنکے خاص مطالب کو جس کو اُسنے مختلف رنگون اور صورتون مین غیرطرفدار تماشائی کی طرح ظاہر کیا ہمیشہ مدنظر رکھا — اس کتاب کا نام جس مین کسیقدر بہدا پن نازک کانشٹنس کے موشگافی کی وجہ سے ہی یہ ہی — کتاب ابی الریحان محمد بن احمد البیرونی فی تحقیق ما للہند من مقولۃ مقبولۃ فی العقل او مبرذولۃ — اس مین کچھ

نہین کہ اگرچہ کل نہین لیکن پھر بھی اس کتاب کا مضمون اوس وقت کے مسلمانون کے لیے بالکل نیا تھا - لیکن کیا یہ کتاب اس صدی کے عالم یورپ کو جسنے سنسکرت اور ہندی علوم مین سر ولیم جونس کے بعد بیحد ترقی کی ہندوستان کی بابت کوئی نئی بات سکھا سکتی ہے - علاوہ اس کے خاص راے کے مصنف کو یہ کہنے کا استحقاق حاصل ہے کہ علمار سنسکرت ہمیشہ خواہش کرتے رہے کہ یہ کتاب تصنیف کی جاے اور اس کا ترجمہ کیا جاے اوسوقت سے صرف کچھ حصے کتاب کے عام طور پر معلوم ہین اور اونکو علما سنسکرت کثرت سے اور دیانت داری سے استعمال کرتے تھے - علماے سنسکرت نے نیز اوسوقت جبکہ اونھون نے مصنف سے اختلاف کیا تھا البیرونی کی عزت کا انکار بلحاظ اول درجہ کے تاریخ دان ہونے کے نہین کیا اور ہم یقین کرتے ہین کہ البیرونی کی شہرت اور قدر اس کتاب کی کلیتہ مشتہر ہوجانے کے بعد اور بھی زیادہ ہوجاے گی اور حقیقت مین اوسکو اولی تصنیف قیاس کرنا چاہیے - جس طرح کہ زمین کے مختلف ہتون کی تراش زمین کی ترتیب عالم پر اوس کے اگلے پچھلے اور آیندہ کی کیفیت کل ظاہر کردیتی ہے - اسیطرحپر ہروڈوٹس کے تصانیف یونانی مشرقی ڈیلوٹانک و ہندستانی کے گویا ہتہ کا ٹکڑا سامنے رکھ دیتی ہین - اور یہ مصنفین اپنی تحصیل اور طریقہ تحصیل کو ہمپر ظاہر کردین تب ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم اسباب کو دریافت کرین کہ وہ تحصیل اس درجہ تک کیونکر پہونچی اور پھر بعد کو اسپر کیا ترقی

ہوئی - جبکہ ٹی سی ٹس نے تصنیف کی اوسوقت تک اقوام ٹوٹانک اپنی حالت پر تھین - اوس وقت تک اونھون نے کامیابی سے لڑے اور عالی شان سلطنتین قائم کرنے کا ہنر اپنے رومی حاکمون سے نہین سیکھا تھا اور نہ اسوقت تک آئرلینڈ کے پادری عیسائی تہذیب کا تخم وہان بونے گئے تھے - جب ہیروڈوٹس نے مشرق مین سفر کیا - اس زمانہ مین مصر اور مغربی ایشیا کی ذاتی شایستگی اوس قومی ترقی کا جو ہزارون برس سے ہورہی تھی آئینہ تھی لیکن اون کے تنزل کا زمانہ آپہونچا تھا - جس نے مشرقی دنیا پر یونانی خیالات کی ترجیح کا راستہ کھول دیا تھا -

ہمارا مسلمان مصنف ٹی سی ٹس کی مانند کسی بڑی قوم کا بچپن نہین بیان کرتا - اوس سے بہت دنون پہلے ہندوا علی درجہ کی تہذیب کو پہونچ گئے تھے اور ملک کا شروع زمانہ لوگون کی یاد سے بالکل بھولگیا تھا - جسطرح ہیروڈوٹس نے بابل مین اور مصر مین ایک اجنبی تہذیب دیکھی تھی - اسیطرح البرونی نے ہند مین دیکھی جو کہ بہت ہی عجیب اور مکمل تھی - لیکن اب زمانہ اجنبی حملہ آورون کا شروع ہوگیا تھا - البرونی کے وقت یعنی محمود کے زمانہ مین ہندوستان کی ملکی خودمختاری جاتی رہی اور جلوس اسلام قائم ہوا اور درحقیقت وہ وقت اوس حکومت کا شروع تھا جو انگریزون کی سلطنت تک رہی - محمود سے پہلے غیرملک والون نے کچھہ ہند کے حصون کو فتح کیا تھا لیکن حقیقت مین اونکو ہندوستانی تہذیب

پھر فتح یا مطیع کر لیا تھا یہانتک کہ وہ خود ہی اسطرح ہندوستانی ہوگئے جسطرح کہ بلگیر یا والے جو کہ حقیقت مین ترک تھے سلیو مین ہوگئے اور افغانستان مین بڑی قوم علم نچیگی جو کہ ترک تھے افغان ہوگئے۔ مسلمان ہندوستان مین ابتک ویسی ہی رہے جیسے کہ داخل ہوتے وقت تھے اگرچہ انھون نے کچھ رسومات اور زبان اپنی رعایا کی اختیار کر لی تاہم مذہب اور قانون مین بالکل اپنے اجنبی طور پر رہے۔ البیرونی نے ہندوستان کا اس وقت کا ذکر کیا ہی جبکہ انکا قومی زمانہ اختتام پر تھا اوس وقت کی برہمنی تہذیب بالکل وہی تھی جو کہ بدہون کے ساتھ بڑی لڑائی کے وقت تھی۔ البیرونی اپنے ذاتی تجربے سے ہندی بدہون کے مذہب سے واقف نہ تھا اگرچہ اوس وقت تک وہ مذہب بالکل ہندوستان سے نہین نکلا تھا بلکہ کچھ حصون مین ملکی طاقت رکھتا تھا۔

البیرونی کے متقدمین عالمون مین سے ایک یونانی سفیر اور چند بدہ ماتری چینی تھے۔ قریباً حضرت عیسیٰ علیٰ نبیّنا وعلیہم السلام سے ۲۹۵ برس پہلے شاہ سلیوکس اول نے میگاستھنیز کو بطور سفیر کے پٹنہ یا پٹالی شہر مین شاہ چندرگپتا یا سینڈروکوٹس کے پاس بھیجا تھا۔ اس سفیر نے قریباً تمام شمالی ہند کی سیر کی اور معلوم ہوتا ہی کہ بہت واقفیت حاصل کی۔ بدقسمتی سے اوسکے ہم ملکون نے اوسکی اس کیفیت یعنی رپورٹ کی عزت نہ کی۔ اور اسی لئے ہمکو اوس کے بہت کم حصے ملے ہین۔ کیا وہ

زمانہ جس کو میگاستھنیز نے بیان کیا ہند کی شروع تہذیب کا تھا مشکل سے
ہو سکتا ہے - ہندوستان مین تہذیب بہت زیادہ پرانے زمانہ سے تھی -
کچھ جنھے اپنی رپورٹ کے صریگا ادسنے پرانون سے لئے ہین اور پرانون
کو قدیم زمانہ کا علم ادب نہین خیال کیا جاتا ـــ
البرونی سے چارسو برس پہلے ایک چینی درویش مسمی دہین سانگ نے
ہند مین سفر کیا تھا اور اسنے واپس ہوکر اپنے تجربہ سے ایک کتاب تصنیف
کی جس مین سب کچھ دیکھا سنا لکھدیا - اس علم مین اوس کے متقدمین مفصلہ
ذیل ہین - فاہیان (۳۹۹-۴۱۳) وسنگ یان ۵۰۲) یہ تصانیف
بہت مفید ہین اور اونکی قدر بھی اون کے موافق کی گئی ہے - خاصکر تاریخ
جغرافیہ مین دہین سانگ نے ہندوستان کی سیر ۶۲۹ء سے ۶۴۵ء
تک کی ہے - البرونی ان لوگون سے بہت پیچھے آیا ہے اور نہ اسنے میگاستھنیز
کے برابر ملک کی سیر کی اور اوسکے سفر دہین سانگ کے مقابلہ مین کالعدم
ہین - اگرچہ البرونی اپنے متقدمین سے سیاحی مین کم رہا تاہم وہ لیاقت
واوصاف مین اوسنے سبقت لے گیا - جیسا کہ حال کے علما سنسکرت
کی کیفیت سے معلوم ہوتا ہے - البرونی کے مقابلہ مین وہ تصانیف جوکہ
یونانی اور چینی جاترہون سے ملے ہین بچون کی کتابین اور غیر تعلیم یافتہ
ومتعصب لوگون کی تصانیف معلوم ہوتے ہین جوکہ اس عجیب خطہ
دنیا کو دیکھکر صرف حیرت زدہ ہوجاتے تھے اور حقیقت مین اوس کی

اصلیت کو بہت کم سمجھتے تھے -

میگاستھنیز کی کتاب انڈیکا جو کہ جزئی حالت مین پائی جاتی ہے البیرونی کی کتاب کے مقابلہ کی نہیں ہے لیکن ہیون سانگ کی تصانیف سے بدرجہا بڑھی ہوئی ہے - ہمارے اس زمانہ کی اصلاح کے موافق یہ کتاب زمانہ قدیم کی تحقیق کرنے والی کہی جا سکتی ہے - البیرونی نے نہ صرف ملک اور اوسکے باشندون سے واقفیت حاصل نہین کی بلکہ اونکی زبان اور علم کو خوب سیکھا اور اس لئے اوسکو میگاستھنیز یا ہیون سانگ کی بہ نسبت تحقیقات کے زیادہ وسیلے تھے وہ اپنے دیکھے سنے اور برتے واقعات کا حال بیان کرتا ہے اوس طبیعت کے زور سے جو کہ ریاضی و فلسفہ اور ارسطو اور افلاطون اور ٹالمی و جالینوس کے علوم سے مملو تھی وہ مضمون کی تہ کو پہونچ جاتا ہے اور اس زمانہ کے طریقے کے موافق اس عمدگی سے عیب جوئی اور اعتراضات پیش کرتا ہے کہ حال کے علما اوسکی آفرین کرتے ہین - وہ بالکل متعصب نہ تھا اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسنے اپنے مضمون پر بڑے شوق سے محنت کی اور کبھی علم کے موقع پر محنت یا صرف دقت یا کسی سچی بات کے دریافت کرنے مین کمی نہین کی - وہ اگرچہ مسلمان تھا تاہم کافر ہند و فیلسوفون کے ساتھ ہمدردی کرتا تھا اور اونکے مسائل کو پسند کرتا تھا جب کبھی ہندوون کی جہالت کے زمانہ کا ذکر آجاتا ہے تو قصداً مسلمانون کی نخوت و خودپرستیا

کم کرنیکے لیئے وہ اکثر اونکا مقابلہ قدیم زمانہ کے وحشی جاہل کافرون سے کرتا ہے مصنف کا انصاف اسقدر بڑہا ہوا ہی (جو کہ مسلمانون کے نزدیک حد سے زیادہ ہی) کہ پڑہنے والا کتاب کے صفحہ کے صفحے پڑہجاے اور اوسکو یہہ نہ معلوم ہو کہ اسکا لکہنے والا مسلمان ہے - سب سے بڑی یہہ بات ہے کہ وہ سچائی پسند ہے اور جہوٹ و بے ایمانی سے سخت نفرت رکہتا ہے - اگرچہ اپنی کتاب کے علمی بحث مین وہ کبہی اپنے وجود کا ذکر نہین کرتا لیکن تاہم جب سچی بات ہاتھ سے جانیکا موقع آجاتا ہے تو وہ خود اخلاقی جذبہ مین سچائی اور اصلی چال مین اور بہادری کے نمونہ کے طور پر سامنے کہڑا ہو جاتا ہے - اگر مسلمان سچی غور سے اس کتاب کو اپنی عربی علم ادب کے آسمان مین ستارہ سمجہین تو ہندوٗنکو بہی استحقاق حاصل ہے - کہ وہ بہی اسبات کو خوش قسمتی خیال کرین کہ ایک سچی اور لایق آدمی نے اونکے آبا و اجداد کی تصویر کہینچی ہے - چند بیانات سے وہ اتفاق نہین کرینگے - چند اعتراضات سے شاید اونکے خیالات پراگندہ ہو جائین لیکن وہ فوراً اقرار کرلین گے کہ اوسکا اصلی مقصد تاریخی سچائی حاصل کرنیکا ہے - اور وہ اوسکا ضرور خیال کرینگے کہ بعض موقعون پر اوسنے اونکی تہذیب کی ازحد تعریف کی ہے -

کب اور کہان یہہ کتاب لکہی گئی

جبکہ البرونی نے کتاب[1] الہند لکہی اوسوقت سلطان محمود جسنے کہ اوسکا وطن جو کہ وسط ایشیا مین تہا - چہوڑا کر افغانستان مین اوسکو مقیم کرا دیا تہا زندہ نہ تہا کیونکہ تمام اپنی کتاب مین اوسنے اس قسم کے کلمات محمود کے نسبت

---

[1] جہان انڈیکا کا لفظ ہو اوس سے کتاب الہند مقصود ہی -

اونکے احسانات کے لکہی ہین جو کہ متوفی کے لیے استعمال کیئے جاتے ہین
محمود نے ۳۰ اپریل سنہ ۱۰۳۰ع بروز جمعرات مطابق ۲۳ ربیع الثانی سنہ ۴۲۱ ہجری
وفات پائی - اخیر صفحہ پر قلمی کتاب کے عربی مین سب حاشیہ لکہا ہوا ہے
کہ البیرونی نے اپنے دست سے نقل کتاب کو غزنی مین یکم محرم سنہ ۴۲۳ھ
مطابق ۹ - ۱۰ دسمبر سنہ ۱۰۳۱ع کو یعنے ڈیرہ برس بعد وفات محمود ختم کیا - اسلیئے
یہہ معلوم ہوتا ہے کہ انڈکا قریباً ۳۰ اپریل سنہ ۱۰۳۰ اور ۹ دسمبر سنہ ۱۰۳۱ کے درمیان
مین تصنیف ہوئی - صفحہ ۱۹۵ سطر ۴ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف
نے اس زمانہ کو اور بہی کم کر دیا ہی جہان کہ وہ یہہ لکہتا ہے کہ برج پرس
مجرا اوس کے زمانہ مین یعنے ۹۵۲ سکالا مین ان دو برجون کے درمیان مین واقع
تہا - سال ۹۵۲ سکالا کا ۸ مارچ سنہ ۱۰۳۰ع ۲۵ فروری سنہ ۱۰۳۱ع سے مطابق ہر
یعنے ایک سال بعد وفات محمود سے -

سطر ۹ صفحہ ۱۹۶ کے بیان نے اس میعاد کو اور بہی زیادہ محدود کر دیا ہی جس
جگہ کہ اونے سال تصنیف کو سال سکندری سنہ ۱۳۴۱ سے مطابق کیا ہے
لیکن سنہ ۱۰۳۰ع سنہ ۱۳۴۱ اسلیوسڈسی مطابق ہے برخلاف سنہ ۱۳۴۰ کے اسلیئے
اس بیان مین تشریح کی ضرورت ہے کیونکہ سلیوسڈ یکم اکتوبر سنہ ۳۱۲ (حضرت
عیسیٰ سے پہلے) کو شروع ہوا تہا اسلیئے یکم جنوری سنہ ۱۰۳۰ تک ۱۳۴۰ برس
اور تین ماہ گذر گئے تہے اور یکم اکتوبر سنہ ۱۰۳۰ع کو ۱۳۴۱ برس گذری تہی - اگر البرونی
نے یکم اکتوبر سنہ ۱۳۴۰ کے بعد یہہ کتاب شروع کی ہو تب سکندری سال
۱۳۴۰ کے مطابق نہین ہو سکتے - تاہم اگر یکم اکتوبر سنہ ۱۰۳۰ سے پہلے اوسنے

شروع کی ہو تو سکندری سال سنہ ۳۴۱ سے مطابق کرنے کا استحقاق اوسکو
حاصل ہو کیونکہ شاید اوسنے اخیر سال یعنے مہینون کو کل سال شمار کیا ہو۔
اس حساب سے یہہ بات ثابت ہوگئی کہ البرونی سنے انڈکا کو ۳۰ اپریل اور
۳۰ ستمبر سنہ ۱۰۳۰ کے درمیان مین تصنیف کیا۔ یہہ بات بہت تعجب دلانیوالی
بات ہے کہ البرونی نے اسقدر قلیل زمانہ مین اس قدر ضخیم کتاب جوکہ اسقدر
صحیح تحقیقات اور عمدہ عبارت مین لکہی ہوی ہے ختم کرلی ہو۔ یہہ فرض کرلینا
ممکن ہے کہ کچھ حصے اس کتاب کے اوس نے پہلے لکہی تہی اور اب صرف
اون مذہبی اور فلسفی رسالون کو دوبارہ لکہدیا۔ یہہ یقینی امر ہے کہ اوس کے
پاس علوم نجوم وغیرہ کے فہرستین پہلے سے تیار ہوگیئن اور خاصکر وہ جوکہ برہم
ہین اوسنے اپنی تحقیقات کے زمانہ مین مہیا کرلی ہونگی۔ گرمی کا موسم یعنے
سنہ ۱۰۳۰ مین جبکہ البرونی نے تصنیف کی بہت زیادہ خطرناک تہا اور کل غزنوی
سلطنت شبہ مین تہی۔ اوس وقت فارس نصف وسط ایشیا (افغانستان)
اور کچھ حصہ ہند کے غزنوی سے متعلق تہے جبکہ ملکی معاملات بہت خطرناک
ہوگئیں تب البرونی سنے تنہائی اختیار کرلی اور علمی کاروبار مین مشغول رہا اور
بعد امن ہوجانیکے اوسنے اپنے کام کو ختم کردیا۔ اب جی چاہتا ہے کہ اس
زمانہ کے ملکی واقعات جنکا کہ کتاب کے اختتام سے تعلق ہو بیان کردن۔

محمود سنے اپنی وفات سے پہلے اپنے بیٹے محمد کو جوکہ بلخ مین رہتا تہا ایک
قانونی حکم نامہ کے ذریعہ سے اپنا جانشین مقرر کردیا تہا۔ اوس وقت نئے بادشاہ
نے دار السلطنت غزنی کو سفر کرنا شروع کردیا اور بعد چالیس دن کے

جو کہ قریباً ۹ جون سے مطابق ہے جا پہونچا۔ اوسکے بہائی مسعود نے جواب
اصفہان مین تہا اور قریباً اوسکا ہم عمر تہا مغربی سلطنت کا دعوے کیا اور اس
بارہ مین ایک خط محمد کو لکہا جسکا جواب اوسکو سخت ملا۔ محمد نے اپنے بہائی سے
فیصلہ کرنیکے غرض سے اپنی فوج کے ساتہہ غزنین سے ہرات کی طرف
کوسفر کیا اور یکم رمضان مطابق ۲ ستمبر کو تقنین آباد جا پہونچا اور کل رمضان
شریف وہان مقیم رہا۔ ۳ شوال مطابق ۴ اکتوبر کو جبکہ وہ عیش و طرب
مین مشغول تہا اوسکے سپاہیون نے اوسکو خود قید کر لیا۔ اس سازش کے
سرغنہ اوسکا چچا مسمی یوسف اور علی خویش وند تہے۔ (شاید خویش مند
ہو) باغیون نے مسعود سے ملنے مین بہت جلدی کی تاکہ محبوس کو اوسکے
سپرد کر دین۔ مسعود اصفہانی کے ساتہہ تصفیہ کر لینے کے بعد ری دبت پور
و ہرات کو چلدیا۔ ہرات مین باغی مسعود سے ملے اور اپنی سزا کو پہونچے۔
مسعود نے علی خویشمند کو مروا ڈالا۔ چچا یوسف کو قید کر لیا۔ اور محمد کو اندہا
کر دیا۔ ماہ دہولکادا مین جو کہ ۱۳ اکتوبر سے ۲۹ نومبر تک واقع تہا مسعود
مستقل طور پر اپنے باپ محمود کی جگہ قایم ہو گیا۔ موسم سرما اوسنے ہندوکش
کے شمال مین صرف کیا اور کچھہ دنون تک بلخ مین مقیم رہکر دار السلطنت
غزنی مین ۸ جمادی الثانی سنہ ۴۲۲ ہجری مطابق ۳ جون سنہ ۱۰۳۱ کو داخل
ہو گیا۔ یہہ وہی مسعود ہے جسکو البرونی نے اپنے سبب سے بڑی تصنیف
مخصوص و منتظر کئے۔ اس کتاب کا نام القانون المسعودی ہے۔ ان واقعات کی
خبر نے کوی عمدہ اثر البرونی کے دل پر نہین پیدا کیا۔ جبکہ اوسنے اس کتاب کو

لکھا اوس وقت وہ خوش مزاج نہ تھا بلکہ اوداس و مایوس تھا۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ مشکوک حالات و مضامین کو کشادہ و مشرح کرنیکی کوشش نکرتا تھا۔ کیا اوسکو ایک جلیل القدر بادشاہت کے دفعۃً ختم ہو جانیکا رنج تھا جو کہ مشرقی تاریخ مین سب سے بڑی تھی۔ کیا اوسکو دو بادشاہون کے رستے سے بری نتایج پیدا ہو جانیکا خوف تھا۔ ہم اوسکے جواب مین لفظ شاید کہہ سکتے ہین۔ اسکا ہم ٹھیک ٹھیک فیصلہ نہین کر سکتے کیونکہ کل کتاب مین اوسنے اپنی اصلی مضمون کے علاوہ اور کچہ نہین بیان کیا سواے کچہ تاریخی واقعات کے جنکا کہ اور کسی جگہ ذکر کرینگے۔ اٹھاون برس کی عمر مین انڈکا لکھی تیرہ برس تک یعنے ۱۰۱۷ سے ۱۰۳۰ تک محمود کے عظیم الشان سلطنت کا نتیجے فتحمندیون نے اسلام و ہند کے تاریخ مین ایک نایاب اضافہ کیا۔ البرونی تماشا دیکتا رہا۔ عرب کے قاعدہ کے موافق البرونی اوس سال کو جنمین کہ اوسنے یہہ کتاب لکھی ہمارا سال کہتا ہے۔ اس سال کو ایک اور سال سے جنکو کہ وہ "ہمارا سال کہتا ہے امتیاز کرنا چاہیئے۔ اوس سال کو وہ ازمایشی سال بہی کہتا ہے جس سے کہ وہ کل تاریخی حساب کو شمار کرتا ہے اور اگلے پچھلے زمانہ کا حساب کرتا ہے۔ اوسکو وہ "مثالنا" بہی کہتا ہے۔ شروع حصہ مین اپنے اس کتابکے یعنے ۱۹۵ صفحہ تک وہ "ہمارا سال" تصنیف کے سال کے لیے استعمال کرتا ہے اور ۲۰۳ صفحہ پر اوسکا مطلب شمارنی سال سے ہے۔ مصنف یہہ نام اصطلاحی تاریخ کے بنیاد پر رکھا ہے اور اوسکو عربی فارسی ہندی سالون مین ظاہر کرنے مین اوسنے بہت محنت کی ہے۔ وہ ۲۵ ہر فبروری ۱۰۳۱ء روز جمعرات

ہے - اوسکا خیال رکھنا چاہیئے کہ یہہ مقررہ دن صرف حساب کرنیکے آسانی کے لیئے مقرر کیا گیا ہے اور اوسکو کتاب کی تصنیف کی تاریخ سے کوئی تعلق نہین ہے - جبکہ مصنف نے کتاب ختم کی اوسکے پانچ مہینے بعد یہہ دن آکر پڑتا تھا - لیکن تحقیقاً یہہ نہین معلوم کہ البرونی نے یہہ کتاب کہان لکھی - ہم صرف مذکورہ بالا حاشیہ کے حوالہ دیسکتے ہین - (صفحہ ۱۱) جس سے یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ اوس نے غزنی مین کتاب ختم کی - اس لیئے ہم خیال کرتے ہین کہ یہہ کتاب غزنی مین جو کہ اوس وقت ایشیا مین سب سے بڑا دار السلطنت تھا تصنیف ہوئی - غزنی مین اوسکو سب قسم کی ہندوؤن سے ملنے کا موقع تھا - فی الحقیقت یہان ہندوؤنکی کثرت ہوگی کیونکہ اولاً وہان ہندو باشندے کابلستان کے ہونگے اور دوم قیدی لڑائی سے پکڑے ہوئے اور علاوہ اسکے اور بہت سے ہندو دستکار اور نوکر اور معمار جو کہ مسلمان فاتحین کے مسجدین اور محلات بنانیکی غرض سے دولتمند دار السلطنت مین اسی طرح جمع ہو جایا کرتے تھے جسطرح کہ یونانی معمار بنی امیہ کے خلیفون کے مکانات بنانیکے لیئے دمشق مین آئے تھے علاوہ اسکے وہان سپاہی اور اعلیٰ افسر و مدبران ملک و عالم و سوداگر غرض سب ذات اور قوم کے لوگ شمالی مشرقی ہندوستان سے آتے تھے لیکن البرونی نے ہندکے کیفیت صرف غزنی ہی مین نہین معلوم کے بلکہ اوسنے ہندوستان مین سفر کیا اور غالباً وہان بہت برسون تک رہا - اب صرف اوسکے بیان کے موافق ہم اون شہرون کو لکھتے ہین - جنکے اوسنے سیر کی اور اسکی زبان سنسکرت سیکھنے کے بارہ مین ایک اور باب لکھینگے

لیکن اس بارہ مین اوسنے ہمکو بالکل شبہہ مین ڈالدیا ہے کہ آیا وہ ہندمین افسر آغ طور پر آیا یا بطور ایک معمولی آدمی سکے ۔ علاوہ غزنی کابل سکے جن شہرونکے اوسنے سیر کیے ذیل مین بیان کئے جاتے ہین ۔

گندی بار باٹ الامیر یعنے دارالامیر ۔ شاید یہہ شہر گندنک یا ادرکوی شہر گندنک سکے قریب ہے ۔ القانون المسعودی سکے موافق وہ ان درجون پر واقع ہے ۔ دینور جو کہ میری راسے مین جلال آباد ہے اور لندن کی قلمی کتاب قانون المسعودی سکے موافق ذنبور رہی اور ان درجون پر واقع ہے ۔

لمغان ۔ پشاور ۔ ونبہند یا اٹک ۔ جہلم ۔ سیالکوٹ ۔ لاہور ۔ نندنا ۔ جو کہ کوہ بالنتہہ پر ایک قلعہ ہے ۔ اور وہ پہاڑ جہلم سکے قریب ہے ۔ اور اب تلا ۔ سکے نام سے مشہور ہے موافق ایلیٹ سکے ہندی تاریخ کے صفحہ ۲-۱۵۳ و سطر ۶ صفحہ ۱۶۳ سکے موافق وہ ۳۲۵ درجہ پر واقع ہے اور قانون المسعودی سکے موافق یہہ ہے ۔

مندلکور جو کہ شاید مندہوکور سے مطابق ہے مصنف کی راسے مین واقع ہے اور یہہ معلوم ہوتا ہے کہ لاہور سکے شمال مین ۳ ایک قلعہ تھا قانون المسعودی سکے موافق جو کہ اوسکو لاہور کا قلعہ کہتا ہے لندن اور برلن سکے قلمی کتابون کے موافق یہہ شہر مندلکادر ہے ۔

ملتان صرف اس شہر کا لیٹوڈ البرونی سنے خود دریافت کیا ہے البرونی سنے دریاے کابل سکے میدان اور پنجاب کی خوب سیر کی اور اوسکے بیان کے موافق (صفحہ ۱۶۳ سطر ۸) اوسنے ہند مین ان ملکون مین سے آگے

قدم نہین بڑہا یا بس اوسنے سندہ یا کشمیر کے سیر نہین کے لیکن جنوبی مغربی حصہ مین کشمیر سے اوسنے دو قلعہ دیکہی تہی - جنکو کہ وہ راجگری اور لہور کے نام سے پکارتا ہے (سطر ۲ و ۳ - صفحہ ۱۰۲) کیونکہ مین راجہ گری سے واقف نہین ہون اسلیئے مین کنہگم کے جغرافیہ کا حوالہ دیتا ہون جو کہتا ہے کہ موجودہ ... میل وہی ہند سے شمالی و مشرقی جانب واقع ہے اور اوسکو سالارا سی جہان پانی پیدا ہوا تہا مطابق کرتا ہو ... قانون مسعودی کے موافق لوہارہ کشمیر کے پہاڑون مین ایک قلعہ ہے اور راج گری یہہ خیال رکہنا چاہیئے کہ قانون مسعودی مین البرونی ساحل بحر اطلانٹک کو صفر درجہ پر رکہتا ہے یعنے جہان سے شمار کرتا ہے - ہمارے اور اوسکے حساب کا مقابلہ کابل کے درجون پر خیال کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے - جو کہ اوسکے موافق ہے - البرونی اپنی کتاب مین اکثر ملتان کا اس قسم سے ذکر کرتا ہے کہ جس سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ اوس کو اس شہر سے بہ نسبت اور شہرون کے زیادہ واقفیت تہی - اوسنے صفحہ ۱۰۳ سطر ۱۴ مین ملتان کے آب وہوا کے بابت لکہا ہے جسکے بابت وہ یہہ لکہتا ہے کہ اوسنے وہان کے باشندون سے واقفیت حاصل کی - اوسنے اسکا بہی ذکر کیا ہے کہ ملتان مین شروع سال کی شمار کس طرح ہوتی ہے (صفحہ ۳۰۶ سطر ۱۶ و ۱۷) اور ایک تیوہار کے بابت بہی جو کہ خاصکر ملتان کے ہندؤن سے ہی مخصوص ہے (صفحہ ۲۰۴ سطر ۱۴ و صفحہ ۲۹۰ سطر ۱۵ و ۱۸) - وہ ملتان کی تاریخ و جغرافیہ سے بہی واقف ہے (صفحہ ۵۶ سطر ۱-۶) اور ایک عالم مسمی دربہا کا جو کہ ملتان کا باشندہ تہا

وہ دو جگہ ذکر کرتا ہے۔ (صفحہ ۲۰۷ سطر ۱۲ صفحہ ۲۲۹ سطر ۸) آخرکار ہم یہہ بیان کرتے ہین کہ البرونی نے اوسکے بیان کے موافق ہندوؤنکو ڈہول بجاتے ہوئے اور سنکہ بجاتے ہوئے دیکہا ہے جس سے کہ وہ لوگ مختلف اوقات دن کے پرشورمین بجا کر بتلاتے تھے۔ مجہکو اس نام کے کوئی جگہہ نہین معلوم ہوتی اور اسلئے مین خیال کرتا ہون کہ اوسکا مطلب پشاور سے تہا۔ بڑی تعلیم گاہون مین ہندوستان کے یعنے بنارس اور کشمیر مین اوسوقت مسلمان نہین پہونچ سکتے تہے (صفحہ ۱۱ سطر ۱۲ و صفحہ ۱۷۳ سطر ۹)

مصنف کے سنسکرت سیکہنے کا بیان

البرونی ہندوستان کی زبان سیکہنے کے بعد وہانکی حالات سے واقفیت حاصل کرنی شروع کی تاکہ علم ادب مین بخوبی دخل ہوجاوے۔ اور یہہ بات اونکو جوکہ مشرقی طبایع سے واقف ہین اور خاصکر علماؤن کو بہت تعجب دلانیوالی ہے۔ مسلمان ترک بلاشک اپنی مادری زبان کے علاوہ عربی و فارسی پڑہ سکتا ہے لیکن کسی مسلمان کا علم کے لیئے دوسری زبان سیکہنا بالکل ناممکن معلوم ہوتا ہے۔ مجہکو کسی عربکی مثال نہین معلوم جسنے گریک یونانی علم ادب کے لیئے پڑہی ہو اور یہہ بات یقینی ہے کہ ابن رشد بن سینا ارسطو اور گلینس کی زبان سے بالکل ناواقف تہے۔ اگرچہ اُنہون نے گریک سے بہت زیادہ فائدہ اوٹہایا۔ تاہم کبہی اصلی زبان سے کوئی بات حاصل نکی بلکہ شامی ترجمون پر اکتفا کی۔ اس لحاظ سے البرونی ایک عجیب شخص خیال کیا جاتا ہے خاصکر مشرقی تاریخ مین حال کے عادت کے موافق

اوسنے اختلاف زبان کا پردہ اوٹھا دینے کی کوشش کی اور علم سنسکرت حاصل
کیا۔ اور اوسکی مشقت کی کیفیت اوسی سے معلوم ہوتی ہے جو کہ فی زمانا ایسے
ہی کام کرتے ہین۔ اب یہ معلوم ہوتا ہے کہ کس قدر کامیابی کے ساتھ اوسنے
سنسکرت پڑہی ہے۔ [illegible] یہ بالکل ناممکن ہے کہ البیرونی نے بلا مدد قواعد
ولغت اسقدر لیاقت حاصل کرلی ہو کہ [illegible] علم ہیئت کی کتابین جو کہ نہایت [illegible]
[illegible] ہین اور [illegible] کے مصنفین ہون بخوبی پڑھ سکے اور بلا مدد ہندوون کے
زبان عربی مین ترجمہ کرسکے۔ اس زمانہ مین دوسری زبان کا اس عمدگی سے
سیکھ لینا ممکن ہے لیکن گیارہوین صدی مین یہہ ہونا مشکل معلوم ہوتا ہے اور
خاصکر مشرق مین۔ میری دانست مین البیرونی نے زبان سیکھنے مین بہت
وقت صرف کیا۔ وہ علمی و دیسی طریقہ تلفظ کا جانتا تھا اور سنسکرت کی جوڑ
توڑ سے واقف تہا شلاً اوسنے پرانون کی نامونکا عربی مین ترجمہ کیا اگرچہ بالکل
غلطیون سے خالی نہ تہا۔ یہہ معلوم ہوتا ہے کہ اوسنے ہندوستانی کتابین
ہندوونکی مدد سے پڑہین اور ترجمہ بہی اونکے لکھانیکے موافق کیا۔ برخلاف اسکے
اوسنے کچھ عرصے مین پوری لیاقت حاصل کرلی ہوگی کیونکہ اوسکو بہت لفظ یاد تہے
اور خاصکر اصطلاحات سے خوب واقف تہا اور اوسکا محقق مزاج علمی روایات
کے تحقیق مین بہت مذاق لیتا تہا۔ مثلاً مخفی و منظوم عبارت اور غلط قلمی کتابون
پر توجہ کرتا۔ ذیل کے عبارت سے اسباب کا مضمون معلوم ہوگا پہلے باب
مین وہ بیان کرتا ہے کہ مین ہندو نجومیون کی ساتھ شاگردی کا تعلق پیدا کیا

اور یہہ سکھ جانے کے بالکل کیفیت بدلدی جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ شاگردونے بوجہ ریاضی
دان اور نجومی ہونیکے استادون کو سکہانا شروع کردیا۔ اس سے پنڈتون کو
ازحد تعجب ہوا اور میری لیاقت کا یقین کیا اور یہہ سمجہا کہ اور کسیکے سکہائی باتین
بتاتا ہے۔ اور مجکو مجبور کیا کہ مین اپنے ہندو استادون کا نام بتاؤن ۔ یہہ خیال
کرکے کہ ایک اجنبی نے انکا مقابلہ کیا اونہون نے مجکو جادوگر کہنا شروع کیا
اور اپنی زبان مین "مسمندر" اور "پانی جو نمک سے زیادہ ترش ہوتا ہے" کہا
کرتے تھے (صفحہ ۲۳ سطر ۲۰) پہر اونے انکال زبان کی بابت بمقابلہ عربی کچہہ
کہا ہے اور یہہ کہا ہے کہ سنسکرت مین ایک چیز کے لیے بہت سی لفظ ہین اور
ایک لفظ بہت سی چیزون کے لیے استعمال ہوتا ہے (صفحہ ۹ سطر ۵۹ و صفحہ ا
سطر ۳-۴) مصنف نے بہت صحیح ترجمہ سنسکرت الفاظ کا عربی مین کیا ہے اب
یہہ سوال درپیش ہے کہ البرونی نے یہہ ترجمے خاص اپنی لیاقت سے کیئے ہین
یا کسی ہندو ہمعصر کے بتلائے ہوئے لکہہ دئیے ہین۔ لیکن دو مثالون سے ظاہر
ہوتا ہے کہ اونے اپنی لیاقت سے لکہا ہے اول صفحہ ۵۸ سے ۸۰ تک اور
دوسری وجہہ یہہ معلوم ہوتی ہے کہ اونے اس قسم کے غلطیان مفرد الفاظ کے
ترجمے کرنے مین کی ہین۔ جو کہ پنڈت نکرتے۔ ذیل کے غلطیان میری رائے کو
اور زیادہ مستحکم کرتی ہین کیونکہ اونسے بلا کسی کے مدد کے ترجمہ کرنے مین کوشش
کی ہے (صفحہ ۱۹۴ و ۱۹۷ و ۱۵۲ و ۱۵۶ و ۱۵۷)

مصنف کی کتاب بلحاظ مترجم ہونیکے اور اوسکی تصانیف ہند پر

اوسکو اس تصنیف مین وہ بڑی محنت کرنی پڑی ۔ کیونکہ اوسنے سنسکرت سے عربی مین ترجمہ کیا اور عربی سے سنسکرت مین ۔ اوسکی یہہ خواہش تہی کہ مسلمانون کو ہند کے علوم سیکہنے کا موقع ملے اور یہہ معلوم ہوتا ہے کہ ہندوون نے اوسکو ہند مین عربی پہیلا نیکے لیئے کہا تہا وہ کتابین جنکا کہ اوسنے عربی مین ترجمہ کیا یہہ ہین ۔ سانکہیا مصنفہ کپیلا ۔ پاتنجلی کی کتاب ۔ پالیس سدہانتا اور برہمسدہانتا ۔ مصنفہ برہماگپتا ۔

جب البرونی نے انڈکا لکہی اوسوقت تک یہہ کتابین ختم نہین ہوئی تہین (صفحہ ۲۷ سطر ۲) برہماسدہانتا اور لاگہوجاتکم مصنفہ وراہمیہرا اور انڈکا لکہنے ہی کے زمانہ مین اوسنے ان کتابون کا ترجمہ کیا ۔ اقلیدس والمجسطی تالی اور اوسکا ایک خاص رسالہ استرولوب کی بارہ مین (صفحہ ۲۶ سطر ۴ ۔ ۷) تیرہ برس تک اپنی وطن یعنی غزنی مین رہنے کے بعد اوسنے انڈکا لکہی (سنہ ۱۰۱۷ سے سنہ ۱۰۳۰) اس عرصہ مین اوسنے اپنے وقت کو بہت عمدگی اور مشقت سے صرف کیا ہوگا ۔ اگر کوئی شخص ہمارے زمانہ مین موجودہ علوم کے ذریعہ سے سنسکرت سیکہے تو یقین ہے کہ بہت عرصہ کے بعد شاید وہ اس عمدگی اور انصاف کے ساتہ پرانی حالت ہند کے بیان کرسکے جیسے کہ البرونی نے کی ہے ۔ انڈکا کے تصنیف کے ۵ برس بعد البرونی نے اپنی تصانیف کی ایک فہرست طیار کی تہی جسمین سے وہ کتابین جو کہ ہند کے متعلق ہین ہم تفصیلوار بیان کرتے ہین ۔

(۱) رسالہ سندہ یا عربی ترجمہ برہما گپتا کے سدھانتا کا جسکو مسلمان علما استعمال کرتے تھے اور جسکا نام یہہ ہے، جوامع الموجود لخواطر الهنود فی حساب التنجیم۔
(۲) ایک نئی تالیف الارقند کی جسکا برہما گپتا کی کھاند کھادیکا کا ترجمہ عربی مین کیا گیا ہے کیونکہ یہہ ترجمہ نادرست تھا اسلیے البیرونی بہت عمدگی سے دوبارہ کرکے شایع کردیا۔
(۳) خیال انکو فیئن جوکہ گرہن کے ہندی حساب کے بارہ مین تھی اور جسکا بیان انڈکا مین (صفحہ ۲۰۰ سطر ۱۳) مین کیا گیا ہے۔
(۴) رسالہ حساب جوکہ سندہ اور ہندوستان کے سفری طریقہ کے متعلق ہے۔
(۵) ہندوانہ طریقہ حساب۔
(۶) ایک رسالہ اسبارہ مین کہ عربی طریقہ درجونکی شمار کا زیادہ صحیح ہے بہ نسبت ہندوؤن کے طریقہ کے۔
(۷) ہندوؤن کے راسیکاس کے متعلق یعنے اربعہ۔
(۸) سمکالیتا یا طریقہ شمار کے متعلق۔
(۹) برہما سدھانتا کے ریاضی طریقہ کا ترجمہ۔
(۱۰) ہندو تاریخ کے طریقہ کے موافق موجودہ زمانہ کی دریافت۔
(۱۱) قمری قایم ستارونکی متعلق ایک رسالہ۔
(۱۲) ہندو نجومیونکے سوالات کے جوابات۔
(۱۳) دس کشمیر کے سوالون کے جوابات۔
(۱۴) ہندی طریقہ شمار عمر کا۔

(۱۵) وراہمیرا کے پیدایشی کتابکا ترجمہ۔

(۱۶) بامیانکے ودہنو کا قصہ۔

(۱۷) قصہ نیلوفار۔

(۱۸) جلپاہارا کا ترجمہ جو کہ بیماریونکی بابت ہے۔

(۱۹) وراسودیوا کے اظہار کے بابت۔

(۲۰) ایک کتاب کا ترجمہ جسمین کہ شتل ہو شاید یہ کتاب سالکہیا ہو۔

(۲۱) پتانجلی کے کتاب کا ترجمہ جو کہ جسمانی زندگی کے رہائی کے متعلق ہو۔

(۲۲) تضعیف مساوات کے درجات کے متعلق ایک رسالہ۔

شنفر وغیرہ کے قلمی کے متعلق

وہ قلمی کتاب جس سے کہ ہمنے کتاب چھاپی ہے ۴ جمادی الاول ۵۵۴ ہجری مطابق ۲۴ مئی ۱۱۵۹ کو ختم ہوئی یہہ کتاب شنفر کی ذخیرہ مین جو کہ پیرس مین تھا ملی ہتی۔ اس حساب سے اس جلد کے لکہے جانے اور اصلی کتاب کے درمیان ۱۲۹ برسکا فرق تہا۔ نقل نویس نے نہ تو اپنا نام لکہا ہے اور نہ اوس کتابکا حال لکہا جس سے اوسنے نقل کی اوسنے قریب قریب کل شنفر کے قلمی کتابون کو لکہا ہے لیکن اوسنے لاکوئی چہوڑ دی ہے اور بعض جگہہ مفرد اور خالی صفحہ چہوڑ دی ہے ان خالی صفحون کو پہر کسی نے لکہدیا ہے جیسا کہ روشنائی کے رنگ سے معلوم ہوتا ہے۔ اس دوسرے نقل نویس نے مفصل ذیل نوٹ لکہا ہے۔ انسخہ من نسخہ بخط المصنف

بحمد الله وتوفيقه بحسب الوسع والطاقة وكتب المصنف في آخرها تمّ فرغ
منها لعزته في اول المحرم مفتتح سنة ثلث وعشرين واربع مائة - تاہم
مجھکو یہہ بیان کرنا ہے کہ اس دوسرے نقل نویس نے اسقدر محنت نہین کی جسکا کہ
وہ دعوی کرتا ہے - اوسنے اصلی کتاب سے مقابلہ کیا تہا جیسا کہ الفاظ - بلغ
اور صح - سے معلوم ہوتا ہے - یہہ الفاظ جگہ جگہ حاشیہ پر لکھے ہوئے ہین
اوسنے اصلی مضمون یا عبارت کو صحیح کیا اور زیادتی کو پورا کیا - جو کچھہ کہ اوسنے
کیا ہے یہہ ہے جسجگہ کچھہ جگہ چہوٹی ہوی ہے وہان اوسنے ظ لکھدی
ہے (صفحہ ۲۹۶ و ۲۲۸) اوسنے لاکونی کو پورا کرنیکی کوشش باب ۸۰ مین
کی ہے جو کہ نوم کی بابت ہے لیکن سطر پر لکہا ہے کہ گویا وہ کتابکو نہین سمجہا -
صفحہ ۳۰۸ سطر ۵ اور ۳۰۹ سطر ۳ و ۳۱ کو ملاحظہ کرو - دسویں باب مین اوسنے چہوٹی
ہوی فہرست اوس کے اول نصف کے سوا لکھی ہین سب سے اخیر کے
حاشیہ وہ یہہ لکھتا ہے - ما تحتان مکتوبًا فی الاصل - پہلے صفحہ پر یہہ لکھا
تہا - فی نوبته الی الریحان کان مکتوبًا بخط عن ظہر نسخة الاصل او غرته
ایضا کان مکتوبًا بالخط رحمه الله -

میری دانست مین کتابکی یہہ تاریخ ہے - صرف البرونی کی لکھی ہوی کتاب
نقل نویس اور مقابلہ کرنیوالے کے پاس تہی - یہہ کتاب پوری لکھی ہوی تہی
سوائے کچھہ مفرد لفظون کے جو کہ بالکل مٹ گئی تہی یا اونکو کیڑہ نے کہا لیا تہا -
شفر کے نقل نویس نے کل کتاب کو سوا اون لفظون کو جو کہ صاف پڑہی

بجا تھی نقل کیا اور آخر فہرستون کو معلوم نہین کیون چھوڑ دیا جو کہ صفحہ ۳۰۲ و ۳۰۴ و ۳۰۵ و ۳۰۶ و ۳۱۴ و ۳۱۶ و ۳۱۷ پر ہین بہت صدیون کے بعد یہہ دونون کتابین ایک عربی عالم کے ہاتھہ آئین جسنے انکا مقابلہ کیا۔ یہہ مین نہین کہہ سکتا کہ وہ عالم کس زمانہ مین ہوا ہی اور کہان رہتا تھا لیکن یہہ معلوم ہوتا ہے کہ اوسکو علم نجوم سے بہت شوق تھا کیونکہ باب ۸۰ پر توجہ کی ہے۔ اس کل بحث سے صرف اسقدر فائدہ نکلتا ہی کہ ان دونون کتابون کی اصل البیرونی کے قلمی کتاب سے ہے۔ اس البیرونی کے اصل کتاب پر خیال کرکے ہم کچھہ کہنا چاہتے ہین۔ ہمارا یہہ خیال ہے کہ جب نقل نویس نے نقل کیا اور مقابلہ کرنیوالے نے مقابل کیا اوسوقت اصلی کتاب کے ورق بے ترتیب ہوگئے ہون گے۔ اب ہم اونکا بیان کرنا چاہتے ہین جنکے پاس یہہ کتاب رہی اور جنکا نام شروع صفحہ پر لکھا ہی۔

ربیع الثانی سنہ ۸۶۵ھ مین یہہ کتاب عبید اللہ محمد بن عمر کے پاس تھی۔ یہہ تاریخ جنوری سنہ ۱۴۶۱ء اسی مطابق ہی کیونکہ اس کتاب پر طغری مین سلطان ترک کی مہر ہے اسلئے معلوم ہوتا ہی کہ یہہ اوسکے کتب خانہ مین رہی پہلے صفحہ پر ترکی خط مین یہہ لکھا ہوا ہے ومن قبل العلمیات والتواریخ علاوہ اسکے اور دو قلمی کتابین یورپ مین موجود ہین۔

ببلیوتھک نیشنیل پیرس مین فاندس ود کاراد نمبر ۲۲۔ اس تاریخ کا نام شروع صفحہ پر تاریخ ہند لکھا ہی اور اسی نام سے اکثر لکھی گئی ہی۔ لیکن اس نام کے صحیح ہونیکی [illegible] مصنف [illegible] کا نام [illegible] ہمکو ہمنے

شروع مین لکھدیا ہے - دوسری جلد قلمی کتاب کی محمد کوپرولو مدرسہ کے کتب خانہ مین ہے
یہہ کتاب خانہ استنبول کے ایک محلہ دیوان یولو مین سلطان محمود کے تربت کے نزدیک ہے
اور اس کتاب سے مین نے ستمبر ۱۸۷۶ع کی گرمیون مین مقابلہ کیا - یہہ دونون جلدین اصل البرونی
کی لکھی ہوئی کتاب سے نقل کی گئی ہین اور بالکل مطابق ہین لیکن صرف چند جگہ نقل نویسون
کی غلطی سے فرق ہوگیا ہے کیونکہ اس کتاب کو سمجھہ نہین سکتے تھے -

اور مین نے ارادہ کیا کہ ان کتابون سے مدد لون کیونکہ شاید نقل نویس مجھہ سے اچھی ہندی زبان
جانتے ہون لیکن بعد مین مجھکو معلوم ہوگیا کہ اونکی مدد کی کچھہ ضرورت نہ تھی - کیونکہ جو کچھہ
بنظر اول معلوم ہوتا تھا حقیقت مین وہ نقل نویس ہی کی غلطی تھی - اٹھارہوان باب جو کہ
جغرافیہ کے بابت ہے پیرس کے جغرافیہ ادریسی مین موجود ہے - مین نے اس کتاب
کے دریافت کے بارہ مین بہت سے خط ہند کو لکھے لیکن یہہ معلوم ہوا کہ یہہ کتاب وہان
نہین ملتی شاید کسی دن یہہ کابل قندہار یا ہرات کے کتب خانہ مین ملے - اور ہم اسکو پوری
طرح سمجھتے ہین کہ مسلمانون نے اس کے نقل کرانے مین کوشش و توجہ کیون نکی - اسمین
بت پرستی اور لامذہبی پر زیادہ بحث کی ہے اور اوسی کا حال لکھا ہے اس لیئے مسلمان اس
کتاب کو پڑہکر اپنی قلب اور روح کو خراب کرنا نہین چاہتے - علاوہ اسکے علمی مذاق کا جو کہ
البرونی کے زمانہ مین انتہا کو پہونچ گیا تھا اوس کے بعد زوال شروع ہوگیا - یہہ مذاق مذہبی
تحقیقات اور مباحثونکے مقابلہ مین نیست و نابود ہوگیا اور حقیقت مین یہہ وہی قضیے تھے
جو اسلام کی ناپختگی کلی کے باعث ہوئے - سنہ ۴۰۰ ہجری مین اس قسم کے تحقیقات مین البرونی
یکتائے زمانہ تھا جیسا کہ ہمکو اوسکے شکایت سے معلوم ہوتا ہے (صفحہ ۱۲ سطر ۲و۹) لیکن بہت جلد

مسلمانون کی دل پر تاریکی چھا گئی - ان سب واقعات اور حالات سے اس کتاب کے نہ چھاپے جانیکی وجہ صاف ظاہر ہے اور اسی وجہ سے ہمکو ایک شعر کے کتاب پر بھروسہ کرنا پڑا -

عربی زبان جیسے کہ انڈکا مین استعمال ہوا ہے

البیرونی کے عام عربی طرز کے نسبت ناظرین کو اوسکے تاریخ کے دیباچہ کے انچاسویں[29] صفحہ کی طرف متوجہ کرتا ہون - اوسکے کل فقرے بالکل درست ہوتے ہین اور اکثر اونمین سے بہت مختصر ہوتے ہین فقرونکا باہمی تعلق بہت درست ہے اور بالکل علم اقلیدس کے طرز پر ہے اور ہر ایک فقرہ اسطرح سے واقع ہے کہ وہ پہلے فقرہ سے بہت چسپان ہے - اسکا طرز تحریر صاف ظاہر کئے دیتا ہے کہ اوسکا پیشہ ریاضی تھا - کرانولاجی (تاریخ) لکھنے کی ستائیس[27] برس بعد اوسنے انڈکا تصنیف کی - اس عرصہ مین اوسکا طرز تحریر وہ اوصاف جو شروع ہی سے اوسمین پائی جاتی تہی اور جو اوسکے مخصوص طرز کے کامل ثبوت ہین متواتر حاصل کرتا رہا - تاریخ سے زیادہ انڈکا کا طرز ہمپر اسکا اثر ڈالتا ہے کہ اوسمین ایک اعلی قسم کے استواری اور نہایت عمدہ یکسانگی شروع سے آخر تک پائی جاتی ہے اوسکی زبان ایسی سخت اور مختلف خوبیون سے قریب ہے کہ اگر کسی مقام سے ایک لفظ علیحدہ کر دیا جاوے تو کل فقرہ غارت ہوجاتا ہے - اس کتاب کو سمجھنے کے وقت لفظونکی ساخت کی دشواری کی وجہ سے نہین ہے بلکہ اصلی مضمون اور اوس مخصوص طریقہ سے کہ اسب جگہ کہ ایک خیال کو اور دوسرے ملایا ہے اور جسکے سمجھنے کے واسطے سطرون کے درمیان کچھ اور عبارت ہونا چاہیئے) وجہ سے ہی - اکثر وہ فقرہ جو کہ بادی النظر مین مہمل معلوم ہوتا ہے بعد کے فقرون سے صاف اور واضح ہوجاتا ہے اور مین انڈکا اور ... کے

پڑھنے والون کو ایک ہی سی صلاح دیتا ہون کہ اگر کوئی مشکل فقرہ یا مضمون واقع ہو تو وہان پر
ٹھہر نہ جاوے بلکہ اوسکے فقرون پر غور کرے۔ اس کتاب مین اور نیز عربی کتابون مین ضمیر کے
کثرت استعمال سے دقت پیدا ہوجاتی ہے اور کسی چیز یا شخص کا تذکرہ کرنے مین مصنف بہت دور
بعد وہ لفظ لکھدیتا ہے کہ جس سے مطلب نکالنا پڑھنے والے کی قوت قیاس پر منحصر ہے۔ یہہ بات
تو بالکل پایۂ یقین کو پہونچی ہوئی ہے کہ البیرونی جیسا مصنف اپنی اعلی عالمانہ تعلیم کے زمانہ
مین عربی نحو کے کورس کو ختم کرچکا تھا اور وہ اوس فن مین اپنے ہمعصر مصنفون کی طرح
ماہر تھا اگرچہ اوسنے اس فن مین کوئی کتاب نہ لکھی ہو۔ تاہم اکثر اوقات گرامر کے قاعدون
کی پابندی نہین کرتا ہے اور اس طرز کو مثل الجبرا کے عربی مخصوص طرز سے تعبیر کرنا چاہیے
جب البیرونی نے ہندوستان کی شائستگی کا بیان عربی زبان مین کیا تو اوسنے اوسکو ویسی
طرز مین بیان کیا اور آج تک کسی مصنف نے اوسکے قبل یا بعد نہین کیا ہے۔ اوسکو یورپ ک
یسیون اور یونانیون کی طرح اس امر مین بڑی دقت اوٹھانی پڑی اور اوسکی یہہ خواہش تھی
کہ ہندو خیالات کے باریکیون کو دوسری زبان کے مناسب اور مشابہ الفاظ مین بیان
کرے اور مین کہہ سکتا ہون کہ اوسکو اس امر مین بڑی کامیابی ہوئی۔ ہر شخص کو جسکو
اوسکے خیالات معلوم کرنیکی خواہش ہے یہہ بات ظاہر ہوگی کہ کتاب بھر مین بہت
صفائی ہے جس سے یہہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اوسکو مضمون اور زبان پر پورا
اختیار حاصل تھا۔ نئے خیالات عربی مین ظاہر کرنیکے لیے اوسنے کئی طریقہ اختیار کی تھین
کچھ لفظون کو جوکہ اردو کی تھین اوسنے بعینہ ویسی ہی لکھدیا ہے یا معرب کرکے لکھا ہے۔
بعض جگہ اوسنے عربی مین ترجمہ کردیا ہے اور اگر ترجمہ بھی عمدہ الفاظ مین نکر سکا تو اوسنے

عربی الفاظ مین جنکی معنی اونسنے نئی مقرر کئے ہین بیان کیا ہے اوسکو اس امر مین تین باتون سے بہت مدد ملی اول یہہ کہ عربی زبان مین گردانین بہت کثرت سے ہین اور اس ذریعہ سے نہایت باریک اور پیچیدہ خیالات ظاہر ہو سکتے ہین دوسرے یہہ کہ عربی زبانکا ذخیرہ نہایت لاانتہا ہے۔ اور تیسری یہہ کہ عربی زبانکی نحو نہایت وسیع ہے البیرونی نے اس زبان کو ایک ایسے نئے راستہ کی طرف پہیر دیا ہے جہان کہ اوسکو کشادگی اور ترقی ہوتی لیکن یہہ کشادگی نہین ہوئی۔ اوس جنبش کی طرف جو البیرونی (البیرونی مثل ایک پہاڑ کے عربی علم کے سمندر کے وسط مین تنہا واقع ہے) نے پیدا کی بعد کے نسلون کو کچھہ خیال نہوا اور نتیجہ یہہ ہوا کہ اوسکے کتابکو بعید از فہم سمجھکر بالکل چہوڑ دیا۔ وہ اپنے ہم وطنون سے بہت آگے تہا اور انہون نے ہی اوسکے راستہ پر چلنے کی کوشش نہین کی۔ انڈکا پڑہنے کے لیئے علم عربی علم الہیئت۔ فلسفہ۔ ریاضی ہیات۔ اور نجوم کی اصطلاحون سے واقف ہونیکی ضرورت ہے۔ اس خیال سے کہ آیا مجھہ کو اس کتاب کے ساتہہ ایک ایسا نقشہ جسمین کل شاذ اور مخصوص بعد مشکل الفاظ معہ معنی درج ہون شامل کرنا چاہیئے یا نہین مین اس امر پر آمادہ ہوا کہ ایسے شرح طلب الفاظ کو مین اپنی ترجمہ کے نوٹ مین بیان کرون کیونکہ اونکی تعداد کثرت سے نہین ہے کہ اسکے لیئے ایک علحدہ نقشہ کی ضرورت ہو فقط

سید طفیل احمد

ضمیمۂ رسالۂ حسن

ہم ذیل مین اجرتی اشتہار بجنسہ درج کرتے ہین۔ مینیجر رسالۂ حسن

تدبیر نوجوانی یعنی

پیر کو کرتا ہی یہ روغن جوان

یہ روغن قوت باہ کے لئے حکم اکسیر اعظم کا رکھتا ہی جس سی پیران ہفتاد سالہ تک یکسان نفع ہوتا ہی اسکے استعمال مین نہ کسی قسم کے پرہیز کی ضرورت ہی نہ آبلہ وغیرہ کا کچھ خطرہ رگ و پٹھہ کو جیسے بخشتی ہی کام بخشتا ہی اور ہر قسم کے امراض نامردی کو خواہ وہ کسی سبب سے ہون بجز خلقی اور مادر زاد نامردی کے اپنی معجزنما تاثیر سے دفع کرتا ہی اور صرف ایک ہفتہ کے استعمال سی فایدہ کامل ہوتا ہی۔ ترکیب کا غذ ہمراہ تیل کے ملتا ہی۔ قیمت فی شیشی صہ محصول ۴ ر۔ اور ہر ایک شیشی مین ایک تولہ روغن ہوتا ہے

دوائے عجیب یعنی کشتۂ زمرد

زمرد کا کشتہ۔ جو باجزای مناسب تیار کیا گیا ہی چار حصہ چاول کے برابر خوراک ہوتی ہی قیمت فی خوراک عہ ۱۲ پانچ روز یا گیارہ روز کی خوراک مین بفضلہ فائدہ کلی ہوتا ہی **خواص آن** برای قوت باہ اور تمام امراض متعلقہ اسکی خواہ وہ کیسی قسم کے ہون۔ اور سوزاک کہنہ ہو خواہ جدید دافع جریان۔ مقوی دماغ و اعضای رئیسہ و ارواح و ضیق النفس و سرفہ کہنہ خواہ جدید خشک ہو یا تر۔ اور لاغری جوبن ایام دفع وبائی ہیضہ مین تو حکم اکسیر کا رکھتا ہی یعنی کیسی ہی نبض کی حالت ردی ہو کر خراب ہو گئی ہو بفضلہ صحت ہو گی۔

اکسیر حیات۔ یعنی عرق نجاہ امراض ضعف بصر و دماغ و صفائے خون و انواع و اقسام تپ۔ تجریا۔ چوتھیا۔ تپ دق۔ استسقا طحال آتشک۔ سوزاک۔ جریان۔ سفید داغ۔ ناسور۔ بواسیر خونی و بادی۔ اور شراب خواری اور چانڈو نوشی سے جو خشکی لاغری اور ضعف جگر وغیرہ لاحق ہوتی ہین سب کو بغیر پرہیز دفع کرتا ہی ایک بوتل ایکماہ کو کافی ہی قیمت فی بوتل صہ محصول ۱۲ ر۔

عجیب چیز۔ تحلیل بواسیر خونی و بادی تحلیل و درد ستہ کے لئے عجیب چیز ہی پہلے ہی دن فائدہ دیکھا

کے استعمال سے دو گردہ جریان خون دفع ہوتا ہے اور تین ہفتہ میں بفضلہ دو گردہ مثانہ بالکل دفع ہو جاتی ہیں
اور پھر کبھی عود نہیں کرتے وزن عرق ۶ ماشہ قیمت عہ محصول ۴ ر —

جہان نما - اس عرق کے لگانے سے آنکھوں کی روشنی تیز ہوتی ہے - پھولی - درد - دھند سرخی
چشم جملہ بیماریوں کو دفع کرتا ہے - قیمت عہ محصول ۴ ر وزن عرق ۶ ماشہ —

خضاب نایاب

بے مثل رنگ ڈھنگ ہے نادر خضاب ہے + گویا کہ آمد آمد فصل شباب ہے

جیسی کہ عوام میں خضاب سے دقتیں واقع ہوتی ہیں ہر شخص پر ظاہر ہیں یعنی چھٹے آٹھویں روز
مہندی لگا کر باندھنا اور بعد دو تین گھنٹہ کے پھر وسمہ لگا کر باندھنا اسمیں قریب ۶ گھنٹہ کے وقت
ضایع ہوتا ہے اور بال سیاہ ہونیکے سوا اور کوئی فائدہ نہیں اور نقصان بہت - ظاہر ہے کہ مہندی
اور وسمہ کا پانی جب دماغ میں جذب ہوگا تو اوس سے سوا نقصان کے اور کوئی فائدہ نہیں
جیسا کہ ایام سرما میں مثل سردی وغیرہ کے جس قدر دیکھی گیا ہے - انہیں دقتوں کے سبب سے یہ خضاب
نایاب تیار کیا گیا جس قدر تعریف کیجاے بجا ہے - ناظرین سے امید ہے کہ قیمت بھیجکر طلب کریں
اسمیں کچھ بھی مبالغہ نہیں - تھوڑی تعریف اسکے اجزا کی ظاہر کرتا ہوں —
دافع بالخورہ خارشت سر ضعف دماغ - علاوہ برین خوشبو میں بے نظیر مثل کیوڑہ باعث فرحت
مفرح دماغ ہے بالوں میں سختی نہیں آنے دیتا بلکہ ملایم رکھتا ہے سیاہی میں بالوں کو مقابل
اصل بالوں کے کرتا ہے دوسرے روز بطور روغن چنبیلی لگانا ہوتا ہے کسی چیز سے باندھنے کی
ضرورت نہیں دوسرے تیسرے روز لگانے تو بال مثل اصل بالوں کے سیاہ ہونگے کوئی تمیز نہ
کر سکیگا کہ یہ خضاب ہے - ایک بوتل میں ۳۰ روپیہ بھر یعنی ڈیڑھ پاؤ ہوتا ہے - قیمت فی بوتل
عہ علاوہ محصول نصف شیشی عہ چار م شیشی عہ اس سے کم غیر ممکن ہے —

ضمیمۂ رسالۂ حسن

میرے شفاخانہ مین علاوہ اِس کے ہر قسم کا علاج ہوتا ہے۔

اطلاع ضروری واضح ہو کہ بہت سی سندی خطوط یعنی سرٹیفکیٹ جو صاحبان یورپ مین بہادران نے میرے عمدہ علاج کے ثبوت مین عطا فرمائی ہین اور نیز ہندوستانی خطوط صحت قریب ہزار بارہ سو کے موجود ہین جو شاید اور کارخانون مین نہ ہونگے۔ چاہیئے کہ طلب فرما کے ملاحظہ ہون میری ادویہ سے ہزارون نے صحت پائی ہے اور بغیر سفارش بہت لوگون کا سارٹیفکیٹ موجود ہین آدھ آنہ ٹکٹ بھیکر طلب کرین کیونکہ بعض حکیمون نے اپنے شہر کے رئیسون سے خوشامد کرکے سرٹیفکیٹ بنائے ہین پس میرے سرٹیفکیٹ اور اُن حکیمون کے سرٹیفکیٹون مین بڑا فرق ہے لازم ہے کہ پہلے سارٹیفکیٹ منگا کر ملاحظہ فرمائین تاکہ دھوکا نہو۔
ایک طویل فہرست ادویہ کی جو اخبار مین گنجائش طبع نہین رکھتی اور جس سے لطف زندگی تا دمِ مرگِ انسان قایم رہتا ہے۔ قابل ملاحظہ ہے جو صاحب چاہین کارخانہ سے طلب کرین مفصل کیفیت ادویہ کی فہرست سے ظاہر ہوگی۔

المشتہر حکیم ابو الحسن شفاخانہ حکیم صفدر حسین صاحب مہتمم شہر بنارس محلہ دالمنڈی

مجرب آزمودہ شرطیہ دوائین

امراض ذیل کی ادویہ شفاخانہ زبدۃ الحکما ڈاکٹر شمس الدین مرحوم ۱۹ نبی ۱۸۵۱ء ایڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور مین جو سنہ ۱۸۷۲ء سے جاری ہے ملتی ہین مفصل فہرست و سارٹیفکیٹ ٹکٹ آدھ آنہ سے مل سکتی ہین۔

طلا جو استعمال بچپن کے نقص کو ان کی طوبات و بگاڑ دور کرتا ہے نیم تولہ للعہ۔

شربت دافع نامردی۔ رقت منی۔ جریان۔ سرعت انزال۔ احتلام دایمی۔ قبض ضعف اعضائے رئیسہ و معدہ۔ تاریکی چشم۔ دردسر وغیرہ جو کثرت مسکرات و اقسام فواحش سے پیدا ہوکر انسان کی ضعیف تنہا

جلد سوم — حسن — نمبر ۸

اعینونی اذا احسنت امرا

وان اخطأت فاتونی صلاحا

ماہ اگست سنہ ۹۰ء

مضامین

حیدرآباد دکن

مطبع حسن میں چھپا

رسید زر

نہایت شکرگذاری کے ساتھہ اون علم دوست اولوالعزم حضرات کے اسمائے گرامی زیب صفحہ کئے جاتے ہین جنہون نے ازراہ قدردانی عطیہ زرچندہ سے نیچر رسالہ کو ممنون ومشکور فرمایا - امید ہی کہ جو حضرات ہنوز مد باقیات مین ہین وہ بہت جلد اپنے کو سبکدوش اور ہمکو شکرگذار بنائین گے ۔

(۱) عالی جناب ملا محمد علی صاحب ۔	عـہ
(۲) عالی جناب مولوی امیر حسن صاحب ۔	ـــہ
(۳) عالی جناب مولوی سید غلام رسول صاحب ۔	عـہ
(۴) عالی جناب نواب اعظم جنگ بہادر ۔	عـہ
(۵) عالیجناب نواب صاحب والی مرشدآباد ۔	لعہ ر
(۶) عالیجناب غلام محمد صاحب پیپل گانون	عمہ ر
(۷) عالیجناب نواب شہاب جنگ افتخار الملک بہادر معین المہام کوتوالی	عمہ ر
(۸) عالی جناب نواب رفعت یار جنگ بہادر	ســہ ر
(۹) عالی جناب مولوی محمد ابراہیم خان صاحب وکیل	عـہ
(۱۰) عالی جناب نواب آصف نواز جنگ بہادر معتمد صرف خاص	عـہ

شاہ بابر غازی

سلسلہ کے لئے نمبر گذشتہ ملاحظہ ہو

فتح قندہار

سنہ ۹۱۳ھ - گذشتہ موقع پر شیبانی خان میدان چھوڑ کر سمرقند چلا گیا تھا اور اوسکے جاتے
ہی خراسانی متفقہ فوج خواب کی طرح پریشان ہوگئی تھی - موقع پاکر اوسنے خراسان پر پھر حملہ کیا
شہزادے خدا جانے کس گوشے مین مدہوش پڑے تھے کہ شیبانی دارالسلطنت ہرات پر قابض ہوگیا
اور ایک لڑائی نہین ہوئی - سلطان حسین مرزا کے عہد مین جو راحت و آسائش رعایا کو نصیب
ہوئی تھی افسوس اجفاکار اوزبکونکے ایک ہی حملے نے کالعدم کردی - شہر ہرات خوب لٹا
وہانکے باکمال دل کھولکر تنگ کئے گئے - فتح خراسان کے بعد اوزبکونکی دہمکی قندہار پر تھی -
قندہار اوس وقت خراسان کا ایک صوبہ تھا - وہانکے گورنر نے مضطرب ہوکر بابر کو لکھا کہ قلعہ
قندہار حاضر ہے آکر قبضہ کر لیجئے - بابر یہ خیال کر کے کہ قندہار لیکر اوزبک کابل پر حملہ کرینگے قندہار
کو روانہ ہوا - جب قندہار کے قریب پہونچا تو امراء اوسکے بلانے سے پریشان ہوگئے تھے
اونسے لڑائی ہوئی اور لڑائی کے بعد قندہار بابر کا تھا - مال غنیمت کثرت سے ہاتھ لگا -
جس خوف سے خراسانی ظالمونکے قدم متزلزل کردئے تھے اوسنے بابر کو بھی وہان نہ بیٹھنے
دیا - کہن سال مشیرون کی صلاح سے ناصر مرزا کو قندہار دیکر خود ہشت آیا - ہفتہ بھر

بھی ناصر میرزا نے قندہار پر حکومت نہین کی تھی کہ شیبانی خان نے قندہار پر دھاوا کیا اور اوسکو غزنی جاتے بنی - قندہار نکل جانے کی خبر سنکر بابر کو خود اپنے واسطے دار الامن کی تلاش ہوئی - خراسان اور ماوراء النہر سے نسلِ تیمور بالکل بے دخل ہو چکی تھی اور پردۂ زمین پر صرف بابر اوس والا دودمان کی یادگار رہگیا تھا - بابر اوزبکون کے مقابلے مین پہلے بھی گویا ناکام ہی رہا تھا - اب تو اوزبکون کی قوت نصف النہار ترقی پر تھی - ایک لمحہ کے واسطے اوسنے اوزبکون سے جنگ آزمائی کا خیال نہین کیا - اور جلسۂ کنکاش جمع کر کے اِس اہم مسئلہ پر بحث کی - اہل شوریٰ مین دو فریق ہو گئے - ایک فریق کی رائے تھی کہ بدخشان چلنا مناسب ہے - بدخشان کابل کی بہ نسبت ہر چند قندہار سے زیادہ دور ہے اور کوہستان کا قدرتی حصار بھی اوسکے گرد کھچا ہوا ہے لیکن ایسا دور بھی نہ تھا کہ شیبانی خان کی رسائی سے باہر ہوتا - صوبہ بدخشان اتنا زرخیز نہین کہ وہان کی آمدنی سے بابر اپنی قوت بڑھا سکتا - لعل خنکی بدولت بدخشان اس قدر مشہور ہے لبِ دلدار اور خونِ جگر کی تشبیہ و استعارہ مین زندہ دل شاعر بالکل صرف کر گئے کیونکہ اب اونکا ہی پتا نہین - دوسرے فریق نے ہندوستان کو پسند کیا - اولوالعزم بادشاہ بھی اسمین شریک تھا - اسی رائے کو غلبہ رہا - خراسان اور ماوراء النہر مین اوزبک شاہان تیموریہ کو اگرچہ شہ مات کر چکے تھے مگر ایران مین ایک اور زبردست حریف پیدا ہوا - یہ وہ زمانہ ہے کہ شاہ اسمٰعیل صفوی نے اپنی بلند ہمتی سے ایران مین سلطنت صفویہ کا بنیادی پتھر نصب کیا اور ذوالفقار حیدری کے بر مشن کا لوہا تمام ایران مان گیا - اوزبک ادھر سے فارغ ہو کر ادھر متوجہ ہوئے اور سرحد عراق پر جانبازی و عرق ریزی شروع کی - [illegible] مین دونون جرار لشکرون کا مقابلہ ہوا - اوزبک زک کھا کر بھاگے

اور قزلباش سرفرو رہے۔ شیبانی خان اسی معرکے مین مارا گیا۔ اس فتح نمایان کے صلے مین زمانے نے خراسان شاہ اسمعیل کے پیش کیا۔

سمرقند و بخارا تیسری مرتبہ بابر فتح کرتا ہے

سمرقند مین بابر کی بہن اوزبکون کے پنجہ مین پھنس گئی تھی اور شیبانی خان نے اوس سے نکاح کر لیا تھا مرو فتح کرنے کے بعد شاہ صفوی نژاد نے اوس سے ویسا ہی برتاؤ کیا جو ایک جوان مرد بادشاہ کو زیبا ہے۔ باعزاز اوسکو بھائی کے پاس کابل بھیجدیا۔ بابر نے شیبانی خان کے قتل کا جو نا سنا سمرقند و فرغانہ پھر یاد آیا۔ شاہ اسمعیل کے پاس ایلچی اور ہدیے بھیجکر اتحاد کی سلسلہ جنبانی کی۔ اوسطرف سے بھی یہ پیمان ہوگیا کہ یہ ملک جسقدر فتح کرلو وہ تمہارا ہے۔ بابر غزنی سے فوج فراہم کرکے براہ بدخشان ترکستان پہونچا۔ بوڑھا شیبانی خان اگرچہ مرگیا تھا مگر چنگیز اوزبک ابھی باقی تھے۔ خوب لڑائیان ہوئین لیکن بخارا و سمرقند بابر نے فتح کرلیا۔ بخارا مین جو سنیون کا گویا مرکز ہے شاہ صفوی کی رضاجوئی کے واسطے دوازدہ امام کا خطبہ پڑھا گیا اس مرتبہ آٹھ مہینے ترکستان پر حکومتِ بابری رہی۔ فصل بہار مین اوزبک پھر جنگ آزما ہوئے۔ بابر کو شکست ہوئی اور ناکامی نے ہمیشہ کو غریب الوطن کردیا۔

اس مہم سے واپس ہوکر افغانستان کی حکومت کو بابر استحکام دیتا رہا سرکش جرگون کو مطیع کرنے کی یہ تدبیر نکالی تھی کہ جو جرگہ سرتابی کرتا تھا فوراً بادشاہی فوج اونکے سر پر ہوتی تھی اونکو تتر بتر کرکے مقتول افغانون کے سرون کا منارہ بنادیا جاتا تھا اور روشنیہ اور بکری ضبط کرلی جاتی تھین۔ افغانستان مین مستقل ہوکر بابر نے بادشاہ کا لقب اختیار کیا۔ اولاد تیمور مین یہ نام پہلی دفعہ انتخاب ہوا۔ تیمور ''امیر'' اور اوسکی اولاد میرزا (مخفف امیرزادہ) کے

لقب سے مشہور ہے -

ہندوستان کو فتح کیا

سنہ ۹۳۲ھ تک بابر انہین خفیف مہمون مین مصروف رہا - اسی زمانے مین چار حملے اوس نے
ہندوستان پر کئے لیکن چارون مرتبہ اوسکی یورش پنجاب کے مُلک تک محدود رہی - ان
حملون سے غالبًا اوسکا یہ مقصود تہا کہ سرحدی فرقونکو مطیع و مانوس کر لے - اگر ہندوستان مین اوسکو
ناکامی ہوتی تو افغانستان سے ادہر بھی اوسکو پناہ مِل جاتی - امیر تیمور نے ہندوستان
فتح کر کے پنجاب کو اپنی وسیع سلطنت کا ایک جزو بنا لیا تہا - اوسکی وفات کے بعد یہ
مُلک اوسکی اولاد کے قبضے مین رہا - جب وہ باہمی نزاعون مین پہنسکر ضعیف ہو گئے
تو پنجاب کے حاکم خودسر بن بیٹھے - جب سلطنت لودیہ قایم ہوئی تو خطبہ پڑہکر یہ حاکم اِس
سلطنت کے برائے نام مطیع ہو گئے - سلطان سکندر نے اونکو معزول کر کے پنجاب
کو اپنے ملک مین شامل کر لیا - بابر نے یہ کہکر کہ یہ مُلک ہمارا ہی ہے اپنے لشکر کو کبھی لوٹ مار
کی اجازت نہین دی - اور پنجابیون سے ہمیشہ شاہانہ برتاؤ رکھا - جو جمع اونپر تشخیص کر دی گئی
تہی بس وہی انتظام کے ساتھ سال بسال وصول کر لی جاتی تہی -

حملہ بابری کیوقت ہندوستان کی پولیٹیکل حالت

آخر بابر نے ان صوبون کی آمدنی اور افغانستان کی آبادی سے اپنی فوج مرتب کر کے
سنہ ۹۳۲ھ مین براہ خیبر ہندوستان پر پانچوان اور آخری حملہ کیا - دریاے انڈس کو عبور
کرتے وقت جب بخشی فوج نے جائزہ لیا تو معلوم ہوا کہ چہوٹے بڑے ۱۲۰۰۰ آدمی
لشکر مین تہے - رسد کی مصلحت سے بابر دامن کوہ مین سیالکوٹ کیطرف بڑہا اور

۱۴ ربیع الاول کو سیالکوٹ پر پہونچا۔ ہندوستان کی پولٹیکل حالت گویا اوسوقت متقاضی تہی کہ
کوئی بیرونی حملہ آور ملک کو کابل فرمانرواؤن کی حکومت سے نجات بخشے۔ قوی وضعیف
ملاکر تین حملہ بابری کے وقت ہندوستان مین قایم تہین۔ اول سلطنت تو دہ یہ تہی۔ پنجاب
سے بہار تک اس خاندان کی فرمانروائی تہی۔ اگرچہ ہمیشہ اس ملک کے بادشاہون کا دارالسلطنۃ
دہلی رہا تہی۔ مگر سلطان سکندر نے گوالیار کی مصلحت سے اگرہ کو صدر قرار دیا تہا سلطان
ابراہیم جو عرصہ سے اس تخت پر تہا آٹہوین صدی ہجری کے خاتمہ پر سلطان فیروزشاہ
تغلق کے بعد سلطنت دہلی کو خود سنبہلنا مشکل ہو گیا تہا۔ دور دور از صوبون کو کون سنبہالتا
گجرات اور مالوہ کے گورنر خود سر ہو گئے۔ اس سے چند برس پیشتر دکن مین دولت بہمنیہ قایم
ہو چکی تہی۔ بابر نے جب یورش کی تو سلطنت گجرات ۱۸۵ برس کی ہو کر بستر نزع پر زندگی
کے دن پورے کر رہی تہی اگرچہ صفت امیرون نے اوسکے دم نکلنے سے پہلے ہی حصے تقسیم
کرنے شروع کر دیے تہے۔ حکومت مالوہ بہی جسکا دارالصدر مندو (ریاست اندور)
تہا زوال کے کنارے آگئی تہی اور رانا سانگا کے دلیرانہ حملون نے اوسکا خاتمہ بہت قریب
کر دیا تہا۔ سلطنت بہمنیہ بہی جفاکار امرا کے ہاتہون تنگ اگر عنقریب دم توڑنے والی تہی
بنگالہ مین بہی ایک اسلامی سلطنت حکمران تہی۔ اس حکومت کی بنیاد چہٹی صدی ہجری کے
اختتام پر پڑی تہی یا یون سمجہئے کہ اسلامی سلطنت دہلی کی ہم عمر تہی۔ یورش بابر کے وقت
بہی اسمین کسقدر دم خم باقی تہا۔ ہندو راجاؤن مین ذکر کے قابل صرف دو راجہ تہے
ایک رانا سانگا چتوڑ کا راجہ دوسرا راجہ نگر۔ بابر جنکے مقابلے مین مدعی بننے والا تہا
وہ سلطان ابراہیم اور رانا سانگا تہے۔ سلطان ابراہیم لودی اوسی خصلت کا بادشاہ تہا

جیسے ہر خاندان کے مٹانے والے فرمان روا ہوتے ہیں۔ سلطنت لودیہ پٹھان امیروں کی مدد سے قایم ہوئی تھی۔ سلطان بہلول اور سلطان سکندر، ان امیروں کے ساتھ خلوت و جلوت میں برابر اور آشنا پیش آتے تھے دربار کے مراسم اور آداب شاہی کی پابندی سے بھی سادہ دل افغانوں کو کچھ مطلب نہ تھا۔ دربار میں اپنے بادشاہ کے زانو بزانو بیٹھتے تھے۔ سلطان ابراہیم لودی نے تخت پر قدم رکھکر پہلا کام یہ کیا کہ اگلی مدارات بالکل موقوف کر دی۔ بیباک افغان بگڑ گئے اور جو جہاں تھا وہیں خود سر بن بیٹھا۔ سلطان ابراہیم کا بہت سا عہد سلطنت ان ارکان سلطنت کے تباہ کرنے میں گذرا اگرچہ امراء پر وہ غالب آگیا مگر ان نزاعوں نے سلطنت کی بنیاد ہلا دی۔ سلطان ابراہیم کا تشدد و بخیل بھی بہت تھا اس لئے تمام ملازم اوس سے بیزار تھے۔

غازی خان اور اوسکا دیرینہ سال باپ دولت خان دولت ابراہیمیہ کے دو نیم مختار سردار تھے بابر کی غیبت میں اوسکے پنجابی صوبے میں انہوں نے بہت فتور مچایا تھا۔ سیالکوٹ میں پہونچکر بابر کو خبر پہونچی کہ غازی خان اور دولت خان دریائے راوی کے مغربی کنارے پر لشکر لئے پڑے ہیں۔ بابر اونکی گوشمالی کے واسطے اونکی طرف بڑھا ہنوز اونکے قریب ہی پہونچا تھا کہ وہ منتشر ہوکر میدان چھوڑ گئے۔ اون سرداروں کا مسکن قلعہ ملوٹ میں تھا۔ یہ قلعہ ستلج اور بیاس کے مابین شمال کے رخ کوہستان میں واقع تھا۔ بابر نے اس قلعہ کو آگھیرا۔ بوڑھا دولت خان تو قلعہ میں تھا لیکن غازی خان کسی اور طرف کو نکل گیا تھا۔ بوڑھے سردار نے جوان بخت بادشاہ سے عہد و پیمان کر کے قلعہ خالی کر دیا۔ قلعہ میں دولت کثیر ملی اور روپیہ اس آڑے وقت میں بابر کے بہت کام آیا۔ مصنف تاریخ فرشتہ نے لکھا ہے کہ غازیخان

کا کتب خانہ بھی ہاتھ لگا جس مین نفیس کتابین بکثرت تہین - بادشاہ بابر کا بیان اسکی تردید کرتا
ہے اوسنے بیان کیا ہے کہ اس کتاب خانہ کی شہرت توبہت تہی مگر عمدہ کتابین کم نکلین
ملا یا نہ کتابین بہت جمع کر رکھی تہین - غازی خان کا پٹہان ہونا بھی بابر کے قول کی تائید
کرتا ہے - کیونکہ ولایتی فقہ کے سوا بہت کم علوم وفنون کی قدر کرتے تہین - اس عارضی
مہم سے فارغ ہوکر بابر نے بادشاہ دہلی کیطرف رخ کیا - اثنائے راہ مین اکثر [illegible]
لودی امیرون کے خطوط ملے جنہون نے جلد یورش کرنے کی ترغیب دی تہی - انبالہ کے قریب
جاسوسون نے خبر دی کہ حمید خان حاکم حصار آٹھ ہزار فوج لے کر حصار سے [illegible]
مقابلہ کو آیا ہوا ہے - بابر نے نوجوان شہزادہ ہمایون کو حملہ کا حکم دیا - تہوڑی سی لڑائی کے
بعد حمید خان کے قدم اکھڑ گئے اور میدان ہمایون کے ہاتھ رہا - ہمایون کی یہ اول
مہم تہی - باپ نے اس فیروزی کے صلے مین حصار فیروزہ کا ملک ہونہار بیٹے کو
بخشدیا -

سلطان ابراہیم سے لڑائی

سلطان ابراہیم دلی سے نومدت کا نکل آیا تہا مگر شاید غازی خان اور حمید خان کا انجام
دیکہنے کو وہین ٹہٹک رہا - یہ دیکہکر کہ راستے کے ان کانٹونکو ہٹاکر بابر بے کہٹکے چلا
آرہا ہے اوسنے اپنے لشکر کو آگے بڑہایا - بابر نے اوس سے پہلے اگر پانی پت
کے موضع پر قابو کر لیا - فوج کا پڑاو اسطرح تہا کہ دست راست کو شہر پانی پت
کی پناہ تہی سامنا ارابون سے رکا ہوا تہا - ارابہ ایک قسم کی گاڑی ہوتی تہی - سات
آٹھ سو ارابون کو بیچ بیچ چمڑے کے تسمون اور زنجیرون سے جکڑ دیے تہے - اسطرح

ایک چھوٹا سا حصار بن جاتا تھا۔ اِس حصار کی پناہ مین بندوقچی باڑ مارتے تھے۔
ترکی فوج سے یہ ترکیب اخذ کی گئی تھی۔ فوج کی بائین طرف کو خندق کھود دی گئی
چھ کوس کے فاصلے پر سامنے سلطان ابراہیم لودہی کا لشکر تھا۔ دہلی کے لشکر مین تخمیناً ایک لاکھ
آدمی اور ہزار ہاتھی تھے۔ ایک ہفتے تک دونون فوجین مقابل پڑی رہین ۱۰ رجب کو
علے الصباح جاسوس خبر لائے کہ غنیم حملہ کیا چاہتا ہے۔ شاہ بابر یہ سنتے ہی اپنی مسلح
فوج آگے بڑھا لایا اور یمین و یسار اور قلب درست کر کے میدان مین آ جما۔
ہندوستانی لشکر نے اپنے ضابطے کے مطابق تیزی سے حملہ کیا۔ جنبش بابری کے
انتظام و نسق کو دور سے دیکھا کہ دنگ رہ گئے اور اونکے قدم وہین سے مندے
پڑ گئے۔ قریب آنے پر شاہ بابر نے حکم دیا کہ فوج کا ایک حصہ غنیم کے دائین
بائین سے نکلکر اوسکی پشت پر تیر برسائے۔ باقی فوجکو بتدریج آگے بڑھایا۔ افتاب ایک نیزہ
بلند ہوا تھا کہ لڑائی زور شور سے شروع ہو گئی اور دونون طرف کے بہادرون نے مردانگی کے
خوب خوب جوہر دکھائے۔ دوپہر کو سلطان لودہی مارا گیا اور پٹھانونکے قدم میدان پایتخت ہندوستان
سے اکھڑ گئے اور فتح و ظفر نے شاہ بابر کو دہلی کی مبارکباد دی۔ پانی پت کی اون
تین لڑائیون مین سے یہ پہلی لڑائی ہے جنکی فتح و شکست نے سلطنت ہندوستان
کا فیصلہ کیا ہے۔ دشمن کے ۲۰ ہزار آدمی کام آئے۔ ۵ ہزار صرف اپنے آقا سلطان
ابراہیم کے قدمون پر کٹکے پڑے تھے۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ بہادر پٹھانون نے
کس خوبی سے حق نمک ادا کیا۔ شاہ بابر کے مقتول سپاہیونکی تعداد نہین معلوم ہوئی مگر
اونکی ترتیب و تربیت نے بہت کم آدمی تلف نہ ہونے دیے ہون گے۔

فتحیاب ہوکر بابر سلطان دہلی کے خیمہ گاہ کو گیا۔ مقام عبرت ہے کہ جن عالیشان خیمون مین چند ہی گھنٹے پہلے ہندوستان کا بادشاہ اور ایک لاکھ فوج کا سپہ سالار متمکن تھا اسوقت وہان ایک ہو کا عالم تھا اور وحشت و مایوسی کا دلگیر سمان بندہ رہا تھا۔ نہ زرق برق نقیب تھے اور نہ طمطراق کے چوبدار۔ حسرت و بیکسی البتہ ایک دلگداز صدا سے ابراہیم! ابراہیم! پکار رہی تھی۔ نیرنگی عالم کا یہ بھی عجیب تماشا ہے کہ ایسی پرحسرت کیفیت کو دیکھکر فاتح کا دل جوش مسرت اور فرط انبساط سے بیتاب ہوگیا ہوگا۔

بادشاہ وہین ماندہ سپاہ اور خستہ گھوڑونکی خاطر سے ٹھیر گیا اور ہمایون اور خواجہ کلان کو آگرہ اور کچھ امیرونکو دلی روانہ کیا کہ قلعونپر قبضہ کر کے خزانونپر متصرف ہوجائین۔ چند روز آرام لیکر خود بھی باہستگی دہلی کو آیا۔ شیخ نظام الدین اولیا اور قطب صاحب کے مقدس مزارونپر فاتحہ پڑہکر اون اولوالعزم بادشاہونکی معتبر اور یادگارونکو دیکھا جو اوس سے پہلے اس جہان ثبات مین اپنے جوہر دکھا چکے تھے اور زمانے نے اونکو مٹا کر قبر ون مین آرام سے سلا دیا تھا۔

من ازآسودگی خفتگان خاک دانستم
کہ غیر از خست بہر خواب راحت نیست بالینے

۲۲۔ رجب کو شاہ بابر آگرہ آیا۔ سلطان ابراہیم کے شکستہ دل یا جسکی اقبالمندی کا زمانہ گذر چکا تھا بیکس بیوہ اون اور بیچارے یتیم کو لیکر دربار شاہی مین سب چلے آئے اور موثر الفاظ مین کامیابی کی مبارکباد دی۔ شاہ بابر کے دلپر انکی مایوسی نے بہت اثر ڈالا۔ اونکے واسطے اوسنے ۷ لاکھ روپیہ سالانہ کی پنشن عطا کی اور آگرہ سے کوس بھر کے فاصلے پر جمنا کے کنارے اونکے لئے مسکن تجویز کر دیا۔ سلطان ابراہیم کے یتیم بچے کو اوسنے اپنی تربیت مین

رکھا اور مثل اپنے بچوں کے ناز و نعمت سے اونکی پرورش کی ۔
ہندوستان مین فاتحون نے اپنے دشمنونکے اقربا کے ساتھ ایسا فیاضانہ برتاؤ بابر سے
پہلے شاید ہی کیا ہو ۔ اس مہذب زمانے مین بالضرور ایسے آئین دیکھے جاتے ہین ۔
مگر ۳ ۱/۲ صدی پہلے کے زمانے مین ایسا ہونا حیرت سے خالی نہین ۔ امرائے لودی
کو بہی اوسنے فیاضی سے اپنی خدمت مین لیا ۔ اکثر کی جاگیرین اور خطاب بدستور رہنے
دیئے ۔ فتح خان شروانی ۔ راؤ شروانی اور سلطان علاؤالدین بن سلطان بہلول لودی
اوسکے عہد مین بہی معزز و معتمد رہے ہین ۔ آگرہ کا قلعہ خزانہ سے معمور تہا ۔ ابراہیم لودی
اور اوسکے پیشروؤن نے جو دولت سالہائے دراز مین فراہم کی تہی زندہ دل بادشاہ
نے اوسکا ملاحظہ کیا ۔ مال غنیمت مین ۲ ۱/۲ تولہ وزن کا وہ بیش بہا الماس بہی تہا ۔
جسکا نام سلطان علاؤالدین خلجی کے عہد سے ہندوستان مین روشن ہو رہا تہا ۔ یہ زر
و جواہر دیکھکر بابر کے فیاض دل مین ایک جوش پیدا ہوا اور اپنے غریب اہل وطن اوسکو
یاد آئے ۔ ۲۹ ۔ رجب کو اوسنے بخشش شروع کی ۔ ۷۰ لاکھ روپیہ ۔ الماس مذکور ۔
اور ایک سربند خزانہ کا کمرہ ہمایون کو عنایت ہوا ۔ کسی امیر کو ۸ لاکھ اور کسی سردار کو ۱۰ لاکھ
بخشدے ۔ جتنے سپاہی تہے سبکو اونکی جانبازیونکے صلے ملے ۔ سوداگر اور طلبہ وغیرہ
جو فوج کے ہمراہ تہے وہ بہی فیضیاب ہوئے ۔ مکہ معظمہ ۔ مدینہ منورہ ۔ سمرقند ۔
خراسان ۔ کاشغر ۔ و عراق ۔ سبہی ملکونکو سوغات بہیجی گئی ۔ افغانستان کو سر پیچھے
ایک شاہرخی روانہ کی ۔ محمد قاسم فرشتہ نے اس بذل و جود کا حال بیان کرکے لکہا
ہے کہ "اس دریا دلی سے ایک زمانے پر حضرت کی قلندری ہویدا ہو گئی ۔" ۴ اللہ

الحمد اللہ کہ عطا کرد کہ اندوختہ بود

[illegible] بابر فرمانروا ہوئے دہلی پر فتح پاچکا تھا مگر ابھی بہت سی دقتین حل کرنی تہین —
سلطان ابراہیم کے عہد مین اراکین سلطنت بہت زور پکڑ چکے تھے اور اونکی یہ حالت نہ تھی
کہ [illegible] بادشاہ کے مغلوب ہوتے ہی بیدست و پا ہو جاتے - پانی پت کے میدان
[illegible] جب شاہ بابر آگے آیا ہے تو ہندوستانیون اور مغلون مین سخت مغائرت تھی
رعایا تک دور دور کھنچی تھی - افغانستان سردار جو جہان تہا وہین منجل بیٹھا - سنبل -
سوات - دہولپور - گوالیار - اٹاوہ - کالپی - قنوج - ہر جگہ ایک سرکش امیر لڑنے
کو تیار تھا - بادشاہ جب اگرہ آیا تو تمام اہل شہر گھر چھوڑ چھوڑ کر بھاگ گئے - سپاہ کو رسد کی
سخت مصیبت برداشت کرنی پڑی - بڑی بلا یہ تھی کہ اوس وقت گرمی کی فصل تھی اور اگرہ
کا تند و زعوب گرما رہا تہا - سرد ملک کے مغلونکو اس بلا سے پہلے درمان سے اول ہی کا مرز
سابقہ پڑا تھا - بہت سی گرمی کی تاب نہ لاسکے اور مر کر اس آفت سے نجات پا گئے - جو
زندہ بچے اونکی ہمتین پست اور پژمردہ دل ہو گئے اور افسر و سپاہی سنے یک زبان ہوکر
کابل لوٹنے کی فریاد کی - بابر سنے تسلی و دلجوئی کر کے اونکو روکا - ایسے ہی کچھہ چل ہی
دئے - خواجہ کلان جو بابر کا یار اور معزز امیر تھا کابل جاتے وقت دلی کے کسی مکان پر
یہ شعر لکھہ گیا ؎

اگر بخیر و سلامت گذر ز سند کنم
سیاہ روئے شوم گر ہوائے ہند کنم

اوسنے اپنا کہنا کر دکھایا اور پھر کبھی ہندوستان کی دہوپ مین اپنا چہرہ کالا نہین کیا۔

اصلاح

بابر سے زندہ دل بادشاہ کی دلچسپی کا سامان ہندوستان کچھہ بھی نہ تھا - نہ دلفریب باغ تھے نہ دلربا چشمے تھے نہ علمی مدرسے تھے نہ ہوادار مکان تھے - ہندوستان مین بابر کی بادشاہی کا قلیل زمانہ امن قایم کرتے کرتے ہی گذر گیا اسپر بہی اوسنے ان نقائص کے دور کرنے کی کوشش کی تہی - دہولپور - اگرہ - گوالیار - وغیرہ مقامات مین کثرت سے اوسنے باغ اور حمام اور باولیان بنوائین - اگرہ مین امراے شاہی نے بہی لب جمنا دلفزا اور پرفزا باغ لگائے - ہندوستان نے یہ دلکش سمان کہان دیکہا تہا اپنی حیرت ظاہر کرنے کو مغلیہ آبادی کا نام اونہون نے کابل رکھدیا - اگرہ - دہولپور - گوالیار - کول (علیگڈہ) وغیرہ مین ہر روز ۱۴۹۱ سنگ تراش شاہی عمارتون مین کام کرتے تھے گوالیار مین رحیم داد شاہی حاکم نے ایک مدرسہ بہی بنایا تہا - اگر امن قایم کرکے بابر کو اجل مہلت دیتی تو جو کچھہ اوسنے علمی جلوے بخارا اور سمرقند مین دیکھے تھے اونکی ایک جہلک ہندوستان کو بہی دکہا دیتا - اوسنے واقعات بابری مین ہندوستان کا یہ نقص بہی بتایا ہے کہ یہان کوئی مدرسہ نہین ہے -

ولایتی باغبانونکو اوسنے حکم دیا کہ اگرہ مین سرد ملک کے خربوزے اور انگور بوئین - ہندوستان کے دورے مین جہان خوشنما پہول نظر پڑجاتا تہا شاہی باغون مین اوسکو لے آتا - گوالیار کے میدانسے گل سرخ آتشین رنگ کا اور بہار سے نیلوفر لاکر شاہی باغ مین لگوایا - خواجہ کلان کو رانا سانگا کا مہم سر کرکے جو خط اوسنے لکہا ہے اوسکے چند فقرونکا ترجمہ ہم لکہتے ہین - ان فقرونکے سادے سے الفاظ مین بابر کی زندہ دلی کی ایک جہلک

پائی جاتی ہے۔" ہندوستان کے معاملات اب سرانجام ہوتے جاتے ہیں۔ یہاں سے فارغ ہوکر اگر خدا راست لائے تو چلا آتا ہوں۔ اوس ملک کی لطافت کوئی کس دل سے بھول جائے۔ بالخصوص اب کہ میں تائب ہوگیا ہوں۔ خربوزے اور انگور کے جائز خط ول سے کیسے جاتے رہیں۔ ابھی ایک خربوزہ اودہر سے لوگ لائے تھے۔ میں نے کاٹکر جو کہایا از عجیب تاثیر کی اور میں بے ساختہ رونے لگا۔"

بابر کو زہر دیا گیا

۹۳۳ھ میں اس نیک نہاد بادشاہ کو زہر دینے کی سازش کی گئی۔ سلطان ابراہیم کے نعمت خانہ کے چند باورچی بادشاہ کے واسطے ہندوستانی کھانے تیار کیا کرتے تہے۔ سلطان ابراہیم کی ماں نے اونکو رشوت دیکر اسبات پر آمادہ کرلیا کہ کھانے میں زہر ملادیں۔ بادشاہ نے داروغہ مطبخ کو سخت تاکید کردی تہی کہ ہندوستانی باورچیوں پر اعتماد نہ کیا جائے جو وقت دیگ تیار ہوا کرے پہلے کھانا باورچیونکو چکھایا جائے اس ضابطہ کے سبب دیگ میں تو زہر نہ ڈال سکے۔ لیکن کھانا نکالنے کے وقت کمبخت داروغہ غافل ہوگیا اور نمکحرام باورچی نے قاب کی تہ میں زہر رکھکر گوشت کاڑہدیا۔ پہلے تو بادشاہ اور کھانا تناول کرتا رہا جب اوس زہر دار گوشت کا لقمہ لیا بے اختیار دل لوٹنے لگا۔ ضبط نہ ہوسکا اور وہاں تنے اونکا استفراغ کیا۔ چونکہ کبھی شراب پی کر بھی او سنے قے نہیں کی تہی اس لئے شک ہوا اور فوراً حکم دیا کہ باورچی حراست میں لے لئے جائیں۔ کتّے پر جو آزمائش ہوئی تو صاف کھل گیا۔ کہ کھانے میں زہر تہا۔ باورچی پر جب تشدد ہوا تو اوسنے سب بھرم کھولدیا۔ چاشنی گیر باورچی اور دو عورتیں ماخوذ ہوئیں۔ دوسرے روز بابر نے

سر دربار باضابطہ تحقیقات کی - چاشنی گیر کے پرزے پرزے کروا دئے - باورچی کا پوست کھچوایا اور ایک عورت ہاتھی کے پاؤں کے نیچے ڈلوائی گئی - اور دوسری کے گولی ماردی گئی - والدہ سلطان ابراہیم کا تمام اثاث البیت لٹوا دیا اور خود بی بی صاحبہ کو قید خانہ کی ہوا کھلائی سلطان ابراہیم کے بیٹے کو صرف یہ سزا ملی کہ کامران کے پاس کابل بھیجدیا گیا -

انیسوین صدی کے آئین انصاف کی رو سے ان مین بعض سزائین وحشیانہ معلوم ہوتی ہین اور حقیقتہ وحشیانہ ہین مگر بابر کی نسبت رائے قایم کرتے وقت ہمکو یہ فرو گذاشت نکرنا چاہیے کہ اوسکا زمانہ آج سے ساڑھے تین سو برس پیچھے تھا اوس زمانہ کے دستور کے مقابلے مین یہ سزائین سراسر انسانیت پر مبنی معلوم ہوتی ہین - اوسنے اگر سزائین شدید دین تو خاص مجرمون کو اور وہ بھی کامل تحقیق کر کے - دوسرا بادشاہ تو مجرم اور اون کے اہل عیال سب ہی کو سزا اور شدید سزا کا ذائقہ چکھا کر اپنی قوت انتقام کو تسکین دیتا -

رانا سانکا کی لڑائی

رفتہ رفتہ ہندی متمرد امراء رام ہوگئے اور کچھ سختی سے کچھ نرمی سے راہ راست پر آگئے ان امرا کیطرف سے ہنوز اطمینان کلی نہ ہوا تھا کہ رانا سانکا کی سرگرم کوششونکی خبرین گوشزد ہونے لگین -

رانا سانکا عجیب دل و دماغ کا راجپوت سردار تھا - مسلمانون کی عملداری کے بعد سرزمین ہند نے ایسا شجاع اور بلند حوصلہ مدبر راجپوت پیدا نہین کیا - مسلمانونکی مذبذب حالت دیکھکر اوسنے یہ عزم کر لیا تھا کہ آریہ ورت کو ملیچھون سے پھر پاک کر دے - مالوہ کی خود مختار اسلامی حکومت کے بڑے حصے پر اوسنے اپنی تلوار کے زور سے قبضہ کر لیا تھا اور اب - اجمیر میواڑ

اور مالوہ اوسکی حکومت تہی چتوڑ اوسکی راجدہانی تہی - اپنی خداداد قابلیت سے اوس نے جودہ پور - جے پور وغیرہ کے ۷ - اعلے راجاؤن کو (جو کیسکے تابع ہو کر اڑنا ننگ خیال کرتے تہے) اپنا مددگار بنالیا اور وہ اوسکے پہریرے کے نیچے لڑتے پہرتے تہے جن چہوٹی ہندو طاقتونکو اوسنے متفق کرلیا تہا اونکی تعداد ستو تہی - کابل بابر کے پاس ایلچی بہیجا تہا کہ آپ سلطان ابراہیم پر دہلی کیطرف بڑہین مین آگرہ پر بڑہتا ہون - اسطرح سلطان کو زیر کرلین گے - مرتے دم ہاتہ - پاؤن - آنکہہ کوئی عضو نہ تہا جسپر بہادری کا تمغہ (زخم) موجود نہ ہو - تلوار اور نیزے کے اسّی زخم بدن پر تہے -

شاہ بابر پانی پت کے معرکے سے فارغ ہو کر مسلمان امرا کے زیر کرنے مین مشغول رہا اور رانا کیطرف اوسنے بالکل توجہ نہین کی - راناسانکا نے جب دیکہا کہ اوسکا شکار ہاتہ سے نکلا جاتا ہے خود بابر سے لڑنے کو تیار ہوا -

بیانہ کے قلعہ (راج بہرت پور) مین شاہی فوج کا ایک دستہ خواجہ مہدی کی کمان مین تہا خواجہ مہدی نے بادشاہ کو آگاہ کیا کہ راناسانکا بہت سرگرمی دکہا رہا ہے سب کو چہوڑ کر اوسکی فکر کیجیے - یہ سنکر بابر نے بہی رانا سے لڑنے کا تہیہ کیا اور ہندوستانی امرا کو مہمون پر ٹالکر ۹ جمادی الاوّل ۹۳۳ھ ہجری کو آگرہ سے روانہ ہو گیا -

قاسم میر آخور کو بیلدار و نبیر افسر کرکے آگے سے بہیجا کہ فوج کے پڑاؤ پر کنوین کہدوا رکہے یہ بات ایک دم بہی فراموش کرنے کے قابل نہین ہے کہ دریا سندہ سے اوہر بابر کی سپاہ مین سب ۱۲۰۰۰ - آدمی آئے تہے - سلطان لودی کی لڑائی اور آگرہ کی گرمی مین انہین بارہ ہزار مین سے کام بہی آچکے تہے - رانا نے آگے بڑہکر تاخت و تاراج شروع کر دی

اور شاہی دستہ کو بیانہ کا قلعہ چھوڑ کر واپس آنا پڑا - اِن لوگوں نے راناکی فوج کی چستی اور بہادری کی بہت تعریف کی انہیں روزوں شاہی فوج کے قراول سے جس میں ڈیڑہ ہزار آدمی تھے راجپوتوں سے مقابلہ ہوگیا - راجپوت بڑی بہادری سے لڑے اور برباد کر کے شاہی قراول کو بھگا دیا - اسی اثناء میں کابل سے ایک قافلہ آیا جس میں بدبخت محمد شریف نجومی بھی تہا سپاہیوں نے جو اوس سے زائچہ دیکھنے کی فرمایش کی تو اوس نے یہ کہا کہ مریخ غرب میں ہے اسطرف سے جو لڑے گا اوسے شکست ہوگی - اِن چند جزئیات کے پیے در پیے ظہور پذیر ہونے سے شاہی فوج کے دل ہراسان ہوگئے اور سپاہی اور افسر سب کے ارادوں میں تنزلزل پیدا ہوگیا - صرف بابر اور نظام الدین خلیفہ یہ دو شخص تھے جن کا عزم درست اور رائے مستقل تھی -

بابر نے شراب سے توبہ کی

سپاہ کی بے دلی سے بابر کو بہت اندیشہ ہوا اور رفع الفور اوسکے دفعیہ کی تجویز کی - مے نوشی سے تائب ہوا اور جتنے آلاتِ سرور نقرئی و طلائی تھے سب توڑ کر خیرات کر دیئے گئے - اور جو جام و صراحی درستی میں مایہ عیش و سرور تھے شکستہ ہوکر سرمایہ حسنات بن گئے ؎

الناس علی دین ملوکھم

بادشاہ کو تائب دیکھکر سیکڑوں نے اس ام الخبائث سے توبہ کر لی - بابا دوست پچھلے ہی کاروان میں غزنی کی نفیس شراب اونٹوں پر لادکر لایا تھا - بادشاہ دین پناہ نے حکم دیا کہ نمک ڈالکر سرکہ بنا لیا جاوے توبہ کر کے اپنے تمام ممالک میں مسلمانوں کے مال تجارت کا محصول

معاف کردیا۔

بادشاہ کی اسپیچ

سپاہیوں کا جوش ابھارنے کو اوسنے سب کو جمع کیا اور یہ اسپیچ دی " اے امیرو! اور اے ہمراہو!

ہر کہ آمد بجہان اہل فنا خواہد بود
آنکہ پایندہ و باقیست خدا خواہد بود

جو آدمی مجلس حیات میں آکر بیٹھا ہے ایک روز اوسکو پیمانہ اجل پینا ہوگا اور جو اس منزل زندگی میں آیا ہے ایک نہ ایک دن اوسکو کوچ کرنا پڑے گا۔ پس بدنام جینے سے مرجانا بہتر ہے

بنام نکو گر بمیرم رواست
مرا نام باید کہ تن مرگ راست

خداوند تعالے نے یہ لازوال سعادت ہم کو نصیب کی ہے۔ اگر ہم مرجائیں " شہید" ہیں اور اگر فتح پائیں " غازی" ہیں آؤ سب ملکر قسم کہائیں اور بہاگنے کے خیال کو دل سے نکالکر پہینکدیں۔ جب تک جسم میں جان ہے ہاتھ لڑائی سے نہ رُکے۔

اس پر اثر تقریر نے بہادروں پر بہت اثر کیا اور سب قسم کہاکر جانبازی پر مستعد ہوگئے۔ بابر کے آرام کو جو سیکری کا میدان پڑاو کے واسطے پسند کیا گیا۔ بابر تو یہاں رانا کے مقابلے میں خیمہ زن تہا وہاں ہندوستانی امراء نے میدان خالی پاکر خوب ہاتھ پاؤں نکالے۔ کول (علیگڈھ) سنبل۔ گوالیار سب جگہ ایک فتنہ برپا ہوگیا اور

شاہی لشکر میں روزانہ کوئی نہ کوئی متوحش خبر ضرور آتی تھی۔

بادشاہ جو سپاہ میدان جنگ میں لایا تھا وہ کل بیس ہزار تھی۔ ان بیس ہزار سپاہیوں میں آدھے کار آزمودہ مغل اور ہندوستان کی نئی بھرتی کے سپاہی دونوں شامل تھے۔ ہندوستانی امیروں کی شورش کا حال سنکر نو خیل اکثر کھسکنے لگے۔

جس حریف کے مقابلے کو یہ قلیل لشکر آیا تھا اوسکی فوج پر ایک سرسری نظر مناسب مقام ہوگی۔ رانا کا جرار لشکر ذاتی اور امدادی فوجوں پر شامل تھا۔ خود رانا کی معرکہ دیدہ فوج اسی ہزار تھی امدادی فوج ذیل کے مطابق تھی۔

صلاح الدین والی سارنگ پور مالوہ کی فوج	۳۰۰۰۰
حسن خاں حاکم میوات . . . . ایضاً	۱۲۰۰۰
محمود خاں ولد سلطان سکندر لودی . . ایضاً	۱۰۰۰۰
راول اودے سنگہ راجہ ڈونگر پور . . . . . "	۱۲۰۰۰
پہاڑ مل راجہ جے پور . . . . "	۴۰۰۰
میدنی رائے والی چندیری . . . . . . "	۱۲۰۰۰
نربت ہاڑا راجہ بوندی . . . . "	۷۰۰۰
اور راجے اور مہاراجے . . . . "	۳۳۰۰۰
فوج رانا	۸۰۰۰۰
	۲۰۰۰۰۰

بابر نے اپنے تخمینہ اور ان راجوں اور سرداروں کی ملکی آمدنی کے حساب سے رانا کی مجموعی فوج کا

انداز ہ دو لاکھہ کیا ہے ۔ ممکن ہے کہ یہ تخمینہ غلط ہو لیکن اگر نصف بھی صحیح ہے تو بادشاہی منچلونکو
اپنے چھکے چھڑانے اور میوات سے نبرد آزما ہونا تھا ۔ رانا سانگا اگرچہ کابل اور عیاش شاہان ہند کو نیچا دکھا چکا
تھا اور اسواسطے تعجب نہین کہ اوسنے اپنے آپ کو کل ہندوستان کا مہاراجہ خیال کر لیا ہو
لیکن اب جو سپہ سالار اوس سے جنگ آزما تھا اوسکی حالت ہند کے بادشاہون سے کلیتہً مغائر
تھی ۔ اوسنے فنون حرب تاتاریون اور اوزبکونکے اکھاڑے مین سیکھے تھے ۔ ترکپن اور جوانی
میدان جنگ مین بسر کر دی تھی اور اوسکی خارا شگاف شمشیر کے جوہر ترکستان سے ہندوستان تک
عیان ہو چکے تھے ۔ ہندوستانی شاہزادہ اوسکو قیاس کرنا بیجا تھا ۔
بادشاہ بابر کی یہ اخیر لڑائی ہے اسلئے اسلحہ اور ترتیب افواجکو کسیقدر بسط سے ہم بیان کرتے
ہین تاکہ ناظرین باتمکین پر اوس زمانے کے فنون جنگ کی کیفیت منکشف ہو جاوے ۔
بابر کی فوج تلوار ۔ تیر کمان ۔ نیزہ اور کارد سے مسلح تھی ۔ ترکونکی تقلید پر بندوق اور توپ
کا استعمال بھی شروع ہو گیا تھا ۔ بندوقچیون کا ایک خاص گروہ تھا جو ارابونکی آڑ سے غنیم پر فیر
مارتا تھا ۔ توپ اگرچہ آجکل کی توپون کے دیکھتے ۔ قابل مضحکہ تھی مگر تاہم کچھ تھی ۔ پتھر کا گولا
اوسمین پڑتا تھا اور ایک میدان جنگ مین ایک توپ سے بیس پچیس گولے چل جاتے
تھے ۔ ایک دفعہ بادشاہ نے پیمائش کا حکم دیا تو ۱۶۰۰ قدم توپ کا گولا گیا تھا ۔ ایکدفعہ
گنگا مین دو کشتیان بھی توپ سے ڈبا دی گئین تھین ۔ اوستاد علی قلی اور مصطفی رومی
دو ترکی بہادر توپ خانہ پر افسر تھے ۔ اوستاد علی قلی توپ ڈھال بھی لیتا تھا ۔
۱۳ جمادی الآخر ۹۳۳ھ کو علی الصباح معلوم ہوا کہ رانا حملہ کیا چاہتا ہے بابر بھی اپنی فوجکو
آگے بڑھا لیا اور موضع خانوہ (راج بھرت پور) کے میدان مین دونون کا مقابلہ ہوا

نظام الدین خلیفہ نے شاہی فوجکو تورہ* چنگیز خان کی رو سے مرتب کیا تھا۔ غول یعنی قلب مین خود بادشاہ تھا اوسکے دست راست پر ایک دوسرا حصہ فوجکا تھا اس حصہ پر چین تیمور سلطان سلیمان شاہ (جو بدخشان کا بادشاہ ہوا) وغیرہ ۸ امیر مامور تھے اور دست چپ پر دوسرا حصہ تھا امیر علاؤ الدین بن سلطان لودی اور شیخ زین خوافی (دبیر بادشاہ) وغیرہ ۷ سردار متعین تھے۔ یہ دونون حصے غول کے بازو تھے۔ غول کے دست راست پر برانغار فوج کا بازوے راست تھا۔ اسکی کمان شاہزادہ محمد ہمایون قاسم حسین وغیرہ ذالک ۷ امیرون کے سپرد تھی۔ اور غول کے دست چپ پر جوانغار فوجکا بازوے چپ تھا۔ اس بازو پر مہدی خواجہ محمد سلطان میرزا وغیرہ ۱۲ افسر تھے۔ سلطان محمد بخشی کچھ سپاہ لیکر بادشاہ کے قریب کھڑا تھا۔ یہ احکام شاہی سنتا تھا اور اپنے ماتحتونکے ذریعے سے فوجکے افسرونکو آگاہ کرتا تھا۔ جوانغار کی سمت مین تولقمہ فوجکا ایک اور جزو تھا جسپر ملک قاسم اور رستم ترکمان وغیرہ چار افسر حاکم تھے۔ یہ حصہ اس احتیاط سے تھا کہ جس حصے پر دشمن کا زور زیادہ ہو اوسکی مدد کرے۔ تمام فوج پیادون کا آزمودہ افسرونکے چارج مین تھی۔ جب سب سپاہ مرتب ہو چکی تو فرمان شاہی صادر ہوا کہ کوئی افسر بے اجازت اپنی جگہ سے جنبش کرے اور نہ بے حکم لڑے۔ ۱۰ بجے دنکو لڑائی شروع ہوئی۔ ابتداءً ہندوونکا زور برانغار پر تھا بادشاہ نے چین تیمور سلطان کو حکم دیا کہ اوسکی مدد کرے۔ چین تیمور حملہ کر کے ہندوونکو اونکے قلب تک ہٹا لے گیا۔ مصطفے رومی نے برانغار سے باڑ مارنی شروع کی۔ عین معرکے مین شاہی حکم برانغار کے ۳ افسرونکو پہونچا کہ مصطفے رومی کا ہاتھ بٹائین۔ ہندو بتدریج

---

* یعنی ضابطہ۔

بڑھتے جاتے تھے۔ چار برانغار کے اور تین جوانغار کے افسر یکے بعد دیگرے اونکی کمک
کو بھیجے گئے۔ تولغمہ نے حسب فرمان ہندو فوج کی پشت پر حملہ کیا۔ سیلاب جنگ پورے جوش پر
تھا اور لڑائی بہت طول پکڑ گئی تھی کہ غول کے ایک حصے کو حکم ہوا کہ ارابون سے نکلکر اور بندوقچیون
کا سامنا بچاکر دائین بائین سے حملہ کرین۔ کچھ عرصے کے بعد بادشاہ نے ارابے علحدہ کراکے
خود حملہ کیا۔ بادشاہ کو حملہ کرتے ہوئے دیکھکر اسلامی لشکر مین ایک تازہ ولولہ پیدا ہوا اور
انتہائی جوش سے دشمن پر وار کرنے لگے۔ عصر کے بعد تک لڑائی پورے جوش پر تھی
اور کسی فریق کے چہرے پر غلبہ کی بشاشت نہین پائی جاتی تھی۔ آخر آٹھ گھنٹے کی خونریزی
کے بعد غروب کے قریب رانا کا خورشید اقبال زوال پذیر ہونے لگا۔ اپنی مغلوبیت
دیکھکر بہادر راجپوتون نے بھی توڑکر قسمت آزمائی کی اور یہ ہنگامہ واقعی بہت خطرناک تھا
تھوڑی دیر مین دلاوران مغل نے یہ مسرت خیز تماشا دیکھا کہ میدان سے راجپوتون کے قدم
اوکھڑ گئے۔ رانا بصد دشواری جان بچاکر میدان سے نکل گیا اور اوسی سال فرط رنج و غضب سے
عدم کی راہ لی۔ حسن خان میواتی اور اودے سنگ مانکچند چوہان اور اکثر نامی دلاور میدان
جنگ مین ہاتھ پاؤن پٹکر سرد ہو گئے۔

شیخ زین خوافی نے فتح بادشاہ اسلام (۹۳۳) تاریخ کہی ہے اور حسن اتفاق کہ کابل سے میر گیسو نے
جو رباعی بھیجی اوسکا مادہ تاریخ بھی یہی تھا۔ شاہ سخن سنج نے دونون تاریخ گویونکی تسلی کردی
کہ صرف مادۂ تاریخ لے لیا۔

یہ فتح تاریخ ہندوستان مین بہت نمایان اور شاندار ہے۔ اسکی کامیابی پر خیال کرنا چاہیے
کہ سلطنت مغلیہ کی بنیاد ہندوستان مین جمی۔ بابر کی فوج بہت کم تھی اور رانا کا لشکر کثیر اور

اور آزمودہ کار تہا - فوجی انتظام [1] - اور ضبط امرا [2] سے کاردانوں کی کثرت [3] اور خود اپنی ۴۴ برس کی مہارت جنگ سے بابر غالب آیا - اگر یہ اسباب نہ ہوتے تو رانا کی کامیابی مین بہت کم شبہ تہا اس میدان کو جیت کر بادشاہ نے غازی کا لقب اختیار کیا - محمد شریف جو مبارک باد کو حاضر ہوا اول تو بابر نے بہت ملامت کی لیکن پہر ایک لاکھ روپے انعام دیکر اپنی عملداری سے باہر نکالدیا -

رانا سانکا سے میدان فتح کر کے بابر نے اوسکے مددگار میدنی راے پر حملہ کیا - اور چندیری چند روز کے محاصرے مین لے لی - چندیری پر کامیاب ہوکر بیانہ پر یورش کی اور اوسکو بہی ممالک محروسہ مین شامل کرلیا - امن قایم کر کے ملک کا دورہ کیا - اور گوالیار کول - دہولپورہ - اٹاوہ وغیرہ کا ملاحظہ کیا - آگرہ سے کابل تک پیمایش کا حکم دیا - اور محکمہ پیمایش کو یہ ہدایت کی کہ ہر نو کوس پر ایک منارہ ۱۲ گز اونچا بنایا جاے اور ہر منارہ پر ایکا چار درہ ہو - ہر دس کوس پر ۶ گہوڑے ڈاک چوکی کے مقرر کیے جائین - اگر خالصہ شاہی مین ہون تو سائیس کی تنخواہ اور گہوڑے کا دانہ چارہ خزانہ سے ملے ورنہ جس امیر کی جاگیر مین ہون اوسکے ذمہ رہے -

اسی سال شاہ غازی نے آگرہ مین باغ کا دربار کیا - تمام شاہی امرا اور سلطنت صفویہ اوزبک اور ہندو راجونکے سفیر باریاب ہوے - سب نے نذرین پیش کین نذرونکے بعد خاصہ لایا گیا خاصے سے فارغ ہوکر بادشاہ نے مست ہاتہی اور اونٹون کی لڑائی مشاہدہ کی - پہلوانونکی کشتی ہوئی جسنے اپنے حریف کو پچھاڑا اوسکو انعام ملا - ہندوستانی بازیگرون نے بہی خوب خوب تماشے دکہاے - تمام مستحق لوگونکو خلعت عطا ہوے -

بنگالہ کا فساد

بنگالہ مین سلطنت لودی کے بقیہ اجزا نے وہانکے حاکم سے ملکر ایک فساد برپا کیا اورچنار (ضلع میرزاپور) کے قلعہ پر دہاوے کی دہمکی دیو رہے تھے - بادشاہ خود اونکے استیصال کے واسطے لشکر لے کر گیا - اور اونکو شکست پر شکست دیتا ہوا حاجی پور (بہار) تک چلا گیا - حاجی پور مین دشمن کے استیصال کی فکر مین تہا کہ بنگالہ کی مہیب برسات شروع ہوگئی - افغانی سردار بہت تنگ آگئے تہے - بارش کو اونہون نے رحمت سمجہا اور صلح کی تحریک کی بادشاہ کو برسات نے صلح پر مجبور کیا اور صلح کرکے آگرہ واپس آیا - اثنا راہ مین لشکر کنارے کنارے گنگا کے کوچ کرتا تہا اور بادشاہ خود سیر دریا کا لطف اوٹہاتا کشتی مین آتا تہا ایک روز دور سے کچہ درخت نظر آئے بادشاہ نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ منیر ہے - بادشاہ کو شیخ یحییٰ منیری کے مزار کی زیارت کا شوق ہوا گہوڑے پر سوار ہوکر منیر گیا اور فاتحہ پڑہکر ادہر اودہر سیر کرتا ہوا اردوے شاہی سے آملا - حساب کیا گیا تو تیس کوس گہوڑے پر اوس روز سوار ہوا تہا - اور اس تیزی سے آیا گیا کہ اکثر فربہ اندام گہوڑے تہک کر رہ گئے - بابر برسات کے اندیشے سے افغانی اجزا کو منتشر کرکے چلا آیا تہا اونکی قوت بالکلیہ زائل نہین ہوئی تہی - یہی افغان ہین جو ہمایون بادشاہ پر مصیبت کے بادل بنکر برسے -

۹ شوال ۹۳۵ھ کو بادشاہ آگرہ مین واپس آیا - آگرا باد مین زندہ دل بادشاہ کو دو باتون سے بہت مسرت حاصل ہوئی - اور یہ ایسی مسرتین تہین جنکو وہ ہندوستان مین ترس گیا تہا - اول بلخی پالیز کار اور داروغہ باغ ہشت بہشت نے خربوزے اور انگور کے چند خوشے لاکر

پیش کئے۔

خربوزونکی فصل اگرچہ گذر چکی تھی مگر سلیقہ شعار پالیزکار نے کچھ پھل اپنے آقا کے واسطے لگا رکھے تھے اپنے دور و دراز وطن کی ان دو یادگار کو دیکھکر بابر بہت خوش ہوا۔ واقعات بابری میں بادشاہ نے لکھا ہے کہ "ازجہت خربوزہ وانگور شدن در ہندوستان فی الجملہ خورسندی شد" دوسری مسرت یہ تھی کہ بادشاہ کی عزیز بیوی ماہم بیگم شوہر سے ملنے کو کابل سے آئی تھی۔ مدت سے پنجاب وغیرہ کے صوبہ داروں کو پیشوائی اور دیگر خدمات کے متعلق فرمان نافذ ہو چکے تھے۔ بادشاہ کے آگرے پہونچنے کے دوسرے روز وہ بھی مع الخیر وہاں آ پہونچی۔ یہ بیگم بادشاہ کو نہایت عزیز تھی۔ بابر کے دل کو بعض بدمزاج بیویوں کے اخلاق سے صدمہ پہونچا تھا۔ ماہم بیگم نے اپنے سلیقہ اور تمیز سے وہ سب صدمے بھلا دئے تھے۔ ہمایوں اور ہندال اسی بیگم کے بطن سے تھے۔ کابل سے جب روانہ ہونے لگی تو اپنے ہاتھ سے شاہانہ طرز پر ایک فرمان حاکم پنجاب کو لکھا کہ فلاں تاریخ سرحد پر ہمارے خیر مقدم کے واسطے حاضر رہنا۔ دلی میں پرانے قلعہ کے پاس ایک مدرسہ اور مسجد ہے جو ماہم کا مدرسہ مشہور ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ مدرسہ اور مسجد ماہم بیگم بابر بادشاہ کی بیوی کی تعمیر کردہ ہے۔ شاہ جلال الدین اکبر کی انا کا نام بھی ماہم بیگم تھا یہ مدرسہ اور مسجد اسی ماہم انا کی بنائی ہوئی ہے نہ ماہم بیگم بابر بادشاہ کی بیوی کی۔ اس سے پر یہ تاریخ کندہ ہے۔

بعہد دوران جلال الدین محمد | کہ باشد اکبر شاہان عادل
چو ماہم بیگم عصمت پناہی | بنا کرد این بنا بہر افاضل

دلی شد ساعی این بقعۂ خیر　　شہاب الدین احمد خان فاضل

زہے خیریت این بقعہ خیر　　کہ شد تاریخ او خیر منازل

اس قطعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مدرسہ اکبر بادشاہ کے عہد میں ۹۶۹ بنایا گیا - جہاں تک میری نظر تاریخ پر پڑی ہے معلوم نہیں ہوتا کہ ماہم بیگم اکبر کی دادی اور اسکے عہد میں زندہ تھی البتہ مریم مکانی اوسکی ماں اوسکے عہد میں حیات تھی - قطعہ کا تیسرا مصرعہ صاف کہہ رہا ہے کہ شہنشاہ عصر کی دادی کے متعلق یہ بیان نہیں ہے کیونکہ صرف "عصمت پناہی" یہ دو لفظ ایسی والا مرتبہ بیگم کی شان کے مناسب نہیں بلکہ ایک معزز شریف زادی کے شایان ہیں -

شہاب الدین احمد خان نیشاپوری جسکا اس تاریخ مین حوالہ ہے اکبر شاہ کی انا ماہم بیگم کا عزیز تھا اور اسکے اہتمام سے بنا یہی ہمارے مدعا پر قرینہ ہے ٭

بابر کی وفات

بیگمات کے آنے پر ڈیڑھ سو کہارونکو مزدوری دیکر کابل بھیجا کہ وہان سے میوہ لائین - رجب ۹۳۷ھ کو بادشاہ پر بیہوشی طاری ہوئی - مرض روز بروز اشتداد پکڑتا گیا - ہمکو نہیں معلوم ہوا کہ کیا مرض بہانۂ موت ہوا - بہرحال معالجہ سے کچھہ نفع نہیں ہوا - مرض کی سختی آنے والی اجل کی پیشین گوئی کرنے لگی - بادشاہ نے ہمایون کو کالنجر (ملک پنجاب) کے محاصرہ سے بلا کر ولیعہد کیا - پیر کے دن جمادی الاول کی پانچوین کو

٭ دیکھو تاریخ فرشتہ احوال شاہ اکبر اور آثار الصنادید حال مدرسہ ماہم بیگم -

بادم اللذات کی ساعت آپہونچی - اور شاہ ظہیر الدین محمد بابر غازی جو فرغانہ مین پیدا ہوا اور مدتون بدخشان کے کوہستان مین سرگردان رہا تھا اگرچہ بہ اس حیثیت سے عالم بالا کو گیا کہ دریائے اٹک سے لیکر دریائے گنگا کے قریب تک ملک اوسکے زیر نگین تھا - ع

حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

مرتے دم اوس نے وصیت کی کہ اوس کی لاش کابل بھیجی جائے اور اگر اوزبکون کا اندیشہ نہ ہوتا تو وہ بالضرور اپنے باپ کے پہلو مین دفن ہونے کی وصیت کرتا ایسے اولوالعزم بادشاہ کی لاش کو بھی بالضرور ۰۰ ۵ میل طے کرکے آرام لینا تھا اور بابر سے زندہ دل کی قبر کے واسطے بھی سبزہ زار کابل سزاوار تھا - وفات کے بعد فردوس مکانی اوسکا لقب ہوا اور بہشت روزی باد تاریخ وفات ہے - چند روز اوسکی لاش آگرہ مین نورافشان باغ مین (جو اب آرام باغ مشہور ہے) امانت رہی وہان سے لیجاکر کابل کے قدمگاہ رسول مین خاک مین ملا آئے اوسکے پرپوتے شاہجہان بادشاہ نے اپنے نامور مورث کے احترام کے واسطے قبر پر نفیس سنگ مرمر کا مقبرہ بنوادیا -

یہ ہین نامور بابر کی موت و زندگی کے مختصر احوال فقط -

تمت تمام شد

راقم

محمد حبیب الرحمن شروانی

اورنگ زیب کی پالیسی

زمانہ موجودہ کے انگلش مورخ ہم زبان ہین کہ عالمگیر کی گورنمنٹ مغلیہ خاندان کے لئے باعث زوال ہوئی مگر ہمارے واسطے اسکی ضرورت نہین ہی کہ ہم عالمگیر کے دلمین بجواب پالسی کا فرضی دہبہ (جو منہو اور نام آور انھرز کا عطیہ ہی) انہین نظرون سے دیکھین کہ جس سے اب تک وہ دیکھا گیا۔

ہمکو یہ دیکھنا ہی کہ عالمگیر نے اپنے اجداد کے مخالف طرز حکومت کیون ایسی سختی کے ساتھہ بدلا کہ جسکا نتیجہ اگرچہ اوسنے اپنی لائف مین کچھہ بھی نہین دیکھا مگر بعد کو اوسکے جانشین ایسے نام سے منسوب کیا گیا کہ جو فی نفسہ بدنما ہی۔

عالمگیر کی گورنمنٹ پر سرسری نظر اوسے ایک دیکھنے والی کی آنکھون مین کبھی جابر۔ ظالم متعصب۔ خود غرضی وغیرہ وغیرہ کے خطابات سے جو حال کے مورخون نے اپنے قلم و زبان سے اوسے دئے ہین بری نہین کر سکتے۔ مگر انصاف پسند رائے اور تعبیر کرنے والی عقل شاید کبھی ان الزامات کو اپنی جگہ پر مستحکم نہ دیکھے گی۔

ہمارا یہ سوال کہ عالمگیر نے جب دنیا کی ارائشون اور حکومت کو اپنے سے برے اور قوی حاکم کے دست قدرت مین دیکر خیالات کی آزادی کے ساتھہ جان دی تو کیون اوسکے ساتھہ ہی حسرت نصیب فتحمند یان۔ مدبرانہ طرز حکومت۔ خوفناک شاہی رعب ہی مغلیہ شاہون سے رخصت ہو گیا؟ بجز اسکے کوئی جواب نہین۔ کہتا کہ عالمگیر کے متعلق جسقدر الزامات ہین وہ سب صحیح اور ماننے کے لائق ہین یا لیکن نہین ہمارا غور ہم کو دکھلا رہا ہے کہ عالمگیر نہ

قدرت نے ایک ایسی خاصیت رکھی تھی کہ جسکا ہونا ایک ایسے بادشاہ مین کہ جسکو عالمگیر کی جگہ پر تخت سلطنت پر بیٹھنا ضروری تھا۔

عالمگیر نے جس وقت عنانِ حکومت اپنے ہاتھ مین لی یہ وہ زمانہ تھا جبکہ مغلیہ خاندان شاہی اکبر کے نرالے اصول سے مندر بنا دیا گیا تھا اور جسکے ممبر بجائے اون سنگی تصاویر کے تھے جو مختلف دیوتاؤنکے نام سے مشہور ہین یہ مندر نہ صرف ہنود کی پرستش کا مرکز ہو رہا تھا بلکہ ہر قوم اور ہر فرقہ کے عوام اوسکو مذہبی اعتقادات سے اوسی درجہ پر سمجھے ہوئے تھے کہ جسکے بعد خدا کی ذات ہو۔ سمجھنے کی بات ہے کہ ایسا زمانہ ایک ایسے حاکم کے لئے کہ جسکے دل مین مذہبی جوش موجزن ہے کسقدر خوفناک ہوسکتا ہے۔ وہ کوشش کرتا ہے کہ اپنے اصول کو اپنی گورنمنٹ مین بھی برتے مگر افسوس ہے کہ عوام کے خیالات اوسکو کامیاب نہین ہونے دیتے۔ اب ہمکو یہ دیکھنا ہے کہ ایسے بادشاہ کی رائل لائف مین کیا کیا تبدیلیان واقع ہوئین اور آخر کار اوسنے کونسا اصول اپنی حکومت کے ایک فارم پر لانے کے لئے قایم کیا۔ جہان تک دیکھا جاتا ہے اوس وقت کی پولٹیکل پیچیدگیان عالمگیر کے لئے اس امر کی مقتضی تھی کہ یا تو وہ اپنی ملکی لائف مین پبلک کا فوٹو اوتارتا یا اطمینانی حالت سے حسرت اور نا امیدی کے ساتھ دست کش ہو کر سلطنت چھوڑ دیتا۔ مگر نہین عالمگیر کا سا مذہبی خیالات کا سخت آدمی برخلاف ان تمام ملکی خرابیونکے جرات مجسم ہی تھا جسکے مرنے پر وہ مسوز تھا کہ ان تمام پیچیدگیون کا سلجھاؤ صرف اوسکے زور آور بازو اور خون آشام تلوار سے متعلق کر دیا گیا ہے۔ وہ اپنے اعلے ملٹری خیالات مین اوس زمانے کے دیکھتے کوئی نظیر نہین رکھتا تھا اور نہ شاید مذہبی آزادی کہ جسکا سحر عوام کی طبایع مین اکبر نے

بو دیا تہا اوسے وہی دن دکہلاے جو انگلینڈ کے بادشاہ چارلس دوئیم کو اپنی رعایا
کے ہاتہون دیکہنا نصیب ہوا۔

ان دو بادشاہون کے پیش پا افتادہ مشکلات مین صرف اسیقدر فرق تہا کہ انگلستان کے
پبلک ایک ایسے مذہبی اصول کو اپنے پرانے قواعد سے بدلنا چاہتی تہی کہ جسکو کرسچین مذہب
کی جہان بین کرنے والی طبیعت پسند کر سکتی ہے اور ہندوستان کے عوام ایک ایسے
خیال کی پابندی کرنا چاہتے تہے کہ جو قریب قریب شاہی (اسلام) مذہب کے خلاف
تہا۔ اگر انصاف کیا جاے تو ہندوستان اور انگلستان دونونکے عوام برسرحق تہے
پہلے کے اسوجہ سے کہ انکے خیالات واقعی خراب نہ تہے بلکہ خراب کئے گئے دوسرے
کے اسوجہ سے کہ مذہبی طبائع پسند خیالات لائق بزرگون (وعظ) کے ذریعے سے
پیدا کئے گئے۔ ایسی حالت مین عوام کا جوش چندان قابل اعتراض نہین اور ساتہ ہی اسکے
ایک معمولی جرأت اور ہمت کے بادشاہ کے لئے بہت مشکل ہے کہ وہ ایسے جوشکو فرو کرے
ہمارے سامنے انگلینڈ کی تاریخ موجود ہے اور ہم دیکہتے ہین کہ چارلس دوئیم کو کیا کیا مصائب
اور کیسی کیسی دقتین اوٹہانا پڑین جسکے بعد اوسے تخت سلطنت پر بیٹہنا نصیب ہوا لیکن تخت نشینی
کے بعد بہی اوسکو اسقدر قدرت حاصل نہ تہی کہ اپنے پرانے مذہبی خیالات (جن کا
دامن وہ مضبوطی کے ساتہہ پکڑے ہوئے تہا) ظاہر کر سکتا ہے چارلس دوئیم کا
سا عقائد کا سچا آدمی اگر عالمگیر کے مثل بہادر اور شجاع بہی ہوتا تو ممکن نہ تہا کہ اوس کے
خیالات پبلک کے خیالات پر غالب نہ آے کیونکہ عالمگیر کو جبہی کچہہ دقتین اوٹہانا پڑین
وہ اوسکے ایسے دین کی اصلاح کے لئے تہین کہ جسمین اکبر کی پالیسی نے ہزارہا دن

رخنہ ڈالدے تھے۔

عالمگیر نے مندر مسمار کرائے۔ بت خانہ ڈہا دئے۔ مقدس مورتونکی صورتین بگاڑ دین اور بجائے اونکے مسجدین تعمیر کرائین۔ اذانین دلوائین۔ تکبیرین کہلوائین۔ پہر بہی گو ان سب اشتعال دینے والی حرکتونپر اوسکی پالش کی ہوئی تلوار کی چمک کچہ ایسی پڑتی تہی کہ لوگونکی نظرین خیرہ تہین اور نہین سمجہتے تہے کہ وہ کیا کرتا ہے۔ اوسکی اچہی اور بُری بات کچہ ایسے دلفریب رنگ مین ڈوبی نکلتی تہی کہ ہر دیکہنے والے کی زبان سے تعریف اور تحسین کے کلمات فوراً ہی نکلتے تہے۔ اگر بیچارہ چارلس ایک قسم کی حرکتون مین سے کسیکا بہی مرتکب ہوتا تو خدا جانے پروٹسٹنٹ فرقے کے حضرات اوسکے ساتہہ کیا کچہ سلوک نہ کرتے۔ اور انکے لئے یہی کافی تہا کہ اپنے موقعہ کے مطابق دشمنونکو زیر دیکر اپنا سینہ ٹہنڈا کر لیتے اور پہر بار بار منتری خیالات کی پیروی مین اپنی حرکات کے جہوٹے دلاسے معافی مانگتے۔ یا یہ کہ اپنے رومن کیتہولک خیالات کی تکمیل مرتے وقت کسی پادری سے خفیہ طور پر کرا لیتے۔

مگر عالمگیر ایسا نہ تہا اوسنے تخت سلطنت پر بیٹہتے ہی دکہلا دیا کہ ایک اقبالمند اور جری بادشاہ اپنے خیالات کے مقابلے مین پبلک شورشی کی کیا وقعت رکہتا ہے۔ اوسنے اون خیالات کی کہ جنکی بنا اکبر کے خوب مذہبی اعتقاد نے ڈالی تہی نہ صرف ترمیم ہی کی بلکہ قطعاً دنیا سے معدوم کر دی۔

عالمگیر نے کسی پر ظلم نہین کیا کسیکو عتاب آمیز نگاہ سے نہین دیکہا۔ کسی پر سختی روا نہین رکہی مگر اوسی پر جو مذہب اسلام کو اپنے خود ساختہ اصول پر قایم نہین سمجہتا تہا۔ اور اسکا سبب اچہی

اور اونکی بیٹی کے ساتھ سلوک (جو بظاہر تعصب آمیز خیالات کا نمونہ معلوم ہوتا ہے) بہت
ہی مناسب تھا۔ عالمگیر نے ثابت کر دیا کہ ایک مذہب کے رہنے کی شان مین گستاخانہ کلمہ
کسقدر سزا کا مستحق کر سکتا ہے۔ مذہبی خیالات کے برتنے مین عالمگیر کی اسقدر سختی اون
مظالم سے نہین بڑہی ہوئی ہی کہ جنسے ملکہ **میری** کو انگلینڈ کی زبان سے بلڈی (خونی)
میری کہلوایا اور جسنے شیعونکو اپنے دربار مین کم وقعت کر دیا۔ مگر یہ نہین کیا کہ اونکے
ساتھ وہی سلوک کرتا کہ جو انگلستان کے رومن کیتھولک فرقے کے شاہنشاہون نے پروٹسٹنٹ
مذہب والونکے ساتھ اپنے عہد حکومت یا پالیمینٹ کے ممبرون نے رومن کیتھولک مذہب
کے ساتھ اپنے زمانے مین کیا ہو۔ اورنگ زیب جاہل تھا۔ اور اوسکے حرکات
وحشیانہ تھے مگر اسپر بھی اوسنے اون سختیونکا عشر عشیر بھی اپنی رعایا پر روا نہین رکھا جو انگلینڈ
کے مہذب اور تعلیم یافتہ بادشاہون نے جنکی حکومتین کو لنڈن ایج کے نام سے تاریخ کے
صفحون پر یاد کیے گئے ہین اپنے عہد مین کیا ہو۔

ان تمام مظالم کے دیکھتے ایک منصف شخص کبھی یہ نہین کہہ سکتا کہ عالمگیر کی گورنمنٹ ایک
ایسی پالیسی سے وابستہ تھی کہ جسکا وجود تاریخی صفحات پر مسلمانونکے لیے شرمناک ہو۔
مین اسکو جانتا ہون کہ عالمگیر نے جزیہ کا رواج جسکی عادت ہندوون نے اکبر کے زمانہ سے
چھوڑ دی ہے دوبارہ اپنے مقبوضہ ملک مین دیا۔ کیا یہی ایک ٹیکس تھا کہ جسنے ہندوونکے
دل مین عالمگیر کی جانب سے کینہ بھر دیا ہو؟

اگر انگلش مورخ اسے ٹیکس کو قابل اعتراض سمجھتے ہین سمجھا کرین اونکی تاریخین ایسی ایسی
لغو مثالون سے بھری ہوئی ہین کہ جنکا مشاہدہ ہر انصاف پسند عقل ضرور اون پر ہنسونگی

کرے گی کہ جو انسان کو اوسکی قدرت کے عطیہ صفات سے خارج کرسکتی ہے

تاریخ انگلینڈ کا پڑہنے والا جان سکتا ہے کہ بیچارے جیوز (یہودی) انہین لوگون کے ہاتھون کن کن مصائب مین نہین گرفتار ہوئے اور کیا کیا تکلیفین اوٹہا ئین جنکی وجہ یہی بیان کی جاتی ہے کہ اونہون نے حضرت مسیح کو سولی دی تہی - ہم نے مانا کہ یہودیون نے ایسا ہی کیا مگر یہ عداوت اونہین یہودیون تک ختم ہوجانا چاہئے تہا کہ جو اس فعل کے مرتکب ہوئے - نہ نسلاً بعد نسلاً اسی دشمنی کا سلسلہ جاری تہا - کیا اسکا نام تعصب مذہبی نہین ہے اور کیا یہ تعصب جزیہ سے برا ہوا نہین ہے ؟

آورنگ زیب نے تو جزیہ ہی تک اپنے خیالات محدود رکھے اوسنے یہ نہین کیا کہ بزور مسلمان کرتا یا اپنے حکم نہ تعمیل ہونیکے حالت مین شہر بدر کردیتا - بیچارے یہودیون نے تو یہ سب باتین برداشت کین - اونپر ٹیکس جاری نہ ہوا اونکا روپیہ نہین دیا گیا - وہ شہر بدر کئے گئے - وہ لوٹے گئے اور ایسی طرحکا اور بہی زیادہ تر جانکاشت نہ نباتے گئے - وہ تو کہئے کہ خدا نے اونکی سن لی اور کراموں کا زمانہ آگیا جسکے عہد مین پہر از سر نو آباد ہونے کی اجازت ملی ورنہ شاید جیوز کو دوبارہ لنڈن مین کوئی دیکہتا بہی نہین -

---

یہ ایک معمولی آدمی تہا مگر پارلیمنٹری فوجکی جانب سے چارلس اول کے زمانہ مین رائلیسٹ فوجکو کئی شکستین دیکر بہت نام آور ہوا - اور آخر کار فوجکی سرپرستی سے تمام انگلینڈ کا مالک بن بیٹہا اسکا زمانہ "کامن ولیتہ" کے نام سے مشہور ہے (دیکہو تاریخ انگلینڈ - کامن ولیتہ -)

دلی شد ساعی این بقعۂ خیر شہاب الدین احمد خان فاضل
زہے خیریت این بقعۂ خیر کہ شد تاریخ او خیر منازل

اس قطعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مدرسہ اکبر بادشاہ کے ۹۶۹ عہد میں بنایا گیا۔ جہاں تک میری نظر تاریخ پر پڑی ہے معلوم نہیں ہوتا کہ ماہم بیگم اکبر کی دادی اوسکے عہد میں زندہ تھی البتہ مریم مکانی اوسکی ماں اوسکے عہد میں حیات تھی۔ قطعہ کا تیسرا مصرعہ صاف کہہ رہا ہے کہ شہنشاہ عصر کی دادی کے متعلق یہ بیان نہیں ہے کیونکہ صرف "عصمت پناہی" یہ دو لفظ اتنی والا رتبہ بیگم کی شان کے مناسب نہیں بلکہ ایک معزز شریف زادی کے شایاں ہیں۔

شہاب الدین احمد خان بنیاپوری جسکا اس تاریخ میں حوالہ ہے اکبر شاہ کی انّا ماہم بیگم کا عزیز تھا اوسکے اہتمام سے بنیا یہی ہمارے مدعا پر قرینہ ہے۔*

بابر کی وفات

بیگمات کے آنے پر ڈیڑھ سو کہاروں کو مزدوری دیکر کابل بھیجا کہ وہاں سے میوہ لائیں۔ رجب ۹۳۷ھ کو بادشاہ پر بیہوشی طاری ہوئی۔ مرض روز بروز اشتداد پکڑتا گیا۔ ہمکو نہیں معلوم ہوا کہ کیا مرض بہانۂ موت ہوا۔ بہرحال معالجہ سے کچھ نفع نہیں ہوا۔ مرض کی سختی آنے والی اجل کی پیشین گوئی کرنے لگی۔ بادشاہ نے ہمایون کو کالنجر (ملک پنجاب) کے محاصرہ سے بلاکر ولیعہد کیا۔ پیر کے دن جمادی الاول کی پانچوین کو

---

* دیکھو تاریخ فرشتہ احوال شاہ اکبر اور آثار الصنادید حال مدرسہ ماہم بیگم۔

ہادم اللذات کی ساعت آپہونچی۔ اور شاہ ظہیر الدین محمد بابر غازی جو فرغانہ مین پیدا ہوا اور مدتون بدخشان کے کوہستان مین سرگردان رہا تھا اگرسے بشاہانہ حیثیت سے عالم بالا کو گیا کہ دریائے آکسس سے لیکر دریائے گنگا کے دہانہ تک ملک اوسکے زیر نگین تھا۔ ع

حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

مرتے دم اوس نے وصیت کی کہ اوس کی لاش کابل بھیجی جائے اور اگر اوزبکون کا اندیشہ نہ ہوتا تو وہ بالضرور اپنے باپ کے پہلو مین دفن ہونے کی وصیت کرتا ایسے اولوالعزم بادشاہ کی لاش کو بھی بالضرور ۰۰ ہ میل طے کرکے آرام لینا مناسب تھا اور بابر سے زندہ دل کی قبر کے واسطے بھی سبزہ زار کابل سزاوار تھا۔ وفات کے بعد فردوس مکانی اوسکا لقب ہوا اور بہشت روزی باد تاریخ وفات ہے ۹۳۷ھ چند روز اوسکی لاش آگرہ مین نور افشان باغ مین (جو اب آرام باغ مشہور ہے) امانت رہی وہان سے لیجاکر کابل کے قدم گاہ رسول مین خاک مین ملا آئے اوسکے پر پوتے شاہجہان بادشاہ نے اپنے نامور مورث کے احترام کے واسطے قبر پر نفیس سنگ مرمر کا مقبرہ بنوادیا۔

یہ ہین نامور بابر کی موت و زندگی کے مختصر احوال فقط۔
نرمی آزنیہ

راقم
محمد حبیب الرحمن شاہ مہردانی

اورنگ زیب کی پالیسی

زمانہ موجودہ کے انگلش مورخ ہم زبان ہین کہ عالمگیر کی گورنمنٹ مغلیہ خاندان کے لئے
باعث زوال ہوئی مگر ہمارے واسطے اسکی ضرورت نہین ہے کہ ہم عالمگیر کے [illegible]
پالسی کا فرضی دیباچہ (جو مشہور اور نامور انگریز کا عطیہ ہے) اونہین نظرون سے دیکہین کہ جس سے
اب تک وہ دیکہا گیا۔

ہمکو یہ دیکہنا ہے کہ عالمگیر نے اپنے اجداد کے مخالف طرز حکومت کیون ایسی سختی کے ساتہ
بدلا کہ جسکا نتیجہ اگرچہ اوسنے اپنی لائف مین کچہ بہی نہین دیکہا مگر بعد کو اوسکے جانب ایسے
نام سے منسوب کیا گیا کہ جو فی نفسہ بدنما ہے۔

عالمگیر کی گورنمنٹ پر سرسری نظر اوسے ایک دیکہنے والی کی آنکہون مین کبہی جابر۔ ظالم
متعصب۔ خودغرضی وغیرہ وغیرہ کے خطابات سے جو حال کے مورخون نے اپنے
قلم و زبان سے اوسے دئے ہین بری نہین کر سکتے۔ مگر انصاف پسند رائے اور
تعبیر کرنے والی عقل شاید کبہی ان الزامات کو اپنی جگہ پر مستحکم نہ دیکہے گی۔

ہمارا یہ سوال کہ عالمگیر نے جب دنیا کی ارائیون اور حکومت کو اپنے سے بڑے اور
قوی حاکم کے دست قدرت مین دیکر خیالات کی آزادی کے ساتہ جان دی تو کیون
اوسکے ساتہ ہی حسرت نصیب فتحمندیان۔ مدبرانہ طرز حکومت۔ خوفناک شاہی رعب بہی
مغلیہ شاہون سے رخصت ہوگیا؟ بجز اسکے کوئی جواب نہین۔ کہا کہ عالمگیر کے متعلق جقدر الزامات
ہین وہ سب صحیح اور ماننے کے لائق ہین یا لیکن نہین ہمارا غور ہم کو دکہلا رہا ہے کہ عالمگیر

قدرت نے ایک ایسی خاصی صفت رکھی تہی کہ جسکا ہونا ایک ایسے بادشاہ مین کہ جسکو عالمگیر کی جگہ پر تخت سلطنت پر بیٹہنا ضروری تہا ۔

عالمگیر نے جس وقت عنانِ حکومت اپنے ہاتہہ مین لی یہ وہ زمانہ تہا جبکہ مغلیہ خاندان شاہی اکبر کے نرالے اصول سے مندر بنا دیا گیا تہا اور جسکے ممبر بجائے اون ننگی تصاویر کے تہے جو مختلف دیبوتونکے نام سے مشہور ہین یہ مندر نہ صرف ہنود کی پرستش کا مرکز ہو رہا تہا بلکہ ہر قوم اور ہر فرقہ کے عوام اوسکو مذہبی اعتقادات سے اوسی درجہ پر سمجہے ہوئے تہے کہ جسکے بعد خدا کی ذات ہو۔ سمجہنے کی بات ہے کہ ایسا زمانہ ایک نئے حاکم کے لئے کہ جسکے دلمین مذہبی جوش موجزن ہے کسقدر خوفناک ہوسکتا ہے ۔ وہ کوشش کرتا ہے کہ اپنے اصول کو اپنی گورنمنٹ مین بہی برتے مگر افسوس ہے کہ عوام کے خیالات اوسکو کامیاب نہین ہونے دیتے ۔ اب ہمکو یہ دیکہنا ہے کہ ایسے بادشاہ کی رائل لائف مین کیا کیا تبدیلیان واقع ہوئین اور آخر کار اوسنے کونسا اصول اپنی حکومت کے ایک فارم پر لانے کے لئے قایم کیا ۔ جہان تک دیکہا جاتا ہے اوس وقت کی پولٹیکل سنجیدگیان عالمگیر کے لئے اس امر کی مقتضی تہی کہ یا تو وہ اپنی ملکی لائف مین پبلک کا فوٹو اوتارتا یا اطمینانی حالت سے حسرت اور نا امیدی کے ساتہہ دست کش ہو کر سلطنت چہوڑ دیتا ۔ مگر نہین عالمگیر کا سا مذہبی خیالات کا سخت آدمی برخلاف ان تمام ملکی خرابیونکے جرأت مجسم ہی تہا جسکے مرنے پر وہ مصور تہا کہ ان تمام سنجیدگیون کا سلجہاو صرف شاہو سکے زور آور بازو اور خون آشام تلوار سے متعلق کر دیا گیا ہے ۔ وہ اپنے اعلے ملیٹری خیالات مین اوس زمانے کے دیکہتے کوئی نظیر نہین رکہتا تہا ورنہ شاید مذہبی آزادی کہ جسکا بیج عوام کی طبائع مین اکبر نے

بو دیا تھا اوسے وہی دن دکھلائے جو انگلینڈ کے بادشاہ چارلس دویم کو اپنی رعایا کے ہاتھوں دیکھنا نصیب ہوا۔

ان دو بادشاہوں کے پیش پا افتادہ مشکلات مین صرف اسیقدر فرق تھا کہ انگلستان کے پبلک ایک ایسے مذہبی اصول کو اپنے پرانے قواعد سے بدلنا چاہتی تھی کہ جسکو کریسچن مذہب کی چھان بین کرنے والی طبیعت پسند کر سکتی ہے اور ہندوستان کے عوام ایک ایسے خیال کی پابندی کرنا چاہتے تھے کہ جو قریب قریب تباہی (اسلام) مذہب کے خلاف تھا۔ اگر انصاف کیا جائے تو ہندوستان اور انگلستان دونوں کے عوام برسر حق تھے پہلے کے اسوجہ سے کہ انکے خیالات واقعی خراب نہ تھے بلکہ خراب کئے گئے دوسرے کے اسوجہ سے کہ مذہبی طبائع پسند خیالات لائق پریچرون (وعظ) کے ذریعہ سے پیدا کیے گئے۔ ایسی حالت مین عوام کا جوش چندان قابل اعتراض نہین اور ساتھ ہی اسکے ایک معمولی جرءت اور ہمت کے بادشاہ کے لئے بہت مشکل ہے کہ وہ ایسے جوش کو فرو کر سکے ہمارے سامنے انگلینڈ کی تاریخ موجود ہے اور ہم دیکھتے ہین کہ چارلس دویم کو کیا کیا جو اسکو اور کیسی کیسی تکلیفین اوٹھانا پڑین جسکے بعد اوسے تخت سلطنت پر بیٹھنا نصیب ہوا لیکن تخت نشینی کے بعد بھی اوسکو اسقدر قدرت حاصل نہ تھی کہ اپنے پرانے مذہبی خیالات (جن کا دامن وہ مضبوطی کے ساتھ پکڑے ہوئے تھا) ظاہر کر سکتا۔ چارلس دویم کا سا عقائد کا سچا آدمی اگر عالمگیر کے مثل بہادر اور شجاع بھی ہوتا تو ممکن نہ تھا کہ اوسکے خیالات پبلک کے خیالات پر غالب نہ آئے کیونکہ عالمگیر کو بھی کچھہ دقتین اوٹھانا پڑین وہ اوسکے ایسے دین کی اصلاح کے لئے تھین کہ جسمین اکبر کی پالیسی نے ہزار دل

رخنہ ڈالدے تھے۔

عالمگیر نے مندر مسمار کرائے۔ بت خانہ ڈہا دئے۔ مقدس مورتونکی صورتین بگاڑ دین اور بجائے اونکے مسجدین تعمیر کرائین۔ اذانین دلوائین۔ تکبیرین کہلوائین۔ پہر بہی اوسکے ان سب اشتعال دینے والی حرکتونپر اوسکی باانش کی ہوئی تلوار کی چمک کچہ ایسی پڑتی تہی کہ لوگونکی نظرین خیرہ تہین اور نہین سمجہتے تہے کہ وہ کیا کرتا ہے۔ اوسکی اچہی اور بُری بات کچہ ایسے دلفریب رنگ مین ڈہلی نکلتی تہی کہ ہر دیکہنے والے کی زبان سے تعریف اور تحسین کے کلمات فوراً ہی نکلتے تہے۔ اگر بیچارہ چارلس ایک قسم کی حرکتون مین سے کسیکا بہی مرتکب ہوتا تو خدا جانے پروٹسٹنٹ فرقے کے حضرات اوسکے ساتہہ کیا کچہ سلوک نہ کرتے۔ اوسکے لئے یہی کافی تہا کہ اپنے موقعہ کے مطابق دشمنونکو رکین دیکر اپنا سینہ جین دل ٹہنڈا کرے اور پہر پارلیمنٹری خیالات کی پیروی مین اپنی حرکات کے چہوٹے دل سے معافی مانگے۔ یا یہ کہ اپنے رومن کیتہولک خیالات کی تکمیل مرتے وقت کسی پادری سے خفیہ طور پر کرالے۔

مگر عالمگیر ایسا نہ تہا اوسنے تخت سلطنت پر بیٹہتے ہی دکہلا دیا کہ ایک اقبالمند اور جری بادشاہ اپنے خیالات کے مقابلے مین پبلک ستورتسی کی کیا وقعت رکہتا ہے۔ اوس نے اون خیالات کی کہ جنکی بنا اکبر کے خوب مذہبی اعتقاد نے ڈالی تہی نہ صرف بیخ بہی کی بلکہ قطعاً دنیا سے معدوم کر دی۔

عالمگیر نے کسی پر ظلم نہین کیا کسیکو غضب آمیز نگاہ سے نہین دیکہا۔ کسی پر سختی روا نہین رکہی مگر اوسی پر جو مذہب اسلام کو بجائے خود سچے اصول پر قایم نہین سمجہتا تہا۔ اوسکا سیواجی

اور اوسکی بیٹی کے ساتھہ سلوک (جو بظاہر تعصب آمیز خیالات کا نمونہ معلوم ہوتا ہے) بہت ہی مناسب تھا - عالمگیر نے تنبیہ کر دیا کہ ایک مذہب کے رہنے کی شان مین گستاخانہ کلمہ کہنے والا سزا کا مستحق کر سکتا ہے - مذہبی خیالات کے برتنے مین عالمگیر کی اسقدر سختی اون مظالم سے نہین بڑہی ہوئی ہی کہ جنسے ملکہ میری کو انگلینڈ کی زبان سے بلڈی (خونی) میری کہلوایا اور جسنے شیعونکو اپنے دربار مین کم وقعت کر دیا - مگر یہ نہین کیا کہ اونکے ساتھہ وہی سلوک کرتا کہ جو انگلستان کے رومن کیتھولک فرقے کے شاہنشاہون نے پروٹسٹنٹ مذہب والونکے ساتھہ اپنے عہد حکومت یا پارلیمنٹ کے ممبرون نے رومن کیتھولک مذہب کے ساتھہ اپنے زمانے مین کیا ہو - اورنگ زیب جاہل تھا - اور اوسکے حرکات وحشیانہ تھے مگر اسپر بھی اوسنے اون سختیونکا عشر عشیر بھی اپنی رعایا پر روا نہین رکھا جو انگلینڈ کے مہذب اور تعلیم یافتہ بادشاہون نے جنکی حکومتین گولڈن ایج کے نام سے تاریخ کے صفحون پر یاد کئے گئے ہین اپنے عہد مین کیا ہو -

ان تمام مظالم کے دیکھتے ایک منصف شخص کبھی یہ نہین کہہ سکتا کہ عالمگیر کی گورنمنٹ ایک ایسی پالیسی سے وابستہ تھی کہ جسکا وجود تاریخی صفحات پر مسلمانونکے لئے شرمناک ہو - مین اسکو جانتا ہون کہ عالمگیر نے جزیہ کا رواج جسکی عادت ہندوون نے اکبر کے زمانے سے چھوڑ دی ہے دوبارہ اپنے مقبوضہ ملک مین دیا - کیا ہی ایک ٹیکس تھا کہ جسنے ہندوونکے دل مین عالمگیر کی جانب سے کینہ بھر دیا ہو ؟

انگلش مورخ اسی ٹیکس کو قابل اعتراض سمجھتے ہین مگر ہمارا یہ مین انکی تاریخین ایسی ایسی نظیرون اور مثالون سے بھری پڑی ہین کہ جنکا شمار انصاف پسند عقل ضرور ان بیرحمیون مین

کرے گی کہ جو انسان کو اوسکی قدرت کے علیہ صفات سے خارج کر سکتی ہے

تاریخ انگلینڈ کا پڑھنے والا جان سکتا ہے کہ بیچارے جیوز (یہودی) انہین پیوریٹنز کے ہاتھون کن کن مصائب مین نہین گرفتار ہوئے اور کیا کیا تکلیفین اونہین نہین پہنچین جسکی وجہ یہی بیان کی جاتی ہے کہ اونہونلے حضرت مسیح کو سولی دی تھی۔ ہم نے مانا کہ یہودیون نے ایسا ہی کیا مگر یہ عداوت اونہین یہودیون تک ختم ہو جانا چاہئے تھا کہ جو اس فعل کے مرتکب ہوئے۔ نہ نسلاً بعد نسلاً اسی دشمنی کا سلسلہ جاری رہتا۔ کیا اسکا نام تعصب مذہبی نہین ہے اور کیا یہ تعصب جزیہ سے بڑھا ہوا نہین ہے؟

اورنگ زیب نے تو جزیہ ہی تک اپنے خیالات محدود رکھے اوسنے یہ نہین کیا کہ ہر یہود مسلمان کرتا یا اپنے حکم نہ تعمیل ہونیکے حالت مین شہر بدر کر دیتا۔ بیچارے یہودیون نے تو یہ سب باتین برداشت کین۔ اونپر ٹیکس جاری نہ ہوا اونکا روپیہ نہین دیا گیا۔ وہ شہر بدر کئے گئے۔ وہ لوٹے گئے اور ایسی طرحکا اور بہی زیادہ ستمون کا نشانہ بنائے گئے۔ وہ تو کہئے کہ خدا نے اونکی سن لی اور کرامول[*] کا زمانہ آگیا جسکے عہد مین پہر از سر نو آباد ہونے کی اجازت ملی ورنہ شاید جیوز کو دوبارہ لندن مین کوئی دیکھتا ہی نہین۔

---

[*] یہ ایک معمولی آدمی تہا مگر پارلیمنٹری فوجکی جانب سے چارلس اول کے زمانہ مین رائیلسٹ فوجکو کئی شکستین دیکر بہت نام آور ہوا۔ اور آخر کار سلطنت کا سر پنچ ہو گیا۔ تمام انگلینڈ کا مالک بن بیٹہا اسکا زمانہ "کامن ویلتہ" کے نام سے مشہور ہے (دیکہو تاریخ انگلینڈ۔ کامن ویلتہ)۔

مسٹر ایڈیٹر کیا ہمارا انصاف اسیکا مقتضی ہے کہ ہم غیر قومونکی طرز حکومت پر اعتراض کرین اور اون عیوب پر کہ جو ہم مین خود موجود ہین سہل انگاری کے خاک ڈالین اگر ہم ایسا کرینگے تو دنیا کے انصاف پسند نظر مین ہماری کہان تک وقعت ہوگی اور ہم اعتبار کے کس درجہ پر سمجھے جاینگے۔

ہمارے لئے بحیثیت ایک مصنف کی بہت ضروری ہی کہ ہم اپنے ریمارک کے ہر پہلو پر غور کرکے قلم اوٹھائین اوسوقت کسی خاص شخص کی اچہائی یا برائی کہ جسکی نسبت ہمکو اپنی رائے قایم کرنا ہے (ہماری نظرون مین خود پہر جائے گی اور ہم دیکھ سکین گے کہ اسکو عقل انسانی کہان تک مقبولیت کی نگاہون سے دیکہنا پسند کرسکیگی لیکن افسوس ہے کہ انگریزی مورخین نے اس اصول کے خلاف عالمگیر کی نسبت ابی تک اپنی رائے قایم کی ہے۔ اونکا صرف عالمگیر کو بے مثل شجاع لکھدینا کافی نہین کیونکہ یہ ایک لفظ اوسکو اون دوسرے اوصاف سے کہ جنکا وجود اوسکی ذات مین پایا جاتا ہے بالکل خارج کرتا ہے۔ عالمگیر جیسا بے نظیر بہادر تہا ویسے ہی اوسکی رائے ملکی معاملات مین صائب بہی تہی۔ اوسکا زمانہ رعایا کے لئے مبرانہ تہا سرکش ہندو سب مطیع تہے ملک مین قریب ایک عمدہ درجہ تک امن تہا جسکا ہونا صرف اسوجہ سے کہ اوسکا ایک معتدبہ زمانہ خانہ جنگیون مین صرف ہوا تہا کسیقدر تعجب خیز ہے۔ راجپوت (جنکے دلمین انگریزی مورخین کے قول کے مطابق عالمگیر کیجانب سے بوجہ جزیہ کے ایک قسم کی خلش تہی) اسکی جرات نہین رکھتے تہے کہ وہ علانیہ اپنی عداوت کا اظہار کرسکین۔ وہ اپنی مشہور بہادری بازو عالمگیر کے قوی بازو کے مقابلے مین کہو بیٹہے یا اونیراوسکے حیرت مین ڈالنے والے

افعال کا کچھ ایسا رعب غالب تھا کہ اپنی ماہیت ہی کو بھول گئے تھے - اوسکے فتوحات کی نسبت ہم کو کچھ لکھنے کی ضرورت نہین اسواسطے کہ یہ ایک امر مسلمہ ہے وہ ممالک دکھ جو اوسکے اجداد کی نظر تھی اور جنکا خیال سلاطین ماضیہ کا لعجب خواب تصور کیا جاتا تھا) اوسکی عالمگیر تلوار کی بدولت وقتاً فوقتاً قبضہ و تصرف مین آ گئی - لیکن افسوس ؎

نازگو اونکے ہین سب زندہ ہی کرنیوالے
ڈھونڈہ لیتے ہین بہانہ کوئی مرنیوالے

کسی زبان کے مورخ نے اوسے اون الفاظ سے نہ یاد کیا کہ جنکا وہ مستحق تھا -
اورنگ زیب کی ابتدائی کارروائیان یعنی باپ کی قید - بھائیونکا قتل اگرچہ دنیا کی نظرون مین بہت ہی بدنما ہین مگر ایسے نہین کہ تاریخ کے صفحہ پر نئی برائی سمجھی جائین - وہی مورخ جو اسکے حرکات کو طعنہ زنی کی سیاہی سے عالم کے سامنے بدصورت بنا رہے ہین اپنی قوم کے اون مظالم کو (جو اس سے اگرچہ زیادہ نہین مگر برابر تو ضرور ہین) اوسکے دوسرے شایستہ افعال کی روشنی سے معدوم ثابت کر رہے ہین ہماری نظرون مین اسوقت کوئن الزابتھ کا سلوک میری اسٹوارٹ کے ساتھہ اوسقدر خوفناک نہین معلوم ہوتا ہے جیسا کہ عالمگیر کا اوسکے بھائیونکے ساتھہ ہے -
خوبصورت میری نے اوسیقدر مصیبتین الزابتھ کی قید مین اوٹھائین جتنی کہ دارا شکوہ نے عالمگیر کی قید مین اوٹھائی تھین - رہتی تکلیفین دونو نکو برابر تھین -
دارا شکوہ عالمگیر سے تخت کے لئے لڑتا اور شعد ورکمین اوٹھا گرفتار ہوا مگر میری اسٹوارٹ اپنی سرکشی رعایا سے تنگ آ کر الزابتھ کے پاس پناہ گزین ہونے کی غرض سے

آ سکے تھے جنکے بدلے وہ قیدخانے کے سپرد کئے گئے۔
[illegible] جانب ایک دشمن کے گرفتار کیا گیا اور قتل اسوجہ سے ہوا کہ وہ باغی ہونے کے
علاوہ [illegible] مذہب بھی خیال کیا جاتا تھا۔
[illegible] اسوجہ سے گرفتار ہوے کہ وہ سچے دل سے ان کے پاس دشمنون سے
بچنے کے لیے آ گئے تھے اور قتل اسلیے کہ اوسکی دلفریب صورت اور قیامت خیز
[illegible] سے لوگون کو اپنا طرفدار بنا لیا تھا۔

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

کیا اسی قتل کا دھبہ الزابتھ کے گون سے صرف اسواسطے چھوٹا کہ اوسکے زمانے مین ترقیان
بے انتہا ہو گئین اور انگلنڈ والے مہذب سمجھے جانے لگے؟ نہین ہرگز نہین دنیا مین
جب تک یورپ - یورپ مین لندن مین قاروز کی کسل کا نام و نشان قایم ہے
اوسوقت تک پیاری فرشتہ صورت میری کا خون الزابتھ کی حکومت کو دنیا مین بیداغ
نہین رہنے دے گا۔

گو اس ایک بے رحمی نے الزابتھ کو اون دوسرے اوصاف سے کہ جنکے لیے وہ مشہور ہے
خالی نہین کر دیا - پھر ایسی حالت مین بیچارے عالمگیر نے کیا قصور کیا ہے کہ جسکی پاداش
مین اوسکی دوسری طرز حکومت پر بھی خاک ڈالی جاتی ہے - اور وہ ہیچ کر دے جائین
عالمگیر کا سا مدبر اور بیدار مغز بادشاہ تاریخ ہند مین ویسا ہی نامور ہو سکتا ہے جیسے کہ
الزابتھ انگلنڈ کی تاریخ مین شمار کی جاتی ہے - مگر افسوس ہے کہ اسکی حکومت علمی مذاق

اوس عمارت کا نام جہان میری اسکوارٹ قتل کی گئی (دیکھو تاریخ انگلستان)

سے خالی رہی ورنہ ہمارے کان آج ایسے الزامات سے جو عالمگیر کے متعلق سنے
جاتے ہیں آشنا نہ ہوتے اور نہ اغیار کو اسطور پر طعنہ زنی کا موقعہ ملتا۔
ہمارے موجودہ زمانہ کے وہ لوگ کہ جنکو تاریخی واقعات سے تھوڑا سا شوق ہوچلا ہے
کچھ ایسی کیفیت کے ساتھ اس علم سے مزے اوڑھا رہے ہین کہ اونکو اصل مطلب سے
کوئی غرض نہین وہ محض اس فکر مین ہین کہ اپنے ٹوٹے ہوئے خیالات کو تاریخ کا زیور
پہناکر پبلک کے سامنے اسطور پر پیش کرین کہ اونکا محقق یا مصنف ہونا مان لیا جائے
مگر حضرت ہم کبھی سکے قائل نہین آپ کی تصنیفات کے لیئے یہ ضروری نہین ہے
کہ وہ بھی اوسی پر تو پر اوڑھائے جائین کہ جیسے کسی دوسری قوم اور زبان کے مصنف کا
مدار ہے۔ آپ کی آزادانہ تحریر اگر تحقیق کی روشنی کے ساتھ جلوہ افگن ہے
تو اوسکا اختلاف کسی دوسری تحریر سے بھی اہل الرائے کے نزدیک قابل وقعت ہوگا
ہمارے لیے یہ غیر مناسب ہی کہ ہم کسی خاص شخص کے واقعات پر اپنی وہی رائے
قایم کرین کہ جو دوسرے شخص نے کی ہے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ اوسکی رائے کسیوجہ سے
غلطی پر ہو۔ چنانچہ عالمگیر کے اصول حکومت ویسے ہی کسی دوسری قوم کی نظرون مین پا
پسندیدہ نہین ہوسکتے جیسے کہ ہماری نظرون مین ہین مگر ایک منصف مزاج شخص کی رائے
(عام اس سے کہ وہ ہماری قوم کا ایک شخص ہے یا نہین) اوسکے حرکات کو اوسی
حالت مین محمود یا غیر محمود کہین گے جب کہ جانب مخالف یا موافق عمدہ وجوہات سے
متکلم کی گئی ہوگی۔
معزز ایڈیٹر۔ آپ نے دیکھہ لیا کہ ایسے با اقتدار بادشاہ کے ساتھہ

(کہ جسکے رعب وداب شاہی نے ہمیشہ دشمنوں نکے سر جھکے اور آنکھین نیچی رکھی ہین) ناانصافی کے ہاتھون کیا سلوک کیا گیا۔ غضب ہے کہ ہم اوسکا نام تاریخ مین متعصب ظالم۔ اور خودغرض وغیرہ وغیرہ کے خطابات کے ساتھہ دیکھین اور خود ہی ایسا ہی کہین مگر وہ خاص شخص یعنی اکبر کہ جسکی ابتداء خراب کی ہوئی ہے اس قسم کے الزامات سے بالکل پاک وصاف رکھا جائے اگر اکبر کی پالیسی بدمذہبی کے روغن سے نہ رنگی ہوتی تو کسیکا منہہ نہ تہا کہ اورنگ زیب کی مخالفت مین زبانکی جنبش یا قلم کی تیزی دکہا سکتا۔ اکبر ہی نے پچاس برس پیشتر سے ہنود کے عالمگیر کے خیالات کی مخالفت مین کمر بند ہوائی۔ اور اکبر ہی نے ایسے خراب لوگون سے اپنی حکومت جاری رکہی کہ جسکا نتیجہ ایک صدی کے بعد اوسکے خاندان والونکو دیکھنا پڑا۔ اے کاش اکبر جاہل نہ ہوتا تو اوسکے خوشامدی مصاحبین کو اسکا موقعہ نہ تہا کہ وہ اوسکو خدائی کا دعویدار بناکر تخت سے اوٹھا عرش پر بٹھا دیتے اور اوسکے خراب خیالات کا اثر اسقدر خراب ملک پر پڑتا۔

اکبر لامذہب خود ہی نہ تہا۔ اوسکے درباری۔ مصاحبین۔ اعزا۔ رفیق اور ہمدم سب کے سب اوسی مندر کے گرد دہونی رمائے ہوئے تہے کہ جسکا اکبر گرو تصور کیا جاتا تہا ممکن ہے کہ اوسکے سب چیلے سچے دل سے اوسکے مرید نہ ہون مگر اسمین تو شک ہی نہین کہ رائل فیملی پر اوسکے خیالات کا بہت بیجا اثر پڑا۔ چنانچہ جہانگیر کی لائف دکہلا رہی ہے کہ وہ اپنے قدیم مذہبی اعتقادات مین کہان تک راسخ تہا۔ اوسکا ہی نسل اسپنے باپ کو کسی مذہب کی جانب اعتقاد کامل نہ تہا۔ مگر چونکہ اوسکا اخیر زمانہ اطمینان

کے ساتھ ہمین گذرنے پایا اسلئے وہ خیالات کچھ نتیجہ خیز نہ ہو سکے۔

اور رعایا کے قلب ویسے ہی محتاج اصلاح رہے جیسے کہ اکبر کے زمانہ مین تھے البتہ شاہجہان نے اپنے زمانہ حکومت مین کسیقدر شان اسلامی کا جلوہ دکھلانے کی کوشش کی تھی مگر اوسکا اثر اسقدر تھوڑا تھا کہ وہ اوسی سے متعلق رہکر اوسکے ساتھ ہی معدوم ہی ہوگیا اور اوسکی اولاد اور نیز دوسرے متعلقین اوسی درجہ محتاج تعلیم رہے جیسے کہ جہانگیر کے عہد مین تھی۔

ہان عالمگیر کا زمانہ کچھہ عجیب ہے شوکت اسلامی کے ساتھ ظہور پذیر ہوا جسکے اثر سے اوسکے ماتحتون کے قلب فوراً پھیر دے اور جسکی بدولت اوسنے وہی کر دکھایا جو ایک مسلمان حکمران کے لئے ضروری تھا لیکن مذہب اسلام کی اسقدر سخت پابندی اگر یہ کہا جائے کہ شاہجہان کی دینداری نے عالمگیر مین پیدا کر دی تھا بالکل غیر ممکن ہے عالمگیر کی طبیعت خصوصاً اس معاملے مین ذرہ برابر بھی شاہجہان کی ہمسا نہین —

اخیر مین ہم خوش ہین کہ انگریزی مورخون نے (باوجود اون الزامات کے جو عالمگیر کی گورنمنٹ پر لگائی) اکثر اوسکی تعریف ہی کی ہے جسکی نسبت ہمارا خیال ہے کہ یقیناً اونکے قلم کی بے ساختگی تھی اور یہی پوائنٹ ہماری خوشی کا سبب بھی ہے۔ ع

جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے۔

راقم
محمد شید اعلی

دعوت افلاطون

(تمہید)

سلسلہ کے لئے نمبر (۵) ملاحظہ ہو

تحقیقات قدامت بھی حسب قدیم انسانی عالی دماغیون کی اصلی صورت پر ایک طرح کی سخت
نکتہ چینی خیال کرنا چاہیے اس حقیقت حال کی نہایت شکر گذاری اعتراف کرنے مین
قاصر نہین ہے کہ یونانی عالی دماغی – آریائی ذہانت – اور زردشتی فلسفیانہ ثمرات
ہے – آجکل کی ترقی یافتہ نسلون کے محرک خیالات اور باعث تیز رفتاری ہوئی
یا یہ کہ بہت سے صیغہ جات علوم پر اونکو کسی ابتدائی غور و فکر کی حاجت نہین ہوئی ہے
باایں ہمہ اعتراف پر بھی زمانہ حال کے مصنف قدیم مدبرون اور حکماء پر بلا افسوس ر
ملامت چین نہین لیتے جس سے باور کرایا جاتا ہے کہ گویا کسی نئے اصول
یا کسی اہم ایجاد کی بنیاد ڈالی گئی ہے۔

اصل یہ ہے کہ ہمارا زمانہ چند موجود چیزون کا صرف ایک اچھا منتظم ہے
لیکن اوسمین اشیاء کے موجود کرنے کی کوئی نمایان قابلیت نہین پائی جاتی[1]

---

[1] ہمارا مقصد نا معلوم ممالک اور خواص الاشیاء کی کسی کامیاب تحقیقات سے نہین ہے کیونکہ
موجودہ چیزین اوس زمانے مین صرف پوشیدہ تھین اور یہان تک کہ اب بھی ہمکو اکثر رازہائے
فطرت کے عیان ہونے کا انتظار رہا ہے۔

"وہ پابندی مذاہب کی صرف ہدایت کرتا ہے۔ لیکن خالق فطرت نے اوسکو ایجاد و تقلید کی عالی دماغی نہیں عطا کی۔ وہ ہمکو بتاتا ہے کہ تم علوم و حکمت کی علمی حیثیت اختیار کرو۔ لیکن کیا اوسکو اس غلط دعوے کی جرات بھی ہے کہ نفس علوم و حکمت نے ابتدا سے اوسکا ساتھ دیا ہے؟

چونکہ فلسفہ کے ایک معمولی پروفیسر کے لئے ارسطو کے پالیٹکس پر صدہا سے اعتراض بلند کرنا بادی النظر میں ایک آسان بات معلوم ہوتی ہے اسلئے ہم دوامی طور پر اس امر کو دائرہ یقین سے خارج رکھنے کے مجاز ہیں کہ نکتہ چین کبھی اوس شخص سے افضل بھی ہو سکتا ہے جس پر نکتہ چینی کی گئی ہے۔

یہ بھی یاد رہے کہ تبدیل شدہ اسباب عالم نے احسانات کے علاوہ سوسائٹی پر چند مظالم بھی کئے ہیں۔

"خوف خدا" جو "دانشمندی کی ابتدا ہے" بتدریج رخصت ہوتا جاتا ہے اور انسانی تلون مزاجی ایک ظاہر پرست فلسفہ اخلاقی کی آڑ میں پناہ لے رہی ہے ہم سے کہا جاتا ہے کہ "ہم کسی ناگوار قانون کی مطابعت نہیں کرسکتے" مگر انہیں تبدیل شدہ اسباب عالم پر ایک گہری نظر بتا دے گی کہ قوانین کی اطاعت کہیں اوس حکم سے زیادہ بہودہ ہے جسکی تعمیل سے انکار ہوا ہے۔

خدائی نیابت جو کسی زمانے میں شخصی تھی اب بہت سے اجزا پر منقسم ہوگئی ہے گو اپنی ابتدائی حالت میں یہ نیابت کامیاب اور ایک مدت کے لئے سرسبز بھی نظر آتی ہے مگر یہ یقین نہایت برمحل ہے کہ مجامع اور اشخاص اس بڑی ذمہ داری

برداشت کرنے کے ناقابل ہین۔ ہم تو کسی ایک شخص کی نیک رائے پر چلنا بہ نسبت جمہور کی خطرناک رایون کے کہین اچھا سمجھتے ہین۔ اسی لئے ہمارا مترتب شدہ نتیجہ دماغی یہ ہے کہ گو یونانی ایک دنیا تک نیابت خدائی پر ایمان لانے والون مین تھے۔ اور گو یہ رسم دنیا سے تقریباً بالکل موقوف ہو جانے والی ہے۔ مگر کوئی منطق اسکے مخالف نہین ہے کہ یہ نیابت خدائی مستقل اور دیرپا تھی اور ساتھ ہی موجودہ ڈیموکریٹک ازلی نیابت ایک نہ ایک دن اپنے ہی ذمہ دار اور جدا جدا اجزا کے ہاتھون برباد ہونے والی اور اس بظاہر خوشگوار رسم انتظام دنیا کا اختتام نہایت ناگوار طوائف الملوکی پر ہونے والا ہے۔

لیکن اس طوائف الملوکی کے اسباب دنیا کی دوسری بدنصیبیون کے اسباب سے مشابہ نہ ہونگے۔ دنیا کی دوسری بدنصیبیان اکثر انسانی تلوّن مزاجیون کا نتیجہ ہوا کرتی ہین۔

مگر یہ طوائف الملوکی اپنے ضعفِ اجزا کا نتیجہ ہوگی۔ اور جہان تک ہم دیکھتے ہین یہ ضعف محسوس ہوتا جاتا اور معلوم ہوتا ہے کہ قدامت نے جو کچھ کیا وہ دنیا کی حالت شباب مین تھا اور ہم جو کچھ کر رہے یا کرنے کا ارادہ کرتے ہین وہ ایک ایسی عمر سے متعلق ہے جسکے نوجوان سرزدریان موقوف ہو چکی ہین۔ گو اس نامبارک التوائے شباب پر سب افسوس کرتے ہین۔

یونانیون کے علم و حکمت مین ایک نمایان امتیاز اور پایا جاتا ہے جو ہمارے یقین کی شہادت دے رہا ہے یعنی یہ لوگ ان اشیاء کو بھی اپنے روحانی اور دنیاوی طریق عمل سے جداگانہ نہین سمجھتے تھے۔ اسی نے انکی

آئندہ امیدین تو ی ہوا کرتی تھین۔

اوراسی لئے وہ اپنی قسمت کے فیصلہ مین تنہا نہین شامل ہوتے تھے۔

ہمکو یاد آتا ہے کہ آخر الذکر صفات کے اپنی خواہشونکے زمانے مین ہم مسلمان بھی مالک تھے۔

ہم کسیطرح انصاف نہین کرسکتے اگر صرف اسی اصرار کو فرض منصبی قرار دے لین کہ یونانی اپنے طریق عمل مین چونکہ روحانی تھے اِس لئے اونھون نے انسانی فائدہ رسانی مین کامیابی حاصل کی اور وہ لوگ جو ایسے نہین ہین اس امر مین قاصر ہین یا ہماری اونھون نے خاطر خواہ مدارت نہ کی۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمارا یہ خیال نہین ہے۔

ہمارے زمانے نے ہماری کافی مدارات کی۔ باستثنائے روحانی عزمات کے تمام عقلی۔ علمی۔ اور پولٹیکل فوائد پہونچانے مین اوس نے وہ شایان تکالیف برداشت کی ہین جن کا انصاف کوئی نہین کرسکتا۔ گر ایک "ٹر بری کورٹ آف جسٹس" جسکے فیصلونپر روحانیت اور غیر روحانیت دونوکو اعتبار ہو۔

فی الحقیقت ہمارے راستے صاف ہو رہے ہین۔ عقلی حفظان صحت کے قواعد کی پوری تعمیل ہو رہی ہے۔ اور کسیطرح کے مجامع اور اشخاص ایسے نہین ہین جو اس طریق عمل کی مخالفت اور ان قواعد کی سرکشی کو باعث فخر سمجھتے ہون۔ کیونکہ خدانخواستہ ایسا ہو تو ہم ایک مشہور دانشمند فصیح کے ہم آواز ہوکر کہینگے

کہ اگر قانون غلطیوں سے مبرا نہیں ہوا۔ یا جماعت تمدنی اپنی حالت ابتدائی سے بری نہیں ہوا یہ کہ ہمارے دامنوں سے داغ مظالم نہیں دہلا تو ہمیں بلا تامل کہنا ہوں گا کہ ابھی تک چشمہ ہائے تہذیب و شائستگی بند نہیں ہوئے ہیں۔

(ناتمام ابھی)

راقم
محمد اصغر حسین

تاریخ اسپین

دوسرا باب

فتح کی موج

اس بڑی فتح کے بعد موسیٰ گورنر افریقہ نے فوراً ایک تہنیت نامہ مفصل رویداد جنگ بحضور خلیفۃ اللہ الولید کیا اور اوسمین لکھا کہ "اے امیر المومنین! اس قسم کی فتوح ہمیشہ نہین ہوتین - بلکہ یہ گویا عرصۂ محشر کیطرح شاذ و نادر ہین" ! اس فتح سے تمام مسلمانان عراق شاد شاد ہو گئے اور کچھ تعجب بھی نہین کیونکہ یہ ایک بالکل غیر مترقبہ نعمت تھی - اسپین کی فتح بیشتر مورخین نے شاہ راڈرک کی تباہی کو جن بعید از قیاس قالبون مین مشتہر کیا ہے ان کا تذکرہ چھوڑ کر اب ہم تاریخانہ واقعات کی طرف متوجہ ہوتے ہین - اسمین کچھ شک نہین کہ وادی لیتھ کی اس کامیاب معرکہ نے تمام ملک اسپین کی عنان حکومت مسلمانون کے ہاتھ مین دیدی - طارق اور اوسکے بارہ ہزار دلاورون نے صرف ایک لڑائی سے گویا تمام جزیرہ نما کو فتح کرلیا - اب کچھ زیادہ جرأت اور نبرد آزمائی کی ضرورت نہ رہی تھی کیونکہ جس قدر بیشتر ایسی پوری طرح مطیع ہوئے تھے وہ سب ہر طرح کمزور تھے اور اسلیے اونکی زیر کرنیمین معمولی اخراجات و استقلال کافی تھی - چنانچہ فتحمند جنرل اسی کامیابی پر اکتفا نہ کرکے فوراً آگے بڑھا اور اگرچہ اسی اثنا مین موسی گورنر افریقہ نے جسے اپنی ماتحت لفٹنٹ کی اس غیر متوقع کامیابی اور ناموری پر رشک پیدا ہوگیا تھا ایک باضابطہ فرمان بھیجکر اوسے آگے بڑھنے سے منع بھی کیا - مگر اولوالعزم طارق نے اس حاکمانہ برتاؤ کی ضرورت ذرا پروا کی اور اپنی چھوٹی سی جمعیت کو تین حصونمین تقسیم کرکے تمام جزیرہ نما کو چھان ڈالا اور اسطرح یکے بعد دیگرے جملہ امصار و قلعہ جات کو فتح کر ڈالا —

المغیث جو طارق کا ایک ماتحت سردار تھا - سات سَو آدمیونکا ایک دستہ لیکر قرطبہ کی محاصرہ اور فتح کے لئے روانہ ہوا - اور وہان پہنچکر شام تک تو اُدھر اُدھر درختون کی آڑ مین چھپا رہا اندھیرا ہوتے ہی شہر کیطرف بڑھا بارش اور اولون کی ایک سخت طوفان نے جسے مسلمان اپنی حق مین ایک تائید آسمانی خیال کرتے ہین انکی گھوڑون کے سمون کے آواز کو دور پہنچنے سے روکدیا تا انکہ حوالی شہر مین پہنچکر انکو ایک چرواہے سے معلوم ہوا کہ فصیل شہر مین کسی مقام پر شگاف ہے چنانچہ مسلمانون نے اسی جگہہ سے دھاوا کرنیکا ارادہ کیا فصیل سے ملا ہوا ایک انجیر کا درخت کھڑا ہوا تھا ایک جوان مرد سپاہی جو نہایت تیز و طرار تھا موقعہ پاکر جلدی سے اوسی درخت پر چڑھگیا اور وہان سے فصیل پر کود کر اپنا عمامہ نیچے لٹکا دیا اور اس عجیب کمند کے ذریعہ سے اپنے اور کئی ساتھیون کو اوپر کھینچ کر کمال چابکدستی سے حیرت زدہ دربانون کو گرفتار کرلیا اور شہر پناہ کھولدیا - تمام رسالہ شہر مین داخل ہوکر فوراً گلی کوچہ مین منتشر ہوگیا - اور بات کی بات مین شہر کو فتح کرلیا -

گورنر اور تمام اہل شہر نے ایک کوننٹ (خانقاہ) مین بھاگ کر پناہ لی اور تین ماہ کی سخت محاصرہ کے بعد آخر مطیع ہوگئی شہر قرطبہ خالی ہوگیا - اور یہودی جنہون نے تمام لڑائی مین اول سے آخر تک مسلمانون کی خیر خواہی اور مددگاری کا پورا ثبوت دیا تھا اور جو اسکے بعد بھی ہمیشہ فتحمندون کی نظر وینمین معزز و ممتاز رہے شہر مذکور کے عارضی حاکم مقرر کئے گئے - مسلمانون نے یہودیون کو عرصہ دراز تک بر خلاف اہل گاتھہ کے کوئی اذیت اور تکلیف نہ پہنچائے بلکہ ہمیشہ رشتہ مخالطت و

وموانست قایم رکھا۔ چنانچہ جن جن ملکونپر مسلمانون نے فوج کشی کی یہودی ہمیشہ سایہ کی طرح ساتھہ رہے۔ جب تک مسلمان لڑائی مین رہتے تھے یہودی تجارت مین مشغول رہتے تھے لڑائی ختم ہوتے ہی یہودی مسلمان اور پارسی باہم ملکر علم وہنر اور شایستگی کی اشاعت مین سرگرم ہوجاتے تھے۔ مسلمانون کے زمانہ وسط کی حکومت زبان زد خلایق ہونیکے بڑے وجوہ یہہ ہی ہین ÷

یہودیون کی مدد دینی اور مسیحون کی خوف زدہ ہونیسے (مورخ صاحب۔ طارق اور اوسکے ساتھیون کی بہادری کا بڑی مشکل سے اقرار کرتے ہین) طارق مظفر و منصور۔ قدم بڑہاے بے روک چلا گیا۔ آرکی ڈونا پر بلا دقت تسلط ہوگیا۔ عام باشندہ بھاگ کر کوہستانون مین جا چھپے۔ مالا گا پر بھی قبضہ ہوگیا اور الویرا (جو موجودہ غرناطہ کی قریب واقع تھا) کو بھی حملہ کرکے لے لیا۔ صرف مرشیا کی کوہستانی درہ کچھہ عرصہ تک تہوڈیمیر کے بہادری اور کاروانی سے محفوظ رہی۔ مگر بعدہ مسلمانونے اوسکو کہلی میدانون مین تیغ وسپر ہونے پر آمادہ کرکے لڑائی کی جسمین تمام مسیحی ایک ایک کرکے کام آئے بلکہ خود تہوڈیمیر معہ ایک نوعمر غلام کے بمشکل تمام میدان سے جان بچاکر بہاگا اور فہراوری سولا مین پناہ گزین ہوا۔ یہان پہونچکر اوسنے افواج اسلامیہ کے ساتھہ جو اسکا تعاقب کئے چلی آتی تہین ایک بڑی عجیب اور دلچسپ چال چلی یعنے مرشیا مین بجز عورتون اور عمر رسیدہ مردونکے کوئی جوان تھا نہین کیونکہ پہلی لڑائی مین سب میدان کی اندر ہوچکی تھی پس تہوڈیمیر نے یہہ حکمت عملی کی کہ تمام عورتون کو مردانہ لباس پہنا کر اور خود اور بکتر اور ہاتھ مین نیزہ لمبی لمبی ڈنڈان اور دیگر فرد شیا

اور ظاہری اسلحہ جنگ سے آراستہ کرکے اونکے سر کی بالون کو پیچ دیکر ہودے پر اسطرح جما دیا کہ دور سے ڈاڑہی معلوم ہونے لگی - اور اس عجیب فوج سے اوسنے فصیل شہر کو خوب مستحکم اور مضبوط کیا جب دشمن رات کے سیاہی مین جھبپ کر حملہ کی غرض سے آگے بڑہے تو یہ حال دیکھکر بہت چکرائے اور دل شکستہ ہوگئے ادہر جب تہوڈیمیر نے اپنا افسون کارگر دیکھا تو فوراً اپنے نوجوان غلام کو ایلچیون کا لباس پہنا کر اور خود صلح کا جھنڈا ہاتھہ مین لیکر تہوڈیمیر (عربی جنرل کیطرف مخاطب ہوکر) مین حاکم شہر کیطرف سے ایسی شرائط پر آپسے صلح کرنے آیا ہون جو آپکی بلند حوصلگی اور آپکی عالی مرتبت سی بعید ہو آپ دیکھتے ہین کہ فصیل شہر اور اوسکے ناکے کسقدر محفوظ ہین اور کہانتک محاصرہ کو سہہ سکتے ہین لیکن ہمارے صلح اندیش حاکم کو یہ بات منظور نہین ہے کہ اپنے سپاہیونکو مفت دشمنون کی تیغ کی نذر کرین آپ وعدہ فرمائین کہ اہل شہر کو معہ اپنے مال ومتاع نکل جانیکی اجازت ہے کل صبحدم شہر خالی کرکے آپکے سپرد کر دیا جائیگا - ورنہ ہم ہرطرح تیار ہین - حتی کہ ہم مین سے ایک بھی زندہ نہ بچے - العیث کو یہ معقول بات بہت پسند آئی چنانچہ فریقین صلح پر راضی ہوگئے اور صلح کے شرائط طے ہونے کے بعد جب عہدنامہ لکھا گیا اور اوسپر عربی جنرل کی مہر لگ گئی تو تہیوڈیمیر نے بہی اسپنے دستخط کر دیئے - اور عہدنامہ دیکر کہا کہ - حاکم شہر مین ہی ہون اس کارروائی کے بعد تہیوڈیمیر معہ اپنے نوجوان غلام کے شہر مین واپس آگیا -

صبحدم شہر پناہ کہلا - اور جب قرارداد ایک انبوہ کثیر نکلنا شروع ہوا - سب سے پہلے تہیوڈیمیر اور اوسکے نوجوان غلام نکلے جو اسلحہ جنگ سے آراستہ تہے - اونکے پیچھے پیچھے

جم غفیر عمر رسیدہ مردون عورتون اور بچون کا نکلا۔ عربی جنرل نے متحیر ہوکر تھیوڈیمیر سے پوچھا۔ "ہین! اور آپکے وہ سپاہی کہان ہین جو کل اسقدر مضبوطی سے فصیل شہر مضبوط کے ہوے تھے" تھیوڈیمیر نے جواب دیا "سپاہی تو میرے پاس ایک بھی نہین رہے محافظین۔ سو آپکے سامنے موجود ہین۔ انہین عورتون نے اپنی فصیل شہر کی حفاظت اور ناکہ بندی کی تہی۔ ایک یہ غلام ہے۔ اسکو ایلچی سمجھو۔ محافظ یا سپاہی" المغیث تھیوڈیمیر کے اس دلیرانہ کارروائی اور دانشمندانہ حکمت عملی پر ششدر رہ گیا۔ اور اسقدر خوش ہوا کہ اوسکو صوبہ مرشیا کا گورنر مقرر کر دیا۔ جو آجتک اوسکے نام سے تھیوڈمیر لینڈ یاد کیا جاتا ہے۔ ہرچند کہ باعتبار پولٹیکل تولیف کے۔ اہل عرب اوسوقت گویا مہد مین تھے۔ مگر تاہم واقعات سے معلوم ہوتا ہے اس حالت مین بھی اونکو قواعد رزم سے نہ صرف واقفیت ہی تہی بلکہ پورا عمل بھی تہا۔ چنانچہ اونہون نے بہت جلد اپنے خطاب کو اوس درجہ تک پہونچا دیا جو نائٹ (نامور بہادر) کو زیبا تہا۔ اور جسکی وجہ سے سیکڑون برس بعد اہل سپین باوجود فتحیابی۔ اونکو "ناموران یا بہادران غرناطہ" "جنٹلمین" یا "البٹ" کے معزز خطاب سے مخاطب کرتے تہے۔

اسی اثناء مین طارق بڑہتے بڑہتے۔ ٹولیڈو یعنی دار السلطنت شاہان گاتہ تک پہونچگیا۔ اصل مین وہ سرداران گاتہ کی تلاش مین تہا۔ اور اوسکو امید تہی کہ یہ لوگ قرطبہ مین مل جائین گے۔ مگر یہان پہونچکر جب شہر مذکور پر جو ہنوز **یہودیون** کی حفاظت مین تہا وہ قابض ہوا تو اوسکو معلوم ہوا کہ سرداران مذکور وہان سے بہی مفرور ہوگئے۔ اور کوہستان استریا مین پناہ گزین ہین۔ صرف بعض دغاباز لوگ مثل سنت جولین

اور شاہ وٹزا کے رشتہ دارونکے وٹزار بنگئے جنکو حسب قرارداد اعلے اعلے عہدہ دے گئے - غرض جب تمام سردار اسطرح مفرور ہوگئے اور میدان صاف ہوا تو مسلمانونکا قدم ملک مین جم گیا - اور کوئی مزاحمت کرنے والا باقی نہ رہا - اسپین درحقیقت خلفائے اسلام کی وسیع و بسیط سلطنت کا ایک صوبہ بن گیا - جو کوہستان ہند سے لے کے ہرقل کی مناروں تک پہیلی ہوئی تہی - اور جسکا مرکز حکومت دمشق تہا - فتح سپین مین جو کسر باقی رہی تہی - اوسکو موسی گورنر افریقیہ نے پورا کردیا - یعنی جب اوسنے فتحمند طارق کی متواتر کامیابیون کا حال سنا - تو ایک عربی دستہ فوجکو ساتھ لیکر براہ سٹریٹ بزودی تمام چلا - تاکہ خود بہی اوس عزت و ناموری مین حصہ لے -

چنانچہ ۷۱۲ء کے موسم گرما مین بسرداری اٹہارہ ہزار جوانان عرب سٹریٹ مذکور کو عبور کرکے ہم اوسکو کارمونا - سیوائل - اور میریڈا کے میدانون مین تیغ زن پاتے ہین - ان مقامات کو بتدریج فتح کرکے طارق سے ملنے کے لئے وہ ٹولیڈو کیطرف بڑہا - فتحمند طارق اور اوسکے افسر کی یہ ملاقات کچہہ دوستانہ نہ تہی - کیونکہ جب طارق نہایت اعزاز و اکرام کے ساتھ موسی کے استقبال کو گیا تو موسی نے اوسکے ایک چابک مارا اور اوسے پچہلی حکم عدولی لینے باوجود ممانعت آگے بڑہجانے پر سخت لعنت ملامت کی اور کہا کہ تجہسا سخت گیر اور تیز مزاج ہرگز اس قابل نہین کہ اسقدر مسلمانون کی حفاظت اوسکے سپرد کیجائے - اسکے بعد موسی نے اوسکو قید کرلیا - جب اس حاسدانہ ظلم کی خبر خلیفہ ولید تک پہونچی تو اوسنے ناخوش ہوکر موسی کو دمشق واپس بلالیا اور طارق کو پہر اوسی جگہ بحال کردیا -

اس عزل و نصب سے پیشتر جب موسی نے اپنے قیام سپین کی حالت مین کوہ پرینیز پر کھڑے ہوکر چارونطرف نظارہ کیا۔ تو فتح یورپ کی آرزو اوسکے آئینہ دل خیالی صورت دکہلانے لگی۔ مگر افسوس اوسکی دفعتہً طلبی نے اس آرزو کو ارمان دل بنا دیا تاہم اندلسی مسلمان دلیرانہ آگے بڑہے۔ چنانچہ اوائل ۹۱۹ء مین ایک عربی سپہ سالار گال کے جنوبی حصے پر جو سپٹی مونیا مشہور تہا۔ اور پیرنیز کا سون اور نربون شہر و نیز قابض ہوگیا۔ اور ان مقامات کو اپنی فتوحات کا مرکز گردانکر۔ برگنڈی اور اکوئی ٹینا پر حملہ کرنا شروع کردیے۔ لیکن ۷۲۱ء مین الوڈیز ڈیوک او اکوئی ٹینا نے مسلمانونکو شہر ٹولوز کی فصیل کے نیچے شکست فاش دی۔ تاہم اسطرف کی مزاحمت نے اونہین دوچند تیزی سے مغرب کیطرف مائل کردیا۔ چنانچہ ان اطراف مین اونہون نے بیون کو تاخت و تاراج کرڈالا۔ قوم سن سے خراج لیا اور ۷۳۰ء مین الوگنن پر قبضہ کرلیا اور یہان سے اردگرد کے اضلاع پر چہاپے مارنے لگے۔ صوبہ ناربون کے جدید گورنر عبدالرحمن نے تمام گال کے فتح کا ارادہ کیا۔ اور الوڈیز جو فتح ٹولوز پر نازان ہوکر خود مسلمانونکے ملک پر فوجکشی کے خواب دیکھ رہا تہا اوسکے تمام تدابیر و تجاویز کو خراب کرکے نڈی کو نیو اور اکوئی ٹینا پر چڑہائی کی اور دریائے گارون کے کنارے نیز خود الوڈیز کو شکست فاش دیکر اسطرح اوسکے خواب پریشان کی تعبیر دی۔ یہان سے مظفر و منصور ٹورز کیطرف بڑہا۔ جہان اوسکو درگاہ سینٹ مارٹن کے خزانہ کا پتہ لگا تہا اودہر سے چارلس پسر پیپن ذی شان جو اسوقت فرانس کا اصلی بادشاہ تہا۔ اوسکے استقبال کو بڑہا۔ کیونکہ ملیر و تجبہ

بادشاہ تو تہا، جسکا کچھ اقتدار نہ تہا۔ یہ تاب و مجال نہ رکھتا تہا کہ اپنی طاقتور سیدالحرم کے
خلاف مرضی کوئی کام کرے۔ لوائکز اور ٹوورز کے درمیان دونون سردارون کا مقابلہ
ہوا۔ مسلمان خوشی خوشی میدان جنگ کیطرف بڑہے۔ کیونکہ اونکو وادی لیٹ کی فتح
ثانی کی امید تہی اور کیلیبس سے لیکے مارسیلز تک تمام دلکش فرانس کو اپنا پیش پا افتادہ
نوالہ خیال کرتے تہے۔ اسموقع پر تمام یورپ کے لئے ایک نہایت نازک اور مشہور نتیجہ
نکلنے کو تہا۔ چنانچہ یہ لڑائی دنیا کے پندرہ فیصلہ کر دینے والی لڑائیون مین شمار کیجاتی
ہے گویا جس امر کے فیصلہ کرنے کے لئے آج عربی اور فرانسیسی تلوارین میانون سے
نکلی پڑتی تہین۔ وہ یہ تہا کہ "یورپ مین دین محمدی کی اشاعت ہو یا بدستور دین
مسیحی جاری رہے۔ آیا آیندہ نوٹرڈیم مسجد ہو۔ یا گرجا۔ بلکہ شاید یہ بہی کہ ایا سینٹ پال
جب کبھی تعمیر ہو کر تیار ہو تو اوسکی سقف نگارین مین حمد و ثنائے کردگار کی آوازین کسطرح
بلند ہون؟ نعرۂ تکبیر اللہ اکبر سے۔ یا آواز جرس اگنس ڈائس سے۔ اگر مسلمانونکے پر دریا
ٹورز پر مسدود کیجاتی تو کوئی وجہ نہتی کہ انگلش چینل پار ہو خود بڑہ جاتے۔ مگر جیسا کہ نوشتہ تقدیر تہا مسلمانونکے حملہ کی اوٹہتی ہوئی
موجکا یہ عین مد تہا جسکے بعد فوراً جزر شروع ہو گیا۔ چارلس اور اوسکی فرانسیسی بہادر سپین کے گاتہ اور رومن کیطرح نازک
مزاج نہ تہی بااعتبار جفاکشی اور نبرد آزمائی کے اگر زیادہ نہین تو مسلمانونکے مد مقابل تو ضرور تہی بلکہ اونکی خوبصورت
اور شاندار قدوقامت نے اونکو کامیابی کا مزید بہترین موقعہ دیا جو اوسوقت ظاہر ہوا۔ چہہ دن تو معمولی جواب
وسوال اور چہوٹی چہوٹی لڑائیون مین گذری۔ ساتوین دن تمام بازار جانفروشی گرم ہوا
شیر دل چارلس اپنے لشکر سے نکلا اور دشمنونکی صفونکو چیرتا ہوا اس دلیری سے آگے
بڑہا کہ کسیکو اوسکے مقابلے کی جرات نہوئی۔ اور دائین بائین استقدر سخت وار کئے کہ

اوس روز سے اوسکا نام چارلس مارٹل (کارل آودی ہیر) مشہور ہوگیا۔ بہادر سردار کے اس دلیرانہ جانبازی سے فرانسیسیون کا دل بڑہ گیا۔ اور ایک اوٹھتے ہوئے جوش اور صف شکن طاقت سے مخالفین پر ایک ساتہہ ہلا کردیا مسلمانونکی صفین تہ و بالا ہوکر منتشر ہوگئین اور میدان سے بہاگ نکلین۔ اس ہنگامے مین اونکی اسقدر فوج نذر میدان ہوئی کہ یہ واقعہ اندلس مین مدتون تک ایک لرزا دینے والے خوف سے یاد رہا اور میدان گنج شہدا مشہور رہا۔

اس فیصلے سے مغربی یورپ تو اوس جانگزا خوف سے آزاد ہوگیا۔ اور ہمیشہ کے لئے سوگیا۔ اودہر مسلمانونکو اوس سے اسقدر نقصان پہونچا کہ سپین کے آٹہہ متواتر صدیونکی حکومت مین پھر کبھی اونمین سے کسینے فرانس کا رخ نہین کیا۔ ناربون اور اون اضلاع پر جوکہ پرینیز کی ڈہلوان چٹانونکی حدبندی کرتے ہین بے شک وہ کچھ عرصے بعد یعنی ۵۹ء تک اور حکومت کرتے رہے۔ بلکہ صوبہ پروونس بہی اونکی تاخت و تاراج کا ہدف بنا رہا۔ مگر اسکے آگے اونکے حوصلے پست ہوتے تہے۔ میدان ٹورز کے خوفناک معرکے نے جسطرح فرانس کی ازادی کا ہمیشہ کے لیے ایک دفعہ فیصلہ کردیا تہا۔ اسیطرح اسلام کی فتوحات کی بہی سد قایم کردی تہی۔ فرانس کے سرسبز و شاداب میدانون مین مسلمان سمندر کی پرجوش موجکی طرف چڑہ آئی تہی۔ مگر اب فرانسیسی نامور چارلس نے گویا اونکو باواز بلند سنادیا "یہان تک تو تم شوق سے آو۔ لیکن آگے نہ بڑہو۔ آگے تمہارے مغرور قدم روک دئے جائینگے"۔

ادہر شاہان فرانس کے دلونپر اپنے حریف ہمسایونکی دلیری اور بہادری کا ایسا سکہ بیٹہا تہا
کہ گو اونکی اتفاقیہ تاخت و تاراج کی تکلیفون کو وہ بطیب خاطر برداشت کرتے تہے
تاہم اونہون نے فتح سپین کا ارادہ ایک دفعہ سے زیادہ نہین کیا۔ اسکی مختصر کیفیت یہ ہے
کہ شارلیمین ملقب بہ سکندر ثانی کو اپنے دینی و دنیوی حریف مسلمانون کی آزاد حکومت
خاص کوہ پیری نیز کے پرلی طرف سخت ناگوار تہی۔ باعتبار دین مسیحی کے ایک سچے
عقیدت مند ہونے کے استیصال مشرکین گویا اوسکا عین فرض مذہبی تہا۔ باعتبار
ایک اولوالعزم اور فتح نصیب بادشاہ ہونے کے اوسکے لئے اوندلس مین ایک
حریف خودسر سلطنت کا وجود گویا باعث کسرشان تہا۔ آخرکار یہ ہوس نکالنے کے
لئے اوسکو ایک موقع ہاتہ آگیا۔ یعنے جب خاندان بنی اُمیہ کے سب سے پہلے
بادشاہ کے جلوہ افروز سریر حکمت ہونے سے اوسکے مخالف گروہون نے
حسب عادت فتنہ و فساد برانگیختہ کئے۔ تو خود مفسدین ہی نے شارلیمین کو عربلہ
موجودہ مین دخل انداز ہونے اور غاصبونکو اوکہاڑ پہینکنے کے لئے بلا بہیجا۔ سپین کے
قدیم مورخون کے نزدیک یہ الفنسو اشرباز اور ولیعہد پلی جیس تہا جسنے
شارلیمین کو اپنی مدد کے لئے بلایا تہا۔ لیکن زیادہ تر قرین قیاس یہی ہے کہ
یہ دعوت بعض ولت کشیدہ مسلمان سردارونکی طرف سے تہی جو عبدالرحمن بن قبیل
بنی اُمیہ کا جلوس نہ دیکہہ سکے اور اسلئے اوسکی حکومت تسلیم کرنے سے اونہون نے
دین اسلام کے ازلی دشمنون کی اطاعت قبول کرلی زیادہ مناسب سمجہی۔
القصہ یہ وقت اونکی داعیانہ درخواست کے لئے خوب مناسب تہا۔ کیونکہ شارلیمین

سوسیگمن کی سرکوبی سے ابھی فرصت ہوئی تھی اونکا سردار وٹی کنڈ جلاوطن کر دیا گیا
تھا اور اوسکے ہمراہ دس ہزار توابعین - جوق جوق سپے لوزن (ایک گرجا کا نام ہے) مین
آکر مشرف بہ اسلام ہوتے جاتے تھے - غرضکہ انبالمند شارلیمین کو دوسری فتح
کی تدابیر عمل مین لانے کے لیئے خاص فرصت تھی - چنانچہ یہ قرارداد ہوئی کہ
اوہر سے شارلی مین بطور خود سپین پر حملہ کرے - اودہر سے مفسدین سپین تین مختلف
مقامات پر بغاوت کر کے اوسکو مدد دین لیکن قرطبہ کے اونہاد خاندان بنی امیہ
کی خوش نصیبی سے یہ تمام منصوبے مشتبہ ہو گئے - کیونکہ مفسدین سپین وقت کو
غنیمت نہ جانکر اپنے تیغ و سپر ہو بیٹھے اور جب ششہ مین شارلیمین حسب قرار داد
سلسلہ پہاڑ پیرنیز سے گذر کر اسپین مین پہونچا تو اسنے اپنے تئین بے یار و مددگار پایا
تاہم اوسنے زراگوزا کا محاصرہ کر دیا - ہر اچانک خبر پہونچی کہ وٹی کنڈ نے جلاوطنی
سے واپس آکر سیکسن کو دوبارہ برانگیختہ کر دیا - جو پہر آمادہ فساد ہو کر کولون تک بڑہ
آئے ہین - اب بجز اسکے اور کیا چارہ کار تھا کہ جسقدر جلد ممکن ہو واپس ہو کر
اپنی سلطنت کی حفاظت کرے - واپسی مین وہ خود تو معہ دستہ ہراول بڑی گار رچن
جلد جلد قدم بڑہاتے آگے نکل گیا - اور فوج کے ہراول نے ہنوز کوہستانی درون
سے سر ہی نکالا تھا کہ حصہ عقب پر اچانک ایک سخت مصیبت نازل ہوئی یعنے
قوم باسکس کے جوان جو فرانسیسیوں کے ازلی دشمن اور اونسے سخت متنفر تھے کوہ پیریز
کے تنگ و تاریک درونکے اندر کمین گاہون مین نہایت ہوشیاری سے چھپے
ہوئے تھے - اودہر ہراول گذرتا رہا اور وہ چپ چاپ بیٹھے رہے - جب یہ

حصہ گذر چکا اور عقب سے جو ساز و سامان اور لوازمات سفر سے گران بار تھا آہستہ آہستہ اطمینان سے راستہ طے کرنا شروع کیا تو وہ اپنی کمین گاہون سے نکلا یکایک انپر ٹوٹ پڑے - اور اسقدر کشت و خون کیا کہ شاید ایک آدھ فرانسیس بچا ہو - اس خونریزی کو بھی مورخ نہایت خوفناک عبارت مین بیان کرتے ہین اونکے نزدیک یہ لوگ مسلمان معہ اپنے معاونین بہادران لی اون کے تھے جنہون نے شاہ چارلس پر اسطرح تباہی ڈالی -

سپین کے قدیم گیت سے ہمکو دریافت ہوتا ہے کہ اس فسانہ کا نامور بہادر برفاڈو تھا جسنے قوم لی اون کی جانبازونکو فرانسیسی فوجکے غارت کرنے کے لیے اسطرح آمادہ کیا -

گیت

بیرنارڈ تین ہزار سپاہیونکے گروہ کے ساتھ شہر سے جاتا ہے تاکہ ملک سپین کو فرانسیسی تلوارون کا شکارگاہ ہونے سے بچاوے - یہ شہر یہان دو آب کے وسط مین واقع ہے اور یہ چھوٹی سی جمعیت یہان سے اسواسطے نکلی ہے کہ سپاہیونکے گذشتہ کارنامونکی شوکت اور شہرت کو اس ابدی تاریکی سے محفوظ کرے - گویا یہ سب لوگ زبان حال سے کہتے جارہے ہین "ہمکو خدا نے آزاد پیدا کیا ہے - اگرچہ ہم اپنے شاہ چارلس کے معزول ہونے کی حالت مین کوہ کرکے اوسکی مطاوعت کا اقرار کر رہے ہین مگر تاہم آزادی ہماری صفت خانہ زاد ہے خدا کے حکم سے ہماری امداد اوسکے کارآمد ہوگی - لیکن خدا نے یہ حکم کبھی

نازل نہین فرمایا کہ ہم اپنے بچونکو ایک حلقہ بگوش ملک کی وراثت چھوڑ جائین - ہم کچھ بزدل نہین - ضعیف بازو یا زیردست ہین - نہ ہماری رگین مسیحی خون سے ایسی قدر خالی ہین کہ اپنا عہد توڑ دین اور کسی بادشاہ یا سلطان سے ڈر کر اپنی آزادی بیچڈالین کم سے کم ہم اپنا حق ولادت یا ارث تو ضرور نثار کر دین گے - اور ہمین یقین ہے کہ یہ قیمت بھی کچھہ کم خونریزی کا بدل نہ ہو گی - اگر مشیت ایزدی ہے تو شاہ چارلس ایک دفعہ اور ملک سپین کا بادشاہ ہوگا اور اپنی آنکھون سے دیکھے گا کہ اہل لی اون فضول برانگیختہ نہ ہوئے تھے - وہ اس امر کا شاہد ہوگا کہ ہم نے اپنے آبا و اجداد کی طرح کیونکر جان نثاریان کین اور یہ کہ صرف نیومنٹیم ہی کی دلیری اور جرات منتشر اشلنز (شاعرانہ قصص رزمیہ) کہلانے کی مستحق نہ ہو - جس نیتر نے ہمیشہ دامن کبیا کے سمندر کو اپنا گذرگاہ بنجبہ قبضا کیا ہے وہ خاص اپنی تشتینی آزادی اور قدیمی قانون کو کیا آج میدان مین خود قدم رنجہ کئے بدون دیدے گا ؟ نہین ہرگز نہین - نوخیز اور بزدل لوگ جنکو بہتر سمجھین تحائف طلائی سے مشرف کرین - مگر مستقل مزاجون اور قوی دلون کے جوش کا منقطع ہونا الفنیو سے ہرگز ممکن نہین" -

زبانی قصون اور فسانون سے مستنبط ہوتا ہے کہ دلاوران لی اون کے پہلو بہ پہلو جنہون نے شاہزادہ اسٹریاز کی ساتھہ شارلیمین کی متابعت سے انکار کر دیا تھا ایک بڑی جماعت ہزبران اسلام کی بھی تھی جو پس پا فرانسیسیون کے حصۂ عقب کے حق مین اس طرح بلائے آسمانی بن رہے تھے بلکہ ایک اور تاریخی فسانہ چارلس اور لینڈ ون مصنفہ سیدو ڑسین سے تو یہ دریافت

ہوتا ہے کہ تیس ہزار مسلمانوں کی ایک جری فوج تاڑکا دم بھونکر مسیحوں پر جو اڑتے اڑتے
از بس شکستہ و ماندہ ہو گئی تھی قضا کیطرح ٹوٹ پڑی اور اس قدر کشتوں سے پشتے باندھے کہ مشکل سے شام
ایک ہی آدھ جیتا بچا ہوگا۔
غرض اوس روز کا حادثہ اس قدر خوفناک ہے کہ اوسکی یاد اوس ضلع کے دیہاتیوں کے
دلوں پر آجتک کالنقش فی الحجر ہے۔
چنانچہ جس وقت انگریزی فوج نپولین کے بیرتنرک اور سپہ سالاران کے تعاقب میں
رانسس ویلز کے درون سے گذر رہی تھی۔ تو سپاہیوں نے مرد اور عورتوں کے
ایک انبوہ کثیر کو اوسی واقعہ کی رزمیہ نظم کو گاتے سنا۔ علاوہ ازیں خاص اسپین کے
شاعروں اور سپاہیوں نے اس معرکہ کے متعلق بہت سے جھوٹ سچ واقعات قلمبند
کئے ہیں ان سب سے زیادہ مشہور اور عمدہ امیر البحر گارسی نوز کی نظم ہے جسکو ڈان آکرو
اور سنکو پنزا نے ٹوبوسو میں گائی جاتے سنا اور جو سرڈ نیبر کی اناپ شناپ کے
واقعات سے بڑ ہ تاریخ کے مطابق ہے۔

دھوندا
ا سے فرانس کے دلاور رانسس ویلز کا معرکہ تمہارے لئے نہایت جانگزا
ہے کیونکہ اوسمیں شاہ چارلس کا نیزہ ٹکڑہ ہو گیا۔ تم اوس حیرت خیز میدان کو نفرین
و ملامت کرو اوسنے تمہارے بہت سے جانباز بہادروں کو جو شیر فارڈو کے صف شکن
نیزہ سے جدوجہد کرتے کرتے لیکا یک اسنے نامہربان آغوش میں چھپا لیا۔
اوسمیں شاہ چارلس کا امیر البحر گارسی نوز دشمنوں کے ہاتھ پڑا اور اوسکو سات

مسلمان بادشاہون نے گھیر کر بطور بندی کے گرفتار کر لیا" اسکے بعد نظم مین گاری نوز کی قید کا حال - اوسکا اپنے گرفتار کرنے والے کو ایک تقریب نیزہ بازی مین مار کر انتقام لینا - اور وہان سے فرانس کو بھاگ آنے کی مفصل کیفیت نہایت پرجوش اور ولولہ انگیز زبان مین درج ہے ؛

رولنڈ جو ایک شائستہ اور مہیب حاکم اور صوبہ برٹینی کے سرحدی اضلاع کا عامل تھا - اسی معرکے مین کام آیا - شاعرکی مین کی بابت جو ایک فسانہ مشہور ہے جسکی رو سے بڑی بڑی بہادرانہ کارگذاریان کی ہین - اوسمین رولنڈ کو سرلان سی لاٹ کے نام سے موسوم کیا ہے -

جس دن رانسس ویلز مین یہ حادثہ گذر رہا تھا - رولنڈ جسطرف لڑائی کا زور تھا شام تک لڑتا رہا - اوسنے اپنی تلوار سے جسے یہ ڈیورنڈا سے کہتا تھا جتنوں کو شربت مرگ چکھایا - مگر افسوس پیشانی کے سامنے اوسکی کچھ پیش نہ گئی - آخر زخم کاری کھا کر گھوڑے سے گرا - اور زمین پر لیٹ گیا - اوسکے عزیزون اور رفیقون نے اوسکے گرد ایک ماتمی حلقہ باندھ دیا - جب رولنڈ نے یہ حالت دیکھی تو پاؤن پھیلا دیے اور پیام اجل کا انتظار کرنے لگا - مگر پہلے اوسنے اپنی تلوار نیام سے نکالی اور اسے ہاتھ مین لیکر کہنے لگا "پیاری تلوار! تیری چمک کی آج دنیا مین کوئی برابری نہین کر سکتا تیرا موزون اور پیارا قد حیرت مین ڈالنے والا فراج - تیرا برف سے زیادہ سفید ہاتھی دانت کا قبضہ جو ایک خوشنما صلیب طلائی سے مزین ہے اور جسکی چوٹی پر ایک فیروزی سیب نصب ہے - اور جو خدا کے مقدس نام سے منقش ہے - تجھے دشمن

جوہر ابداری اور تمام ظاہری و باطنی خوبیون سے زینت بخشی ہو۔ پیاری تلوار! اب کون تجھے اپنا آقا کہے گا۔ جس ہاتھ مین تیرا قبضہ رہا وہ کبھی دشمن کے سامنے نہین جھکا۔ کبھی کسی جن بھوت سے نہین ڈرا۔ تجھکو ہاتھ مین لیکر اوسنے بدوالہی اسپرکین کو زیر کیا۔ دین مسیحی کو بلند کیا اور پوری کامیابی حاصل کی۔ اے فتح نصیب تلوار! اے برق وش و شعلہ رو تلوار! اے بے مثل و مانند تلوار۔ جسنے تجھے بنایا تیرا نظیر نہین بنایا۔ تیری جست سے کبھی کوئی سلامت بچکر نہین گیا"۔ یہ کہکر۔ رونلڈ نے۔ اس خوف سے کہ شاید اوسکی پیاری ڈیورنڈ اسپرکین مین سے کیکے ہاتھ پڑجائے۔ فوراً ایک قریب کے تبر پر اس قدر زور سے مارا کہ اوسکے پرزے پرزے ہوگئے۔ اسکے بعد اوسنے اپنا نرسنگھا بجایا۔ جسکی بلند آواز تمام فوجمین گونج گئی۔ رونلڈ نے اوسوقت اوسکو اسقدر زور سے پھونکا کہ اوسکی گردن کی تمام رگین پھٹ گئین اور قرنا کی مہیب آواز کوہستانی درون اور ٹیلون سے ٹکرا کر گونجتی غائب ہوگئی۔ اور ایک طرفۃ العین مین اس مصیبت ناگہانی سے بیخبر شاہ چارلس کے کانون تک پہونچی۔ جو اپنے لشکر کے حصۂ عقب کے آٹھ میل آگے خیمہ زن تھا۔ شاہ چارلس اس مصیبت انگیز اور سانحہ جانگزا آواز کا جواب دینے ہی کو تھا کہ ایک کم بخت دغا باز نے یہ بیان کرکے کہ رونلڈ شکار کے لئے گیا ہے اوسکے دل سے شبہ رفع کردیا۔ اور اوسکو اپنے نمک حلال اور جان نثار سردار کی دستگیری سے باز رکھا۔ آخر رونلڈ نے اوسی بیکسی مین تڑپ تڑپ کر مستغرق تخیال الہی و معترف بجرائم ہوکر جان جان آفرین کو سونپ دی۔ ادہر

فرانس کے ایک سردار بالڈون نے بھاگ کر چارلس کو اس مصیبت اور رولنڈ کی موت
کی خبر دی۔ یہ سنتے ہی چارلس الیس ہوا۔ اور راتوں رات کے دستے میں پہنچکر
دیکھا کہ تمام زمین فرانسیسی بہادروں کے خون سے سرخ لباس پہنے ہوئے تھی۔ اور
اوسکا جانباز سورما۔ اپنی پیاری تلوار کے پرزے اور ٹوٹا پہلو میں لئے تبدیل
صلیب موت کی خاموش نیند سو رہا تھا۔ یہ بیکسی کی حالت دیکھکر چارلس کا دل ٹکڑے ٹکڑے
اور بے اختیار ہوکر ماتم کرنے لگا۔ کبھی گریہ وزاری کرتا تھا کبھی کف افسوس
ملتا تھا۔ کبھی سینہ کوٹتا تھا اور نوحہ کرتا تھا۔ ''اے اپنے بادشاہ کے قوت بازو
اے فخر فرانس شمشیر برہنہ۔ اے رائت گردن فرازوائے سینہ بند بستی آیا
سینہ سپر ملک۔ امین ملتہ المسیح۔ آفت جان اسلام۔ پشت پناہ فقراء۔ ملجائے بیوا
بیوگان ویتامی۔ اے درست بازو منصف فراخ حاکم۔ فرانسیسیوں کے مشہور بہادر
سردار۔ ہمارے فوجی شجاعوں کی ناک۔ کیا قتل ہونے کے لئے میں نے تمہیں
پیچھے چھوڑا تھا۔ آہ میں تمہیں اپنی آنکھوں سے مردہ دیکھتا ہوں اور خود زندہ ہوں
افسوس! کیا تم مجھے بیکسی و بیچارگی کا داغ دیجاؤ گے۔ مجھے ایک بے دست و پا
بادشاہ چھوڑ جاؤ گے۔ لیکن ہمارے آسمانی باپ کے تقرب۔ اور شہداء و ملائکہ
کی صحبت نے تمہیں ان باتوں سے مستغنی کردیا ہے''۔ ع

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد

ایسی دلگداز زبان میں چارلس نے اپنے مقتول سردار کی نوحہ خوانی کی۔ اور سہ خیمہ
منہدم اوسی جگہ منزل کی۔ اور نعش کو انواع و اقسام کے مصالحات اور خوشبویات سے معطر

کرکے تمام فرانسیسی شب بیداری کرتے رہے اور مقتولوں کی عزت مین ارد گرد
کے ٹیلوں پر روشنی کرکے اور مذہبی بین گاکے صبح کو سپیدہ دم نعش لیکر روانہ ہوئے
اور منزل پر پہونچکر مراسم شاہانہ کے ساتھ مدفون کر دیا۔ یہ خوفناک اور سخت دن ہزارہا
نامور بہادر اور سردار فرانس یہانتک کہ رولنڈ کو بھی ساتھ لیکر اسطرح ہمیشہ کے لئے
افق کی تاریکی مین چھپ گیا۔ اور اپنا نام ایک لرزا دینے والے خوف سے
یاد کئے جانے کے لئے صفحہ روزگار پر چھوڑ گیا۔ دنیا مین کسی خفیف سے حادثہ پر
اسقدر رزمیہ نظم اور گیت تصنیف نہین ہوئے جسقدر کہ اسپر۔ یہ معرکہ باعتبار اپنے
بھیانک واقعات کے دامن پیری نیز مین دوسرا معرکہ تھا۔

راقم

حامد علی

تقدیر و تدبیر

ایک گروہ محض تقدیر کا قائل ہے - اور دوسرا گروہ محض تدبیر کا - مگر مین منجملہ اون لوگون
کے ہون جو ہر کام مین تدبیر کرنا ضروری خیال کرتے ہین - اور اوسکے نتیجہ کو تقدیر پر
چھوڑتے ہین - مین کسیقدر شرح و بسط کے ساتھہ ظاہر کرنا چاہتا ہون - کہ کن وجوہ و
ادلہ کی بنا پر مین نے اپنی راے اسطرح قایم کی ہے -

جو موجودات دنیا مین ہین یا ہونگے اونکا تعلق یا محض ذات خدا تعالے
سے ہوگا یا بندے سے یا دونون سے - جنکا تعلق کہ محض ذات باری سے ہے
جیسا (آسمان زمین اور آفتاب و ماہتاب اور احجار و انہار اور موت و حیات) اور
امثال اونکی وہ چیزین ہین کہ اون مین بندہ کو مطلقاً دخل نہین ہے اور جو امور کہ
اون مین محض بندہ کا دخل ہو وہ شق معدوم ہے - لیکن جو امور کہ اون مین بندہ
اور خدا تعالے کا تعلق ہے وہ بندہ کے افعال اختیاریہ ہین - اور تعلق خدا تعالے
افعال اختیاریہ مین بنظر ظاہر محسوس نہین ہے -

اور جو امر کہ شان اوسکی ایسی ہو اوسکا ذکر درمیان مین لاکر اپنے کو فوائد کثیرہ سے
محروم رکھنا خلاف عقل ہے - تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جب انسان اس بات کو
اپنے دل مین جا دے کہ تدبیر کوئی چیز نہین سب امور تقدیر سے متعلق
ہین تو آخر مین اوسکا نتیجہ بے علمی جہالت سستی اور کاہلی ہوگا - پس جو امر کہ ایسا

اوسکا یہ ہوا و سپر اتکا او ر اعتماد کرنا اور تدبیر سے کام نہ لینا اچھا نہین ہی۔ بلکہ میرے نزدیک ابتداء کار مین تدبیر کو مقدم کرنا اور انتہا مین تقدیر کے قائل ہونا نہایت مستحسن اور مفید ہی اور یہ ایسا عمدہ اور مفید مسلک ہی جسکو غالباً فریقین یعنے اہل تدبیر اور تقدیر بخوشی قبول کرین گے۔ جو لوگ کہ تقدیر ہی کے بھروسے تدبیر کو چھوڑ بیٹھتے ہین اونکے اذہان مین چند امور جاگزین ہین غالباً وہ امور حسب ذیل ہون گے۔

امر اول۔ یہ ہے کہ ابتدائی حال مین خدا تعالے نے (الست بربکم) کہکے جلوہ افروز ہوا اور حضرت انسان سے (بلے) کے ساتھہ اقرار لیا۔ وہان مربی و مدبر اوسکا خدا تعالے تہا نہ وہ۔

واضح ہو کہ خدا تعالے نے ایک لاشئ محض کو قطرہ نجس سے پیدا کیا اور اوسکو لباس حسن صورت کا پہنایا اور رحم مادری مین اوسکا مسکن عارضی قرار دیا۔ بلکہ ابتداء تخلق آسمان و زمین اور عرش و کرسی سے تخلق انسان کے لئے تدبیر فرمایا۔ اور یہ امر سب کو معلوم ہی کہ وجود آدم کا اربعہ عناصر سے مرکب ہی اور اوسمین ہر ایک نبی آدم کا مادہ مشترک تھا۔ اور اوس خداوند کریم نے اوس مادہ کو موجود ہوئے تک ہزارون بلکہ لاکھون آفات اور بلیات سے محفوظ رکھا۔ اور یہ بھی امر مسلم ہے کہ جب انسان غذا کھاتا ہی تو وہ غذا بدل ماتحلل جسم کا ہو جاتا ہی۔ اب یہان خیال کرو کہ جب انسان نے گوشت و فواکہ اور غلہ کو تناول کیا تو ہر ایک چیز مین اوس غذا کے تیرا جز شامل تھا۔ تیرے جز کو جسم کی فضلہ سے علٰحدہ کیا اور باقی اجزا غذا کو خون بنایا۔ اور خون کو تمام جسم مین گردش دی۔ اور اس گردش مین

ہر ایک عضو نے اپنی مقدار یا تحلل کے موافق اوس خون سے ایک جزو کو جذب کیا اور اوس سے
اپنی تکمیل کی۔ پھر اوس خون سرخ کی ہئیت وصورت مین تبدیل کر کے سفید بنایا۔ وہ سفید
پانی کے جو متعدد جز تھے اون مین تیرے اصلی جز کو رحم مادر مین قرار دیا۔ اور
رحم مادر کو اوسکے لیے قابل بنایا۔ اور اوس قطرہ آب سفید کو شکم مادر مین گوناگون
لباس سے مزین فرمایا۔ اور اوسکے لئے جو اعضاء اور آلات مناسب تھے تیار کیے
اور اس ترکیب سے تیار کیے کہ سب زیبا اور نہایت حسین اور خوبصورت نظر آتے
ہین اور تیری مادر کو جمیع امراض مہلکہ سے اور حمل کو اسقاط سے محفوظ رکھا۔ اور بعد تکمیل
مدت حمل کے ایک راہ تنگ سے صحیح وسالم پیدا کیا۔ قبل از پیدائش کے تیرے لئے
غذا مناسب تجویز فرمائی تاکہ تجھکو اوسکے کھانے سے قوت وتوانائی حاصل ہوجائے
اور اوس غذا مین کسیطرحکی سختی اور ثقالت نہین رکھی اگر سختی اور ثقالت ہوتی تو ضرور
بسبب ناتوانی کے اوسکے ہضم مین تو مضائقہ کرتا۔ اور تیری قوت وتوانائی حاصل
ہونے تک حتےکہ بلوغ تک تیری والدین اور اولیا کو تیری خبرداری اور اصلاح کیلئے
مہربان فرمایا۔ تیری مان نے تیری راحت کو اپنی راحت پر مقدم رکھا۔ اور تو جب
شب مین کسی درد اور اذیت کے باعث گریہ کرتا تھا تو وہ تجھکو اپنے سینے پر رکھکر
طرح طرحکی خوش آوازی سے تجھکو لوری دیتی تھی۔ تاکہ تو تسکین پائے۔ اور اوسوقت
مین تیری والدہ کو کسیطرح اپنے آرام وراحت کا خیال نہین رہتا تھا۔ اگر خیال تھا
تو اسبات کا کہ تو بہتر طور آرام حاصل کرے۔ اور جلد جوان ہوجائے اور تیرے حسن
وجمال اور جوانی کے بناو کو دیکھ کے اپنی آنکھہ ٹھنڈی کرے۔ کیا یہ سب امور تیری

تدبیر سے ظہور پائے۔ نہین ہرگز نہین۔ اور جب تو صحیح اور تندرست رہتا تھا تو تیری
مادر تجھکو گود مین لیتی اور بے اختیار تیری بلائین لیتی۔ اور اپنے کو آپ بچہ بنانی اور
تتلی زبان نرم آواز سے تجھہ سے باتین کرتی اور کھیلتی تھی۔ اور فرط محبت سے بوسہ
اور بلائین لیتی۔ شام کو نظر اوتارتی۔ کچھہ نہین چار بہلادین ہی صحیح۔ الغرض جو فکر
تھی اوسکو تیری بہلائی کی اور جو تدبیر تہی اوسکو تیری درستگی کی۔

اب فرمائی کہ کیا یہ سب آپ کی تدابیر کے نتائج تھے یا کچھہ اور کسی چیز کے
نہین نہین ہزار بار نہین بلکہ بے شمار بار نہین۔ یہ سب تیرے لئے اوس مالک و
مختار نے بلا درخواست تیرے مہیا اور موجود کیا۔ اب جب تو توانا ہوا تو کیا تجھکو
بلا تدبیر چھوڑ دے گا۔ جو تو طرف تدبیر کے روان دوان ہی۔ بلکہ میرے نزدیک
تو باوجود اس علم کے پھر تدبیر کرے تو تجھکو احسان فراموش اور کافر نعمت اگر کہا جائے
تو کچھہ بیجا نہ ہوگا۔ پس اسصورت مین انسان کو لازم ہی کہ عنان اختیار کو ہاتھہ سے
ڈالدے۔ اپنے کو اور اپنے کل امور کو اوس کے تفویض کردے اور کہے
افوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد۔

امر دوم یہ ہے کہ خدا تعالی نے عرش و کرسی کو اپنی قدرت و تدبیر سے قایم
کیا اور ارض و سما شمس و قمر کو اپنی تدبیر سے مستفید فرمایا۔ تو ذات تیری بہ نسبت ان اشیاء
کے بالکل بے حقیقت اور بے مقدار ہی۔ اس صورت مین یہ امر خلاف قیاس ہے
کہ تیرے لئے وہ تدبیر نہ کرے۔

تیسرا امر یہ ہی کہ خدا تعالے سب کا مولے اور مالک ہی اور انسان اوس کے

غلام اور عبید ہین اور یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ غلام زر خرید مالک و مولے کے لیے اختیار ہے۔ جب یہ امر متحقق ہوا تو کہا جاوے گا کہ مالک کو اپنے مملوک کے لیے تدبیر کرنا ضروریات سے ہے۔ اور اوسمین غلام کو دخل دینا ناجائز بلکہ بے ادبی ہے۔

ایک بزرگ نے اپنے مرشد سے مفلسی اور تنگدستی کی شکایت کی۔ مرشد نے ارشاد فرمایا۔ کہ اگر ذات تمہاری مخلوق تمہاری ہے تو اوسکے لیے تدبیر کرو۔ اور اگر مخلوق خدا تعالے کی ہے تو اوسکو سونپو۔ اوسکی تدبیر وہ خود کرے گا۔ پھر مرشد نے فرمایا کہ (الراحتہ فی الاستسلام الی اللہ تعالی و ترک التدبیر معہ)

چوتھا امر یہ ہے کہ دنیا خدا تعالے کا گھر ہے۔ اور انسان اوسمین بطور مہمان کے اور خدا تعالے بطور میزبان کے ہے۔ اور لوازم مہمانداری سے یہ ہے کہ میزبان مہمان کے کل حوائج کا متکفل ہووے۔ اور مہمانداری تین روز کی ہوتی ہے۔ اور ایک روز نزدیک خدا تعالے کے ہزار سال کا ہوتا ہے۔ اس حساب سے ظاہر ہوا کہ تین ہزار سال تک ہمکو کسیطرح کی تدبیر نہ کرنا چاہیے۔ عمر طبعی تک دنیا مین باقی سال آخرت مین۔ چونکہ آخرت مین انسان کو تدبیر کرنا غیر مسلم ہے۔ تو اس زمانہ قلیل مین بطریق اولے ترک تدبیر تسلیم کیجاوے ✣

پانچوان امر یہ ہے کہ آدم علیہ السلام نے جب خلود و قیام کے لیے جنت مین تدبیر کی اور شجرۂ گندم سے چاشنی حاصل کی تو خداے تعالے نے اون کی تدبیر کو نامنظور فرمایا۔ اور اونہین جنت سے خارج کیا۔ جب ایسا جلیل القدر نبی بسبب تدبیر کے معتوب ہو تو دوسرونکو مثل ہاوشاکے تدبیر سے کیا فائدہ حاصل ہوگا بیشک

اگر آدم علیہ السلام تسلیم و رضا کو اختیار فرماتے تو ہرگز زمین پر تشریف نہ لاتے۔ وہ اور اونکی اولاد مصائب متنوعہ اور آفات لاتحصی مین گرفتار نہ ہوتے جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام نے تسلیم و رضا کو اختیار کیا۔ اوسکا نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ نار گلزار ہوگئی۔
ملخص اس قصہ کا یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام منجنیق پر چڑھائے گئے۔ اور قریب تھا کہ آتش شعلہ زن مین جسکی حرارت سے بارہ بارہ کوس تک کوئی ذی روح نہ ٹھہر سکتا تھا۔ جھوکے جائین۔ اور اس حال کے معائنہ سے ارض و سما مین ایک حشر برپا تھا۔ اوسوقت جبرئیل علیہ السلام نے درگاہ رب الجلیل مین واسطے خلاصی اونکی کے عرض کی۔ ارشاد ہوا کہ اگر میرا خلیل تجھسے مدد چاہے تو اوسکی امداد کرو ورنہ اوسکے حال پر چھوڑ دو پس جبرئیل امین آئے اور اس حالت پر آشوب مین حضرت ابراہیم سے فرمایا (الک حاجتہ) کیا تجھکو حاجت ہے۔ حضرت نے جواب مین فرمایا۔ (اما الیک فلا) لیکن تجھ سے کچھہ حاجت نہین ہے۔
شرط تدبیر یہ تھی کہ آپ خواہش ظاہر فرماتے۔ لیکن ایسا نہین کیا۔ جبرئیل نے فرمایا۔ آپ خدا تعالے کے محتاج ہین۔ اوس سے سوال کیجئے اور اپنی حاجت چاہئے اوسکے جواب مین فرمایا علمہ بحالی حسبی من سوالی خدا تعالے کو میرے حال کی اطلاع حاصل ہے۔ پس مجھے سوال کی ضرورت نہین ہے۔ پس یہی امر حضرت ابراہیم کی نجات کا ہوا
جن وجوہ سے نے حضرات کو تدبیر کرنے سے روکا۔ وہ پانچ ہین۔ جیسا کہ اوپر کے چند سطور مین لکھا گیا ہے۔
خلاصہ اون امور کا یہ ہے۔

(۱) ازل سے انسان کے پیدا ہونے تک خدا تعالے کی تدبیر اور تولیت۔
(۲) جب خدائے تعالے معظم مخلوق کا خود متکفل ہے تو انسان ضعیف البنیان کا بطریق اولے ہوگا۔
(۳) خدائے تعالے مالک و مولے ہے۔ اور کل انسان اوسکے غلام اور عبید ہیں۔ اور عبید کے جمیع حوائج کا مولے متکفل ہوتا ہے۔
(۴) یہ دنیا مہمان سرا ہے اور خدا تعالے میزبان اور انسان اوسکا مہمان اور مہمان کی مہمانداری میزبان پر واجب ہے۔
(۵) آدم علیہ السلام کا خروج جنت سے بسبب تدبیر کے ہوا اور ابراہیم کی نجات عدم تدبیر سے ہوی۔

جب میرے نزدیک بلحاظ ادلہ قوی ابتدا میں تدبیر کے معتقد ہونا اور انتہا میں تقدیر کے قائل ہونا مسلم ہے تو ضرور ہے کہ خمسہ امور مذکورہ کا جواب لکھوں۔ اور جن صاحبوں کی طبیعت اولہ و براہین بالا کی سماعت سے تقدیر کیطرف مائل اور جہالت کے دریا میں غوطہ زن ہو اونہیں اوس سے نکالوں اور امور مذکرہ صدر کا جواب دوں ؛

جواب امر اول

واضح ہو کہ اوس شاہد غیب نے اپنے کو ہزاروں پردۂ تقدس میں اسلئے مخفی اور محتجب کیا تا کہ عشاق اوسکی تلاش و دریافت میں اپنے کو مصروف و مشغول رکھیں۔ اور عباد ہیں جو سر کو زمین پر رگڑتے ہیں۔ انواع و اقسام کی وضع میں التجا و زاری کرتے ہیں

غایت اوسکی یہ ہے کہ اوسکا کسیطرح سے جلوہ نظر آسکے ۔ لیکن اوس بے پروائی عالم کا کسیکو اس دنیا میں اس جسم سے وصال نہیں ہوا۔ جب زیادہ اصرار کیا تو لن ترانی کا خطاب پایا۔ لیکن اوس عیار نے اپنے چند گماشتونکو اس دار دنیا میں روانہ فرمایا۔ تاکہ اونکے واسطے سے حضرت انسان اپنے سود و زیان کا موازنہ کرکے کاربند ہو۔ وہ گماشتے کون ہیں یعنی حواس عشرہ جنمیں پانچ حواس ظاہری ہیں یعنی قوت بصارت اور قوت سامعت اور قوت ذوق ۔ اور قوت شم ۔ اور قوت لمس ۔ اور پانچ باطنی ہیں یعنے حس مشترک خیال ۔ وہم ۔ حافظہ ۔ متصرفہ ۔ جسطرح کہ اوس ذات اقدس نے اپنے کو ظاہر نہیں کیا ۔ ایسے ہی اوسکے گماشتونکو بھی کسینے ظاہرا نہیں دیکھا ۔ اور ان حواس کو تعین فرمانے سے خداوند کریم کی یہ غرض ہے کہ انسان اون سے کامل بنے ۔

خداتعالے نے ازل سے اوسکے بالغ ہونے تک جو اوسکے لئے تدبیر و تولیت فرمائی اوسکا سبب یہ تھا کہ اوسکی عقل کامل اور اوسمین کاروبار کرنے کی قدرت نہ تھی اوسمین توانائی پیدا ہوتے ہی والدین اوسکی غمخواری اور پرورش سے جیساکہ خورد سالی میں نگرانی کرتے تھے کنارہ کش ہوئے ۔ پس ایسا ہی خداتعالے اوسکو جب عقل کامل اور توانائی عنایت فرماتا ہے اوسکو اوسکی تدبیر کے حوالہ کرتا ہے ۔ اگر تدبیر کرنے سے کام حسب مراد نہ نکلے تو کہنا چاہئیے کہ تدبیر ہی ناقص کیگئی تھی یا تقدیر مین ایسا ہی لکھا ہوا تھا ۔

جاننا چاہئیے کہ عقل وہ مشعل پرضیا ہے کہ انسان اوسکے ذریعے سے

تاریکی جہالت وضلالت سی نجات پاتا ہے۔ اگر انسان عقل سے کام نہ لے گا تو ضرور اوسکو مصائب اور خرابیون مین پہنچنا ہوگا جسطرح سے کہ ایک شخص مشعل سے کام نہ لے سکے مصیبت مین گرفتار ہوا۔

اوسکا قصہ یہ ہے کہ ایک مسافر راہ چلتے چلتے اتفاق سے شب ہوگئی راہ مین ایک شخص سے ملاقات ہوئی۔ اوسنے اوس مسافر سے کہا کہ یہ راہ جسطرف تم جانا چاہتے ہو پرخطر ہے۔ اوسمین موذیات ہین اور راہ بہت تنگ اور پیچیدہ ہے۔ اور راہ کے اکثر مقامات مین نشیب وفراز متعدد چاہ بھی واقع ہین اسلئے مین تمہین ایک مشعل دیتا ہون کہ اوسکے ذریعے سے تم راہ آسانی سے طے کروگے لیکن مسافر ہٹ دہرم تھا مشعل تو لے لیا۔ مگر مشعل کو روشن نہ کیا۔ تھوڑی راہ طے نہ کی تہی کہ ایک شیر خونخوار سے سامنا ہوا۔ اور یہ مسافر اوسکے معائنہ سے گھبرایا۔ اور وہان سے گریز کرنے کا قصد کیا۔ اچانک ایک راہ تاریک مین گر پڑا اور ہلاک ہوگیا۔ اگر یہ مسافر اوس مشعل کی روشنی سے مسافت طے کرتا تو امید تہی کہ ہلاک نہ ہوتا۔

پس ایسا ہی ہوگا اوس شخص کا حال جو مشعل عقل سے کام نہ لے گا۔

لہذا اسبات کے نظر کرنے حکما وعلما نے عقل سے کام لیا۔ صدہا کتب حکمت عملی ونظری کی لکھین۔ اور آلات صناعت وزراعت او ر ہتہیار حرب وضرب ایجاد کئے اگر وہ حضرات اپنی عقل کو اسطرف متوجہ نہ فرماتے تو دین ودنیا کے کام بالکل بے رونق رہتے۔ بلکہ یہ کہنا درست ہوگا کہ اس جہان کا اس رونق سے معمور

و آباد رہنا محال و دشوار ہوتا - اور انسان بغیر طعام و لباس کے راہ عدم کی نا سپنچتے یہ عمدہ عمدہ لباس اور اقسام اقسام کے طعام لذیذ اور ریل کی وہ تیز رو سواری اور تار برقی کی وہ جلد خبرین (جو) ادھر کہٹ کی آواز ہوئی اودہر سو کوس پر دن سے خبر موجود ہے) اور بجلی کے وہ آفتاب نما چراغ جو شب تاریک کو اپنی ضیا سے مثل روز روشن کر دکھائین - اور جہازون کی خوش رفتاری اور مکانون کی نباشت و سجاوٹ اور گلشن و بوستان کی سیر کیونکر اور کسکو نصیب ہوتی - پس اس مسئلہ کا عملی تصفیہ اسطرح ہونا چاہیے کہ جو صاحب تدبیر کے قائل نہین تو اونہین چاہیے کہ جو اشیا و تدبیر بشری سے پیدا و ظاہر ہوئے ہین اونکے انتفاع کو ترک کرین اوسوقت ہم قائل ہو جائینگے کہ وہ اپنے اعتقاد کے پورے ہین -

جواب امر دوم

قائل نے معظمات مخلوق سے ارادہ کیا ہے - آسمان و زمین اور آفتاب و ماہتاب اور موت و حیات سے اور اس امر کا بھی بیان کیا کہ اس معظم مخلوق کا خود خدا تعالے متکفل و مدبر ہے - مین اسموقع پر اس قدر بیان کرنا کافی خیال کرتا ہون کہ ہم آسمان و زمین اور آفتاب و ماہتاب وغیرہ کو متحرک پاتے ہین اور یہ حرکت اونکی کسی تدبیر کے سے ہو رہی ہے - جب معظم مخلوق بلا تدبیر نہین رہ سکتی تو ہمین بطریق اولے تدبیر اور اپنی حرکت مین لانا واجب ہوا - اگر کوئی شخص اونکی تحریک کا منکر ہو تو گویا امر بدیہی کا منکر ہوا یہ امر غیر جائز ہے -

جواب امر سوم

ہم بھی اسکو تسلیم کرتے ہین کہ خدا تعالے ہمارا مالک و مولے ہی - اور ہم اوسکے غلام و عبید ہین - لیکن یہ بات ہرگز لایق نہین ہے کہ خود غلام تو بیکار بیٹھے اور مولے سے سب کام تابعداری کے لینے کی توقع رکھے - بلکہ اس طریقے سے معاملہ بالعکس ہوجائے گا - پس یہ امر مستلزم بے ادبی ہے یا نہین بلکہ عبید کا کام یہ ہے کہ کل امور کو اپنے اور اپنے مالک کے آئین ہین درست طور سے ادا کرے اور ہمیشہ مالک کی اطاعت کو اپنا فخر سمجھے - غلام کا کام تدبیر ہے اور مالک کا کام جو بندہ سے متعلق ہے وہ عبادت ہے - پس اس سے بطور صاف معلوم ہوگیا کہ انسان کو ہمیشہ تدبیر کی طرف رجوع ہونا چاہیئے - اور خدا تعالے کی عبادت کیطرف* نہی -

*نوٹ - عبادت خلق و تدبیر - اڈیٹر

جواب امر چہارم

ہم اس امر کو بھی تسلیم کرتے ہین کہ دنیا مہمان سرا اور خدا تعالے میزبان اور ہم اوسکے مہمان ہین چنانچہ حضرت سعدی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے ؎

ادیم زمین سفرہ عام اوست
برین خوان نعما چہ دشمن چہ دوست

اور حسب قاعدہ مقررہ میزبان پر واجب ہی کہ دسترخوان کو ستھرہ اور صاف کرکے آراستہ کرے اور اوسپر نعمت ہائے نفیس و عمدہ رکھے اور جو چیز مہمان کی ضرورت مین داخل ہے مہیا کرے - چنانچہ خدا تعالے نے اولاً زمین کو سطح قابل روئیدگی بنایا ۔

اور آسمان سے پانی نازل فرمایا۔ اور ہوا جاری کی۔ اور آفتاب و ماہتاب کی روشنی سے فرحت بخشی اور دریا جاری کئے۔ اور بے حساب اشیاء ضروری کو جو انسان اور حیوان کی محتاج الیہ ہین بلکہ باعث اوسکی زندگی کا ہے بلا روک ٹوک موجود کئے۔ پس جیسا کہ مہمان کو لازم ہے کہ دستر خوان مہمانی سے جو اوسکے مناسب اور حسب طبع ہو تناول فرمائے۔ اور نعمائے بوقلمون سے ایکے بعد دیگرے دیکھ سمجھ کر ہاتھ اور دہن مین لے۔ اوسکو نہایت تمیز سے خوب چابنا اور آہستہ کھانا وغیرہ وغیرہ یہ سب مہمان کی تدبیر و فکر سے متعلق ہے۔ میزبان پر یہ واجب نہین ہے کہ خواہ مخواہ اپنے ہاتھ سے مہمان کے منہ مین لقمہ ہائے طعام زبردستی خواہ اوسکی اشتہا ہو یا نہ ہو خواہ اوسکو رغبت ہو یا نہ ہو داخل کرے۔ اگر ایسا کرے گا تو وہ دعوت و مہمانی منجر بعداوت و دشمنی ہوگی۔

پس مہمان سرائے دنیا مین بھی یہ عمل لازم ہے کہ انسان اپنی تدبیر و فکر سے ان نعمتون کا استعمال کرے۔ پس دنیا مین تقدیر آلہی سے یہ فعل صادر ہوا کہ تمام اشیا محتاج الیہا موجود کئے گئے۔ اب فعل تدبیر کا یہ ہے کہ اوس سے بموجب عقل و تدبیر اپنا رزق و فائدہ حاصل کرے۔ وہو المراد۔

جواب امر پنجم

آدم علیہ السلام کا معتوب ہونا محض بنظر تدبیر نہین ہوا بلکہ آدم علیہ السلام کو شجر و منہی عنہ سے استفادہ باعث عتاب ہوا۔ لیکن اگر بچشم بصیرت دیکھا جائے

تو ظاہر ہے نا ممکن ہے کہ فوائد بے شمار جلوہ ظہور پاتے - اگر یہ تدبیر نہ کیجاتی تو حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیا علیہ السلام اور حکما و علما کا صدور نہ ہوتا - اور ان حضرات کے وجود سے جو جو فوائد دینی و دنیوی ظاہر ہوئے وہ مخفی نہیں ہیں* -

اس مقام پر یہ امر لایق یاد رکھنے کے ہے کہ جب اوس تدبیر عنایی سے فوائد بے حساب کا ظہور ہوا ہے تو جو تدبیر کہ بلا عتاب ہو اوس میں فوائد کثیرہ کا ظاہر ہونا بلا شک وشبہ لایق تسلیم ہے اور ابراہیم علیہ السلام نے بنظر ظاہر اگرچہ کوئی تدبیر نہیں کی لیکن بنظر باطن ایک ایسی معظم و بزرگ تدبیر عمل میں لائے کہ جس سے خود خالق ارض و سما او نپر متوجہ ہوا - اور باران رحمت سے نار گلزار بن گئی - الغرض تدبیر کرنا ابتدا میں واجب و لازم ہے - اور انتہا میں تقدیر کے حوالہ کرنا اور راضی ہونا مسلم ہے - پس اپنے کلام کو الحمد للہ و الاتمام من اللہ پر ختم کرتا ہوں فقط

راقم

سید رحیم الدین

* نوٹ - بلکہ بحیثیت مجموعی وجود آدم سبب تخلیق مخلوق معظم ہے - اڈیٹر -

ہم ذیل میں اجرتی اشتہار کنندہ درج کرتے ہیں ۔

پیر کو کرتا ہے یہ روغن جوان

یہ روغن قوت باہ کے لئے حکم اکسیر اعظم کا رکھتا ہے جس سے پیران ہفتاد و سالہ تک کو یکسان نفع ہوتا ہے اس کے استعمال میں نہ کسی قسم کا پرہیز اور نہ آبلہ وغیرہ کا کچھ خطرہ ۔ رگ و پٹھہ وغیرہ کو حیرت بخش استحکام بخشتا ہے اور ہر قسم کے امراض نامردی کو خواہ وہ کسی سبب سے ہوں بجز خلقی و مادرزاد نامردی کے اپنی معجزنما تاثیر سے دفع کرتا ہے اور صرف ایک ہفتہ کے استعمال سے فائدہ کامل ہوتا ہے ۔ ترکیب کا کاغذ ہمراہ تیل کے ملتا ہے قیمت ۔ فی شیشی ۔ پانچ روپیہ ۔ محصول ۔ ۸ر ۔ اور ہر ایک شیشی میں ایک تولہ روغن رہتا ہے

دوائی عجیب یعنی کشتہ زمرد

زمرد کا کشتہ جو با قواعد مناسب تیار کیا گیا ہے چار عدد چاول کے برابر خوراک ہوتی ہے قیمت فی خوراک عہ ر ۔ پانچ دن دیا گیا ہر روز کی خوراک میں بفضلہ فائدہ کلی ہوتا ہے ۔ **خواص** آن ۔ یعنی برائے قوت باہ اور تمام امراض متعلقہ اس کے خواہ وہ کسی قسم کے ہوں اور سوزاک کہنہ ہو یا جدید ۔ دافع جریان ضعف دماغ و اعضائے رئیسہ ۔ و اسہال و ضیق النفس ۔ و سرفہ کہنہ ۔ خواہ خشک ہو یا تر ۔ اور لاغری بدن اور دفع وبائے ہیضہ میں تو حکم اکسیر کا رکھتا ہے یعنی کیسی ہی مریض کی حالت ردی ہو کر خراب ہو گئی ہو بفضلہ صحت ہو گی

اکسیر حیات یعنی عرق نجاہ

امراض ضعف بصر ۔ و دماغ ۔ و صفائی خون ۔ و انواع درد و اقسام تپ جڑیا ۔ چوتھیا ۔ تپ دق ۔ استسقا ۔ طحال آتشک سوزاک ۔ جریان ۔ سفید داغ ۔ ناسور ۔ بواسیر ۔ خونی و بادی ۔ اور شراب خوری اور چاندنی و لونی سے خشکی لاغری او ضعف جگر وغیرہ لاحق ہوتے ہیں سب کو بغیر پرہیز دفع کرتا ہے ۔ ایک بوتل ایک ماہ کو کافی ہے قیمت فی بوتل پانچ روپے ۔ محصول ۔ ایک روپیہ ۔

عجیب چیز

تحلیل بواسیر خونی و بادی ۔ و تحلیل درد دمہ کے لئے عجیب چیز ہے ۔ پہلے ہی روز میں ایک دو بار کے استعمال سے درد و جریان خون دفع ہوتا ہے اور تین ہفتہ میں بفضلہ درد دمہ بالکل دفع ہو جاتے ہیں اور پھر کبھی عود نہیں کرتے ۔ وزن عرق ۶ ماشہ ۔ قیمت عمہ ۔ محصول ۔ ۸ر

جہان نما

اس عرق کے لگانے سے آنکھوں کی روشنی تیز ہوتی ہے ۔ پھولی ۔ درد ۔ دھند ۔ سرخی چشم جملہ بیماریوں کو دفع کرتا ہے قیمت ۔ عمہ ۔ محصول ۔ ۸ر ۔ وزن عرق ۔ ۶ ماشہ ۔

خضاب نایاب

سب سے بے مثل رنگ و ڈھنگ سے نادر خضاب ہے
گویا کہ آمد آمد فصل شباب ہے

جیسے کہ عوام میں خضاب سے دقتیں واقع ہوتی ہیں ہر شخص پر ظاہر ہیں یعنی پہلے اٹھویں روز مہندی لگا کر باندھنے اور بعد تین گھنٹہ کے پھر وسمہ لگا کر باندھنا اسمیں قریب ۴ گھنٹہ کے وقت ضائع ہوتا ہے اور بال سیاہ ہونے کے سوا اور کوئی فائدہ نہیں اور نقصان بہت ظاہر ہے کہ مہندی اور وسمہ کا پانی جب دماغ میں جذب ہوگا تو اوس سے سوائے نقصان کے اور کوئی فائدہ نہیں خیال کہ ایام سرما میں مثل سردی وغیرہ کے جسقدر سمجھئے بجا ہے ناظرین سے امید ہے کہ قیمت بھیجکر طلب فرماویں - اسمیں کوئی مبالغہ نہیں - تھوڑی تعریف اسکے اجزا کی ظاہر کرنا ہوتا دافع بالخورہ - خارشت سر - عفونت دماغ - علاوہ بریں خوشبو میں بے نظیر مثل کیوڑہ - باعث درازی مو مفرح دماغ ہے - بالوں میں سختی نہیں رہتی ہے بلکہ ملایم رکھتا ہے - سیاہی میں بالونکو مثل اصل بالونکے کرتا ہے - دوسرے روز بطور روغن تیلی لگانا ہوتا ہے کسی چیز سے باندھنے کی ضرورت نہیں دوسرے تیسرے روز لگانے تو بال مثل اصل بالوں کے سیاہ ہونگے کوئی تمیز نہ کر سکے گا کہ یہ خضاب ہے - ایک بوتل میں تیس روپے بھر یعنی ڈیڑھ پاؤ ہوتا ہے قیمت فی بوتل - عما - علاوہ محصول - نصف شیشی عما - چہارم شیشی عہ اس سے کم غیر ممکن ہے - میرے شفاخانہ میں ہر قسم کا علاج ہوتا ہے

اطلاع ضروری

واضح ہو کہ بہت سے سندی خطوط یعنی سرٹیفکیٹ جو صاحبان یورپین بہادران نے میرے عمدہ علاج کے شہرت میں عطا فرمائے ہیں اور نیز ہندوستانی خطوط صحت قریب ہزار بارہ سو کے موجود ہیں جو شاید اور کارخانوں میں نہ ہونگے - چاہے طلب فرما کر ملاحظہ ہوں - میری ادویہ سے ہزاروں نے صحت پائی ہے اور بغیر سفارش بہت لوگوں کے سارٹیفکٹ ملے ہیں - آدہ آنہ کا ٹکٹ بھیجکر طلب کریں - کیونکہ بعض حکیموں نے اپنے شہر کے رئیسوں کی خوشامد کر کے سارٹیفکٹ بنائے ہیں - پس میرے سرٹیفکٹ منگا کر ملاحظہ فرمائیں تاکہ دھوکا نہ ہو -

ایک طویل فہرست ادویہ کی جو اخبار میں طبع کی گنجایش نہیں رکھتی اور جس سے لطف زندگی تا دم مرگ انسان قایم رہتا ہے قابل ملاحظہ ہے جو صاحب چاہیں کارخانہ سے طلب کریں مفصل کیفیت ادویہ کی فہرست سے ظاہر ہوگی

المشتہر

حکیم ابو الحسن شفاخانہ حکیم محمد حسین صاحب محلہ دارالشفاء شہر بنارس

مجرب وآزمودہ شرطیہ ادویات

امراض قبل کی ادویہ شفاخانہ زبدۃ الحکما ڈاکٹر غلام نبی اڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور میں ۱۸۹۰ء سے جاری ہے ملتی ہیں - مفصل فہرست و سارٹیفکٹ ٹکٹ آدہ آنہ سے مل سکتی ہے -

طلا - جو استعمال بچپن کے نقص رگوں کی مضرت دنگار کو دور کرتا ہے فی تولہ للعہ - ضعف انتشار [illegible] - [illegible] چشم - درد سر وغیرہ بکثرت مسکرات و اقسام [illegible] کی انتہا ضعف جگر ذہنی لاحق ہو دور کرتا ہے [illegible] محصر

سوزاک - نیا ہو - یا پرانا - علے العموم ۲۴ گھنٹہ مین اپنا اثر کرتا ہے - سوزش وغیرہ کو دور کرتا ہے فیتولہ صہ -

ہیرا تیل خوشبودار - بالونکو سیاہ رکھتا ہے - نزلہ - زکام - ریزش - درد سر - ضعف دماغ و بصر کو ہٹاتا ہے - بے نشینی - سے روپیہ ؛

حب آتشک - بلا منہ آنے قے و دست کے دور کرتا ہے بہر ہوتی مین دو ہفتہ - للعہ ر

کحل الجواہر - سرمہ مقوے بصر حافظ بینائی - دافع نزول - دو ہند وجالا - وخارش - پانی جانا - ۳ ماشہ ہے ؛

عجیب الاثر سنون - دانت کا ہلنا - کیڑے کا لگنا - بدبو - میل مسوڑون میں خون جانا - مسوڑون کی خرابیان ۴ تولہ - دو روپیہ ؛

حب بواسیر - بادی - خونی - سوزش نہیں قبض کو مفید دو ہفتہ - عان

حب ذیابیطس - بار بار آنا پیشاب کا - پیاس و کمزوری - دلاغری کو دافع ہے فیتولہ - لعہ

حب قایم مقام - افیون - وچانڈو - یا شراب و ہیج - نشہ چھوٹ جاتے - فیتولہ - صہ

عرق ما ءاللحم - انگوری - مفرح مولد خون - مقوے دماغ - ضعف جگر - دل و دماغ و معدہ درد سر دتابت لی - وجع مفاصل - ولاغری وضیق النفس - سرفہ کہنہ - بے قاعدگی ایام حیض لقوہ - فالج رعشہ - فی بوتل عہ - ۳ بوتل سے کم -

روغن اعجاز - ناسور - بکٹر - تالو کا سوراخ - خنازیر - بد تمیز سے زخم نکلے - کان لکھانسی سے ایام حمل - نمرہ - چیچک کو دفع کرتا ہے - ۲ تولہ - عہ -

رسالہ دافع آتشک وسوزاک - رسالہ ہیضہ - رسالہ بواسیر - مضرات ومسکرات - رسالہ حافظ صحت

۳ / عہ - ۹ / ۳ / ۱ / ۱۰ / عہ

المشتہر

زبدۃ الحکما ڈاکٹر غلام نبی اڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور -

ساڑھے چار روپے مین

ربڑ کا چھاپہ خانہ

کوئی دفتر - محکمہ - عدالت - کارخانہ - اس فردی چیز سے خالی نہ رہنا چاہئے - اہل قلم کا معین و مددگار -

بہت آسان - کوئی جھگڑا نہیں - جو چاہو مسودے کاغذ پر لکھکر پریس کے رٹبر پر چسپاں کردو - سب حروف رٹبر پر اوتر آئینگے - فوراً بلا امداد کسی شئے کے سو پچاس کاپیاں چمکدار حروفوں میں چھاپ لو عجیب منظر طلسم ہے - مختصر و سبک ہر دم ساتھ رہ سکتا ہے - مکمل رٹبر پریس تقطیع ۱۲ + ۸ - انچ کی قیمت ساڑھے چار روپیے - ایضاً کلاں تقطیع ۱۵ + ۱۰ - انچ کی قیمت سات روپیے محصول ڈیڑھ دو روپیہ

المشتہر

مبارک حسن تاجر و مہتم کشف الاخبار بمبئی

مہذب

ملک سے بکمال التجا درخواست ہے کہ اس جدید پرچے کی طرف ضرور توجہ کرے گا - جو ایک پولیٹیکل و سوشیل پیپر ہونے کے علاوہ بہت بڑا تاریخی سرمایہ ملک کے سامنے پیش کرتا رہے گا - اور حتے الامکان قدیم نامور و ملکی سوانح عمری شائع کرنے کی وجہ سے سلف کی جیتی جاگتی تصویروں کا مرقع ہوگا - مہذب ۲۰-۲۶ پیمانہ کے ۶ بڑے ورقوں پر ہفتہ وار شائع ہوتا رہے گا - قیمت مع محصول ڈاک عام سے [illegible] سالانہ رؤسا و والیان ملک سے عہ مع محصول ڈاک لیے جائینگے - نمونہ کا پرچہ ۱/ کے وصول ہونے پر روانہ ہوگا - اگر آپ کو خریداری منظور نہ ہو تو براہ عنایت اپنے دوستوں کے ذریعہ سے مہذب کو مدد پہونچائے -

المشتہر

خادم قوم محمد عبدالحلیم شرر مہتمم "دلگداز" "مہذب" (دفتر دلگداز - لکھنؤ - جھوائی ٹولہ)

اشتہار فروخت مقطعہ

سنیر آباد میں ایک مقطعہ دو سو بیگہ کا فروخت ہونے کو ہے جس میں دو کنٹے اور تین باولیاں ہیں خشکی کی زراعت گھانس کا کنچہ اور جو بنہ وغیرہ بہت کچھ موجود ہے قیمت اس مقطعہ کی ستر ہزار روپیے ہے جو صاحب لینا دیکھنا یا تفصیلی حالات دریافت کرنا چاہیں دستخط کنندۂ ذیل سے رجوع کریں ورنہ بصورت تعویق یہ عمدہ مقطعہ ہاتھ سے نکل جائے گا - فقط

المشتہر

محمد عبدالصمد ہراجی - افضلگنج حیدرآباد دکن

اشتہار کتب

زراعت دکن - مولفہ جناب نواب عماد نواز جنگ بہادر - تین روپیے - سے/

بچوں کی پرورش کے طور و طریقے - مصنفہ ڈاکٹر کنکم مترجمہ مس لوبر ڈین - آٹھ آنہ - ۸/

درخواست

بنام منیجر رسالہ حسن حیدرآباد دکن

ہندوستان کی تعلیم

پر

لارڈ بیبنگٹن میکالے

کا

یادگار منٹ

(مرقومہ ۲ فروری ۱۸۳۵ء)

یعنی زبان انگریزی .... بمقابلہ زبانہائے سنسکرت و عربی

[illegible] حضرات کی جو کمیٹی آف پبلک انسٹرکشن کے ارکین ہین یہ رائے معلوم ہوتی ہے کہ سنہ ۱۸۱۳ عیسوی مین پارلیمنٹ برطانیہ کیجانب سے اوس طریق عمل پر سبقت کی گئی اور زور دیا گیا تھا جسکو اونہون نے اب تک نباہا ہے۔

اگر یہ رائے صحیح ہو تو کوئی تبدیلی بلا ایکٹ آف پارلیمنٹ جائز نہین ہو سکتی مین نے اوس مخالفانہ یادداشت کی تیاری سے (جو اسوقت پیش ہوئی ہے) اپنی علحدگی مناسب خیال کی تھی اور رائے کا اظہار اوسوقت پر منحصر رکھا تھا

جبکہ معاملۂ مذکور بحیثیت رکن کونسل آف انڈیا میرے روبرو پیش ہو۔

یہ ظاہر نہین ہوتا کہ ایکٹ آف پارلیمنٹ کسی مصنوعی ایکٹ کے ذریعہ سے اون معنوں مین تعبیر ہی کیا جا سکتا ہے جو اسمین پنہائے گئے ہین ایکٹ مین کسی خاص زبان یا علم کا اشارہ نہین ہوا بلکہ یہ مجمل جملہ لکھا ہوا ہے کہ یہ ایکٹ "علم ادب کی ترقی و وسعت اور علم دوست ہندوستانیونکی ترغیب و حوصلہ کے لئے اور نیز اسواسطے کہ رعایائے دولت برطانیہ مین سائنس کی اشاعت ہو" نافذ کیا جاتا ہے۔ اسپر اصرار ہوا یا شاید تسلیم ہی کر لیا گیا ہے کہ علم ادب سے پارلیمنٹ کی صرف عربی اور سنسکرت لٹریچر مراد ہے۔ ورنہ خدانخواستہ کسی ایسے ہندوستانی کو جو ملٹن کی شاعری۔ لاک کے فلسفۂ اخلاقی۔ اور نیوٹن کے مابعد الطبعیات کے واقف ہوتا "علم دوست" کے معزز خطاب کا فخر میسر ہو سکتا تھا؟

"علم دوست ہندوستانیون" سے صرف وہی اشخاص مراد ہین جنھون نے ہندؤن کی مقدس کتابون مین اپنیور کی ذات مین فنا ہو جانے کی حیرت انگیز باتونکو مطالعہ کیا یا ہندوستانکی پیدا وار بوٹیونکے خواص دریافت کئے ہین اور اونکی کامل تحقیقات کی ہے۔ لیکن یہ تو کوئی قابل اطمینان تعبیر نہین ہے۔ فرض کرو مثلاً مصر (جو کسی زمانے مین ممالک یورپ سے کہین زیادہ سربرآوردہ تھا لیکن اب شایستگی کی پست حالت مین ہے) کا ایک پاشا کچھ مالی مدد "علم ادب کی ترقی و وسعت اور علم دوست مصریونکی ترغیب و حوصلہ کے لئے" وقف کرتا تو کیا کوئی شخص سمجھ سکتا تھا کہ اوس مدد سے مقصد یہ ہے کہ وہ اپنے پاشائی

خاندان کے نوجوانوں کی عمر اور انکے سالہائے تعلیم صرف نقش و نگاری میں یا صرف کرائے گا یا اونکو اون تمام اصولوں کی تحقیقات پر متوجہ کرے گا جو قصہ جات و حکایات اور سیر[1] ٹس میں پوشیدہ ہو گئے ہیں - یا امتحاناً اس امر کا ایک صحیح و ممکن الوقوع بیان طلب کرے گا کہ وہ علم فقہ کہاں ہے جسکے جواز سے زمانہ قدیم میں پیاز اور بلیونکی پرستش کیجاتی تھی ؟-

کیا اوس شخص پر دائمی الزام تلون طبعی عاید ہو سکتا ہے جسنے اپنی نوجوان رعایا کو بجائے بیناروں کی رمزشناسی کرانے کے فرینچ اور انگریزی لٹریچر اور اون تمام علوم کیجانب رجوع کیا ہے جنکی یہ زبانیں خاص کنجیاں ہیں ؟-

جن الفاظ میں مُرانے سلسلہ تعلیم کی تائید کی گئی ہے اون سے تو در اصل تائید نہیں ہوتی بلکہ طرفثانی ہی کا فیصلہ مشعور ہے -

ایک لاکھ روپیہ ہندوستان میں نہ صرف " علم ادب کی ترقی و وسعت کیلئے (جسپر ہمارے مخالفین اپنی تمام تعبیرونکی بنیاد قایم کرتے ہیں) وقف ہوا ہے بلکہ اسواسطے بھی ہے کہ " رعایائے دولت برطانیہ میں سائنس کی اشاعت ہو " الفاظ ہی اون تمام تبدیلیونکی تائید کر رہے ہیں جنکی میں خواہش کرتا ہوں اگر کونسل میری تجویز سے اتفاق کرتی ہے تو کسی قانونی ایکٹ کی حاجت نہیں اور اگر وہ مجھسے اختلاف کرے گی تو میں ایک مختصر ایکٹ اس غرض سے

---

[1] سیرٹس - مصریوں کے ایک دیوتا کا نام ہے -

تیار کرون گا کہ چارٹر سنہ ۱۸۱۳ء کی وہ دفعہ نکال ڈالی جاوے جس سے وقت پیدا ہوتی ہے۔

دلائل جنپر مین غور کر رہا ہون وہ صرف نوعیت کارروائی پر اثر کرتے ہین۔ لیکن مشرقی طریقہ تعلیم کے پسند کرنے والون نے اپنی تائید مین ایک دلیل اور بھی پیش کی ہے جو اگر صحیح قبول کر لیجاوے تو خواہش کردہ تبدیلی کی مخالف ہے۔ وہ لوگ بیان کرتے ہین کہ موجودہ مشرقی سلسلہ تعلیم مین عوام کے عقائد کو بھی تعلق ہے اور اوس فنڈ مین جو اسوقت تک عربی اور سنسکرت کے اسکولون پر صرف ہوتا رہا کسی دوسری تبدیلی سے الزام خیانت عاید ہوسکتا ہے۔ اس بات کا سمجھنا آسان نہین ہے کہ کس قسم کی دانشمندی ملحوظ رکھکر یہ نتیجہ مترتب کیا گیا ہے۔ مالی مدد جو عوام کے خزانہ سے لٹریچر کی ترغیب کے لئے عطا ہوئی ہے کسیطرح اوس مالی مدد کے مخالف نہین ہے جو اسی خزانے سے دوسرے حقیقی یا خیالی مفید مقاصد کے لیے دیجاتی ہے۔ مثلاً ہم کسی جگہ پر ایک سینی ٹیریم بنا سکتے جو صحت کے لئے مفید خیال کیا جاتا ہے تو کیا ہم وہان ایک سینی ٹیریم اوسوقت بھی قایم رکھینگے جبکہ ہماری توقع کے خلاف نتیجہ پیدا ہوا ہو۔

اگر ہم ایک مینار کی تعمیر شروع کرین مگر بعد کو بدلائل یہ یقین ہوجاوے کہ یہ عمارت بیکار محض ہے تو کیا اوسکی موقوفی تعمیر سے عام خلایق کا کوئی نقصان ہوسکتا ہے؟

مالی حقوق بیشک مقدس ہین مگر کوئی چیز اون حقوق کے لئے اتنی خطرناک نہین جسقدر اون کا اون چیزون سے متعلق کرنا ہے جنسے فی الواقع اونکو تعلق نہین۔ افسوس ہے کہ اب یہ عملدرآمد بہت عام ہوگیا ہے۔

اگر گورنمنٹ نے کسی شخص کو یہ معمولی یقین دلایا۔ نہین بلکہ اگر اوسنے کسی شخص کے دلمین یہ جائز امید پیدا کرادی ہے کہ اوسکو بحیثیت ایک اوستاد یا طالب علم زبان عربی یا سنسکرت کے کسی حد تک مالی مدد عنایت ہوگی تو مین اوس شخص کے مالی فوائد کی عزت کرونگا۔ مین بجائے اسکے کہ عوام کے نقصان پر اعتراض کرون اصل فیاضی پر چوک پڑون گا۔ لیکن ایک گورنمنٹ کا چند ایسے علوم اور زبانون کی تعلیم دینے کی کفالت اختیار کرلینا گو وہ علوم اور زبانین بیکار ہوگئی ہین ایک بے عنوان اور بے معنی سی بات معلوم ہوتی ہے۔

یادداشت سررشتۂ تعلیم عامہ مین کوئی لفظ ایسا نہین ہے جس سے یہ تعبیر کیجاوے کہ گورنمنٹ ہند نے کبھی اس مسئلہ کی کفالت کا ارادہ یا کسیوقت ہی اس تسنّد کی اوس انتہا کو دریافت کیا تہا جس سے اوسکا ناقابل تبدیل ہونا مستقل ٹھہرا ہو۔ اگر ایسا ہوا ہوتا (یعنے گورنمنٹ نے کفالت اختیار کی ہوتی) تو مین اپنے جانشینان سابق کی اوس تکمیل کی بلاشبہ تردید کرتا جس سے ہم کو ایک ایسے مسئلہ مین مقید ہونے کا خوف تہا۔

فرض کرو کہ ایک گورنمنٹ نے گذشتہ صدی مین اپنی رعایا کو وبائے چیچک سے محفوظ رکہنے کے لئے ٹیکا لگانے کا دوامی قصد کرلیا تہا لیکن کیا اوسوقت بہی

اس رسم کے جاری رکھنے پر اصرار کرگی جب "جینر" اپنی تحقیقات مین کامیاب ہوگا؟
یہ وعدے جنکے وفا ہونے پر کوئی اصرار کرتا اور نہ جنسے کوئی شخص خلاصی قبول
کرتا ہے۔ یہ حقوق جن کا کوئی دعویدار نہین۔ یہ جائداد جسکا کوئی مالک نہین۔ اور
یہ لوٹ اور غارتگری جو کسیکو مفلس نہین بناتی۔ یہ نسبت ہمارے اعلے دانشمندون
کا کام ہے کہ اوسکی حیثیت بیان کرین۔

مین اِس بحث پر محض ان مجموعہ الفاظ کے لحاظ سے غور کر رہا ہون جو انگلستان
اور ہندوستان مین خرابیونکے نقص مین باقاعدہ استعمال ہوئے ہین۔

مین یہ لاکھہ روپے ہز اکسلنسی گورنر جنرل باجلاس کونسل کے سپرد کرتا ہون
کہ ہندوستان کی تعلیم پر نہایت دانشمندی اور ایمانداری کے ساتھہ صرف کیا جاوے۔
مین خیال کرتا ہون کہ ہز لارڈشپ اس امر کی ہدایت کرنے مین بالکل آزاد ہین کہ
یہ رقم عربی اور سنسکرت کی تعلیم پر ہرگز ضایع نہ کیجاوے۔ اور نیز اوس ہدایت
کی آزادی بھی میسور مین شیر کے شکار پر انعامات یا دوسری فضول خرچیون کی
ممانعت کیطرح حاصل ہے۔

آدم بر سر مطلب۔ ہمارے پاس ایک فنڈ ہے جسکی نسبت گورنمنٹ کی
ہدایت ہے کہ اس ملک کی عقلی اور ذہنی ترقی پر صرف کیا جاوے۔ اب سوال
یہ ہے کہ اوسکے مفید صرف کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

تمام لوگ غالباً اس ایک امر پر متفق معلوم ہوتے ہین کہ زبانین جو ہندوستان
کی ورنیکلر ہین انمین علمی اور عقلی معلومات کا سرمایہ معدوم ہے۔ ساتھہ ہی اونکے

وہ کسقدر وحشیانہ ہی ہین - جب تک بیرونی دنیا سے سرمایہ مجتمع نہ ہوگا اوسوقت
اون مین کسی قابل قدر تصنیف کا ترجمہ آسان نہین ہے - یہ ہی غالباً سب قبول
کرتے ہین کہ اون ہندوستانیونکی ذہنی ترقی جو اپنے سلسلۂ تعلیم کو زائد عرصے
تک جاری رکھنا چاہتے ہین صرف چند بیرونی زبانونکے ذریعے سے ممکن ہے
اب ہم دریافت کرتے ہین کہ کونسی زبان اس مقصد کے لیئے اختیار کرلی جائے؟
نصف ممبران کمیٹی انگریزی زبان تجویز کرتے ہین اور بقیہ نہایت جوش و خروش
سے عربی اور سنسکرت کی تائید فرماتے ہین - مجھکو تو تمام سوال کی ماہیت یہ
معلوم ہوتی ہے کہ کون زبان اس مقصد کے واسطے بہتر ہوگی - ؟

مین سنسکرت اور عربی نہین جانتا مگر حیثیت اقرار اسکے حاصل کرنیکا
سرمایہ میرے پاس موجود ہے - جتنے اعلے تصنیفات عربی اور سنسکرت کے
ترجمہ مطالعہ کئے ہین - مین نے مشرقی زبانون کے علما سے یورپ اور
ہندوستان دونوں ملکون مین گفتگو کی ہے - مین بالکل تیار ہون کہ مشرقی
زبانونکی قدردانی کو خود مشرق کے باشندون تک محدود کردون - مین نے
کوئی شخص ان علوم مشرقی کا جاننے والا اس امر کی تردید کرتا ہوا نہین پایا کہ
بہ لحاظ ذخیرہ جاتِ علوم تمام ہندوستانی اور عربی لٹریچر کسی اچھی یورپین لائبریری
کے ایک خانہ الماری کے برابر ہے - اسمین شک نہین کہ یورپین لٹریچر کی
حقیقی افضلیت کو مشرقی تعلیم کے حامی ممبر بھی قبول کرتے ہین -

میرے اس خیال کی مخالفت مشکل سے کیجاوے گی کہ علم ادب کا وہ صیغہ

جنمین ایشیائی مصنف اسکے ثابت ہوئے ہین شاعری ہے۔ اور حقیقت مین مجھکو کوئی ایشیائی شخص ایسا نہ ملا کہ عرب و ہندوستان کی شاعری کو مغربی اقوام کی شاعری سے مناسبت دیسکتا۔ جب ہم شاعری سے گذرکر دوسرے صیغہ جات ادب پہ جنمین حقائق الاشیاء اور حالات عالم پر بحث کیگئی ہے نظر ڈالتے ہین تو یورپین اقوام کی بلندی اور افضلیت دوگنی ہو جاتی ہے۔ یہ غالباً کوئی مبالغہ نہین کہ تمام تاریخی الملا مین جو سنسکرت کی کتابین پیش کرتی ہین انگلینڈ کے اسکولونکی مختصر مبتدیانہ تاریخونسے بھی کہین کم قابل قدر ہین۔ طبعیات اور اخلاقی فلسفہ کی ہر ایک شاخ کی یہی کیفیت ہے۔

بہرحال اب کیا کرنا چاہیئے؟ ہم کو ایسی ایک خلقت کا تعلیم یافتہ اور روشن ضمیر بنانا ہے جو اپنی ورنیکلر زبانونسے یہ عزت نہین حاصل کرسکتی۔ ہمپر فرض ہے کہ اوسے چند غیر زبانونکی تعلیم دین۔ ہماری اپنی زبان کے استحقاق مین مشکل سے کلام ہو سکتا ہے۔

وہ تو یورپین زبانون مین بھی سربرآوردہ ہے۔ وہ ایک مجموعہ اوس شاعری کا ہے جو ہرگز یونانیون سے ہی نہین۔ وہ اوس فصاحت و بلاغت کا سرمایہ ہے جو مختلف اقسام کی اور اپنی حیثیت مین اعلے ہے اور جسکے پولیٹکل اور اخلاقی اثرون کا کوئی زبان مقابلہ یا مساوات کا دعوے نہین کرسکتی پ اور

ا۔ یہ تو لارڈ میکالے کی سینہ زوری ہے۔

وہ خزانہ ہے انسانی فطرت کے اظہارات کا جنکے ذریعہ سے - اخلاق - الہیات - سیاست مدن - قوانین سلطنت - اور تجارت کے ٹہیک ٹہیک اصول جنکی بنیاد تجارت و عمل پر قایم ہے بخوبی معلوم ہو سکتے ہین - جو شخص اس زبان کو جانتا ہے وہ گویا اوس عظیم الشان عقلی و ذہنی دولت پر قبضہ کر چکا جسپر دنیا کی سب سے زیادہ دانشمند اقوام نے نوسو برس تک مستقل محنت و کوشش کرنیکے بعد قابو پایا ہے - یہ بالکل صحیح ہے کہ علم ادب جو تین سو برس قبل کی دنیا مین رایج تہا حال کے علم ادب کی بہ نسبت ناقابل قدر ہے - اگر یہ سب باتین نہ بہی پیش ہون پہر بہی یہ کیا کم ہے کہ ہندوستان مین انگریزی فاتح گروہ کی زبان ہے - یہ ایک ایسی زبان ہے جسکو عالی رتبہ ہندوستانی بولتے ہین اور یہ غالبا کسی زمانے مین ایشیا کے تمام سمندرونکی زبان ہونے والی ہے خواہ ہم اپنے لٹریچر کی حقیقی قدر و قیمت اور اس ملک کے خاص مواقع پر نظر کرین یا نہ کرین مگر تمام معقول اسباب سے ہم انگریزی زبان کو ہندوستان کی ترقی کا باعث قرار دیسکتے ہین -

جو سوالات ہمکو حل کرنا ہین وہ یہی ہین کہ جسوقت ہمارے لئے اختیار اون کو ملکی زبان اور علوم کا پڑہانا ہے تو کیا ہم اونکو اون زبانونکی تعلیم دین جنکی نسبت ایک عالم کا اتفاق اس امر پر ہے کہ اون مین کسی قسم کی کتابین ایسی نہین ہین جو ہماری کتابون سے مقابلہ کیجا سکین - آیا ہم اونکے دماغون کو یورپین سائینس سے روشن کرین یا وہ علوم پڑہائین جو اونسے نسبط ناکمل ہونیکے مختلف ہین - ہم خزانہ عامہ سے سچے فلسفہ اور صحیح علم تاریخ کی سرپرستی اختیار کرین

یا ایسے اصول طبابت کی واقفیت پیدا کرائین جو ایک انگریز سے گھوڑون کے معالجہ کی سبے عزتی کا باعث ہے۔ اوس علم نجوم کی تعلیم دین جو ایک انگلش بورڈنگ اسکول کی لڑکیون مین قہقہہ پیدا کرے گا۔ یا اوس علم تاریخ سے ماہر کرائین جو بادشاہ وقت کو ۳۰ فیٹ لانبا۔ اور عہد سلطنت کو ۳۰ ہزار سال تک جاری بتاتا ہے۔ اور اوس جغرافیہ کو پڑہائین جس مین گہی اور شہد کے سمندر جاری ہین ؟ -

مین دور نہین جاتا حال ہی مین اوس قوت کے دو بڑے یادگار واقعہ موجود ہین جنہون نے سوسائی کے دل سے تاریکی تعصب کو دور اور شمع علوم کو روشن کیا ہے اور فنون شایستگی کی بنیاد اون ممالک مین قایم کی جو ابہی ابہی وحشی اور جاہل تہے - اون بڑے واقعات مین پہلا واقعہ پندرہوین صدی کے اختتام اور سولہوین صدی کے ابتدا مین مغربی اقوام کے جوشِ تعلیم و شایستگی کا آغاز ہے اوس زمانہ مین ہر ایک قابل مطالعہ شاخ علوم رومن اور یونانی تصنیفات مین محفوظ تہی اگر ہمارے آبا و اجداد ویسا ہی عمل درآمد کرتے جو کمیٹی آف پبلک انسٹرکشن نے اب تک کیا ہے - اور اگر زمانہء سیسرو اور ٹیسیٹس کو نظر انداز کر جاتے اگر وہ اپنی توجہ کو ہمارے جزیرہ کی قدیم زبانون پر مبذول کرتے - اور اگر بجز اینگلو سیکسن زبان کے کسی دوسری زبان مین نہ کچہ شایع کرتے اور نہ اپنی یونیورسٹیون مین کچہہ اور پڑہاتے تو کیا انگلستان وہ ہو سکتا تہا جو آج ہے -

ہماری زبان کو ہندوستانی خلقت کے ساتہہ وہی نسبت ہے جو

گریک اور لیٹن کو موراور انتم کی ہمعصر زبانوں کے ساتھہ تہی ۔

حقیقت مین انگریزی علم ادب قدیم زبانون سے کہین زائد قابل قدر ہے ایک دوسرا واقعہ اور بہی ہمارے سامنے موجود ہے ۔ ایک ہی صدی مین وہ قوم جو نہایت وحشیانہ حالت مین گرفتار تہی بتدریج سر اوٹہانے اور شایستگی اختیار کرنے لگی ۔ میرا روے سخن سلطنت روس کیجانب ہے ۔ وہان ایک تعلیم یافتہ فرقہ موجود ہے جو اہم امور سلطنت کی مدبرانہ اور دانشمندانہ سرانجام دہی مین ہرگز پیرس اور لندن کے حلقہ مدبرین سے کم نہین ۔ اور ہم بدلائل یقین کرسکتے ہین کہ یہ عظیم الشان سلطنت اور بہی ترقی کرجاوے گی ۔

اب تک جو تبدیلی اسکی حالت مین ہوئی اوس کا کیا باعث تہا ؟ کیا قومی تعصب پر فخر کرنے سے ۔ یا نوجوان ستوہی کا اوس کہانی کو بار بار پڑہکر سرپہرانے سے جسپر ایک بوڑہیا کے وحشی باپ نے یقین کیا تہا ۔ کیا اوسکے دماغ مین سنیٹ نکولس کے تذکرے بہردینے یا اس سوال کے حل مین مصروف کردینے سے کہ آیا دنیا ۲۳ ستمبر کو پیدا ہوئی تہی یا نہین ۔ یا اوسکو "علم دوست" باشندہ کہنے سے جبکہ وہ ان آثار علوم سے سرافراز ہوچکا ہے ؟ کبہی نہین بلکہ یہ تبدیلی اون زبانونکی تعلیم دینے سے واقع ہوئی جنمین ایک ذخیرہ علوم مجتمع ہے ۔ مغربی یورپ کی زبانون نے روس کو شایستہ کیا ہے اور کچہہ شک نہین کہ اون زبانون کا ہندوستانیون پر بہی وہی اثر ہوگا جو باشندگان تاتار پر ہوا ہے ۔

اب اوس طریقہ تعلیم کی مخالفت مین کیا دلائل ہین جو اصول اور تجربہ کی رو سے

مفید ثابت ہوچکا ہے ۔؟

کہا گیا ہے کہ ہم کو ہندوستانیون کے ہم خیال ہوکر کام کرنا چاہیئے اور یہ بلا عربی اور سنسکرت کے تعلیم جاری رکھنے کے ممکن نہین ۔

مین کسیطرح قبول نہین کرتا کہ ایک دانشمند اور تعلیم یافتہ قوم جب ایک جاہل قوم کی محافظت کی ذمہ داری اختیار کرتی ہے تو اوس جاہل قوم کے طالبعلمون سے بحیثیت اوستاد اپنے طریق عمل کی بابت مشورہ کرنا چاہیئے ۔

اب اس مضمون پر کچھہ زائد کہنے کی ضرورت نہین کیونکہ یہ لاجواب شہادتون سے ثابت ہوچکا ہے کہ ہمکو ہندوستانیون کا ہم خیال ہوکر کام کرنا نہین ۔ یہ ناگوار امر ہے کہ اونکا عقلی مذاق اونکی عقلی طبیعت سے دریافت کیا جاوے ۔ ہم کسی امر مین اونسے صلاح نہین لیتے ۔ ہم اوس تعلیم سے اونکو باز رکھنے کی کوشش کر رہے ہین جس سے اونکو رغبت ہے اور اوس تعلیم کیجانب بزور متوجہ کرتے ہین جس سے اونکو کراہت آتی ہے ۔

یہ ثابت ہوچکا ہے کہ عربی طلبا کی مالی مدد کرنے پر ہم مجبور ہین جبکہ انگریزی طلبا ہماری مدد کرنے کے خواہشمند ہین ۔

تمام عزت و محبت جو ہندوستانیون کے دلون مین مشرقی تعلیم کی ہے دنیا مین ایک منصف مزاج شخص کو اس افسوسناک حیرت کا باعث ہوگی کہ اس بڑی ہندوستانی سلطنت مین کوئی طالب علم زبان مشرقی ایسا نہین جسنے بلا اجرت تعلیم پائی ہو یا اوسوقت تک پاسکے جب تک ہم اوسکی مالی مدد نہ کرین ۔

مدرسۃ العالیہ (کلکتہ) کا جمع خرچ بابت سنہ ۱۸۳۳ء میرے سامنے موجود ہے
تمام عربی طالب علم جو اوس میں داخل ہیں اونکی تعداد ۷۷ ہے جنکو وظیفہ
اونپر صرف ہوتا ہے اوسکی تعداد ۵۰۰ ہے - دوسرے مضمون کا ذکر
یہ ہے کہ تحویلی روپیہ جو انگریزی کے بیرونی طالب علموں سے بابت
جنوری - جون - جولائی وصول ہوا ایک سو تین (۱۰۳) ہے -

مجھسے کہا گیا تھا کہ آپ کو لوکل تجربہ نہیں اسلئے حیرت ہوئی ورنہ
ہندوستان میں بلا خرچ کئے تعلیم پانا ایک فیشن ہے -

یہ امر جو میں نے بیان کیا ہے میری رائے کو اور قوت دیتا ہے
کوئی چیز بہ نسبت اسکے اسقدر زیادہ یقینی نہیں کہ ان لوگوں کی مدد کیجائے بالکل فضول و ضایع
ہے جو اپنی خواہشوں اور اپنے فائدے کے لئے کام کرتے ہیں - اور
ہندوستان اس قاعدے سے مستثنے نہیں ہے -

باشندگان ہند روزانہ خوراک یا اونی کپڑوں کے لئے جو وہ موسم سرما
میں پہنتے ہیں مدد کی حاجت نہیں رکھتے - وہ خورد سال طلباء جو ابتدائے معلومات
ریاضی وغیرہ حاصل کرتے کیونکہ سے مواضعات کے مدارس میں داخل
ہیں ماسٹر سے کچھ نہیں لیتے بلکہ خود ماسٹر کو اونکے پڑھانے کے لئے مدد
دیجاتی ہے - پھر یہ کیوں ضروری ہے کہ سنسکرت اور عربی کی تعلیم کے
لئے ہم یہاں کے باشندوں کو مالی مدد دیں؟ اسلئے کہ ظاہر ہوا جاتی ہے
کہ سنسکرت اور عربی کی تعلیم سے نہ کوئی نتیجہ حاصل ہوتا ہے اور نہ محنت کی

دا و ملتی ہے

غرض ان معاملات سے بازار کا کافی امتحان ہوگیا ہے اور کسی دوسری شہادت کی حاجت نہین ہے۔

گذشتہ سال چند سابق طالب علمان سنسکرت کالج کیطرف سے انجمن کیٹی مین ایک عرضی پیش ہوئی تہی۔ عرضی دینے والون کا بیان تہا کہ ہم لوگون نے ۱۰ یا بارہ برس تک کالج مذکور مین تعلیم پائی۔ اور ہندو کے علوم و ادب مین کچہ لیاقت حاصل کی ہے اور سرٹیفکیٹ بہی موجود ہین لیکن ان سب کا ثمرہ کیا ہے؟ وہی لوگ بیان کرتے ہین کہ "باوجود ان شہادتون کے ہم بلا مدد حضور کی آنرابیل کیٹی کی اچہی زندگی گذرانے کی امید نہین کر سکتے جب بے پروائی سے ہمارے ہموطن برتاؤ کرتے ہین کسی قسم کی ترغیب و مدد کی توقع نہین ہوتی"

اسلئے اونہون نے حضور گورنر جنرل سے سفارش کے لئے عرض کیا اور کہا تہا کہ "ہم اچہی زندگی گذرانے اور اپنی ترقی کے لئے صرف وسیلہ چاہتے ہین جو بلا مدد گورنمنٹ حاصل نہین ہو سکتا۔

اونہون نے نہایت عاجزی کے ساتہ درخواست کی تہی کہ اون سے غفلت اور بے پروائی کا برتاؤ نہ کیا جاوے کیونکہ زمانہ تعلیم مین گورنمنٹ نے اونکی مدد کی تہی۔

مین نے تلافی کی غرض سے اون عرضیونکو دیکہا تہا۔ تمام اون مین سے

یہان تک کہ جو بالکل نامعقول وجوہات پر مبنی تہین یہی خیال پیدا ہوتا تہا کہ چند نقصانات کی تلافی اور چند غلطیوں کی اصلاح ہونی چاہیئے۔

حقیقت مین یہ پہلے عرضیگذار اشخاص تہے جنہون نے مفت اور عوام کی مدد سے تعلیم پانے کے بعد تلافی چاہی تہی اور دنیا مین علوم و ادب سے تکمیل کرکے نہ بہیجے گئے تہے۔ انکے بیان سے معلوم ہوتا تہا کہ جو تعلیم اونہون نے حاصل کی وہ ایک نقصان تہی جسکے لئے وہ گورنمنٹ سے تلافی کی درخواست کرنے لگے

بلاشبہ یہ لوگ راہ راست پر تہے۔

اونہون نے اپنے نہایت اعلے حصۂ عمر کو ایک ایسی تعلیم پر صرف کیا جو نہ خوراک پیدا کرسکتی ہے اور نہ عزت۔

لاریب ہم ان لوگونکو غیر مفید اور بدبخت بنانے سے روک سکتے تہے ان لوگونکو اپنے ہمسایونکے سامنے ذلیل نہ بناتے اور خود سلطنت پر کم الزام کا باعث ہوسکتے تہے مگر کیا کرتے۔ ہماری پالسی ہی ایسی تہی۔ لیکن اب ہم وسعۂ وصداقت مین امتیاز کرنے سے باز نہین رہین گے۔ ہم اسپر قناعت نہین کرینگے کہ ہندوستانیون کو اونکے ترکے مین ملے ہوئے تعصب پر چھوڑ دیا جائے۔

قدرتی وقتون مین جو صحیح اور سچے علوم کی اشاعت مین واقع ہوئی ہین ہمنے چند اپنی ساختہ و پرداختہ مشکلین اور شامل کردی ہین۔ وہ مہربانیان۔ وہ

انعام اور وہ اکرام جو اشاعت صداقت کے لئے بہی زیبا نہ تہے - تمام بیہودہ
مذاق اور جہوٹے فلسفے پر صرف کئے گئے - اس طرز عملدرآمد سے ہمنے وہی خرابی
پیدا کر دی ہے جس سے ہم خوف کرتے ہین - ہم اختلاف کرتے ہین مگر اوسکو
کسیطرف نہین پاتے - جو مصارف کہ عربی اور سنسکرت کالجون پر مہربانی آمیز
طریقے مین عطا ہوئے اونسے نہ محض مقاصد صداقت کو شدید نقصان پہونچا
بلکہ غلطیون مین جنگ شروع ہوگئی - اس مد سے نہ صرف عاجز خود غرضون
اور متعصب کینہ ورون کے لئے اثر پیدا کر دی بلکہ اوس سے ہر ایک سلسلہ علوم
مفیدہ کے ترقی نہین کو بنیاد حاصل ہوگئی -

اگر ہندوستانیون مین اوس تبدیلی سے جسکی مین سفارش کرتا ہون
کوئی ناراضی پیدا ہو - تو وہ ہمارے ہی سلسلہ تعلیم کا اثر ہے - جہانتک اور جب
ہم اپنے موجودہ طریق عمل کو جاری رکہین گے اوسی حد تک یہ اختلاف جاری
رہے گا - اگر ہندوستانیون کو مطلع کر دیا جائے - تو پہر کوئی خطرہ نہین
یہ تمام کانا پہوسیان موقوف ہو جاوین گی - ایک واقعہ اور ہے کہ
جس سے ثابت ہوگا کہ ہندوستانی مشرقی طرز تعلیم کی اتنی قدر نہین کرتے
جتنی اونکی نسبت بیان کیجاتی ہے - کمیٹی نے ایک لاکہ روپے کے قریب
عربی اور سنسکرت کتابون کے چہپنے مین صرف کیا تہا - لیکن اون کتابونکے
خریدار دستیاب نہ ہوئے - یہ شاذ امر ہے کہ دو ایک جلدین کبہی خرید
کر سکین - ۲۳ ہزار جلدین کتب خانون اور دفترون مین جون کی تون رکہی ہین اور

اور جب کمیٹی کی خواہش اونمین سے کرم خوردہ کتابونکے مفت تقسیم کردینے کی ہوئی تو یہ بات بھی بہت جلد نہ ہوسکی حقیقت حال یہ ہے کہ عربی و سنسکرت کی جلدونسے ایک ہزار فی سال بھی وصول نہ ہوا۔ بخلاف اسکے "اسکول بک سوسائٹی" ہرسال ۷ یا ۸ ہزار کے قریب انگریزی جلدین فروخت کرتی ہے اور آمدنی نہ صرف اخراجات کے لئے کافی ہوتی ہے بلکہ ۱۶ فیصدی منافع حاصل ہوتا ہے۔

اس امر پر بہت کچھ زور دیا گیا تھا کہ ہندو لا سنسکرت اور محمڈن لا عربی کی کتابون سے متعلق ہے۔ لیکن اس معاملے کو اس بحث سے نسبت نہین ہمکو پارلیمنٹ کیجانب سے ہندوستان کے لئے مجموعہ قوانین تیار کرنے کا حکم ہوا اور اسی غرض سے ایک کمیشن مقرر کیا گیا ہے۔ اس مجوزہ مجموعہ قوانین کے نافذ ہونے پر شاستر اور ہدایہ ایک منصف اور صدر امین کے واسطے بیکار ہوجاوے گی۔ مجھکو امید ہے کہ قبل اسکے کہ طلبائے مدرستہ العالیہ و سنسکرت کالج اپنے سلسلہ تعلیم کو ختم کرین یہ مجموعہ قوانین نافذ ہوجاوے گا۔ پھر یہ ایک نہایت مہمل بات ہوگی کہ آنے والی نسلون کو ان اشیا کی تعلیم دیجاوے جنکو تھوڑے ہی دنونکے بعد ہم تبدیل کرنے والے ہین۔

موافقین علوم مشرقی کیطرف سے ایک دلیل اور بھی پیش ہوئی ہے کہا گیا ہے کہ عربی اور سنسکرت مین کروڑون باشندگان ملک کی مذہبی کتابین ہین اسلئے ان زبانونکو ایک مخصوص ترغیب کا استحقاق حاصل ہے۔

اسمین شک نہین کہ گورنمنٹ آف انڈیا کا نہایت اہم فرض ہے کہ مذہبی آزادی اور بے تعلقی کی حکمت عملی پر مستقل رہے۔
لیکن ایک ایسے لٹریچر کی قدر کرنا جسکی حقیقی خوبیان کم تسلیم ہوئی ہین (کیونکہ اوسکا ہر ایک صیغہ غلطیون اور بے سود اطلاعون کا مجموعہ ہے) اخلاقاً عقلاً اور اس خیال سے بھی کہ مذہبی آزادی کا عملدرآمد فرض ہے نہایت بے عنوان امر ہے۔

بیان ہوا ہے کہ ایک زبان معلومات مفیدہ کا دریا ہوا کرتی ہے بس ہمکو تعلیم دینا چاہئے کہ اوہام مین جوشش پیدا ہو!۔
ہمکو جھوٹے فلسفہ۔ جھوٹے نجوم۔ اور جھوٹی طب کی اشاعت ضروری ہے کیونکہ ہم ان علوم کو ایک کاذب مذہب کا ضمیمہ سمجھتے ہین!!۔
مین ہمیشہ اون لوگونکو نہ پسند کرتا اور نہ ترغیب دیتا ہون جو ہندوستان کو عیسائی بنانا چاہتے ہین۔

جبکہ ہمارا عملدرآمد یہ ہے جو مین بیان کر آیا ہون توکیا ہم بطرز معقول خزانہ عامہ سے کوئی مالی مدد یہانکے نوجوانونکو اسبات کے سکھنے کے لئے کہ اگر گدہے سے دامن مس ہوجائے تو پاک ہونے کا کیا طریقہ ہے یا بھیڑ کے ذبح کرنے کے جرم مین وید کی کون آیت پڑھنی چاہئے دے سکتے ہین۔

حامیان زبانہائے مشرقی نے خواہ نخواہ یقین کیلیا ہے کہ

باشندگان ملک زبان انگریزی مین بخوبی قابلیت پیدا نہین کر سکتے۔ حالانکہ یہ قول ثابت نہین کیا گیا۔ مین کہتا ہون یہ قیاس تجربہ اور حقیقت سے تعلق نہین رکہتا۔ اسی شہر کلکتہ مین بہت سے ہندوستانی جنٹلمین موجود ہین جو نہایت سلاست و فصاحت کے ساتھہ ہر ایک پولٹیکل و علمی بحث پر گفتگو کر سکتے ہین۔ اسی مسئلہ (جسپر مین لکہہ رہا ہون) بہت سے ہندوستانی خطیب انگریزی مین گفتگو کر چکے ہین۔

حقیقت مین جس فصاحت و آسانی سے اکثر ہندوستانی ہماری زبان مین باتین کرتے ہین خود برا عظم کی دوسری اقوام سے مشکل ہے کوئی نہین کہہ سکتا کہ زبان انگریزی ایک ہندوستانی کے لئے اوتنی ہی مشکل ہے جتنی کہ گریک ایک انگریز کو ہے۔ تاہم ایک نوجوان انگریز بہ نسبت قیمت طالب علمان سنسکرت کالج زبان یونانی کہین جلد بولنے لگتا ہے۔

قبل اسکے کہ مین اپنی بحث ختم کرون پہر کہتا ہون کہ میرے خیال مین پارلیمنٹری ایکٹ بابت ۱۸۱۳ء ہرگز مستقل حیثیت نہین رکہتا اور نہ ہم کسی طرز کارروائی مین اوس سے پابند کئے گئے ہین برخلاف اسکے اوس قدر کے مفید سلسلہ تعلیم مین لگانے کی آزادی ہمکو حاصل ہے۔ اور یہ کہ انگریزی مشرقی زبانون کے بہتر زبان ہے۔ ساتہہ ہی اسکے عربی اور سنسکرت کا ماہر کوئی دعوے نہین۔

ایک امر مین مجہکو اون صاحبون سے اتفاق ہے جنہون نے

بہت سے امور میں اختلاف کیا ہے۔ جیسے یہ راے اون لوگونکی درست ہو
کہ ہم ایکبارگی (اس نظر سے کہ ہمارا فنڈ محدود ہے) عامہ خلقت کی تعلیم کا بیڑا
نہیں اوٹھا سکتے۔ بہرحال ہمکو ایک ایسا فرقہ پیدا کردینا ہے جو ہمارے اور
اون کرورون بنی نوع انسان کے مابین مترجم ہو جنپر ہم حکومت کررہے ہین
اور وہ بہ لحاظ رنگ وخون کے ہندوستانی ہو لیکن بنظر راے۔ اخلاق۔
مذاق۔ اوردانش کے بالکل انگلش ہو۔ ہم اسی فرقے پر اس ملک کی زبان
اخلاق۔ اوردانش کی اصلاح منحصر رکھتے ہین۔

اسمین شبہ نہین کہ مین موجودہ منافع کی سخت محافظت کرونگا
مین اون لوگونکی جو مستحق ہین مالی مدد کرونگا۔ لیکن مین پنجہ دبن سے اوس درخت
کو اوکھاڑ ڈالونگا جسکی پرورش ہوتی آئی ہے۔ مین سنسکرت کالج اور مدرسۃ العالیہ
موقوف کردونگا۔ مین صرف دہلی اور بنارس کے اورنیٹل کالجونکو قایم رکھونگا
مگر اونکے طالب علم مالی مدد کے مستحق نہ ہونگے۔

جو فنڈ کہ ہمارے پاس موجود ہے اوسکو ہم انگریزی مدرسونکے
جاری کرنے۔ ہندو کالج اور فورٹ ولیم کالج کلکتہ کو انگریزی زبان کی
ترغیب دینے مین صرف کرینگے۔

اگر ممبرلارڈ شپ باجلاس کونسل میری صلاح پر عمل کرینگے

ملہ اگر لارڈ میکالے زندہ ہوتے تو آجکی کامیابی پر "کرورون بنی نوع انسان"

تو مین اپنے فرائض منصبی کو شوق و حوصلہ کے ساتھ ادا کرونگا اور اگر مجوزہ تبدیلی منظور نہ ہوئی تو میرا استعفیٰ مقبول ہو کیونکہ مین ذرا برابر بھی اون کامونکے لیئے مفید ثابت نہ ہونگا جنکو مین اپنے ایمان سے سراسر مہمل خیال کرتا ہون

میرا یقین ہے کہ موجودہ طرز تعلیم نہ صرف راہ صداقت سے منحرف کردیتا ہے بلکہ بڑے بڑے گناہونکا باعث ہوا ہے ہم موجودہ حالت مین "بورڈ آف ہیلاک انسٹرکشن" کے معزز خطاب کے ہرگز مستحق نہین ہم فنڈ کو غیر مفید کتابونکے طبع کرنے اور بیہودہ اخلاقی - اور تاریخی تعلیم کی ترغیب پر ضائع کرنے کے لیے بورڈ ہین-

مین نے ان تمام امور پر غور کیا ہے اور عرض کرتا ہون کہ مین اس جلسہ کی طرز کارروائی کا اوسوقت تک جواب دہ نہین ہون تا وقتیکہ اون مین بالکل تبدیلی نہ ہو-

محمد اصغر حسین

اونکو مبارکباد دیتے مگر اسبات کی دوستانہ شکایت ضرور کرتے کہ اونکی خواہشون - وفاداریون - اور مہاجنونکے ترجمہ اوس شخص نے غلط اور سراسر غلط کیے ہین جسکا کام سراسر صحیح کرنا تھا + منہ

حضرات ناظرین !-

میں نے مصمم ارادہ کیا ہے کہ تواریخ ہسپانیہ کے ترجمے ہونے سے پیشتر آپکو
وہانکے مختصر حالات سے واقف کردون۔ نام کی خواہش نہین۔ انعام کی ہوس
نہین۔ اس دردسری سے صرف یہ مقصود ہے کہ گذشتہ کی یاد ہو۔ تاکہ اصلاح موجودہ
ہوجائے "گذشتہ کی یاد وہانتک کہ اصلاح موجودہ ہوجاتے۔ آئندہ کی امید اسقدر
کہ تلبیس ابلیس سے پاک ہو فرض انسانیت ہے" یہ پہلا نمبر ہے۔ خدا کرے جیسی
میری نیت خالص و سچی ہے ویسے ہی جلد وہ دن آوے کہ مین ایک دیباچہ
اپنی طرف سے لکھکر کتاب ہدیہ ناظرین کرون۔ پہلے نمبر مین قابل لحاظ مورخ کی
بے تعصبی ہے۔ جنہون نے اعجاز التنزیل پر ریویو ملاحظہ فرمایا ہوگا اگرچہ انکے
نزدیک اسلام پر کسی غیر اسلام کی رائے خواہ موافق ہو یا مخالف کچھ وقعت نہین رکھتی
گا تاہم مشکور کرنی ہے

مین کوئی دیباچہ نہین لکھ رہا ہون بلکہ ضروری باتون سے آگاہ کر رہا ہون جو ختم
ہوگئین صرف دو باتین ہین۔ مورخ نے ہاشمی تلوار کے جوہر کا اعتراف کرنے سے ذرا
پہلوتہی کی ہے۔ اور سپین کے مسلمانونکے ہاتھون سے فتح کو خود سپین کی اوسوقت کی بدنظمی پر منحصر
بنی کیا ہے۔ مگر بعض جگہ تسلیم کرنا ہی پڑا۔ مین یہ کتاب قریب نصف کے تمام کرچکا ہون اور چونکہ
یہ ایک کار خیر ہے۔ لہذا جو صاحب اس کار خیر کے اجر کے متمنی ہون۔ وہ میری بلا توجہ مزدوری محنت کو
پیش نظر رکھکر مجھے اپنی ارادہ سے اطلاع بخشین تاکہ مین آئندہ تکلیف نہ اوٹھاؤن۔ والسلام۔ راقم [illegible]
قوم

تاریخ اسپین

دیباچہ

اسپین کی تاریخ دو متضاد حالتوں کا دردانگیز نقشہ ہمارے پیش نظر کرتی ہے
بارہ سو برس کا عرصہ گذرا کہ طارق ایک مور (مسلمان) نے اسلام کے ممالک
مفتوحہ کی بڑی فہرست میں اسپین جو قوم وزی گاتھ کے قبضے میں تھا شامل کیا
تقریباً آٹھ سو برس تک اسپین اپنے فرمانروایان اسلام کے زیر حکومت براعظم
یورپ کے تمام ممالک میں ایک نہایت مہذب اور شایستہ ملک کی روشن مثال
بنا رہا۔ اس کے زرخیز صوبے جنکو ناتجربہ کاروں کے کسب کمال اور انجنیری ہنرمندی نے
دوچند زرخیز کردیا تھا سو گنے زیادہ خوش حال ہو گئے۔ وہ وادی الکبیر اور وادیہ
سے جنکے صرف نام ہی اپنے گذشتہ زمانے کی مٹی ہوئی شوکت یاد دلا رہے ہیں
اور جنکے سرسبز اور شاداب وادیوں میں بے شمار شہر دفعتاً آباد ہو گئے
علوم اور فنون اور شریعت جنہیں یورپ بھر میں تاریکی چھائی ہوئی تھی یہاں خوب
چمک رہے تھے۔ فرانس۔ اور جرمن۔ انگلینڈ سے متعلم جوق جوق آتے
تھے تاکہ سرچشمہ علوم سے جو اسوقت اسلامی شہروں کے سوائے اور کسی جگہ نہ تھا
سیراب ہوں۔ اندلس کے جراح اور طبیب علوم میں یکتائے زمانہ تھے
عورتوں کو سنجیدہ علوم کے حاصل کرنے کی توجہ دلائی جاتی تھی بلکہ شہر قرطبہ میں

تو عورتین طب بہی کرتی تہین - تواریخ - ریاضی - ہیئت - علم نباتات - فلسفہ فقہ - صرف اسپین اور اسپین ہی مین پوری طرح حاصل ہوتی ہے - کہیتونکے عملی کاروبار - آبپاشی کے عملی قاعدے - جہاز و قلعہ بنانے کے ہنر - معماری کوزہ گری - نجاری - آہنگری کے نہایت دشوار فنون اور اونکے اعلے نتائج کی تکمیل ان ہی مسلمانونکے ہاتہونسے ہوئی - رزم و بزم دونون مین عرصہ دراز تک اونکا علم یکتائی بلند رہا - اونکی بحری طاقت بحر روم کی حکومت کے لئے فاطمیون سے لڑی - اونکی بری طاقت عیسائی حدود کی جانب آتش و شمشیر کف ہوکر بڑہی خود اسپین کا نیشنل ہیرو (قومی ناموَر) جسنے سِڈ عرصہ دراز تک مسلمانونکی طرف ہوکر لڑتا رہا - اور زیر تعلیم کے خاصا مسلمان تہا - غرضکہ جس چیز سے سلطنت عظیم الشان اور اقبالمند ہوسکتی ہے - جوکچہ تہذیب و شائستگی مین افزائش کرسکتا ہے اسلامی اسپین مین موجود تہا -

سنہ ۱۴۹۲ء مین مسلمانونکی آخری روک ملکہ ازابلا اور شاہ فرڈیننڈ کے جہاد کے سامنے ٹوٹ گئی اور غرناطہ کے ساتہہ ہی تمام سپین کی عظمت خاک مین ملگئی - مگر اسپین کچہہ تک نہین کہ کچہہ عرصے تک اسلامی شوکت کا پرتو اوس ملک کی تاریخ پر ایک مستعار روشنی ڈالتا رہا جسکو آفتاب اسلام کی تابندہ شعاعون نے کبہی حرارت اور روشنی پہونچائی تہی - ملکہ ازابلا چارلس پنجم فلپ دوم کولمبس - کورٹیز - پیزرو کے دراز اور مسلسل زمانون نے اس طاقت و سلطنت کے ختم ہوجانے کے قریب پہونچے ہوئے - لمحونکے گرد ایک آخری حلقہ باندہ دیا

اسکے بعد نفرت انگیز بربادی - بدعقیدونسے مواخذہ - جہالت کی تاریکی
کا دور دورہ آیا جسمین اسپین آجتک مبتلا چلا آتا ہے - جن حصوں مین کبھی علوم
اوج پر تھے اونمین اسپین کے علما جہالت اور نا قابلیت کے لئے مشہور
زمانہ ہوئے - نیوٹن اور ہاروے کے معلومات پر مضر مذہب ہونے کے
الزام لگائے گئے - جس شہر مین کبھی ستر پبلک کتب خانے تشنگان علم کو سیر
کرتے تھے - جس قرطبہ مین کبھی پانچ لاکھ کتابوں کا ذخیرہ رفاہ عام کے لئے
فراہم تھا وہان علم کیطرف سے آخر کو اسدرجہ عدم توجہی ہوئی کہ اٹھارہوین
صدی تک نئی دارالسلطنت میڈرڈ مین بھی کوئی کتب خانہ نہ تھا بلکہ حال ہی کے
زمانے کا واقعہ ہے کہ مسلمانان اسپین کا سب سے پہلا مورخ ہر چند کہ اسپین کا
رہنے والا تھا مگر اوسکو اسکوریل کا قلمی ذخیرہ دکھلانے سے انکار کر دیا گیا -
سوائل کے سولہ ہزار لوم اگھٹتے گھٹتے اپنی قدیمی تعداد کا پانچوان حصہ رہگئے - تولیدو
اور المیریا کے کسب وہنر سب نیست ونابود ہوگئے - حمام - حالانکہ بڑی آرایستہ
اور کار آمد پبلک عمارات تھین - مگر وہ بھی اس بنا پر بالکل مسمار کر دئے گئے کہ صفائی
(ان فائدل) مشرکین کی عظمت پر ایک مضبوط دلالت ہے - جن صوبون مین
اسلامی طریق کی نہر مندانہ آبپاشی بند ہوگئی تھی وہ سب مسمار و برباد ہوگئے - بڑے
بڑے زرخیز و زرریز وادے ویران اور پژمردہ ہوگئے - بہت سے شہر
جنسے صوبہ اندلس کا ہر ضلع معمور تھا متنزل ہو کر تباہ ہوگئے - سنگتون - جوگیون
اور لٹیرون نے متعلمون - سوداگرون اور مجاہدونکی جگہ لی - یہ ہی وہ بتدل حالت ہی

جسمین اسپین مسلمانکو نکا گرفتار ہوا - یہ ہی دو متضاد حالتون کا دل دکہانے والا نقشہ ہے جو تاریخ اسپین ہمارے پیش نظر کرتی ہے -

مگر حسن اتفاق سے ان متضاد زمانون مین سے ہمین صرف پہلے زمانہ سے کام ہے جسمین اسپین - فرمانروایان اسلام کے زیر حکومت اوج پر تہا نہ کہ اوس زمانہ سے جسمین وہ عیسائیون کی بدولت ذلیل حضیض مین پڑا - ہماری کوشش تمام و کمال اس امر پر مبنی رہی ہے کہ مسلمانونکی آٹھ سو برس کی حکومت مین جو بڑی مشہور اور قابل توجہ واقعات ہوئی - اونکو بجنسہ بلا کسی تعصب مذہبی یا قومی - ہدیہ ناظرین کرین - اور جسطرح ہمنے اون نامور اشخاص اور مشہور افسانون کو قلم انداز نہین کیا - جو خود ناظرین کی توجہ اپنی جانب کہینچتی ہے - اسیطرح ہمنے اوس کشمکش کا صاف نقشہ کہینچنے کی بہی کوشش کی ہے - جو قومون اور مذہبون مین تہا - اور جو وسط زمانے کی سپین مین ملکی تحریک پیدا کرنے کا لب لباب ہے - اختتام پر مین اسقدر ظاہر کرنا اور ضروری سمجہتا ہون کہ جو لوگ اسلامی تہذیب کے موجودہ فوٹو سے یہ نتیجہ نکالین کہ مسلمان ہمیشہ انسانیت اور شائستگی کیطرف طبعاً مائل رہتے ہین وہ اپنے مطالعہ کو اس کتاب تک محدود نہ کرین - بلکہ اسی سلسلہ مین - میری دوسری کتاب سٹوری آف دی ترک (ترکونکی حالات) کو بہی ملاحظہ کرین - تاکہ اونکو معلوم ہوجائے کہ مسلمانون مین جہالت کسدرجہ ہے - قسطنطنیہ کے فتح سے چالیس برس کے عرصے مین سلطنت غرناطہ کو زوال آیا - مگر مسلمانون کا جو نقصان یورپ مین ہوا اوسکی تلافی

ایشیا مین نہو سکی - ترکونکو یہ بات کبھی نصیب نہ ہوئی کہ ایشیا مین دوسری قرطبہ
کی بنیاد ڈالین -

اسلامیہ سلطنت اسپین

جب سکندر اعظم کی فوجین - ایشیا کی قدیم سلطنتونکو پامال کر رہی تہین تو ایک
ملک (عرب) ان خرخشون اور خطرون سے آزاد تہا - اہل عرب نے اس
فاتح دنیا کی خدمت مین کوئی مراسلہ نہ بہیجا یہ دیکہکر سکندر نے مغرور عربونکو زیر
کرنے کا ارادہ کیا - چنانچہ وہ فوجکشی کرنے کے لئے ابہی تیاری کر ہی رہا تہا
کہ پیام اجل آپہونچا - اور اہل عرب بدستور غیر مطیع رہے - یہ واقعہ مسیح سے
تین سو برس سے بہی پیشتر کا ہے - یہ لوگ اوس وقت سے ہی کہین پہلے
سے - اپنی ویران جزیرہ نما مین خود سر چلے آتے تہے - بلکہ ایک ہزار
برس تک اور وہ اس عجیب و غریب تنہائی مین بسر کرتے رہے - انکے
اردگرد تمام ملکون مین عظیم الشان سلطنتین قایم ہوگئین - خود سکندر کے جانشینون
نے شام مین سلطنت سلوکس اور مصر مین سلطنت بطلیموس قایم کرلی -
روما مین اغسطس کے سر پر تاج امپراطوری بہی رکہا گیا - بائی زنطائن مین پہلا
مسیحی بادشاہ بہی تخت نشین ہوچکا - قیصر کے وسیع اور بسیط مملکت پر وحشی
قومون نے حملے کرنے بہی شروع کر دئے - مگر اہل عرب اوسیطرح بے خلل

آزادانہ زندگی بسر کرتے رہے ہیں - اونکے سرحدی شہرون نے قیصران روما کے
اٹھا اطاعت کی ہو تو کی ہو - بار روما کی فوجون نے اگر اونکے ویران
کوہستانی میدان میں متواتر حملے کئے ہون تو کئے ہون مگر ایسا خفیف اثر اور
ایسی ناپائدار شکست سے اونکی جنبش اہل عرب کو کسیطرح پریشان نہ کرسکتی تھی - اسمین
شک نہین کہ اونکو چارون طرف سے وہ حکمران خاندان گھیرے ہوئے تھے
جنکو دنیا کی تاریخ سے تعلق ہے - مگر اونکے ریگستانون - اونکی دلیرانہ شجاعت
نے ہی غیر حملہ آورون کو ہمیشہ باز رکہا - اور ایک نامعلوم قدامت سے لیکر
ساتوین صدی مسیح تک - اس دنیا سے علٰحدہ قوم کیحالت بجز اسکے اور کچھہ
نہ معلوم ہوئی - کہ وہ وجود رکھتی ہے - اور یہ کہ اونہون نے کبھی کسی حملہ آور
کو گوشمالی کئے بدون نہین چھوڑا - مگر دفعتہً اہل عرب نے ایک نیا پہلا بدلا
اور اوس عزلت نشینی کو چھوڑکر دنیا کی سٹیج پر نکل آئے - اور نہایت مستعدی
سے اوسکو فتح کرنا شروع کر دیا - اونکی زندگی کا یہ نیا ورق ایک تنہا شخص
نے اولٹ دیا یعنے حضرت محمد (رسول اللہ صلعم) رسول عربی
پیغمبر نے ساتوین صدی مسیح کے شروع مین - دین اسلام کا وعظ شروع
کیا - چونکہ اس دین کے اصول ایسے قوم کے گوشزد ہوئے جسمین حرکت
قبول کرنے اور متاثر ہونے کی پوری استعداد تھی - لہذا باعث انقلاب
ہوئے - جو تعلیم اونکو دیجاتی تھی وہ نہایت سیدھی سادھی تھی - حضرت
رسول عربی نے وہی عبرانی مذہب اختیار کرکے جسکے پیرو اسوقت عرب مین

موجودستے حسب ضرورت اوسمین تغیر و تبدل کردیا۔ اور اسطرح بت پرستون
کی قوم کے لئے ایک نئی ہدایت کے پیرایہ مین وحدانیت کا وعظ شروع
کردیا۔ جونہ رکنے والی تحریک اس ہادی اور جوش نہ رکھنے والے مذاہب نے
عرب مین پیدا کی۔ اگرچہ اوسکو پوری طرح سمجھنا فی الحال ہمارے لئے خالی
از وقت نہ ہوگا۔ مگر اسمین کچھ شک نہین کہ ایسے مذہبی انقلاب ہمیشہ ہوتے
رہے ہین۔ اور یہ کہ سچے پیغمبر کے ذاتی اثر مین ہمیشہ ایک پوشیدہ اور
مضبوط قوت جاذبہ ہوتی ہے۔ **رسول عربی** یہانتک راست باز
تھے کہ جو مذہب اونکے نزدیک حق تھا۔ نہایت گرمجوشی اور ایمانداری
سے اونہون نے اوسکی اشاعت کی اور اوسکی تعلیم دی۔ علاوہ اسکے
خود مذہب کی علویت۔ بانی مذہب اور اونکے پیروؤنکی سچی سرگرمی۔ اوس
تسخیر القلوب جوش پیدا کرنے کے لئے کافی تہی۔ جسکو عام زبان
مین جوش مذہبی کہتے ہین۔ حضرت **محمد صلعم** سے پیشتر۔ اہل عرب
مخالف قبیلون اور فرقون کا ایک گروہ تہا۔ جو ہمیشہ بطور مہمان نوازی
اور نیز شجاعت کے وحشیانہ صفات مین ایک دوسرے سے بڑہجانیکی
کوشش کرتے اور لوٹ مار کے پیچھے پڑے رہتے تھے۔ **رسول
عربی** نے مبعوث ہوتے ہی اونکو قوم اسلام کی شکل مین بدلدیا
اونکے دلونکو شہادت کی امنگونسے لبریز کیا۔ اور اونکی لوٹ کی حرص مین
بنی نوع انسان کو امر حق کے تعلیم دینے کا بالاتر حوصلہ اور بڑہا دیا۔ اور

وفات سے پہلے پہلے تمام عرب پر قابض ہو گئے

وہ متحد قبائل جنھون نے مذہب اسلام قبول کر لیا تھا۔ اِدگرد کے ملکون مین پہیلکر حیرت زدہ قومونکو مطیع کرنا نعرہ کردیا۔ یہانتک کہ حضرت محمد صلعم کے جانشین یعنے خلفاے راشدین کے زمانے مین۔ اسلامی فوجون نے فارس۔ مصر۔ شمالی افریقہ (بربر) کو برقل کے کنارون تک کہوندڈالا اور وسط ایشیا مین۔ دریاے آکس سے لیکے سواحل بحر اوقیانوس تک مومنون کے نعرہ اللہ اکبر سے تمام دشت وجبل گونجنے لگے۔

مسلمانونکے سرگرمِ ترقی ایشیاے کوچک مین شاہ یونان کی فوجون نے روک دی۔ اور بالآخر اس صوبہ کی فتح کی آرزو پندرہوین صدی سے پیشتر پوری نہ ہو سکی۔ جبکہ عثمانیہ ترکونکی تلوار نے قسطنطنیہ کا سر جہکایا۔ اسیطرح بحیرہ روم کے مقابل ساحل پر بہی۔ شاہ یونان ہی کی ایک بہادر اور کاروان افسر نے کچہ عرصے تک مسلمانونکو روکے رکہا۔ مگر اسلامی سیلاب۔ شمالی افریقہ مین ممالک بربر عبور کرنے کے لیے آگے بڑہے اور مسلسل لڑائیوں کے بعد تمام ریاستونکو عارضی طور سے فتح کر لیا۔ صرف ایک قلعہ سوٹا مقابلے پر اڑا رہا۔ اور سواحل بحیرہ روم کیطرح شاہ یونان ہی کی زیر حکومت رہا مگر یہ قلعہ دار الخلافت قسطنطنیہ سے اسقدر دور و دراز فاصلے پر تہا کہ اوسکی حفاظت کا بوجہ شاہ سپین پر ڈالدیا گیا۔ گو برائے نام شاہ یونان کے مضافات مین خیال کیا جاتا تہا۔ مگر استمداد و استعانت ہمیشہ شاہ ٹولیڈو (طلیطلہ) سے کرتا تہا۔ پس یہ بات کیسطرح

سمجھ مین نہین آسکتی کہ جسقدر امداد شاہ سپین قلعہ سوطا کے گورنر کو پہنچا سکتا۔ وہ مسلمانونکی حملے کی اوٹھتی ہوئی موج کے مقابلے پر ضرور ہی کافی ہوتی۔ مگر وہان تو اتفاق ہی کچھ اور ہوا۔ جیسے جبش ماننے کا یہ ذکر ہے اوسوقت جولین گورنر سوطا اور راڈرک شاہ سپین کے درمیان کچھ چشمک تھی۔ چنانچہ اس چشمک ہی نے مسلمانونکے لیے دروازہ کھولدیا۔

اسوقت سپین قوم وزی گاتھ کے قبضے مین تھا۔ قوم وزی گاتھ اون مشہور وحشی قومون مین سے ہے جنھون نے روما کے تنزل سلطنت کے صوبونکو تاراج کر ڈالا تھا۔ گاتھ ایک ایشیائی قوم تھی جسکی کئی شاخین تہین جنمین سے اسٹروگاتھ (مشرقی گاتھ) تو اطالیہ پر مسلط ہوگئی تھی اور وزی گاتھ (مغربی گاتھ) قوم سیوی یا سوے بین اور بیز جرمنی ہے کے اور وحشی قومونکو ہر طرف کرکے یا فتح کرکے۔ سلطنت روما کے صوبہ آسے بیریا (سپین) پر قابض ہوگئی تھی جو زنانہ رنگ رلیان اور ذلیل پست ہمتیان سلطنت روما کو دنیا کے اور حصون مین تہ تماک کر چکی تہین۔ وزی گاتھ نے یہان اگرچہ موجود پائین۔ دنیا کے اور بہادر اور نامور قومونکی طرح جب اہل روم اپنا مقصد پورا کر کے جب یہ اپنی تیغ بے دریغ کو مسجود خلایق بنا چکے تو اپنی گذشتہ محنتون کا تکان رفع کرنے کے لئے حسب معمول اطمینان کے ساتھ آرام مین مشغول ہوگئے اور جہانتک دولت و دلجمعی اجازت دیکتی ہے عیش و عشرت مین مستغرق ہوگئے اہل روما اب وہ بہادر اور سیدھے سادے زندگی بسر کرنے والے

اہل روانہ رہے تھے کہ قیصر باسی پیوکے فدا سے اشارے پر اہل بابِ
تھوڑ چھوڑ کر تلوار کے قبضے پر ہاتھ رکھدین اور اپنا پیارا ملک بچانے یا دوسرا
ملک فتح کرنے پر کمر باندہ لیں ۔خاص روم مین اوسوقت یہ حالت تھی کہ فرقۂ امراء
کو تو بجز نفس پروری اور تن آسانی کے دوسرا کام ہی نہ تھا گویا اونکا تو منتہاء
پیدائش ہی اکل و شرب مدام اور لہو لعب بے ہودہ تک محدود تہا۔ اب رہے
عوام الناس، سو اونمین یا تو غلام تھے یا بمنزلہ غلامونکے تھے یعنی وہ بوڑھے کاشتکار
جو نہ تو خود زمینونسے بیدخل ہوسکتے تھے اور نہ زمینین ہی اونسے چھڑائی جاسکتی
تہین ۔بلکہ حسب ضرورت زمینونکے ساتھ ہی دوسرے مالک کے پاس منتقل
ہو جاتے تھے ۔ دولتمندون اور غلامونکے درمیان ایک متوسط قوم بہی تھی
جنکو برگزیدے اہل شہر پارہ‌سار کہتے تہے ان بیچارونکی سب سے زیادہ
کمبختی تھی ۔کیونکہ جملہ مہمات سلطنت کا دارومدار انہین پر تہا۔ ٹکس یہ ادا
کرتی تھی ۔ فوجی اور ملکی خدمات یہ بجالاتی تھی ۔ اوران سب پر طرہ یہ کہ
دولتمندون کی بیجا آرائش و تکلفات کی بیجا فضول خرچیان بہی یہی پوری کرتی
تھی یس جس سوسائٹی کی اخلاقی حالت اور تمدن یہان تک خراب ہو اوسمین
وہ اسباب و لوازم کہان ہے جو ایک اولوالعزم اور مہیب حملہ آور قوم سے
تاب مقابلہ لاسکے ۔ دولت سند خواب عشرت مین ایسے بیخود تھے کہ غنیم
کی آمد آمد کی خبرین اونہین آسانی سے جگا دیتین ۔ اونکی تلوارین مدت
سے رکھی رکھی زنگ خوردہ ہوگئین تھین اور وہ خود اونپر قضا کی نیندین

اسنڈ ہی تہین ۔ ر ہے غلام ۔ سو اونکو ایک آقا سے دوسرے آقا کے پاس جانے مین گونہ مسرت ہی تہی ۔ کیونکہ وہ خوب جانتے تہے کہ اس نیادے سے موجودہ حالت شاید ہی بدتر ہو ۔ ہر گر بار و سار ۔ خدمات ملکی انجام دیتے دیتے جان بلب ہو گئے تہے کیونکہ ان مظلومونکو صرف تو زیادہ کرنا پڑتا تہا اور نفع کچہہ بہی نہ تہا ۔

انہی شکستہ جماعتون سے جنکا ذکر ہمنے اوپر کیا ۔ ایک جری اور شایستہ قوم تیار کرنا بالکل ناممکن تہا ۔ بس قوم گاتہ بلا تکلف اسپین مین داخل ہوگئی تمام شہرون اور قلعون نے خوشی سے دروازے کہولدئے ۔ اور سپین مین رومن کی لٹتی ہوئی تہذیب وحکومت نے اونکے سامنے آسانی سے سر جہکا دیا ۔ حقیقت یہ ہے کہ (البنز ۔ وانڈال سیوے) وحشی قومونکے حملے مدتون سے قوم گاتہ کے گویا پیش خیمے تہے جنہون نے اونکے لئے پہلے ہی اسقدر راستہ کہولدیا تہا کہ وہ بلادقت و تکلیف منہہ اوٹہائے بے روک چلے آئے ۔ اودہر سپین کے رومن تہذیب یافتہ باشندے خوب جان چکے تہے کہ وحشی قومونکے حملے کیا کیا آفتین سر پر لاتے ہین اونکے شہر چہنے ۔ اونکے اہل وعیال غلام بنکر بکے ۔ اونکے جو چند سردار مردانہ مقابلے سے پیش آئے وہ مثلے بطوفان نوح ہونیکے وجہ سے قتل ہوئے ۔ یہ تمام واقعات اونکے چشم دید تہے سو یہ بہی خوب دیکہہ چکے تہے کہ وحشیانہ جور و ستم کا ملک پر کیا اثر ہوتا ہے ۔ وبا ۔ قحط ۔ ویرانی

خانمان بربادی - فاقہ مستی - شریف گردی - بدعملی - یہ سب سبق وہ پہلے ہی سے پڑہ چکے تہے - چنانچہ اسی واسطے اونہوں نے آسانی سے سر جہکا دیا اور حلقہ بگوش بنگئے -

آٹھویں صدی کے آغاز مین جسوقت اسلامی سیلاب بحر ظلمات کے ساحل افریقہ کو عبور کر کے راس ہرقل کے بیچ مین اندلس کے زر ریز میدانون کیطرف بڑہنے کے لیئے سمٹا تو اوسوقت گاتھ کی عمر اسپین مین دو سو برس سے زیادہ کی ہو چکی تہی - یہ عرصہ اونکو ملک کی ردی حالت کی اصلاح کرنے اور اہل ملک کو اوس تازہ جوش جوانی سے مالامال کرنے کے لیئے کافی تہا جو ایک پرانی تہذیب یافتہ قوم کو ناشائستہ مگر دلاور قوم کے ارتباط سے حاصل ہوتا ہے - چنانچہ اونھون نے سب کچھ کیا - باقی رہی یہ بات کہ اونہون نے اسپین کو کیون ترقی دی سو اسکے خاص وجوہ ہین - گاتھ بڑی بہادر - قوی الجثہ عیش پسند زندگی کی خرابیون سے آزاد بہی نہ تہے - بلکہ مسیحی ہی تہے اور اپنے طریقے مین پکے مسیحی سمجھے - اونکے آنے سے اہل اسپین نے جائے نام مذہب مسیحی قبول کرلیا - شاہ قسطنطین نے اگرچہ مذہب مسیحی کو بادشاہ وقت کا مذہب مانکر بہت کچھ پہیلا یا تہا - تاہم مغربی صوبون مین بہت کم تہا اور جو تہا وہ نہایت متزلزل حالت مین تہا - اب گاتھ جیسے جاہل مگر پابند مذہب قوم کے آنے سے - سپین مین جہان بت پرستی کے کساد بازاری ہو چلی تہی - اس نئے مذہب مین خالص ترعقیدت مندی

پیدا ہونے کا گمان غالب تھا۔ اور کیتھولک پریسٹ بھی آیندہ چرچ قایم کرنے کی بخیتہ امید کرتے تھے مگر افسوس ہے! جو نتیجہ ہوا۔ وہ اس امید برآری کی کسیطرح تصدیق نہین کرتا۔ اگرچہ گاتھ نے کبھی خلاف ورزی مذہب تو نہین کی مگر اسمین کچھہ شک نہین کہ اونھون نے مذہبی کامون کو ہمیشہ اپنی معصیت کاریون کا کفارہ محض سمجھا۔ اونھون نے کبیرہ گناہ کیے۔ اور منفعل و معترف تقصور ہوئے۔ توبہ کی۔ مگر تاہم بلا اثر ندامت گناہ پر گناہ کرتے رہے جسیطرح اوسنے پہلے رومن سیہ کار اور بدکردار تھے ویسے ہی وہ ہو گئے۔ افسوس لقب مسیحی کے فخر نے اونہین رعایا کو دور خود اپنی اصلاح حال مین کوشش کرنے سے باز رکھا۔ حلقہ بگوش مزارعان کی پہلے سے بھی کہین زیادہ واجب الرحم اور بدتر حالت تھی۔ وہ زمینون اور زمینداروںسے نہ صرف وابستہ تھے بلکہ اونکی اجازت بدون شادی تک نہ کر سکتے تھے۔ اور اگر کہین ارد گرد ہم پیشون مین بلا اجازت کر بھی لیتے تھے تو اونکے کس دکو مختلف زمیندارون مین تقسیم ہو جاتے تھے۔ اوسط درجے کے فرقے یعنے برگر یا رو سار بدستور سابق ٹکس ادا کرتے تھے۔ اور اسوجہ سے بہ ادقات۔ خانہ ویران اور فاقہ مست ہو جاتے تھے۔ زمینین اوسیطرح معدود اشخاص کے قبضے مین تھین۔ بڑی جاگیرین اوسیطرح بے شمار ستم الحال غلامونکے زیر کاشت تھین ان کمبختونکی زندگی اسقدر تلخ تھی کہ جینے جی اپنے رستگاری تو کہان شکل

امید بھی خواب مین نظر نہ آتی تھی - وہ کارجی مین جو پہلے ہاتھ اوٹھا اوٹھا کر مسیحی برادری کا وعظ کرتے تھے - جب دولتمند اور جاگیردار ہو گئے تو اونھون نے بھی وہی نفرت جابرانہ دستور العمل اختیار کر لیا اور اپنے بیکس غلامون اور حلقہ بگوش مزارعون کے ساتھ رومن امرا سے بھی کہین بڑھکر بدسلوکیان کرنے لگے - دولتمند بھی اونھی شہوت پرستیون اور سیہ مستیون مین مستغرق ہو گئے - جو رومن سلطنت کا چراغ گل کر چکی تھین - غرض ان مسیحی مذہب کے پیرو ون کا ہاتھ کے برائیان بت پرستون کے مذہب خبائث سے اگر بڑہ نہ گئی تھین تو برابر ہونے مین تو کچھہ شک ہی نہ رہا - مورخ اسپین کو جب سلمانون کے ہاتھ سے استیصال مذہب مسیحی کا کوئی معقول سبب نہ ملا تو لکھتا ہے - کہ "شاہ وٹزا نے ملک کو گناہ سکھلائے" کیا خوب ! حقیقت مین اہل اسپین یہ تعلیم پیشتر ہی پا چکے تھے - شاہ وٹزا اپنے اسلاف سے بدتر نہ ہوتا - اگر اول گاتھ کے وقوعات مابعد ان تمام خرابیونکو پوری وسعت نہ دیتے - وحشی قومونکی برائیان - متنزل مہذب قومونکی برائیون سے بسا اوقات قریب مشابہت رکھتے ہین - چنانچہ اس نظر سے انقلاب سلطنت سے اہل ملک کے اخلاق کی کچھہ بھی اصلاح نہ ہو سکی - کیونکہ رومن مہذب مگر متنزل تھے اور گاتھ محض وحشی اور ناشائستہ -

سپین کی ملکی، اور اخلاقی حالت یہ تھی - جب وہ سیلاب جسکا ہم نے اوپر ذکر کیا ہے لہرا کے اوسکی حدود کیطرف بڑھا - تمام ملک بگڑی ہوئی شخصی سلطنتون مین منقسم تھا - بڑی بڑی جاگیرین حلقہ بگوش مزارعان کے

زیر کاشت تہین جنکی حالت نہایت متنزلزل اور مایوسانہ تہی - مگر اینے رو سیاہ ملکوںکی بہر مار سے بالکل خراب و خستہ ہو گئے - دو لتمند نشۂ عیش مین مدہوش تہے جبل الطارق سے اسطرف تو یہ حالت تہی - اور اوسطرف بربران اسلام جنہین جابجا تہے جنمین ہر شخص زور آزما و شیر پنجہ تہا - جنکے سینون مین نشۂ مذہب کا جوش بہر رہا تہا - جنکو طفولیت ہی سے قواعد رزم سکہلائے جاتے تہے جنکی زندگی بالکل سیدہی سادی اور انگلہر سپاہیون جیسے تہی اور جنکے دل اسوقت اندلس کے زرخیز صوبونکو تاخت و تاراج کرنے کے شوق سے لبریز تہے بس ایسے فریقین کے درمیان جو لڑائی کا فیصلہ ہو سکتا ہے اوسمین کسکو شک ہوتا - اور بالفرض اگر اندنون شک ہوتا ہی اوسکو باہمی دغا بازی نے حلہ آور ونکے حق مین تائید آسمانی بنکر بالکل رفع کر دیا -

راڈرک نے شاہ وٹزا کو تخت سے برطرف کر کے خود عنان حکومت ہاتہہ مین لے لی - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس بادشاہ نے بار اذ حکومت تو بہت اچہی طرح اوٹہایا - مگر آخر کار - جاہ و حشمت کی حرص مین ڈوب گیا - اوسکی شہوت پرست عیش دوست طبیعت نے اون بہڑک اوٹہنے والے اسباب مین بارود کا کام دیا جو اوسکو چارونطرف سے گہیرے ہوئے تہے - اور جنکو شعلہ زن ہو کر سلطنت کو خاکستر کرنے مین ایک ذراسی چنگاری کی ضرورت تہی - اوسوقت سلطنت اسپین کی چہوٹی چہوٹی ریاستون مین یہ دستور تہا کہ ہر شہزادہ اپنے بچونکو خاص عمر کے لئے شاہی دربار مین اس غرض سے

بھیجا کرتے تھے کہ شاہی اداب بزم - تربیت و شائستگی حاصل کریں -
چنانچہ کونٹ جولین گورنر سیوٹا (سوطا) نے (شروع مین بیان کیا گیا ہے
کہ سوطا شاہ یونان سے برائے نام متعلق تھا - بلحاظ استمداد و اعانت اور
تقریب شاہ سپین کا مطیع تھا) حسب دستور اپنی دختر فلورنڈا کو ٹولیڈو (طلیطلہ)
بھیجا تاکہ ملکہ کے کنیزون مین تعلیم و تربیت پاوے - یہ لڑکی نہایت حسینہ اور
جمیلہ تھی - شاہ راڈرک کا فرض تھا کہ اس معصوم لڑکی کی پاکدامنی کو اپنے بیٹون
کیطرح دامن شفقت سے محفوظ رکھتا مگر افسوس یا اوسنے اپنے تمام فرائض منصبی
کو نسیا منسیا کرکے اوسکے دامن عصمت کو خود آلودہ کردیا - یہ ایک بڑی بھاری
بے عزتی ہے - کیونکہ جولین کی لی لی شاہ وٹزا کی حقیقی بیٹی تھی - گویا لڑکی کی
بے عزتی سے تمام خاندان گاتھ کا ہتک ہوا -

نوجوان لڑکی نے اس غم و غصے مین اپنے باپ کو خط لکھکر ایک معتبر
غلام کو بلایا - اور اوسکو ایک دستی خط دیکر کہا کہ اگر تجھے شہزادیونکے تلطف
اور نائٹ (فوج کا اعلےٰ عہدہ) جیسے اعلےٰ عہدے کی عزت حاصل کرنیکی
آرزو ہے - تو بلا خیال و نزاکت خشکی و تری ہوا ہوجا اور جسقدر جلد ہو سکے
یہ خط خاص کونٹ جولین کے ہاتھ مین جا دے -

کونٹ جولین کو شاہ راڈرک سے رشتہ اتحاد قایم رکھنے کی کوئی
وجہ ہی نہ تھی - کیونکہ اوّل تو شاہ وٹزا سے اوسکی نہایت قریب رشتہ داری
تھی (یعنی اوسکا خسر تھا) اور شاہ وٹزا وہ تھا جسکو راڈرک نے تخت سے

برطرف بلکہ غالب گمان ہے کہ قتل ہی کردیا تھا۔ پس ایسے غاصب اور قاتل سے موافقت رکھنے کی اوسے کیا ضرورت تھی۔ دوسرے اب اوس کی بیٹی کی بے عزتی کے ساتھ خاندان گاتھ کی بے عزتی ہوئی۔ جس نے اوکی آہستہ آہستہ سلگتی ہوئی کینے کی آگ کو منتہائے غیض و غضب کی شعلوں تک بھڑکا دیا۔ گو عربوں کے حملوں کو وہ اب تک پوری کامیابی سے روکتا رہا۔ مگر اب اوسنے مصمم ارادہ کرلیا کہ اپنی بیٹی کی عزت خراب کرنے والے کا ملک بچانیکی زیادہ کوشش نہ کرونگا۔ مسلمان اگر ملک لینا چاہیں تو میں ہی اونہیں راستہ بتانے پر تیار ہوں۔

بدلا لینے کے جوش میں بھرکر جولین نے فوراً دربار شاہی کی طرف کوچ کیا۔ اور وہاں پہونچکر اپنے اصلی دلی خیالات کو اس چالاکی سے چھپایا کہ راڈرک سے جسکو اپنے جرم پر بغایت انفعال اور پختہ یقین تھا کہ فلورنڈا نے افشائے راز نہ کیا ہوگا۔ نہایت اعزاز و اکرام سے پیش آیا۔ اور محافظت ملک کے لئے ذرا ذرا سی بات میں اوس سے مشورہ کیا بلکہ جولین ہی کے فریب آمیز صلاح سے اوسنے اعلےٰ درجے کی فوج (سوار اور پیادے) اوسی کے ماتحت جنوبی اضلاع کی طرف بھیجدے۔ تاکہ مشرکین حملہ آوروں کے مقابلے کے لئے تیار رہیں۔ اسکے بعد جولین معہ اپنی مظلوم دختر فلورنڈا کے سوطا کو واپس ہوا۔ اور شاہ راڈرک کو نہایت خوش اور مہربان چھوڑا۔ چلتے ہوئے شاہ مذکور نے اوس سے چند

خاص قسم کے شکاری بازوں کی اشد ضرورت ظاہر کی ۔ اور اونکے لئے فرمایش کی ۔ جولین نے جواب میں کہا کہ میں آپ کے لیے انشاء اللہ تعالے ایسے باز بھیجوں گا جو آپ نے کبھی مدت العمر میں نہ دیکھے ہوں گے غرض اہل عرب کے آنے کو اس پوشیدہ پیرایہ میں جتلا کے ۔ جولین نے سوطا کو عود کیا ۔

جولین نے واپس ہوتے ہی اوّل موسے بن ناصر گورنر شمالی افریقہ سے ملاقات کی ۔ جسکے ساتھ اوس کی فوجیں اس قدر مرتبہ تیغ و سپر ہو چکی تھیں ۔ اور اوس سے کہا کہ آج میرے اور تمہاری لڑائی کا خاتمہ ہو گیا ۔ اب سے میں اور تم دو دلی دوست ہونگے اور اثنائے گفتگو میں اوس نے اسپین کی زرخیزی اور خوبصورتی کے افسانوں سے عربی جنرل کے دل میں شوق پیدا کیا ۔ اوس کے صاف و شفاف چشمے سرسبز و شاداب چراگاہیں ۔ لذیذ انگور خوشگوار زیتون ۔ اوس کے عالیشان شہر اور شاہی محل اور گرجاؤں کے لبریز خزانے ۔ اور کہا کہ یہ ایسا ملک ہے جہاں کہ گویا شہد و دودھ کی نہریں بہتی ہیں ۔ موسے ! صرف تمہاری جانے کی دیر ہے گئے اور فتح ہوا میں خود تمہیں راستہ بتاؤں گا اور اپنے ہی جہاز دوں گا ۔ مگر عربی جنرل ایک مرد دانا دوراندیش تھا اوس نے خیال کیا ۔ ممکن ہے کہ جولین کی اس تجویز میں جو اچھی خاصی دعوت ہے کوئے دام تزویر ہو ۔ پس اوس نے خلیفہ دمشق کی خدمت میں ایک قاصد بھیجکر اون کا استمزاج لیا ۔ اور ساتھ ہی

اطمینان کے لئے ایک چھوٹی سی پانسو آدمیوں کی جمعیت بسرداری طارق
جولین کے چار جہازون مین اِس لئے روانہ کر دی کہ سواحل اندلس پر
لوٹ مار کے حملے کر کے چلے آوین - یہ واقعہ سنہ ۷۱۰ء عیسوی کا ہے -
اہلِ عرب نے اس وقت تک بحر روم مین جہازرانی شروع نہ کی تھی - اسیواسطے
موسےٰ نے نہ چاہا کہ اس مختصر سی جمعیت سے زیادہ آدمی سمندر کے بلاخیز
موجون مین ڈالدے -

باقی آیندہ　　　(حامد علی)

"قران مجید کی ترتیب"
پر
ایک راے

نمبر (۱)

حضرت سرورکائنات پر جب وحی نازل ہوئی تہی توآپ کے منشی اوسکو قلمبند کرلیاکرتے تہے اور آنحضرتؐ کے اصحاب اوسکو حفظ کرلیاکرتے تہے اوراسطور پر کلام الٰہی سینہ اورسفینہ مین محفوظ تہا۔ حضرت خلیفہ اوّل کے وقت مین ابومسیلمہ نے دعوے نبوّت کیا اومسلمانون سے اور اوس سے بمقام یمامہ (جو یمن کا ایک شہر تہا) معرکہ کارزار ہوا اسی معرکہ مین ابومسلمہ مارا گیا اور سات سو حافظ شہید ہوے۔ حضرت عمرؓ کے عقل دور اندیش کو یہ اندیشہ ہوا کہ ابہی مسلمانونکو بڑے بڑے معرکہ سر کرنے ہین اگر ایک ایک معرکے مین سات سات سو حافظ قران شہید ہوے تو جو حصہ کلام مجید حافظون کے سینون مین محفوظ ہے وہ ہاتہ سے گیا یہ خیال کرکے آپ نے خلیفۂ اوّل کو یہ مشورہ دیا کہ قران ایک جگہ جمع ہوکر قلمبند ہوجاے۔ حضرت خلیفۂ اوّل نے زید ابن ثابت کو (جو آنحضرت کے عہد مین دارالانشاء وحی کے ایک رکن تہے) یہ فرماکر یہ خدمت سپرد کی کہ اِنَّکَ رَجُلٌ شَابٌّ عَاقِلٌ

لا تتّهمك وقد كنت تكتب الوحی لرسول الله صلّی الله علیه وسلّم فتتبّع القرآن واجمعه ترجمہ تم جوان عاقل ہو تمہارا حافظہ یا صداقت بھی کسیطرح تہم نہین ہے اور آنحضرت کے زمانے مین تم وحی لکھا بھی کرتے تھے اہتمام کر کے قرآن جمع کر ڈالو۔ حضرت زید بن ثابت نے کوشش و محنت سے قرآن شریف کو مختلف کھجور کے پتون سے اور لخاف سے (جو ایک سفید باریک پتھر ہے) اور حافظونکے سینے سے یکجا کر کے قلمبند کر لیا۔ یہ نسخہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت حفصہ بنت عمر کی حفاظت مین یکے بعد دیگرے رہتا چلا آیا جب حضرت عثمان خلیفہ ثالث کا عہد آیا اور آرمینیہ اور آذربیجان مین معرکے گرم ہوئے تب حضرت حذیفہ بن الیمان نے انکی توجہ تدوین کلام مجید کیجانب مائل کی اونہون نے زید بن ثابت۔ عبد اللہ بن الزبیر۔ سعید بن العاص۔ اور عبد الرحمن بن الحارث کو حکم دیا کہ قرآن مجید کا نسخہ حضرت حفصہ کے پاس سے لاکر اوسکی متعدد نقلین کرین۔ جب متعدد نسخے تیار ہوگئے تو ایک ایک نسخہ بصرہ۔ کوفہ۔ شام۔ یمن وغیرہ ممالک کو بھیج دیا گیا۔ (دیکھو صحیح بخاری لمعات) یہ ہے مختصر تاریخ قرآن مجید کے جمع ہونے کی۔

اب ترتیب کو ملاحظہ کیجئے۔ قرآن مجید کی ترتیب کے ذیل مین دو قسم ہین۔ اولاً آیات کو باہم مرتب کرنا۔ اسکے نسبت تمام علمائے اسلام کا اجماع ہے کہ یہ آنحضرت کا الہامی فعل تھا۔ اسمین کسی عالم کو اختلاف نہین

ہے۔ ثانیاً سورتونکو باہم مرتب کرنا یہ کام اصح اقوال کے بموجب صحابہ
آنحضرت نے اپنے اجتہاد سے کیا ہے۔ اور یہ ترتیب سورتونکی جو
آج ہم قران مجید مین دیکھتے ہین حضرت عثمان کے عہد مین ہوئی ہے۔
(دیکھو تفسیر فتح العزیز پارہ الم لمعات) اس ترتیب کے بیان سے واضح
ہوگیا کہ آیات قرانی کی ترتیب الہامی طور پر منجانب اللہ ہوئی ہے۔

توضیح مقام کے واسطے یہ تو تمہید تھی اب اصل مقصود سنئے کہ نومبر سنہ ۹۹ء
کے پرچہ حسن مین ایک مضمون طبع ہوا ہے جسکے عنوان کو ہمنے ہی اپنے
مضمون کا زیب سر کیا ہے۔ کاکوری کے ایک صاحب کو یہ خیال جدید
پیدا ہوا ہے کہ قران کی آیتون کی باہمی ترتیب (جو تیرہ سو برس سے
کرورون مسلمانون مین رائج ہے) ناقص اور زمانہ موجودہ کے لحاظ سے
ناموزون ہے وہ اونکو بطور خود ایک نئی ترتیب دینگے اور تمام مسلمانون سے
مستدعی ہین کہ اس دینی کام مین شریک ہوکر توشۂ آخرت فراہم کرین
مضمون کا خلاصہ تو یہ ہے لیکن مضمون نفسہ ایک عجیب چیز ہے
اور بے اختیار ع چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا۔ کو یاد دلاتا ہے۔
ناظرین رسالہ نے خیال کیا ہوگا کہ جس شخص کے دل مین منجانب اللہ یہ خیال پیدا ہوا
وہ بڑا ہی صاحب باطن ہوگا کیونکہ تیرہ سو برس تک نہ کسی صحابی کو یہ الہام ہوا اور
نہ کسی کو اولیاء کرام مین سے یہ کشف ہوا کہ ترتیب کلام مجید ناموزون ہے۔
دوسرے کا بڑا ہی فاضل اجل ہوگا جو آیات کی باہمی نسبت کو تمام مفسرین سے

(حالانکہ مفسرین کلام مجید مین فخر رازی سے فلسفی کامل بھی شامل ہین) بہتیرے سمجھا
اور جو باتین اونکو نہ سوجھی تہین وہ اوسکے ذہن وقاد نے ایجاد کی -

اور بڑا ہی گریجوایٹ ہوگا جو زمانہ حال کے رموز علمیہ کا نبض شناس ہے
علاوہ بریں میرے دلمین تو یہی خیال مضمون پڑہکر پیدا ہوا اور سب سے پہلا کام جو
اوس مضمون کے متعلق مین نے کیا وہ یہ تہا کہ یہ دریافت کرون کہ حضرت سعدی نے
کی لیاقت علمی کیا ہے - خوش قسمتی سے اونکے ایک ہم مکتب اور ہموطن سے
مجکو دریافت کرنے کا موقع ملا اور اونہون نے بتایا جو کچھ بتایا - بدقسمتی سے
نہ مین صاحب کشف ہون اور نہ میرے وہ دوست جنہون نے میری مدد
کی ہو واسطے راقم مضمون (یعنے حضرت سعدی) کے نسبت باطنی کی نسبت
مین کچھہ معلوم نہ کرسکا - ہان عربی کا تو کچھہ شائبہ ہی نہین ہے رہی انگریزی وہ
بھی کچھہ اونے درجے سے بڑہی ہوئی نہین ہے - اب اگر مجھکو حیرت ہے
تو صرف حضرت کی جرأت پر - حضرت سعدی ہمکو معاف کرین اونہون نے
بہت بڑے کام کا ارادہ کیا ہے - جب تک ہم تحقیق کامل نہ کرین کیسے
اونکے ہم زبان ہوجائین -

آخر میں مطلب راقم مضمون کا دل دکہتا ہے کہ مشہور اور مستند مقولہ ہے
"الانسان مرکب من الخطاء والنسیان" بیکار ہوجاتے اور اسوجہ

---

* لفظ آگے جہان استعمال ہوا ہے وہان سعدی کاکوروی سے مراد ہے -

اونھون نے سلف پر اعتراض کیا ہے - لیکن افسوس ہے کہ خود وہ اوسکو بیکار کرنے کی کوشش کرتے ہین - ہم بادب پوچھتے ہین کہ "انسان کے نوع کا جزو ہے حضرت اپنے آپکو سمجھتے ہین یا نہین - اگر سمجھتے ہین تو اونکو یہ یقین کیونکر ہوگیا کہ اونکا ارادہ اور منصوبہ مبرا من الخطاء والنسیان ہے" بقول اڈیٹر حسن کوئی وجہ اختلاف تو بیان کی ہوتی جسکی جہت سے ہم کو بھی معلوم ہوتا کہ آپ کا ارادہ الہامی اور خطا سے پاک ہے

حضرت سعد سے خبردار ہوجائین کہ جو اعتراض نقص ترتیب آیات کا اونھون نے کیا ہے حضرت عثمان پر وہ صرف حضرت عثمان تک محدود نہین ہے بلکہ بانی اسلام پر ہے - کیونکہ ہمنے اوپر بتایا ہے کہ ترتیب آیات (جسنے آیات صفات باری اور کیفیت ذات قہاری کو اور تمہید اور اخلاقی مضامین کو ایک جگہ کردیا ہے) شارع علیہ السلام کا الہامی فعل ہے اور اسواسطے دماغ بشری کا نتیجہ نہین ہے - جیسا کہ آپ سمجھے ہین - بلکہ خدائی کام ہے اور اسیواسطے ہمارے سلمان بھائی اسی ترتیب کو اولے اور عمدہ خیال کرتے ہین - بقول اڈیٹر حسن عیسائیون کا رجحان البتہ اور ترتیب کیطرف ہے اور وہ نفس الامر مین "ایک رخنہ پیدا کرنے کی ایک تدبیر ہے"

حضرت سعد نے واقعات کے لحاظ سے اپنے مضمون مین بہت غلطیان کی ہین اور انہین غلط واقعات پر اپنے رایونکو قایم کیا ہے لیکن ظاہر ہے کہ جب بنا درست نہین تو عمارت کیونکر درست ہوسکتی

سے مضمون کے صفحہ (۶) مین لکہتے ہین کہ قران متعدد سورتون مین
نازل ہوا ہے" اور پہر دعوے یہ کہ "ہر مسلمان اسکو عمدہ طور پر جانتا ہے"
حضرت مین تو یہ نہین جانتا بلکہ یہ جانتا ہون کہ قران شریف کچہہ تو متعدد سورتون
مین نازل ہوا ہے اور اکثر آیات مین نازل ہوا ہے اور اون آیات کے
مجموعہ کا نام سورۃ ہے یہ کہنا کہ ہمیشہ سورتین ہی نازل ہوئی ہین صحیح نہین ہے
اپنے اس دعوے کے اثبات مین ایک تفسیر نہین بلکہ تمام دنیا کے اسلامی
تفسیرین پیش کرتا ہون جس تفسیر کو اوٹہا کر دیکہے گا یہی مطلب بتائیگی۔
صفحہ (۷) مین لکہتے ہین کہ "سورتین جو مضامین کا ہیڈنگ ہین اون مین
شان نزول اور مقام صدور کا اظہار ہے" میرے نگاہ سے جتنے کلام مجید
گذرے کسیکی سورۃ مین بہی شان نزول کا مذکور نہین ہے اور غالباً کوئے
کلام مجید آجتک ایسا نہین لکہا گیا۔ شان نزول تفسیر مین بیان کیجاتی ہے
البتہ سورتون کی ابتدا مین مقام صدور کا اظہار ہوتا ہے اور کسی خاص قصے
یا حکم کیوجہ سے (جو اوس سورۃ مین مذکور ہوتا ہے) اوس سورۃ کا نام رکہا گیا ہے
مثلاً سورۃ البقرہ چونکہ اسصورت مین بقرہ اسرائیل کا ذکر ہے لہذا
اسکا نام سورۃ البقرہ ہے اگرچہ اور بہت سی باتین بہی اسصورۃ مین
مذکور ہین۔ بعض سورتونکے نام مین یہ مناسبت بہی نہین ہے مثلاً سورۃ
طٰہٰ ۔ یٰسٓ ۔ صٓ ۔ قٓ ۔ نٓ وغیرہ ۔ جن حرفون سے
یہ سورتین شروع ہوئی ہین وہی اونکے اسماء ہین۔

آگے بیان کرتے ہین کہ محمدیون کا اعتقاد ہے کہ ترتیب کلام مجید حضرت عثمان کا کام ہے ۔ شاید راقم مضمون کا یہ اعتقاد ہو۔ لیکن تمام مسلمانون کا عقیدہ تو وہی ہے جو تفسیر فتح العزیز وغیرہ کے حوالے سے ہم نے اوپر ظاہر کیا ہے ۔

اسی صفحہ مین لکھتے ہین کہ "یہ بات پایہ تحقیق کو پہونچ چکی ہے کہ بروقت ترتیب کلام مجید حضرت عثمان نے بہت سے آیات ...... نکال ڈالین" علاوہ اسکے کہ بقول اڈیٹر حسن حضرت سعدی کاکوروی تخلیص ثالث پر ایک غیر مستند اور قابل مضحکہ دہبا لگاتی ہین جہان اسبات کا اشارہ نہین کیا ہے کہ یہ مطلب کس کتاب سے راقم مضمون نے اخذ کیا ہے ۔ اور غضب یہ کہ پایہ تحقیق پر پہونچ جانے کا دعوے ہے ۔ ہمکو حیرت ہے کہ یہ تحقیقات کا جھنڈا کہان نصب ہوا ہے جسکے سایہ مین ایسی ایسی محقق باتین فراہم ہو رہی ہین ۔ کیا سعدی کاکوروی اسی تحقیقات اور فلسفے سے مخالفین کے جواب "مشرح و بسط سے لکھین گے"

صفحہ (۸) کے خاتمہ پر ایک عجیب اور طرفہ بات لکھی ہے ۔ لکھتے ہین کہ "لیکن آپ کو (یعنے حضرت عثمان کو) یہی ایک کام (یعنے قران کی ترتیب) نتھا بلکہ حدیثون کی ترتیب ۔ روزہ ۔ نماز ۔ حج ۔ زکوۃ وغیرہ تمام امور دینی اور دنیوی کا ایک دستور العمل مکمل کرنا تھا ۔ ..... اسواسطے ترتیب کا خیال نظر انداز ہو گیا" ہمکو سخت تعجب ہے کہ حضرت

عثمان نے کونسے احادیث مرتب کئے ہین اور احکام دینے اور دینوی
کا کونسا مکمل دستور العمل بنایا ہے ۔ ہم نے نہ نام سنا اور نہ شاید کسی اور نے
سنا ہوگا ۔ شاید راقم مضمون ہٰذا کی یہ غرض ہے کہ حضرت عثمانؓ سے
احادیث مروی ہین ۔ لیکن حضرت عثمان سے کچھ ایسی کثرت سے
احادیث روایت ہی نہین کیگئی ہین ۔ صحیح بخاری مین صرف نو حدیثین
حضرت عثمان سے مروی ہین حالانکہ اسی صحیح بخاری مین حضرت ابوہریرہ
سے پانسو سے زائد حدیثین روایت کی گئی ہین (دیکھو مقدمہ فتح الباری)
اس پر اور کتابونکو قیاس کر لیجئے ۔ حدیثونکی ترتیب محدثین اصطلاحی
اور احکام نماز وغیرہ کو مرتب کرنا فقہائے رحمہم اللہ تعالیٰ کا شیوہ اور منصب ہے
حضرت عثمان دونون فریق مین نہ تھے

نوین صفحے کے آخر مین اس سے بھی زیادہ حیرت خیز بلکہ
اشتعال انگیز بات لکھی ہے ۔ کہتے ہین "اسکے ساتھ ہی اگر وہ (یعنی
متعصب مسلمان) اس بات کا خیال کرینگے کہ حضرت خلیفہ اوّل و دوم مین
اتنی عقل ۔ زیادہ لیاقت نہ تھی جو کلام مجید کو جمع کرتے یا قواعد و اجرائے
احکام مین اجتہاد سے عقل کام لیتے جو حضرت عثمان نے کیا ۔ تو ہم کو
امید ہے کہ تمام ہمارے مسلمان ہمارے ہم زبان ہونگے اور کچھ خیال کرکے
دل مین سکوت اختیار کرینگے"

میرے سمجھ مین نہین آیا کہ عام مسلمانونکے اعتقاد مین کس بات مین

حضرت خلیفہ اوّل و دوم حضرت عثمان سے پیچھے تھے - کیا خلیفہ اوّل
قران کے جمع ہونے کا حکم نہین دیا گیا اونکے عہد مین قران جمع نہین ہوا
کیا ان دونون خلافتونکے زمانے مین احکام اسلام کا ڈنکا عالم جہان مین
نہین بجا - کیا قواعد اسلام ان دو خلافتون سے ایک عالم مین جاری نہیں
ہوا ہے کیا مقتضاے عقل کے بموجب بارہ برس دونون خلافت
فرض منصب ادا نہین ہوا - جب ہم دیکھتے ہین کہ سب کچھ ہوا اور
صرف ہم دیکھتے ہین بلکہ جتنے آنکھون والے مسلمان ہین سب دیکھتے
ہین تو ہمارے خیال مین نہین آتا کہ حضرت کا کون دعوی ہمکو کیا تلقین کرتے
ہین - شاید وہ خود بھی نہین سمجھتے ہین کہ کیا کر رہے اور فضول لفظ سے
لکھہ دل مین خیال کرکے کیا ہی بے سروپا باتین بدبیر قران مین درج
اور کیا ہی مہذب کلمات زمانہ حال کے موزون ہین ~

بقول من ندیدہ است فعل من ہرگز
خوشا کسیکہ دارست از زبان و دستش

ہماری فہم قاصر ہے کہ کیا سمجھکر ہم سعدی کے ہمزبان بنجائین - یہ ایک
نمونہ ہے اوس مضمون عالی کے خوبیون کا - اور یہی مضمون ہے
منجانب اللہ القا ہوا ہے - اسی پر اوس تحریر کا اندازہ ہو سکتا
جسکے واسطے یہ مضمون تقریب ہے ہمارے راے مین تو مذہب مین
رخنہ اندازی اور نقب زنی اسکا منشا ہے اور اسی وجہ سے ہمنے اسکا

آخر مین ہم باادب راقم مضمون سے کہتے ہین کہ وہ اپنی راے پر غور اور سمجھو نیپر نظر ثانی کرین اور خواہ مخواہ اس وہم مین کہ جو کچھہ وہ کہتے ہین منجانب اللہ اور الہامی ہے - اس مستند اور مشہور مقولہ الانسان مرکبٌ من الخطاء والنسیان کو بیکار نہ قرار دین تاکہ ہم اطمینان دلاتے ہین کہ اگر بدقسمتی سے اونہون نے اپنی راے کے پیرویہی ماہ جنوری سے کام شروع کر دیا تو کوئے قتوے کفر والحاد کے لکھنے کی تکلیف گوارا نہ کرے گا بلکہ اپنے دل مین کچھ خیال کر کے سب چپ ہو رہین گے مسلمانونکی حمیت سے امید نہے کہ اسی انوکھے خیال کی تائید مین کسی طرف سے صداے مرحبا بلند نہ ہوگی -

اگر راقم مضمون کو ہماری تحریر ناگوار گذرے تو افسوس ہے - لیکن ہمپر فرض تہا کہ ہم یہ لکھتے -

والسلام علی من اتبع الہدیٰ

محمد حبیب الرحمن شروانی

"قران مجید کی ترتیب"

نمبر (۲)

رسالہ حسن نمبر (۱۱) مین ایک مضمون مسلمانون کے
قران پاک کی ترتیب کی بابت چھپا ہے جسکے مصنف کا نام رفیع الدین احمد اور
وہ مقام کاکوری کے شیخ سعدی ہین - یہ ایک فاسد گار مضمون ہے جو ہر مسلمان کی
ضروری توجہ کے لایق ہے اس مضمون کے صاحب راقم کی تمام راے کا پورا
خلاصہ اسکے ان دو فقرون مین ہے اول فقرہ "لیکن مین یہ ضرور کہونگا کہ قران
کی ترتیب موجودہ زمانہ حال کی بہت ناموزون ہے اور اسکے مخلوط مضامین کم لیاقت
کی نظرون سے ضرور محفوظ ہین - دوسرا فقرہ " ہندوستان ایسے ملک مین قران مجید
کی ترتیب موجودہ ناکمل اور ایک طور پر ادہوری ہے - مین اسکی ترتیب اپنے
فہم ناقص کے مطابق ہیجکٹ (مضمون) پر کرنا چاہتا ہون" جو دلیل انھون نے
قران پاک کی ترتیب کے ناکمل اور ناموزون نیز ادہورے ہونے کے بیان
کی ہے اوسکا حاصل یہ ہے کہ یہ ترتیب حضرت صحابہ بالخصوص حضرت عثمان رضی اللہ
عنہ کی ہے وہ بشر تھے اور بشر مرکب من الخطا والنسیان ہے اسوجہ سے
اوسکا فعل ضرور غلطی اور نقصان پر مشتمل ہوگا - ورنہ اس مشہور مقولہ کا خون ہوتا ہے
کہ الانسان مرکب من الخطاء والنسیان - چنانچہ وہ لکھتے ہین " یہ خیال کہ جو

پیرکان وین سابق میں کر گئے ہیں وہ کالوحی من السماء سمجھا جاوے اور اونکی رائے خطا و سہو سے پاک سمجھیں لاانسان مرکب من الخطاء والنسیان ایک مشہور اور مستند مقولہ کو بالکل بلاضرورت بیکار کئے دیتا ہے اونہون نے اسبات کا دعوے کیا ہے کہ حضرت عثمان نے ترتیب قران کے وقت بہت سے آیات و مضامین کو حذف کر دیا اور انتخاب میں تکرارات اور غیر ضروری مضمون دور کر کے صرف ضروری مضامین پر اکتفا کیا اور صاحب راقم موصوف نے اس کاررواے کو مسلمانونکو گویا مسلم اور متفق مسئلہ ظاہر کیا ہے چنانچہ وہ تحریر فرماتے ہیں" ہمارے پیارے محمّدی بھائیونکا یہ اعتقاد کامل ہے کہ کلام مجید کی ترتیب خلیفہ ثالث حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کے دست مبارک سے ہوئی اور اسیوجہ سے آپ کا لقب جامع القران ہے یہ بات پایہ تحقیق کو پہونچ چکی ہے کہ بروقت ترتیب کلام مجید حضرت خلیفہ ثالث سے بہت سی آیات بوجہ محل خاص کے واسطے مخصوص یا مطلب واحد کیوجہ سے بلاضرورت یا تکرار مضمون کے باعث قابل اندراج نہیں نکالدیں۔ اور انتخاب میں صرف اونہیں آیات کی ضرورت سمجھی گئی جو خاص اغراض کے واسطے موزون۔ یا ایک مطلب جدا گانہ کے سبب لابد تھیں۔ اور جسپر جمہور کا اتفاق اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ وغیرہ کی تصدیق تھی اور دیگر انصار و مہاجرین و تابعین کے نزدیک مسلم"

اونہون نے اپنے دو خیال متناقض اس مضمون میں عجب لطف سے

بیان فرمائے ہین - اول یہ کہ ہین صرف سورتونکی ترتیب مین تصرف کرنا چاہتا ہون
چنانچہ وہ لکھتے ہین "گو مین یہ بخوبی جانتا ہون کہ میرا ارادہ پچھر موخر و مقدم سورتونکے
دوسرا نہین" - چنانچہ ان کا یہ فقرہ تو بتارہا ہے کہ وہ سورتونکی تقدیم و تاخیر کے
سوائے اور کچھہ کرنا نہین چاہتے - اور جو نا موزونی سبجکٹ کے اعتبار سے
قران پاک مین ہے وہ انکے نزدیک صرف اسیقدر تصرف سے رفع ہوجاوگی
مگر پھر کچھہ سمجھہ کر وہ فرماتے ہین کہ "مین اسکی ترتیب اپنے فہم ناقص کے مطابق
ہر سبجکٹ پر کرنا چاہتا ہون - تحمید باری - صفات باری - اخلاق تمدنی - معاشرت
واقعات - فرائض وغیرہ" - اس فقرے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یا تو ہر ایک سورت
انکے نزدیک ہر ایک مضمونکو علے سبیل الترتیب ایسی حاوی ہے جسکی وجہ سے
صرف ایک سورت کو مقدم اور دوسرے کو موخر کرنے سے ہر سبجکٹ کے
موافق ترتیب مجوزہ انکی مکمل ہوجاوے گی یا شاید عزم اول کو ناکافی سمجھکر عزم
ثانی پر کیا گیا ہے کہ ترتیب سُوَر ہی نہین بلکہ ترتیب آیات بھی کیجاوے گی
ورنہ ہر سبجکٹ کے موافق ترتیب نہ ہوگی - انہون نے اپنے اس مستحکم
ارادہ مین اپنے عزم راسخ کو جو اس زمانے کے فلاسفرونکے نزدیک شعبۂ
نبوت ٹھرا ہے - اس دلیرے کے ساتھہ ظاہر فرمایا ہے کہ مسلمانون کے
پیشواون (یعنے آجکل کے ملانون) کے کفر کے فتوون سے اپنے کو
بے خوف ظاہر کردیا ہے اور با این ہمہ اپنے اس مستحکم ارادے مین تمام
مسلمانون اور رئیسون سے پوری امداد کی امید ظاہر کی ہے چونکہ ہم بھی ایک

ایک مسلمان ہین اور ہمکو خوب معلوم ہے کہ ہمارے اسلام کی حقیقت اپنے
پیارے محمد رسول اللہ کی سچی تصدیق اور اسکے لائے ہوئے
سچے کلام الٰہی کی تسلیم کے سوا اور کچھہ نہین ہے اور اگر کچھہ ہے تو وہ اسی
سچے کلام الٰہی کی بتائی ہوئی بات ہی۔ اس نظر سے ہمپر فرض ہے کہ ہم
اس زمانے کے شیخ سعدی صاحب کی اس نئے خیال کو نظر غور سے دیکھین
جو انھون نے مسلمانونکے خدا کے کلام پاک کی نسبت ظاہر فرماکر یہ ثابت کیا ہے
کہ جس کلام خداوندی کو ہم مسلمانون نے اپنا مدار ایمان سمجھا ہے اور جسکی نسبت
ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ وہ ہمہ وجوہ کامل و مکمل ہے اور ہر ایک عیب سے مبرا و منزہ
ہے اور وہ بفحوائے انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون ابطال مبطلین
و انتحال منتحلین سے برتر و اعلے ہے اور انسانی تصرفات و تحریف سے پاک ہو
وہ کلام پاک سعدی صاحب کے نزدیک ان عیوب سے مالا مال ہے اور
ایک بےڈھنگے طور پر یون ہی فراہم کر لیا گیا ہے جیسا کہ اوراق منتشرہ کو ایک
طفل مکتب ہوا مین سے چن کر جمع کر لیتا ہے اور اس غور کے بعد ہم اپنے معبود
برحق کے کلام معجز نظام کو جانچین کہ وہ کہان تک سعدی صاحب اسکی رائے
کے موجب اصلاح کے لائق ہے اور دریافت کرین کہ جس تا در حقیقی مالک الملک
ذوالجلال والاکرام نے اپنے مبارک و مقدس کلام کو بطریق اعجاز اپنے
پیارے نبی کو دیا تھا اس قادر مطلق سے سعدی صاحب کی رائے کے
موافق کہان تک اس کلام کی تہذیب مین فروگذاشت ہوئی اور کہان تک

اس کلام کی تہذیب میں فرو گذاشت ہوئی اور کہاں تک اس مجموعہ انوار کی ترتیب میں اسکو لاچاری اور مشکل پیش آئی جسکے سبب سے اوسنے اپنے کلام کی تہذیب و ترتیب کا کام اپنے بندوں کے سپرد کیا اور بندے بھی اپنے جیسے وہ پورا نہ ہوسکا اور اونہوں نے آخر کار ہمارے زمانے کے شیخ سعدی صاحب کی ترمیم کی ضرورت باقی رکھی۔

ہم قبل اس کے کہ سعدی صاحب کے خیال کے غلط یا صحیح ہونے کی نسبت کوئی تصفیہ کریں مناسب سمجھتے ہیں کہ قران پاک کی ترتیب کی نسبت مسلمانوں کا عقیدہ ظاہر کریں اور اس امر کو طے کریں کہ آیا ہمارے خدا کی مقدس کتاب کی ترتیب موجودہ کسی بشر کے ہاتھ سے ہوئی ہے جو مرکب من الخطاء والنسیان ہے اور جسکی بنا پر سعدی صاحب نے اصلاح کا قصد فرمایا ہے یا جبکی یہ کتاب ہے وہی اسکا مرتب ہے بشری اختیار و تصرف کو اسمین کچھ مداخلت نہین ہے اور نہ آئندہ ممکن ہے۔

پس ہم مسلمانوں کا جسطرح یہ عقیدہ ہے کہ ہمارا قران پاک آسمانی کتاب اور اللہ کا کلام ہے اسیطرح ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ یہ کتاب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے سے پہلے اسی ترتیب و سلسلہ کے ساتھ بہیئت مجموعی لوح محفوظ اور کتاب مکنون مین ثابت و موجود تھی اور موجود رہیگی اور ہمارے اس عقیدے کو خود اسی سچی کتاب کی ان آیتون نے ہمکو بتایا ہے قال اللہ تعالے۔ انہ لقران کریم فی کتاب مکنون لا یمسہ الا المطہرون

بل ھو قرآن مجید فی لوح محفوظ ۔ وقال اللہ تعالےٰ ان علینا جمعہ و قرآنہ فاذا قرأناہ فاتبع قرآنہ ۔ امام بخاری نے کتاب التفسیر میں اس آیت کے تحت میں لکھا ہے ۔ قولہ تعالےٰ ان علینا جمعہ وقرآنہ ۔ تالیف بعضہ الی بعض ۔ فاذا قرأناہ فاتبع قرآنہ ۔ ای ما جمع فیہ ۔ وقال تعالیٰ انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون یہی وجہ ہے کہ ہمارے خدا کی یہ مقدس کتاب تبدیل و تحریف و زیادت و نقصان سے آج تک محفوظ ہے اور اگر ہمارے خدا کی یہ بات کہ ہم اسکے حافظ ہیں سچی ہے تو وہ ہمیشہ محفوظ رہے گی ۔ اور ہم مسلمانوں کے اس عقیدے کا ثبوت کہ ترتیب موجودہ قرآن پاک کی مطابق اسی ترتیب کے ہے جو لوح محفوظ کی ترتیب ہے اور اسمیں سر مو تفاوت نہیں ہے اور یہ ترتیب بھی اسیطرح جبرئیل علیہ السلام نے آنحضرت کو خدا کیطرف سے لاکر بتائی ہے جسطرح کہ انہوں نے قرآن پاک اوتارا اسوجہ سے اس ترتیب کو ترتیب بشری اعتقاد کرنا اسلام کا عقیدہ نہیں ہے علاوہ ان نصوص قرآنی کے احادیث نبویہ اور اجماع مسلمین اور تصریح ائمہ دین سے علانیہ طور پر ثابت ہوتا ہے چنانچہ جلال الدین سیوطی لکھتا ہے ۔

ومن الامور الدالۃ علی ان ترتیب الآیات توقیفی قرأتہ صلی اللہ علیہ وسلم سورا عدیدۃ فی الصلوٰۃ مرتبۃ کما وردفی الاحادیث الکثیرۃ انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یقرء فی الصلوٰۃ کذا سورۃ کذا وفی صلوٰۃ کذا سورۃ کذا فکیف یکون ہذا الترتیب الذی ھوا موجود الآن

ترتیباً بشر یا مع ان الصحابة سمعوا القرآن مفصلا مرتبا من فی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال المکی وغیرہ ترتیب
الآیات فی السورة یا مر من النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولما لم
یا مر بذلک کیف ترکت البسملة فی اول براءة - وقال القاضی ابوبکر
ترتیب الآیات امر واجب لازم فقد کان جبرئیل یقول ضعوا
آیة کذا فی موضع کذا وقال الذی یذهب الیہ ان جمیع القرآن
الذی انزله اللہ وامر باثبات رسمه ولم ینسخه ولا رفع
تلاوته بعد نزوله ہو الذی بین الدفتین الذی حواہ مصحف
عثمان رضی اللہ عنہ وانہ لم ینقص منہ شئ ولا زید فیہ
وان ترتیبه ونظمه ثابت علی ما نظمه اللہ تعالی ورتبه علی
رسوله من ای السور لم یقدم من ذالک موخر ولا اخر منه
مقدم وان الامة ضبطت عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
ای کل سورة ومواضعها وعرفت مواقعها کما ضبطت منه
نفس القرآن وذات التلاوة الخ کذا فی الاتقان اور وہی جلال الدین
سیوطی لکھتا ہے - اما الاجماع فنقله غیر واحد منهم الزر
کشی فی البرهان وابو جعفر بن الزبیر فی مناسباته وعبارته
ہکذا ترتیب الآیات فی سورها واقع بتوقیفه صلی اللہ علیه
وسلم وامرہ من غیر خلاف فی هذا بین المسلمین - یہاں تک -

اجمالی طور سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ ہم مسلمانوں کا عقیدہ اپنے خدا کی
سچی کتاب کی نسبت اجمالی طور سے یہ ہے کہ یہ کتاب مقدس آنحضرت پر نازل
ہونے سے پہلے اسی ترتیب و سلسلہ سے جیسے کہ وہ اسوقت ہمارے ایمان
بھرے سینوں میں ثبت ہے لوح محفوظ اور ام الکتاب اور کتاب مکنون میں
موجود تھی اور اب تک موجود ہے۔ اب ہم تفصیل سے اس بات کو
ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ آنحضرت پر جبرئیل علیہ السلام نے جسطرح اس کتاب
کو اتارا اسیطرح اس کی ترتیب کو بھی بتایا اور آنحضرت نے بجنسہٖ صحابہ کو سکھلایا
اور صحابہ نے اس قرآن پاک کو آنحضرت کے منہ سے اسیطرح سنا جیسے کہ
بلا تشبیہ ایک شاگرد اپنے حافظ اوستاد سے سنتا ہے ایک حرف بھی
اسمیں سے مقدم و موخر نہیں ہوا اور ایک آیت بھی اپنے موضع سے نہیں
ٹلی بلکہ جس آیت میں آنحضرت کو ادنے شبہ رہا ہے فوراً دوسری آیت کو
جبرئیل امین نے آکر بتا دیا ہے کہ یہ آیت فلاں آیت کے قبل یا بعد کی ہے
اسکو وہاں رکھو چنانچہ احمد نے باسناد حسن عثمان ابن ابی العاص سے روایت
کی ہے قال کنت جالسا عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اذ شخص ببصرہ ثم قال اتانی جبرئیل فامرنی ان اضع ہذا الآیۃ
بھذا الموضع من ہذہ السورۃ۔ ان اللہ یامر بالعدل والاحسان
وایتاء ذی القربی۔ اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ جبرئیل امین نے
ترتیب قرآنی کی تعلیم بھی وحی کے ذریعے سے پوری بتفصیل اسکی کرا

کہ فلان آیت فلان سورۃ مین فلان موقع پر اسطرح رکھدو اور آنحضرت نے فوراً اوسکو وحی کے بعد صحابہ کو سنایا اور حکم دیا کہ اس آیت کو فلان مقام پر لکھدو فلان سورہ مین رکھدو - چنانچہ احمد اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن حبان اور حاکم وغیرہ ابن عباس سے نقل کرتے ہین - قال وکان اذا انزل علیہ الشئے دعا بعض الصحابہ فمن کان یکتب فیقول ضعوا ہولاء الآیات فی السورۃ التی یذکر فیہا کذا و کذا - الخ - چنانچہ جس ترتیب سے جبرئیل نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو قران پاک سکھلایا آنحضرت اوسی ترتیب سے قران پاک کو ماہ رمضان مین ہر سال جبرئیل علیہ السلام کو سنایا بھی کرتے تھے اور بعض اوقات آنحضرت کے سنانے اور حضرت جبرئیل کے سننے مین بعض صحابہ بھی موجود ہوتے تھے اور حرفاً حرفاً مفصلاً مرتباً کما ہوالان صحابہ آنحضرت کے منہ سے حضرت جبرئیل کو سناتے وقت سنتے تھے منجملہ اون صحابہ کے حضرت زید بن ثابت کاتب القران ہین جنہون نے اس کتاب مقدس کو من اولہ الی آخرہ حضرت جبرئیل کے سامنے آنحضرت کے منہ سے اس آخر دور مین سنا ہے جسکے بعد آنحضرت کا انتقال ہوا اور اوسی آخر دور مین حضرت جبرئیل نے آنحضرت کو یہ بھی بتا دیا کہ فلان آیت منسوخ ہوگئی اور فلان آیت باقی رہے چنانچہ حضرت زید مذکور نے سنکر سب کو لکھ لیا اور آنحضرت کو پڑھکر سنا دیا غرض کہ ناسخ و منسوخ کا تصفیہ بھی آنحضرت کے روبرو حضرت جبرئیل نے فرما دیا اور آیات منسوخہ کے دور کرنے اور ناسخہ کے شامل

کرنے کا کام ہی آنحضرت خود ہی حضرت جبرئیل کے ارشاد کے موافق سینے
رو برو کہہ گئے اور ترتیب تلاوت کو مکمل فرما کر صحابہ کو تعلیم فرما دیا اور اسی تعلیم
کے موافق آنحضرت کے انتقال کے بعد ہمیشہ اسی موجودہ ترتیب تلاوت
سے حضرت زید اور لوگو نکو پڑھاتے رہے یہانتک کہ اونہون نے جب
انتقال فرمایا اور اسیوجہ سے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان نے
جمع قران کا اہم کام اسکے ذمے کیا تھا چنانچہ بغوی نے شرح السنہ مین
لکھاہے ان زید ابن ثابت شھد العرضۃ الاخیرۃ التی بین
فیھا مانسخ ومابقی وکتبھا لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقراٴھا
علیہ فکان یقری الناس بھا حتی مات ولذالک اعتمد
ابوبکر وعمر فی جمعہ وولاہ عثمان کتب المصاحف۔ الخ
یہانسے معلوم ہوا کہ ترتیب قران مین نہ آنحضرت کے رائے کو دخل تھا نہ
صحابہ کو مجال تھی نہ یہ ترتیب بعد آنحضرت کے ہوئی نہ اس ترتیب مین لوح محفوظ
کی ترتیب کے خلاف ایک نقطہ کی تقدیم و تاخیر ہوئی بلکہ وہ کما ہو فی اللوح
المحفوظ حضرت جبرئیل کے واسطے سے آنحضرت کو سکھلایا گیا اور آنحضرت
نے صحابہ کو تعلیم فرمایا اور صحابہ نے جمیع الامتہ کو سکھلایا۔

اب ہم کو یہ بات بیان کرنی چاہیے کہ پھر صحابہ نے کیا جمع کیا اور
کس چیز کی ترتیب فرمائی اور حضرت عثمان کو جامع القران کس اعتبار سے
کہتے ہین اور جبکہ ترتیب خدا کیطرف سے ہے تو ان لوگون نے کیا کیا

جو ان کیطرف ترتیب منسوب کیجاتی ہے پس اوسکی بابت ہم مسلمانون کا یہ عقیدہ
ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہ نے قران پاک متفرق لکھے ہوئے اجزا ر مقامات مختلفہ
سے اوٹھاکر ایک جگہ ایک کتاب مین جمع کردینے کے سوائے اور کوئی کام
زیادہ نہین کیا۔ تفصیل اسکی یہ ہے کہ اوس زمانے مین چونکہ کاغذ وغیرہ اور
تحریر کا اہتمام بہت کم تہا اسوجہ سے جو آیت قران پاک کی نازل ہوتی تہی کاتبان
وحی حسب ارشاد نبوی اوسکو کبھی کاغذ پر کبھی سفید رنگ کے پتہر پر کبھی ہڈی پر
کبھی کہجور کے پتون پر لکہہ لیا کرتے تہے اور وہ لکہا ہوا ایک مقام پر جمع نہ کیا جاتا تہا
بلکہ بعض حصہ اسکا کسی صحابہ کے پاس اور بعض کسیکے پاس رکہا جاتا تہا۔ چنانچہ
آنحضرت کے آخر زمانے تک وہ اسیطرح رہا اور وہ متفرق کاغذ اور پتہر وغیرہ جنپر
مختلف آیات لکہی تہین ایک جگہ جمع نہ ہوتے تہے آنحضرت ؐ کے انتقال کے بعد
حضرت ابوبکر کے خلافت مین جبکہ اکثر وہ حفاظ جنکے سینون مین یہ مرتب قران
محفوظ تہا ایک ہنگامہ مین قتل ہوگئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یہ خیال
ہوا کہ یہ قران پاک جن حفاظ کے سینون مین محفوظ تہا وہ تو اکثر قتل ہوگئے
اور آیندہ جو باقی ہین اونکی موت وزیست کا اعتبار نہین اور تحریر مین ہنوز وہ
جمع نہین ہوا پس ہماری دین کی کتاب اگر صرف زبانی حفظ پر چہوڑی جاوے
اور ضبط تحریر مین نہ لائی جاوے اور جملہ حفاظ خدانخواستہ ایک لخت مفقود
ہوجاوین تو ضرور ایک دن یہ نعمت ہمارے ہاتہ سے جاتی رہے گی پس
مناسب ہے کہ جسطرح وہ سینون مین محفوظ ہے اسیطرح اس کو ایک کتاب مین

ہی مدون کر لیا جاوے چنانچہ بعد مشورہ صحابہ کے اس عمدہ رائے کو مستحکم فرما کر اونہون نے حکم دیا کہ اول ان متفرق اجزاء کو جو لکھے ہوئے مختلف اصحاب کے پاس ہین جمع کر لیا جاوے اور ہر ایک لکھے ہوئے جزو قران اور آیت کو حفاظ کی یاد سے مطابق کر لیا جاوے تاکہ یہ معلوم ہو جاوے کہ جسقدر قران انحضرت کے زمانے مین لکھا گیا تہا ادسمین سے کوئی جزو فوت نہین ہوا جب وہ جملہ اجزاء متفرقہ یکجا جمع ہو جاوینگے اوسوقت موافق حفظ ان حفاظ کے جنہون نے آنحضرت کے منہہ سے حضرت جبرئیل کے سامنے شاہد اور جو شب و روز اسکا دور و تعلیم فرماتے تہے اور جو رات دن نماز مین کثرت سے پڑہا کرتے تہے اور اگر ایک آیت کا فرق ہوتا تہا تو فورًا اوسکو دوہرا بنا دیتا تہا اسکو مرتب کر لیا جاوے گا۔ چنانچہ اولًا ایسا ہی کیا گیا کہ وہ اجزاء متفرقہ جمع ہونے شروع ہو گئے اور حفظ حفاظ سے مطابق کئے گئے اور مصاحف مین مرتب کر لئے گئے اور چونکہ ایسے عظیم الشان کلام کے واسطے اعلے درجے کی احتیاط اور غایت درجے کے اہتمام کی ضرورت تہی اسوجہ سے حضرت صدیق اکبر کو اپنے قلیل المدت عہد مین زیادہ مہلت نہ ملے اور اوکے زمانے مین اسیقدر کام ہوا کہ قران پاک کے وہ لکھے ہوئے اجزا جو آنحضرت کے سامنے کاتبان وحی سے لکھے تہے اور جنکو آنحضرت نے بچشم خود دیکھ لیا تہا یکجا جمع کر لئے گئے اور اونکا انتشار و تفرق جو زیادہ اندیشہ ناک تہا کم ہو گیا۔ چنانچہ بخاری کی روایت سے حضرت زید ابن ثابت کاتب الوحی

کا اسیقدر کام ثابت ہوا ہے کہ انہوں نے حضرت ابوبکر کے زمانے سے
اجزاء متفرقہ قرآن پاک کو اپنے پاس اور دوسرونکے پاس سے تلاش کرکے
یکجا جمع کرلیا چنانچہ وہ فرماتے ہیں۔ فلم ازل اراجعہ حتی شرح اللہ صدری
الذی شرح لہ صدر ابی بکر و عمر فقمت فتتبعت القرآن اجمعہ
من الرقاع والاکتاف والعسب وصدور الرجال حتی وجدت
من سورة التوبة آیتین مع خزیمة الانصاری لم اجدہما مع احد
غیرہ لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ماعنتم حریص
علیکم الی آخرہ وکانت الصحف التی جمع فیہ القرآن عند ابوبکر
حتی توفاہ الیہ۔ الخ اسکے تحت میں شارح قسطلانی لکھتا ہے۔ اجمعہ
من الرقاع ای حال کونی اجمعہ مما عندی وعند غیری
من الرقاع اور نیز جلال الدین سیوطی حارث محاسبی سے نقل کرتا ہے۔ و
قال الحارث المحاسبی فی کتاب فہم السنن کتابة القرآن لیست بمحدثة
فان صلی اللہ علیہ وسلم کان یامر بکتابة ولکنہ کان مفرقاً فی الرقاع
والاکتاف والعسب فانما امر الصدیق بنسخہا من مکان الی مکان
مجتمعاً وکان ذلک بمنزلہ اوراق وجدت فی بیت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فیہا القرآن منتشر فجمعہا جامع وربطہا
بخیط حتی لا یضیع منہا شئی الخ اور نیز طریق یحیی ابن عبدالرحمن ابن حاطب سے
ہے قال قدم عمر فقال من کان تلقی من رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم شیئاً من القرآن فلیات به وکانوا یکتبون ذلک فی الصحف والالواح والعسب وکان لا یقبل من احد شیئاً حتی یشهد شہیدان وہذا یدل علی ان زید کان لا یکتفی بمجرد وجدانہ مکتوباً حتے تشہد بہ من تلقاہ سماعاً مع کون زید کان یحفظ فکان یفعل ذلک مبالغۃ فی الاحتیاط واخرج ابن ابی داود ایضاً من طریق ہشام ابن عروۃ عن ابیہ ان ابوبکر قال لعمر ولزید اقعدا علی باب المسجد فمن جاء کما بشاہدین علی شئ من کتاب اللہ فاکتبا رجالہ ثقاۃ مع انقطاعہ قال ابن حجر وکان المراد بالشاہدین الحفظ والکتاب وقال السخاوی فی جمال القراء المراد انہما یشہدان علی ان ذلک المکتوب کتب بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او المراد انہما یشہدان علی ان من الوجوہ التی نزل بہا القرآن قال ابو شامہ وکان غرضہم ان لا یکتب الا من عین ما کتب بین یدی النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا من مجرد الحفظ قال ولذلک قال فی آخر سورۃ التوبہ لم اجدہا مع غیرہ ای لم اجدہا مکتوبہ مع غیرہ لانہ کان لا یکتفی بالحفظ دون الکتابہ غرضکہ جو کچھہ حضرت ابوبکر کے وقت مین ہوا وہ اسیقدر تہا جو بیان کیا گیا اور سکے بعد حضرت عثمان غنی نے اسکو انہین حفاظ کے ذریعے سے مصاحف مختلفہ مین سے ایک مصحف مین اسی ترتیب موجودہ کے ساتہہ لکہوا دیا اور متفرق مصاحف کو جو کہ باقی

رہنے سے قراءت کے اختلاف کا اندیشہ تھا نابود کردیا پس خلیفہ اول جامع القران باین معنے ہین کہ اونہون نے متفرق اجزاء کو سب جگہ سے منگوا کر اور تلاش کر کر اور ہر ایک کی تصدیق فرما کر مصاحف مین جمع کر لیا اور حضرت عثمان جامع القران باین معنے ہین کہ اونہون نے اون مصاحف مین سے حفظ حفاظ کے موافق صرف ایک مصحف مین لکھوا لیا پس اب ہر مسلمان کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ ہمارے قران پاک کی ترتیب کو بشری تصرف سے کچھ علاقہ نہین ہے اور صحابہ نے سوائے اوس ترتیب نزولی کے ساقط کرنے کی جو نجماً نجماً موافق حاجات کے ہوئی اور سوائے اجزائے متفرقہ کے یک جا جمع کرنے اور غیر مدون کو مدون فرمانے کے اور کوئی کام نہین کیا جسکے لحاظ سے اسلام کا یہ عقیدہ راسخہ ہے کہ ترتیب موجودہ ترتیب بشری نہین ہے بلکہ یہ خدا کا کلام خدا کا ہی مرتب کیا ہوا ہے اب ہم احادیث نبویہ سے اون شواہد کو نقل کرتے ہین جو ہمارے مذکورہ بیان بالا کی تصدیق کرتے ہین ۔ قال الجلال السیوطی اخرج عن ابن وہب قال سمعت مالکا یقول انما الف القران علی ما کانوا یسمعون من النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقال البغوی فی شرح السنہ الصحابہ رضی اللہ عنہم جمعوا بین الدفتین القران الذی انزلہ اللہ علی رسولہ من غیر ان زادو ونقصوا منہ شیئاً خوف ذہاب بعضہ بذہاب حفظہ فکتبوہ کما سمعوا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من غیر

ان قد موا شیئاً او اخروا ؤ دضعوا لہ ترتیباً لم یاخذ و من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یلقن اصحابہم ویعلمہم ما نزل علیہ من القران علی الترتیب الذی ہو الان فی مصاحفنا بتوقیف جبرئیل ایاہ علی ذالک واعلامہ عند نزول کل آیۃ ان ہذا الایۃ تکتب عقب آیۃ کذا فثبت ان سعی الصحابہ کان فی جمعہ من موضع واحد لا فی ترتیبہ فان القران مکتوب فی اللوح المحفوظ علی ہذا الترتیب الذی انزلہ اللہ تعالی جملہ الی السماء الدنیا ثم کان ینزلہ مفرقاً عند الحاجۃ و نزول الترتیب غیر ترتیب التلاوۃ وقال ابن الحصار ترتیب السور و ترتیب الایات و وضعہا مواضعہا انما کان بالوحی کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ضعوا آیتہ کذا فی موضع کذا وقد حصل الیقین من النقل المتواتر بہذا الترتیب من تلاوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و مما اجمع الصحابۃ علی وضعہ ہکذا فی المصحف ۔ اور اسقدر کام میں بھی صحابہ رضی اللہ عنہ نے اس احتیاط کو ملحوظ رکھا کہ اوراق متفرقہ کو حفاظ کی یاد سے اور حفاظ کی یاد کو اوراق متفرقہ سے جبتک مطابق نہیں کرلیا تیار نہیں فرمایا ۔ چنانچہ جلال الدین سیوطی تحریر فرماتے ہیں واخرج ابن

ابی داود من طریق یحیی ابن عبد الرحمن بن حاطب قال قدم عمر فقال من تلقی من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیأً فلیات بہ وکانوا یکتبون ذلک فی المصحف والالواح والعسب وکان لا یقبل من احد شیأً حتی یشہد شہیدان وہذا یدل علی ان زیدا کان لا یکتفی بمجرد وجد انہ مکتوباً حتی یشہد بہ من تلقاہ سماعا مع کون زید کان یحفظ فکان یفعل ذلک مبالغۃ فی الاحتیاط پس معلوم ہوا کہ صحابہ بمعنی مذکور جامع القرآن ہین نہ باین معنے کہ خدا نے اپنا کلام غیر مرتب اوتارا تہا اونہون نے اپنی رائے سے مرتب کر لیا۔

جبکہ ہمنے صاف طور سے یہ امر بخوبی ثابت کر دیا کہ ترتیب قرآنی بشری ترتیب نہین ہے بلکہ جسکا وہ کلام ہے اوسیکا ترتیب دیا ہوا ہے اور جسطرح اوسنے بذریعہ وحی کے نفس قران کو اوتارا ہے اوسیطرح اوسنے بذریعہ وحی کے اپنے نبی کو ترتیب کو بہی بتایا ہے اور ایک حرف کی کمی بیشی اسمین دوسرے نے نہ کیا معنے خود نبی پاک کیطرف بہی نہین ہوئی اور ہمارے فرقہ اسلام کا اسی پر اجماع ہی ہے کہ ہماری آسمانی کتاب مین کسی قسم کی کم و بیشی نہین ہوئی تو اب ہمکو دیکہنا چاہیئے کہ ہمارے زمانہ کے سعدی صاحب کا یہ خیال جو اونہون نے ترتیب قرانی کی بابت اپنے مضمون مین ظاہر فرمایا ہے کہان تک سچا اور مسلمانون کے

نزدیک کہانتک قابل وقعت ہے۔

اول انکا یہ دعوے ہے کہ قران پاک کی ترتیب زمانہ
حال کی ناموزون ہے پس ہمکو ضرورت ہے کہ ہم اونسے دریافت
کرین کہ زمانہ حال سے اونکا کیا مطلب ہے آیا یہ مطلب ہے کہ اس زمانہ
جہل مین جسمین دین کا علم دین کے عالمون مین نہ رہا ہے اور اعدا دین نے
اسلام کے مٹانے اور اسلام کے حقیقت پر مسئلہ کا ظلم ظاہر کرکے اسلام
کی سچی کتاب پر حملہ کرنے کا قصد کیا ہے اکثر مسلمانونکو اپنے خدا کی کتاب
کے مطالب درکنار تو دوسری چیز ہے ترجمے کا بھی سلیقہ نہ رہا اسوجہ سے
ایسی لطیف اور نادر ترتیب کے سمجھنے کی کب لیاقت ہو سکتی ہے جو قران
پاک کی ہے اسکے ادراکات اور علوم کا مبلغ اسقدر ہے کہ سمجھا وہ نہین
کرسکتا کہ وہ صرف ایسی ترتیب کو پسند کرین جیسے کسی شاعر کا ردیف وار
دیوان جسمین صرف حروف تہجی کی ترتیب کی پابندی ہوتی ہے اور ان نکات
سے اسکے عقول قاصر ہون جنسے ایک آیت کو دوسری کے ساتھ ربط
و تعلق ہے باین لحاظ یہ ترتیب قرانی ناموزون ہے تو ایسی حالت
مین ہمارے نزدیک اس زمانے کے طبایع کو ناموزون فرمانا چاہیے
جو اپنی قلت ادراک اور کثرت جہل سے قران پاک کی ترتیب کے
موزون نہین سمجھتا نہ یہ کہ ترتیب قرانی ناموزون ہے۔ اور اگر یہ
مطلب ہے کہ طبایع اس زمانہ کے اہل کمال کے چونکہ طبایع اشیاء علمیہ

رہا ہو اور اب بھی بعض مضامین قابل اسقاط باقی رہگئے ہوں
بناءً علیہ سعدی صاحب کو صرف ترتیب ہی کی تکلیف نہ ہوئی بلکہ انتخاب
کر کا بھی احسان مسلمانوں کی گردن پر رکھنا ہوگا مگر ہم یہ بات ثابت کر چکے
ہین کہ مسلمانون کا اپنی خدا کی سچی کتاب کی نسبت یہ عقیدہ نہین ہے
وہ اوسکو تحریف سے مصئون جانتے ہین اور صحابہ رسول اللہ کو اس تہمت
سے منزہ اور بری جانتے ہین اور اسی عقیدے پر خود خدا کی کتاب
کو شاہد عدل جانتے ہین جیسا کہ ہم پہلے ثابت کر چکے ہین -

پس جبکہ یہ ثابت ہوگیا کہ ترتیب بشری نہین ہے بلکہ مسلمانون کے
نزدیک وہ ترتیب بھی خدا کی ہے اور اسمین تبدیل و تحریف کا امکان نہین
تو اب ہمکو حیرت ہے کہ کیا سعدی صاحب ہمارے اوسی پر خدا کی ترتیب
کو بدلنا چاہتے ہین جو مرکب من الخطاء والنسیان نہین ہے اور کیا وہ سبکو
ناموزون فرماتے ہین جسکو ہمارے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کی مقدس طبیعت نے موزون تسلیم فرمالیا تھا یا کچھ اور مطلب ہے - ہم
امید کرتے ہین کہ آیندہ وہ جو کچھ تحریر فرماوینگے اور دلائل ناموزونی
بیان کرینگے اور مضامین زائد اور خلاف شدہ کا نشان دینگے تو ہم پورا نہ
یقین ہے کہ مسلمان اپنی تسکین کے واسطے پھر کچھ عرض کرینگے -

(محمد اسمٰعیل)

آمدنی بالواسطہ و بلا واسطہ

ہندوستان کی بہت سی دیسی ریاستون مین اور نیز اکثر اور ملکون مین جب
کی آمدنی خرچ کے لئے کافی نہین ہوتی ہے تو زمین کے محصول یا اور قسم کے ٹیکسون
کو زیادہ کرتے ہین کیونکہ ان ملکون مین بعض حکام کوتاہ اندیش زمین کی پیداوار کے
بڑہانے کے عوض فقط محصول کو بڑہا کے اپنی جیب بہرنے مین زیادہ تر سرگرم و
مستعد رہتے ہین لیکن نتیجہ نہین سمجھتے کہ اگر یہہ طریقہ کچھہ عرصے تک جاری رکہا جائیگا تو
آخر کو اس سوء تدبیر سے بلاشبہ سخت مضرت پیدا ہوگی کیونکہ زراعت اور پیداوار
کی ترقی کی وجہ سے لاکھون آدمیون کو اپنی پرورش کا ایک ذریعہ حاصل ہوتا ہے
(اور وہ اوس سے اپنا پیٹ پالتے ہین) اور اس جائز اور سیدہے طریقے سے
سرکاری خزانہ بھی پر رہتا ہے لیکن صرف محصولات کو ایک حد معین سے بڑہا دینے
مین یہ نقصان ہے کہ اگرچہ سردست تو خزانہ اوس سے پر ہو جائیگا لیکن نتیجہ یہہ ہوگا
کہ آخر کو چلکر کاشتکار اور اور قسم کے پیشے اختیار کرین گے اور بالضرور زراعتی
امور سے محروم رہین گے اور ان بار گران ٹیکسون کے ادا کرنے سے دن بدن
پست ہمت ہوتے جائین گے آخر کار تجارت پر بھی اوسکا برا اثر پڑے گا۔
کیونکہ تجارت اور زراعت گویا توام ہین۔ یون تو کل ہندوستان کے باشندے
قدیم خیالات کے (دستور اور رسم پرست) ہین خصوصاً یہانکے کاشتکار جو
کسی زمانہ مین علمی خواہ زراعتی باقاعدہ تعلیم نہ پانے سے سب سے زیادہ

اپنے قدیم رسم و عادت کے پابند ہین۔

دوسرے ممالک کے اقوام نے جو فنون اور دستکاریون مین ترقی کی ہے
اون ترقیون کا کچھہ بھی اثر ان بیچارون پر ہنوز نہین پڑا چنانچہ کل ہندوستان بھر کے
مزارعین آجکل وہی قدیم آلات اور اوزار کو کاشتکاری کے کام مین لاتے ہین
جنکو اونکے آبا و اجداد نے ہزار ہا سال پہلے استعمال کیا تھا۔ جن اقوام نے
اپنے قدیم رسم و عادات اور دستورون مین نقص پاکر اپنی کاشتکاری اور دستکاریون
اور فنون مین ترقی دی اور اپنے پیشے کی ترقی اور فروغ کے لئے نئے نئے آلات
اور اوزار ایجاد کئے اور تجارت کو فروغ دیا اون اقوام کی کوششین نہایت بار آور ہوئی
اور وہ قومین اسوقت خوشحال اور فارغ البال ہین۔ یورپ کی شائستہ ملکون مین جو جو ترقیان
معاشرت اور معیشت کے ابواب مین کیگئی ہین وہ تو دنیا کی نظر مین اظہر من الشمس
ہے۔ اون ملکون مین ہاتھہ سے کام لئے جانے کے عوض اکثر کلون سے
کام لیا جاتا ہے۔ تمام دستکاریون اور پیشون مین علمی قاعدے برتے جاتے ہین
اور اونسے بہت نفع حاصل کیا جاتا ہے اور تجارت اور پیشونکی ہر شاخ کے لئے
ایک چیمبر یا کلب یا ایسوسی ایشن (مجلس) معین ہے۔ یہ مجلسین ایک دوسرے
کی بہت مدد کرتی ہین۔ ایسی مجلسین باہمی چندے سے قایم کیجاتی ہین اور کسی نکسی طرح
سے سب مجلسون مین سرکار بھی امداد کرتی ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ ہندوستان
مین سرکار سے اس قسم کی اعانت نہین کیجاتی حالانکہ یہانکی رعایا اکثر جاہل اور
ناخواندہ ہوتی ہے اور آپ اپنی مدد نہین کرسکتی۔ یہ بات مسلم ہے کہ تعلیم یافتہ قومون

کے زمانے مین جو محاصل تلک سے وصول ہوتا تہا ممکن ہے کہ وہ اوس زمانہ کی ضرورتونکیلیے کافی ہو۔ لیکن اگر اسوقت وہی محاصل وصول ہو اور اسیقدر داخل خزانہ کیجائے ممکن نہین کہ آج بہی اسیقدر زر قلیل ہماری ضرورتونکیلیے کافی ہو کیونکہ موجودہ طرز انتظام ملک کیلیے کثیر درکار ہے اسمین ذرہ بہی شک نہین کہ انگریزی سلطنت (اس ملک مین) گویا ایک برکت ہے تاہم بے عیب نہین ہے۔ اسی فقرے کے لکہنے کے بعد کہ اس گورنمنٹ نے صنعت ملک مین بہت کچہ کیا ہے۔ اسقدر اور اضافہ کیا جائے کہ ہنوز بہت کچہ کرنا باقی ہے۔ منجملہ اسکے افزایش آمدنی بالواسطہ بہی ہے۔ حالانکہ ڈائرکٹ ریونیو کے بڑہانے کے لئے اب تک گورنمنٹ کی جانب سے بہت سی تدبیرین کیگئیں لیکن انڈائرکٹ ریونیو کے بڑہانے کے لئے کوئی عملی تدبیر ہنوز نظر نہین آئی اگرچہ اس امر مین زیادہ تر الزام سرکار پر نہین عاید ہو سکتا کیونکہ کاشتکاری اور دستکاری اور تجارت کو ترقی دینا زیادہ تر خود باشندگان ملک کی مستعدی اور محنت پر موقوف ہے لیکن اسکے ساتہہ یہ بہی خیال رکہنا چاہئے کہ بہ نسبت اکثر باشندگان یورپ کے یہانکے لوگ جاہل ہین اور اونمین آپ پیشےکاموں مین مدد کرنے کی یا نئی ایجادین نکالنے کی کوئی قابلیت موجود نہین ہے۔ تاوقتیکہ علم اور اوسپر عمل کرنے کا مادہ عوام مین پیدا نہو۔ اسوقت تک ایسی رعایا کی ایک حد مناسب تک اعانت کرنا گورنمنٹ اپنے ذمہ فرض کرے۔

اگرچہ زراعت مین ترقی دینے سے ملک کے ہر قسم کی آمدنی مین بڑی

ترقی ہوگی۔

علاوہ زراعت کے بہت سے اور ذریعے اور پیشے موجود ہین جنمین ترقی
دینے سے نہ فقط اون لوگون کو جو اون روزگارون مین مصروف ہون فائدہ
بلکہ ترقی سے سرکار کو بھی نفع عظیم پہونچے گا۔ ہم یہ دیکھتے ہین کہ جن ملکون مین
تجارت کو زیادہ فروغ نہین ہی وہان کے لوگ صرف زراعت پر بہت کچھ بھروسا
کئے ہوئے ہین اور وہانکے اکثر باشندے اوسکی ترقی کی فکر مین شبانہ روز لگے
ہوئے رہتے ہین جسکے پاس جو زمین ہے وہ اوسمین زراعت کرتا ہی اور
اوسکو افتادہ نہین رکھتا وہ اپنے تالابون کے پر کرنے اور نہرین لیجانے اور انکے
کھیتون مین پانی پہنچانے کی فکر مین رہتے ہین اور فصل بڑہانے مین وہ اپنی
کسی کوشش سے دریغ نہین کرتے چونکہ ہمارا ملک بھی بالکل زراعتی ملکون مین
داخل ہی اور ہماری رعایا کچھ نہین جانتی کہ کس طریقے سے پیداوار اراضی
مین ترقی کرین اور زمین سے نفع کثیر حاصل کرین پس ہماری ریاست یعنی حیدرآباد دکن
کے لئے مین مناسب سمجھتا ہون کہ ایک زراعتی کالج خاص حیدرآباد مین
ممالک محروسہ کے کاشتکاری پیشہ اور زمیندار اور پٹیل و پٹواریون کے لڑکون کے
لئے جاری ہو اور اس مدرسہ فلاحت مین باقاعدہ اور مسلسل تعلیم معہ عمل کے ہو
تو یہان کے لوگ چند سال مین اس ضروری علم و عمل سے واقف ہوجائین گے
جس سے رعایا کی خوشحالی اور سرکار کی ترقی آمدنی ظاہر ہے۔ علاوہ اسکے
چند تعلقے انتخاب کئے جائین اور اون مین کاشتکاری۔ ترقی مویشی میوجات

اور ترکاری وغیرہ کے بونے کے متعلق - اکسپریمنٹ (تجربے) بڑے بڑے
وسیع قطعات اراضی میں جاری کئے جائیں - اگر ایسا ہو تو ایک مدت معین میں
تمام ممالک محروسہ میں اونکا مفید اثر پھیل جاوے گا - ہمارے ملک میں بہت سے
پہاڑ اور جنگل اسوقت بھی ایسے موجود ہیں کہ طباشیر اور ٹین کا فی ستگو نہ ہو سکتے
ہیں اور بہت سے مقامات پر ریشم اور ٹسر تیار کر سکتے ہیں اور آلو کی کاشت کے
لئے مرہٹواری اور تلنگانہ کی زمین نہایت عمدہ ثابت ہوئی ہے - ایسی ایسی
سیکڑون مفید چیزیں ہیں جنسے خاص و عام فائدہ اوٹھا سکتے ہیں - میں مناسب
سمجھتا ہون کہ سرکار کسی ایک تعلقے کے چند موضع جو ریل سے قریب ہون بعض
زراعتی آزمایش کے لئے معین کرے اور وہ موضع حوالی شہر سے بھی قریب
واقع ہون جس سے اہل بلدہ کو ایسے مقامات کا نظری علم و مشاہدہ حاصل ہو
ان آزمایش کی مصارف کے لئے نہایت سیرچشمی سے ایک رقم کافی علیحدہ کردیجائے
منجملہ مواضعات منتخب شدہ کے ہر ایک گاؤن کو ایک خاص قسم کی کاشت اور امتحان
کے لئے مقرر کردینا مناسب ہے خواہ وہ غلہ کی کاشت ہو خواہ فواکہ اور خواہ
ترکاریون کی - اس تخصیص سے یہ مدعا ہے کہ کاشتکار اپنے تمام وقت کو
ایک خاص قسم کی کاشت کے تجربے نظری و عملی میں صرف کر سکے - کیونکہ اگر کاشتکار
کو مختلف قسم کے غلہ یا اشجار بونے کی اجازت دیجائے تو اوسکے کافی نگرانی نہو سکیگی
اور آزمایش یا تجربے سے جو غرض ہے وہ جاتی رہے گی - جن آزمایشون میں کچھ
نفع حاصل ہو اونکو اونہیں کاشت کارونکے ذریعے سے دیگر اضلاع و تعلقات میں

جاری کرنا چاہیئے کیونکہ جب وہ وہانکے کاشتکارون کو اپنے تجربے کا فائدہ براے العین مشاہدہ کرائینگے تو وہ محض اپنے فائدے کیے غرض سے انہین تجربات کو اپنے یہان جاری کرینگے اور یہ انسان کی طبیعت مین داخل ہے کہ جسمین وہ اپنا نفع دیکھتا ہے اوسکو وہ کرنے لگتا ہے۔

مذکورۂ بالا باتون سے مقصود یہ ہے کہ پہلے پہل ہمارے یہان بھی مثل (ماڈل فارم سیدہ پیٹہ واقع احاطہ مدراس) ایک ماڈل فارم جاری کیجائے۔ اس فارم مین کچھہ بہت زیادہ روپیہ خرچ نہ ہوگا۔ بعض سررشتہ جات کے فضول اخراجات مین تخفیف کرنے سے اوسکا خرچ اچھی طرح نکل سکتا ہے جن لوگون نے زراعت کے مسئلے پر غور کیا ہے وہ اسبات کو تسلیم کرینگے کہ اس ریاست مین اصلاح کاشتکاری کا مسئلہ نہایت اہم مسئلہ ہے اور یہ ایسا مسئلہ ہے کہ اسپر رعایا اور نیز سرکار کو نہایت غور کرنا چاہیئے یہ اہمیت اسوجہ سے اور بھی زیادہ بڑہتی جاتی ہے کہ زمانے کی ترقی کی وجہ سے ریاست کے اخراجات روز بروز بڑہتے جاتے ہین اور یہ ظاہر ہے کہ اخراجات کے بڑہنے کی وجہ سے آمدنی کے ذرایع مین ترقی دینے کے سوا اور کچھہ چارہ نہین ہے۔ یہانپر ہمارے ملک کی حالت کو اور اون ملکون کے ساتھہ مقابلہ کرنا جنمین کاشتکاری اور دستکاری اور تجارت نے نہایت ترقی پائی ہے خالی از لطف اور فائدہ نہ ہوگا۔

ذیل کے نقشے ذاکر شایستہ ملکونکی آمدنی بحساب شلنگ آپکی ملاخطہ سے گذرے گی

محاصل و سر شکن بلحاظ فی کس (مشہور ممالک کا)

نمبر	نام شہر	آبادی	محاصل	سر شکن
۱	فرانس	۳۷۶۷۲۰۴۸	۱۴۶۳۳۷۰۴۶۰	۳۷،۷
۲	یونائیٹڈ اسٹیٹ (ممالک متحدہ)	۳۵۲۴۱۴۸۲	۸۹۵۳۹۰۰۰۰	۲۴،۵
۳	اٹلی	۲۸۴۵۹۴۵۱	۶۱۷۷۴۴۴۶۰	۲۱،۷
۴	بلجیم	۵۵۸۵۸۴۶	۱۲۱۰۹۸۳۷۰	۲۱،۶
۵	پرشیا یعنی جرمنی	۲۷۲۷۹۱۱۱	۵۴۱۵۲۸۹۴۰	۱۹،۸
۶	اسپین	۱۶۶۳۴۳۴۵	۳۲۰۹۵۰۷۵۰	۱۹،۲
۷	گریس (یونان)	۱۶۷۹۷۷۵	۲۹۲۴۵۴۴۰	۱۷،۴
۸	پورتگال	۴۱۶۰۳۱۵	۶۹۳۹۹۰۹۰	۱۶،۶
۹	ڈنمارک	۱۹۶۹۰۳۹	۲۹۸۱۳۴۱۰	۱۵،۱
۱۰	روس	۸۵۰۵۸۴۱۵	۱۱۱۲۱۵۰۶۰۰	۱۳،۷
۱۱	ٹرکی	۴۲۲۱۴۳۵۰	۱۶۳۱۳۰۰۹۰	۳،۸
۱۲	ہندوستان٭	۱۹۸۷۵۵۹۹۳	۶۷۲۷۴۰۰۰۰	۳،۳
۱۳	حیدرآباد	۹۰۰۰۰۰۰	+۳۰۰۰۰۰۰۰	۳،۳

٭ اس مردم شماری میں دیسی ریاستیں شریک نہیں ہیں ۔

+ اس محاصل میں صرف آمدنی خالصہ کا مجملاً ذکر ہے ۔ صرف خاص و جاگیرات کی آمدنی شامل نہیں کیگئی ۔ مگر آبادی مجموعی پر اصل ہے ۔

اس تخمینہ کے ملاحظے سے بلاشبہ اہل ہند بالتخصیص ہمارے ملک کے لوگونکو اور ممالک کی ترقی آمدنی کو دیکھکر نہایت درجہ تعجب ہوگا جب آپ (ناظرین) ہر ملک کے مردم شماری کے سرشکن پر لحاظ فرمائینگے اور فی اسم جو ٹکس ممالک منتظم کے سرکارونکو وصول ہوتا ہے اسکو دیکھینگے تو اُسکے بعد بالضرور غور کرینگے کہ بمقابلہ دیگر ممالک کے ہندوستان کے محاصل کی کیا حالت ہے جب آپکے (اہل ہند) دولت اور آمدنی کی یہ کیفیت ہے تو پھر فرمائے کہ آپکا کونسا نمبر دنیا کے شایستہ قومونکے مقابلے مین قرار دیا جائے باوجود سرکار قیصری کے انتظام نافعہ کے ہندوستان کی یہ حالت ہے پھر تو زمانہ گذشتہ کا ذکر تحصیل حاصل ہے۔ بالفرض اگر ہم سلطنت مغلیہ کے مداخل پر سرشکن لگادین تو شاید ایسی پست حالت نظر آوے گی جسکی نظیر دنیا مین بمشکل سے مل سکے گی۔

بادی النظر مین بمقابلہ ممالک دیگر ہندوستان کی قلت مداخل کے مشاہدہ سے یہ بات پائی جائے گی کہ گورنمنٹ انگریزی مین کچھ نقص ہے لیکن فی الحقیقت ایسا نہین ہے۔ حکومت انگریزی دنیا کی کسی موجودہ حکومت سے کسیطرح ناقص نہین ہے بلکہ یہ قصور صرف ہندوستان ہی کے باشندون کا ہے جو نہایت پست حالت مین پڑے ہوئے ہین اور اپنے قدیم ناکارہ اور ناقص آلات ترک کرکے نئے آلات اور اوزار استعمال کرنا نہین چاہتے۔ جب سب لوگ جانتے ہین کہ گورنمنٹ

آف انڈیا کی موجودہ آمدنی سلاطین مغلیہ کی بہ نسبت کہین بڑھی ہوئی ہے لیکن جو لوگ ملک ہندوستان کے زرخیزی سے واقف ہین وہ اسبات کو تسلیم کرین گے کہ اس ترقی آمدنی پر بھی ابھی ہندوستان کی آمدنی مین بہت کچھ ترقی ہوسکتی ہے۔ دستکاری اور تجارت کی ہندوستان مین میٹریل (مصالحہ) بکثرت موجود اور بیکار پڑا ہے اگر اوسکو کام مین لایا جاے تو لوگونکو روزگار کے بہت سے ذریعے پیدا ہونگے اور ہر ایک شاخ مین بہت سے لوگون کی معیشت کا ذریعہ مہیا ہوگا۔ اگر کوئی شایستہ زمانہ ایسا آوے جسکی برکت سے ہندوستان ان تمام ممالک شایستہ کے ہر قسم کی عملی علمی کلون اور آلات کو جگہہ دے اور یہان کے لوگ محنت کے عادی ہون تو بلاشبہ ہندوستان کے مداخل اور دولت کا نمبر کسی شایستہ ملک سے کم نہوگا۔

الغرض اگر اس نازک کام کو ہم رعایا پر ہی چھوڑ دین تو ہمکو ایک مدت دراز تک انتظار کرنا پڑے گا کیونکہ یہان کے لوگون مین کام کرنے کی قوت موجود نہین ہے اور اسکے ساتھ یہ بھی ہے کہ نادار ہین پس امید نہین ہوسکتی کہ وہ اپنی اصلاح مین آپ کوشش کرین۔ پس لامحالہ گورنمنٹ کو چاہیئے کہ پہلے خود سرکاری روپیہ اس امر مین صرف کرے اور ہر قسم کی تعلیم کے طریقے ملک مین آسان کرے ناظرین یہ گمان نہ کرین کہ مین چاہتا ہون کہ سرکار اس امر عظیم کا تمام خرچہ اپنے سر لے بلکہ اس امر مین رعایا کو چاہیئے کہ خود بھی سرکار کی امداد کرے جس ملک مین رعایا اور سرکار باتفاق ایک دیگر اصلاحی امور کیطرف کافی توجہ

نہین کرتی اور جہان سرکاری روپے کے خرچ کرنے مین احتیاط اور کفایت شعاری کا خیال نہین کیا جاتا وہ قوم کبھی سرسبز نہین ہوتی - اور دیگر مہذب اقوام کی نسبت وہ ہمیشہ حضیض نکبت مین پڑی رہیگی -

بہت خوشی کی بات ہی کہ چند سال اسطرف سے مختلف صوبہ جات ہند مین لوگونکو دستکاری اور مختلف پیشونکی تعلیم دینے کی کوشش کیجاتی ہی چنانچہ احاطہ مدراس مین دستکاری اور پیشون مین امتحان لئے جانے کی تجویز قرار پائی ہے بمبئی گورنمنٹ نے بھی فنون اور دستکاری کی تعلیم کے باب مین حکم جاری کیا ہے یہ آثار نہایت اطمینان بخش ہین -

(حسن)

ضمیمہ رسالہ حسن

ہم ذیل میں ہر تی اشتہار بجنسہ درج کرتے ہیں۔ منیجر رسالہ حسن

تدبیر نوجوانی یعنی

پیر کو کرتا ہے یہ روغن جوان ✤ ✤

یہ روغن قوت باہ کے لئے حکم اکسیر اعظم کا رکھتا ہے جس سے پیران ہفتاد سالہ تک یکسان نفع ہوتا ہے اسکے استعمال میں کسی قسم کے پرہیز کی ضرورت ہے۔ نہ آلہ وغیرہ کا کچھ منظرہ رگ و پٹھہ کو حیرت بخش استحکام بخشتا ہے اور ہر قسم کے امراض نامردیکو خواہ وہ کسی سبب سے ہون بجز خلقی اور مادر زاد نامردی کے اپنی معجز نما تاثیر سے دفع کرتا ہے اور صرف ایک ہفتہ کے استعمال سے فائدہ کامل ہوتا ہے۔ ترکیب کا ہمراہ تیل کے ملتا ہے قیمت فی شیشی ۵ محصول ہر۔ اور ہر ایک شیشی میں

دوائے عجیب یعنی کشتہ زمرد

زمرد کا کشتہ۔ جو اجزاے مناسب تیار کیا گیا ہے چار حصہ چانول کے برابر خوراک ہوتی ہے قیمت فی خوراک ۱۰ پانچ دن یا گیارہ روز کی خوراک میں بفضلہ فائدہ کلی ہوتا ہے **خواص آن** برائے قوت باہ اور تمام امراض متعلقہ اسکے خواہ وہ کسی قسم کے ہون اور سوزاک کہنہ ہو خواہ جدید۔ دافع جریان معوی دماغ و عضاریہ و اردواح و ضیق النفس و سرفہ کہنہ خواہ جدید خشک ہو یا تر۔ اور لاغری بدن اور دفع وبائی ہیضہ میں تو حکم اکسیر کا رکھتا ہے یعنی کیسی مریض کی حالت ردی ہوکر خراب ہوگئی ہو بفضلہ صحت ہوگی۔

اکسیر حیات ۔ یعنی عرق نجاہ امراض ضعف بصر و دماغ و صفائی خون و انواع درد و اقسام تپ چڑھا چوتھیا تپ دق۔ استسقا طحال۔ آتشک۔ سوزاک۔ جریان۔ سفید داغ۔ ناسور۔ بواسیر خونی و بادی اور شراب خواری اور چانڈو نوشی سے جو خشکی لاغری اور ضعف جگر وغیرہ لاحق ہوتی ہیں سبکو بغیر پرہیز دفع کرتا ہے۔ ایک بوتل ایک ماہ کو کافی ہے قیمت فی بوتل ۲ محصول ۸

عجیب چیز تحلیل بواسیر خونی و بادی و تحلیل درد مقعد کے لیے عجیب چیز ہے پہلی ہی بار ایک دو بار کے استعمال سے درد و جریان خون دفع ہوتا ہے اور تین ہفتہ میں بفضلہ درد

ضمیمہ رسالہ حسن

بالکل دفع ہوجاتے ہین اور پھر کبھی عود نہین کرتے وزن عرق ۶ ماشہ قیمت صہ محصول ۴ر

جہان نما۔ اس عرق کے لگانے سے آنکھونکی روشنی تیز ہوتی ہے۔ پھول۔ دردو ہند سرخی چشم جملہ بیماریون کو دفع کرتا ہے قیمت صہ محصول ۔۴ر وزن عرق ۶ ماشہ۔

خضاب نایاب

مثل رنگ ڈھنگ ہی نادر خضاب ہے ✢ گویا کہ آمد آمد فصل شباب ہے۔

جیسی کہ عوام مین خضاب سے دقتین واقع ہوتی ہین ہر شخص پر ظاہر ہین یعنی چوتھے آٹھوین روز مہندی لگاکر باندہنا اور بعد دو تین گھنٹہ کے پھر وسمہ لگاکر باندہنا اسمین قریب ۶ گھنٹہ کے وقت ضایع ہوتا ہے اور بال سیاہ ہونیکے سوا اور کوئی فائدہ نہین اور نقصان بہت ظاہر ہے کہ مہندی اور وسمہ کا پانی جب دماغ مین جذب ہو گا تو اوس سے سوائے نقصان کے اور کوئی فائدہ نہین جیسا کہ ایام سرما مین مثل سردی وغیرہ کے جسقدر کہی جا ہے انہین دقتونکے سبب سے یہ خضاب نایاب تیار کیا گیا ہے جسقدر تعریف کیجائے بجا ہے ناظرین سے امید ہے کہ قیمت بھیجکر طلب کرین۔ اسمین کوئی مبالغہ نہین تہوڑی تعریف اسکے اجزا کی ظاہر کرتا ہون۔

دافع بالخورہ خارشت سر ضعف دماغ۔ علاوہ برین خوشبو مین بے نظیر مثل کیوڑہ باعث درازی ہے۔ مفرح دماغ ہے۔ بالون مین سختی نہین ہونے دیتا بلکہ ملایم رکھتا ہے سیاہی مین بالونکو مقابل اصل بالونکے کرتا ہے۔ دوسرے روز بطور روغن چنبیلی لگانا ہوتا ہے کسی چیز سے باندہنے کی ضرورت نہین دوسرے تیسرے روز لگانے سے تو بال مثل اصل بالون کے سیاہ ہونگے کوئی تمیز نہ کرسکے گا کہ یہ خضاب ہے ایک بوتل مین ۲ روپیے بھر یعنی ڈیڑہ پاو ہوتا ہے۔ قیمت فی بوتل عہ علاوہ محصول نصف شیشی ۸عہ چہارم شیشی عہ اس سے کم غیر ممکن ہے۔

میرے شفاخانہ مین علاوہ اس کے ہر قسم کا علاج ہوتا ہی۔

اطلاع ضروری ۔ واضح ہو کہ بہت سی سندہی خطوط یعنی سرٹفکٹ جو صاحبان تو زر بین بہادران نے میرے عمدہ علاج کے ثبوت مین عطا فرائے ہین اور نیز ہندوستانی خطوط صحت قریب ہزار بارہ سو کے موجود ہین جو شاید او رکارخانون مین نہ ہون گے۔ چاہیے کہ طلب فرما کر ملاحظہ ہون میری ادویہ سے ہزارون نے صحت پائی ہے اور نیز سفارش بہت ملکونکے سارٹیفکٹ موجود ہین آدہ آنہ ٹکٹ بہیجکر طلب کرین کیونکہ بعض حکیمون نے اپنے شہر کے رئیسونکی خوشامد کر کے سارٹیفکٹ بنائے ہین پس میرے سرٹیفکٹ منگا کر ملاحظہ فرمائین تا کہ دہوکا نہو۔

ایک طویل فہرست ادویہ کی جو اخبار مین طبع کی گنجایش نہین رکہتی اور جس سے لطف زندگی تا دم مرگ انسان قایم رہتا ہے قابل ملاحظہ ہے جو صاحب چاہین کارخانہ سے طلب کرین مفصل کیفیت ادویہ کی فہرست سے ظاہر ہوگی۔

المشتہر حکیم ابوالحسن شفاخانہ حکیم صفدر حسین صاحب شہر بنارس محلہ دولمندی

مجرب آزمودہ شرطیہ دوائین

امراض ذیل کی ادویہ شفاخانہ زبدۃ الحکماء ڈاکٹر **غلام نبی** اڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور مین جو ۱۸۷۲ء سے جاری ہے ملتی ہین مفصل فہرست و سارٹیفکٹ ٹکٹ آدہ آنہ سے مل سکتی ہی۔

طلا ۔ جو استعمال مجہ پن کے نقص رگونکی رطوبت و بگاڑ کو دور کرتا ہو فی تولہ للعہ

شربت ۔ دافع نامردی ۔ رقت منی جریان ۔ سرعت انزال ۔ احتلام دایمی قبض ضعف اعضای رئیسہ و معدہ تاریکی چشم ۔ درد سر وغیرہ کثرت مسکرات و اقسام فرامش سے کمی اشتہا

جلد سوم نمبر ۵

حسن

اگر میں اچھا کام کروں تو میری تائید کرو
اگر غلطی کروں تو مجھے اصلاح دو

ماہ مئی سنہ ۱۸۹۰ء

مضامین

حیدرآباد دکن

کتب خانہ اسکندریہ

(دامن علم اسلام پر کتب خانہ اسکندریہ جلانیکا دھبہ)

ایشیائی روم کا مشہور و معروف دریا فرات جب کوہستان آرمینیا سے نکلکر لہرین لیتا ہوا ایک اندازہ خاص سے سرپٹ دوڑا جاتا ہے اور لق و دق بیابانون - وادیون کو روندتا ہوا پہاڑون سے ٹکرا کر مختلف قسم کے خوشنما نظارے پیدا کرتا ہے - تو اس حالت مین اہل نظر کو بہت سے قیمتی معلومات - اور عرب کے قدیمی تاریخی حالات کا مخزن عطا کرتا ہے - ایسی تنگ مقام مین اسکا رُک رُک کر اور ٹہر ٹہر کر سفر کرنا - اور موجون کا چٹانون کے تھپیڑون سے اُلٹے پھر پھر جانا ایسا پُر الم سین ہے - کہ اسلام کی گذشتہ پُر جلال عظمت - اور ترقی کی حسرت بھری تصویر آنکھون مین پھر جاتی ہے - معًا خیال پیدا ہوتا ہے کہ جب سے اسلام نے تاج اقبال مندی کی پوری بیقدری کی ہے اس سے روحانی اور عالم دنیاوی برکتین اور ترقیان بھی اب اسی طرح رخصت ہو رہی ہین - الوداع کا مایوسانہ انداز کچھ ایسا جگر دوز اور سینہ سوز ہے کہ وہ اُسے ہمیشہ کی مفارقت کا سیاہ لباس پہنا کر سامنے لاتی ہے - ہان! یہ بھی ہوتا ہے - کہ کبھی کبھی امید کی روشنی سیاہی پر غالب آ کر مٹانے

لگتی ہے۔

تاریخ سے ظاہر ہے کہ اسکندریہ کا عظیم الشان کتب خانہ صفحہ دنیا پر عہد قدیم کا ایک پر شوکت۔ اور اعجوبہ یادگار تھا۔ چونکہ اس مین زیادہ تر کتابین روميۃ الکبریٰ سے اُسکی علوم و فنون کا نقش جما رہی تھین۔ اسلئے روشن خیال اصحاب کے نزدیک اطالیہ کی گذشتہ ترقی کا حیرت انگیز نمونہ خیال کیا جاتا تھا۔ جسکے قوانین ابتک مہذب و شایستہ ممالک یورپ کے دستور العمل مین داخل ہین۔ یہ کتب خانہ سکندریہ کے با اقتدار شہنشاہ ٹولمی سوٹر اور اسکے لایق جانشین فیلاڈلفس نے بروشیم مین شاہی محل کے پاس جہان امراے سکندریہ کے رہنے کی جگہہ تھی۔ اور شاہی محل کی وجہ سے نہایت موزون مقام تھا۔ قایم کیا۔ اس بیان کو عام طور پر شہرت دیگئی ہے کہ کتب خانہ موصوف مین مصر۔ یونان۔ ھندوستان۔ اور۔ روم قدیم کے نہایت گران قدر علمی مخازن موجود تھے۔ اور اُن کتابون کی تعداد جو الماریون مین چنی ہوئی تھین چار لاکھہ تھی۔ اگرچہ صرف یہی ایک قیمتی اور قابل قدر علمی ذخیرہ اسپنے بانیون اور اسکندریہ کے فخر و ناز کے لئے کافی تھا۔ تاہم اسی قدر وقعت کا ایک اور کتب خانہ۔ جو پیٹر سرابیس المشہور سرابیم کے بتخانہ مین عظیم الاقتدار خاندان ٹولمی کی دلچسپی علوم و فنون کا بین ثبوت دے رہا تھا فراہم کیا گیا تھا جسمین تین لاکھہ کتابین علمی مضامین سے

مالا مال رکھی ہوئی تھین - پس ان دونو کتب خانون کا مجموعہ کتب سات لاکھہ
بیان کیا جاتا ہے - اور ٹولمی فرمانرواؤن کی علمی جانفشانیون کا ایک عمدہ
نتیجہ متصور ہوتا تھا - تاہم ہماری رای مین یہ تعداد مبالغہ سے بھری ہوئی ہے
اور وہ آنکھین جو تاریخ عالم سے آشنا ہین اور مختلف حصص دنیا کے قدیمی حالات
کو مثل آئینہ دیکھہ رہی ہین اسقدر کتابون کا سکندریہ مین فراہم ہونا
ہرگز تسلیم نہین کرسکتین -

اسلام کا یہہ فخر بالکل حق بجانب ہے کہ اُسنے ریلجس (مذہبی) مسائل اور
خیالات کے متعلق یہانتک پہان بین - اور تحقیق و تدقیق کو مد نظر رکھا کہ ایک
نیا صیغہ علم الرجال کا نکل آیا - جسمین انہون نے اسقدر ترقی کی کہ اس سے
آگے ترقی کا رستہ بند ہوگیا - راویان حدیث کے پبلک اور پرائیویٹ کیرکٹر
کو شرح و بسط سے بیان کرکے اسلام کو لازوال تقویت پہنچائی - مگر افسوس
کمال افسوس کہ اس اہتمام و تحقیق کا عشر عشیر بھی عربی مورخون کے حصہ مین
نہ آیا ورنہ تاریخ کی صحت پر بھی ہمارا وہی بجا فخر ہوتا جو علم حدیث پر ہم رکھتے ہین
آج ہم انکے تصانیف اور تواریخون کو افراط و تفریط سے مملو پاتے ہین - زیادہ
متاسفانہ حیرت اس لئے ہے - کہ انہون نے سُنے سُنائے بھدتے قصون -
عام افواہون کو تاریخون مین جگہہ دیکر نہ صرف خود ہی ناپسندیدہ حرکت کے
مرتکب ہوئے بلکہ قوم اور نیز اسلام کو داغ لگانا پسند کیا یا جایز رکھا - وہی
اسلام ! جس سے بقول مشہور یورپین فلاسفر ڈاکٹر لائیٹز - فلسفہ

ہیئت - ریاضی کو فخر تام ہے - اور ان علوم کو اسلام ہی کے بدولت ترقی کا پایۂ معراج نصیب ہوا - وہی اسلام! جسکے سرشت مین علوم و فنون کی قدر و منزلت داخل ہے - جسنے یونان - روم - ہندوستان اور فارس کے علمی ذخایر کو دل و جان سے زیادہ عزیز رکھا - اور بقول علامہ ڈاکٹر موصوف علمی و عملی طاقت سے ایک طرف ہندستان مین دریای گنگ پر نشان اقبال اڑایا - اور دوسری طرف سے اندلس مین دریائی ٹیگس تک پہنچ گیا - اور جسکی علوم خیز اور جدت پسند طبیعت نے ۸۲۹ء مین روم پر صرف اس لئے چڑہائی کی کہ شہنشاہ روم نے اپنے دربار کے ایک فاضل علوم ریاضی خلیفہ بغداد کو دینے مین تامل کیا تھا - اسی اسلام پر بعض عربی مورخون نے کتب خانہ اسکندریہ کے جلانیکا الزام لگاکر اسکے دامن علم کو ایک بدنما مگر تحقیقات کی روشنی مین بے فروغ دہبہ لگانیکی کوشش کی - حالانکہ پوری تحقیقات کے بعد موجودہ زمانہ کے فلاسفرون نے صاف طور پر تسلیم کرلیا ہے کہ یہ کتب خانہ متعصب عیسائیونکی مختلف الاوقات خونریزیون - محاصرون - اور فتنہ خیز معرکون کے نذر ہوکر حملہ آور مسلمانون کے پہنچنے سے چند سو برس پیشتر ہی اور پہر آخری مرتبہ ۳۹۱ء مین جلکر خاک ہوچکا تھا - چنانچہ اروسیوس مورخ جس اس مقام کو تباہی کے بعد دیکہا تھا لکھتا ہے کہ اسنے "اسوقت کتب خانہ کی صرف خالی الماریان دیکہین"

عبد اللطیف اور ابو الفرجیوس جو کہ ۱۲۲۶ء مین پیدا ہوا اور ۱۲۸۶ء مین مرگیا۔ اور احمد المقریزی القاہری جو ۱۳۶۴ء سے ۱۴۴۲ء تک زندہ رہا۔ اور ابن خلدون مورخ کتب خانہ اسکندریہ کے جلانیکا بیجا اتہام مسلمانون پر لگاتے ہین۔ اس قصہ کے موجد یا مجوز جو کچہہ کہو عبد اللطیف مورخ مصر ہے کہ حادثہ اسکندریہ سے آٹھ سو برس بعد ۱۱۶۲ء مین پیدا ہوا۔ اور ۱۲۳۱ء مین انتقال کرگیا۔ بقیہ متذکرہ بالا مورخین اسی کے مقلدانہ اقتباس سے اس حادثے کو نقل کرتے ہین۔ کہ کتب خانہ اسکندریہ۔ عمرو بن العاص کے زمانہ مین خلیفہ ثانی کے حکم سے ۶۴۲ء مین جلا دیا گیا تھا۔ اسکے ساتھ ہی ایک عجیب اور ناقابل الاعتقاد یہ حکایت بیان کی جاتی ہے "کہ کتب خانہ مذکور کی کتابین اسکندریہ کے پانچہزار حماموں مین تقسیم کی گئین جو چہہ مہینے تک صرف کتابون سے گرم ہوتے رہے" سولہوین صدی کے اخیر تک یورپ کی عام رائے بھی اسی طرف تھی۔ ریورینڈ راڈویل کا کتب خانہ موصوف کی نسبت یہی خیال تھا کہ وہ حملہ آور مسلمانون کے ہاتھ سے تباہ و برباد ہوکر صفحہ دنیا سے مٹ گیا۔ موجودہ زمانہ مین ڈاکٹر لاییٹز اس خیال کے حامی اور اشاعت دینے والے ہین۔

بلاشبہہ اسلام کی دلچسپی علوم و فنون کے کارنامون کو اسکندریہ کے بلاوجہ الزام سے جسکی تحقیقات کی دنیا مین کچہہ بہی اصلیت نہین

سخت صدمہ پہنچانا ممکن ہے - جسکے لئے ہمین اپنے مسلمان عربی مورخون
کی افراط و تفریط پر افسوس ظاہر کرنا چاہیئے - سولھوین صدی کے اختتام
تک یورپ کے تمام فلاسفر اور تاریخ دان جب کتب خانہ اسکندریہ
کی ویرانی کو حسرت آلود نگاہون سے دیکھتے تھے تو اُس کے ساتھ ہی
اسلام کی نسبت انکی نگاہون سے ایک قسم کی حقارت ٹپکتی تھی - مگر سترھوین
صدی کے دورمین یورپ کے آسمان فخر کے ستارے اور تواریخ زوال
سلطنت روما کے مشہور اور نامور مورخ ایڈورڈ گبن نے پرزور دلائل
اور زبردست واقعات سے یورپ کی غلط فہمی کا سختی سے مقابلہ کیا -
نامور مورخ نے صاف طور پر ثابت کر دیا کہ مسلمانو نپر کتب خانہ اسکندریہ
کے جلانیکا محض بیجا اتہام ہے - بلکہ خود یورپ کو اس کتب خانہ کے لئے متاسف
ہونا چاہیئے - مسلمانون کو ملزم قرار دینا ایسا ہی ہے کہ واقعات اور اصول
انصاف کا انکار کیا جائے - اسی طرح جرمن کے روشن خیال اور فاضل
دماغ مورخ الگزینڈر ھمبولٹ نے بھی اس امر کا بڑی قوت سے انکار
کیا ہے - عالی قدر فلاسفران موصوف کی تصانیف اور صحیح خیالات کے مشتہر
ہوتے ہی اہل یورپ ان سراپا فسانہ اقوال کی وقعت اور صحت کو بخوبی
سمجھ گئے - چنانچہ اب یورپ کی عام راے مسلمانون کی تائید کر رہی ہے
کہ وہ اس بارہ مین محض بے لوث ہین -
جہانتک ہم اس سبجکٹ پر زیادہ غور کرتے ہین اسیقدر اس الزام کے

برخلاف ہمارا شک بڑھجاتا ہے - اور ہم دعوی سے کہہ سکتے ہین کہ عبد
اللطیف مورخ مصر کے بعد از وقت اختراعی خیالات محض غلط ہین -
جو صحیح واقعات اور حالات سے پورے طور پر مُباینت رکھتے ہین - جائے
غور ہے کہ مورخ موصوف نے اپنی پیدائش سے آٹھ سو (۸۰۰) برس پہلے کا واقعہ
قلمبند کیا ہے جو اُسکے قول کو بہت زیادہ ضعیف اور کمزور ثابت کرتا ہے -
کیونکہ فی الواقع یہ ایک ہنسی کی بات ہوگی کہ اگر موجودہ زمانہ کا کوئی شخص
ہندوستان کے عہد برہمنی کے متعلق ایک اس قسم کا واقعہ ملک کے
سامنے پیش کرنا چاہے جو بعید القیاس اور تاریخ کے مطابق نہو - علاوہ برین
ہماری حیرانی اور بھی بڑھجاتی ہے - جب ہم دیکھتے ہین کہ مورخ مذکور نے
بلا کسی اطمینان بخش ثبوت اور دلیل و سند کے اس اہم واقعہ کو اپنی تاریخ مین
درج کر دیا ہے - تحریر مذکور کے یہ الفاظ بھی بعید الفہم اور پایۂ اعتبار سے
ساقط ہین - جسکی صداقت کا اقرار ہر ایک ذی فہم کے لئے غالباً مشکل ہوگا
اور شاید یہ الفاظ بوستان خیال اور داستان امیر حمزہ کی طرز خاص متصور ہونگے
کہ ”کتب خانہ کی کتابین اسکندریہ کے پانچہزار حماموں مین تقسیم کی گئی ہین
جہان چھ مہینہ تک آگ جلانیکے کام مین آئین“ ہم نہین جانتے کہ مورخ مذکور
کا بلا کسی معقول ثبوت کے ایسے بڑے حادثے کو قلمبند کر لینا کیا معنی رکھتا ہے؟
اور اسکی تحریر کے تمام پوائنٹ کن واقعات پر مبنی ہین؟ حالانکہ برخلاف اسکے
تاریخ سے مترشح ہے کہ خلیفہ ثانی نے سپہ سالار کے نام تاکیدی حکم بھیجا تھا -

سکہ

کہ " عمرو بن العاص اپنے لشکر کے برے اور خونریز ارادون اور خواہشون کی محافظت کرے "۔ قطع نظر انکے کیوس مصری بطریق اسکندریہ جسکا دور زندگی ۶۷۹ء سے ۹۴۰ء تک رہا اور جارج الماسین مصری کہ ۱۲۲۳ء سے ۱۲۷۳ء تک بقید حیات تھا۔ اور ملک اسمٰعیل ابو الفدا جو تیرہوین صدی کا نامور اسلامی مورخ گذرا ہے۔ ان سبھون نے اپنی تاریخی کتابون مین اس حادثے کا بالکل ذکر نہین کیا۔ غرض کہ مورخ موصوف کے اس الزام کی جس پہلو سے تحقیق کیجاتی ہے کسی طرح پورا نہین اترتا۔ زیادہ غور و خوض سے نہ صرف یہ ایک بیجا اتہام ہی ثابت ہوتا ہے بلکہ اسلام کی دلچسپی علوم و فنون کے شاندار موتی جیسے چمک دمک دکھا کر عالم خیال مین بقعہ نور کا عالم پیدا کر دیتے ہین ڈاکٹر لاسیانز نے بھی الزام کتب خانہ کے متعلق " بعض " کا لفظ استعمال کیا ہے جس سے شاید عبد اللطیف اور اسکے ہمخیال مورخین مراد ہونگے۔ یا سترہوین صدی سے بیشتر کے علماء یورپ ؟ بہرحال ضرورت ہے کہ اس کتب خانہ کے تاریخی حالات کو زیادہ روشنی مین لایا جائے۔

عہد قدیم کی قومون اور سلطنتون کے پولیٹکل اور سوشل حالات پر تعمق کی نگاہ ڈالنے والے تسلیم کرتے ہین کہ قدیم الایام مین جب علوم و فنون کی روشنی دھندلا رہی تھی۔ فتنہ خیز خانہ جنگیان اور خونریز معرکے عروج پر تھے۔ بلکہ اگر انکی کثرت و شدت پر خیال کیا جائے تو سلطنت اور ملک کے لئے لازم و ملزوم

ثابت ہونگے - ہماری ایشیائی طاقتین موجودہ شایستہ اور مہذب زمانہ
مین بھی کسی حد تک عہد قدیم کی حالت کا زندہ نمونہ ہین - ولادت مسیح
سے پچاس سال پیشتر مصر مین تخت نشینی کے معرکے عین شباب پر تھے
ملک مین عام ابتری اور فتور کا نقشہ تھا - اراکین سلطنت و امرا وقت
مختلف دعویداران سلطنت کی حمایت کا بیڑا اٹھائے ہوے تھے - اور عروس
سلطنت پر تصدق ہوجاتے تھے - گو اس زمانے مین مصر مین سلسلۂ
جنگ کی ابتدا جولیس سیزر سے ہوئی - تاہم اسقدر خون فشانیونکی
اصلی وجہ یورپ کی ضرب المثل نہایت حسین اور دلفریب خوبصورت شہزادی
کلیوپاترا تھی جوایٔ حسن و خوبی کے لحاظ سے دن کو آفتاب اور رات کو
ماہ تمام کا عالم پیدا کرتی تھی - اور جسے مرحوم باپ کی وصیت کے بموجب بھائی
کے ساتھہ رونق افروز تخت سلطنت ہونا چاہئے تھا - مگر چونکہ عورت تھی
اسلیئے بھائی کے مقابلہ مین امراے سلطنت کی طرف سے مخالفت ہوئی
جولیس سیزر جو کلیوپاٹرا کا دل و جان سے عاشق زار تھا وہ اس
حق تلفی کو برداشت نکرسکا اور جب اُسنے ۴۷ سال قبل از مسیح سکندریہ
کا محاصرہ کرلیا - اور ایک نہایت خونریز لڑائی کے بعد جبکہ اسکندریہ
کے میدانون سے خون کی ندیان بہ رہی تہین کلیوپاٹرا کا بھائی کاڈی
امی نس مارا گیا اور " اسی محاصرے مین اسکندریہ کا کتب خانہ جسمین
چار لاکھہ کتابین تہین جل گیا " ! کچھہ زیادہ عرصہ نہ گذرا تھا کہ ملک کی عام

بد امنی نے جولیس سیزر کا تلوار سے خاتمہ کر دیا۔ بعدہ عالم فریب کلیوپاٹرا نے مارک انٹنی شاہنشاہ روم قدیم کو نہ صرف حسن ذاتی سے بلکہ حسن تدبیر و قابلیت کے قابل قدر جوہر دکھا کر اپنا فریفتہ بنا لیا۔ جسپر مارک انٹنی نے کلیوپاٹرا کو شہنشاہ یومنکس کا فراہم کردہ کتب خانہ عطا کیا کہ اسمین دو لاکھ کتابین علمی مضامین سے بھری ہوئی تھین۔ کلیوپاٹرا نے اس مہربانی سے پورا فایدہ اٹھا کر بروشیم کا کتب خانہ دوبارہ مرتب کر لیا۔ تاہم یاد رکھنا چاہیے کہ اسوقت اسکندریہ کا پولیٹکل مطلع اور عام کیفیت حالت عرب قبل از اسلام کا پورا نمونہ قایم کر رہی تھی جیسا کہ حرب بسوس وجنگ داحس سے ایام جاہلیت کا مرقع ہمارے سامنے کھچ جاتا ہے۔ اسی طرح اسکندریہ کی حالت کا یہ کافی ثبوت ہوگا کہ شہنشاہ آرلین کے عہد مین ایک جوتے "سے وہ خرابی اور بربادی پھیلی کہ شہر کے شہر تباہ ہو گئے۔ یہ عجیب غریب لڑائی بارہ سال تک برابر ہوتی رہی۔ اسی پر آشوب زمانہ مین اسکندریہ کا کتب خانہ آخری مرتبہ آگ کے حوالے کیا گیا۔ چنانچہ اسکندریہ کی عام تباہی اور اس فتنہ خیز حادثے کے متعلق ایڈورڈ گبن مصنف تاریخ زوال سلطنت روما کے حسب ذیل ریمارک قابل غور ہین۔

"اسمین مختلف قومون کے آدمی آباد تھے۔ آخر اُنمین ایسا فساد ہوا کہ بارہ برس تک قایم رہا۔ یہ لڑائی سوا ... ملک ... آدھ سو ... ایک

جو تے سے شروع ہوئی - اس تباہ شدہ شہر کے بعض حصون مین باہم خط و کتابت اور آمد و رفت کا سلسلہ قطع ہوگیا - اور ہر ایک کوچہ خون سے پر ہوگیا اور اسکی عمارتین ڈہائی گئین - حتی کہ اسکا بہت حصہ تباہ ہوگیا وسیع اور شاندار محل یروشیم کا مع دیگر محلون اور عجائب خانون - بادشاہون اور فلاسفرون کے مکانات کے تباہ ہوگیا - اور اسکے بعد قریب ایک سو برس تک ویران پڑا رہا - بلکہ اب بھی اسکی حالت ایسی ہی ہے " ہم کتب خانہ یروشیم کے پورے تاریخی واقعات اور اسکے دو دفعہ جلائے جانیکا حال تفصیل سے لکہہ چکے ہین - اب ہمین مختصر الفاظ مین یہ بتانا باقی ہے کہ اسکندریہ کا دوسرا جلیل القدر کتب خانہ کہ جو یلٹر سرابس المشہور بہ سرایبم کے تبخانہ مین تھا - اور جسمین تین لاکہہ کتابین رکھی ہوئی تہین وہ کسطرح متعصب عیسائیون کے تیشۂ جہالت کے نذر ہوا ؟ واضح ہو کہ تھیو فلیس اسکندریہ کے بشپ نے جو جیروم کا دوست اور کریسا سٹم کا دشمن تہا اُسنے ۳۹۱ء مین سرایبم کا تبخانہ جلادیا اور افسوس کہ اسکے ساتہہ ہی یہ گرانقدر علمی ذخیرہ بھی برباد ہوگیا تھیوفلس کے بھتیجے سینٹ سرل بشپ اسکندریہ بھی چچا کے قدم بقدم چلا اسکی بہی یہی پالسی رہی - چنانچہ یونان کا فلسفہ جو کچہہ کہ اسکندریہ مین تھا وہ سب اسکے ساتھہ ہی تباہ ہوگیا - چیمبر اپنے انسائکلو پیڈیا جلد اول مین کتب خانہ اسکندریہ کے بیان مین لکھتا ہے کہ

"متعصب عیسائیون کے گروہ نے بسرکردگی ارک بشپ تھیوفلس
حملہ کرکے ۳۹۱ء مین جوپیٹر سراپس کے تبخانہ کو ڈہا دیا - اور غالباً وہان
کے علمی خزانہ یعنی کتبخانہ کو بھی برباد کیا"

مسلمانون کو فخر ہے کہ انکے دماغ اس قسم کے تعصبات سے ہمیشہ پاک و صاف
رہے - علم دوست فرمان فرمایان بغداد - اندلس و ایران
کے نام نامی قدر دانی علوم و فنون کے آسمان پر ہمیشہ آفتاب ہو کر چمکینگے -
ہارون الرشید - مامون - اور مستنصر باللہ - ابوجعفر
منصور وغیرہ اسلئے یادگار زمانہ رہینگے کہ وہ علوم و فنون پر دل و
جان سے دلدادہ و فریفتہ تھے - ایک فاضل علوم ریاضی کے لئے
مامون کی سلطنت روم پر فوج کشی کچھہ کم حیرت انگیز نہین - خلیفہ
مستنصر باللہ نے دلی انٹرسٹ سے ایک عالیشان کالج دارالخلافہ
مین قایم کیا جسکی شاندار عمارت ۱۲۲۷ء سے ۱۲۳۵ء تک آٹھہ سال مین
بنکر طیار ہوئی - دارالعلم موصوف کے اخراجات کے لئے ساڑہے چار لاکھہ
روپیہ سالانہ کی سیر حاصل جاگیر وقف تھی - اور اس عدیم المثال مدرسہ
کا متولی موید الدین ابوطالب علقمی تہا - اخبار پانیر کے
فاضل و قابل اڈیٹر مسلمانون کو علم کیمیا - علم ہیئت - نجوم
ریاضی - و علم جبر و مقابلہ کے موجد و بانی تسلیم کرنے کے بعد
نہایت قیمتی الفاظ مین فرماتے ہین —

قاہرہ کے فیطمیت کتب خانہ مین ایک لاکھ کتابین تھین - منجملہ انکے صرف
علم ہیئت و نجوم و علم طب کی کتابون کا شمار چھہ ہزار پانسو تھا -
اسپین کے خلیفون کے بڑے کتب خانہ مین چھہ لاکھ کتابین تھین - اور
علاوہ اسکے اندلوزیا مین ستر عام کتب خانے تھے - بخارا کے ایک
سلطان نے عرب کے ایک حکیم کو طلب کیا - لیکن اس حکیم نے بدین وجہ جانے
سے انکار کیا کہ اسکی کتابین لیجانے کو چارسو اونٹ بھی کافی ہونگے - تمام
اہل عرب کی سلطنت مین تاتار سے لیکر اسپانیہ تک مدرسے قایم
کئے گئے یورپ مین پہلا مدرسہ طب کا بمقام سلرنو اہل عرب نے
قایم کیا - اور اہل عرب ہی نے بمقام سیول علم ہیئت و نجوم کے
متعلق ستارون کے دیکھنے کو پہلے پہل رصدخانہ بنایا - تمام زمانہ
متوسط کی جہالت و تاریکی کیوقت صرف اہل عرب کا ہی ذہن متحرک رہا -
پس یہ کہنا بڑی جہالت اور ناواقفیت کا ثبوت ہے کہ اہل عرب نے اسکندریہ
مین پانچ لاکھ سے زیادہ کتابین جلا دین اور اسلئے وہ دنیوی علوم کے مخالف
رہے - انہونے کتابین ہرگز نہین جلائین بلکہ جسقدر قبول کیا جاتا ہے اس سے
بہت زیادہ مسلمان علم کے موید ہوئے ہین "

اگر ہم زیادہ صحیح طور پر یون کہین کہ اسلام اور علم ابتدا سے ایک
جزو لاینفک رہا ہے تو کچھ بیجا نہ ہوگا - تاریخ بتا رہی ہے کہ ہندوستان
مین سات سو سال تک انکا ستارۂ اقبال چمکتا رہا ہے - تاہم اسباب کا

کوئی ثبوت نہین ملتا کہ انہون نے ہندوستان کے غیر مذاہب بالخصوص
اہل ہنود کے رامائن - مہابھارت - گیتا - وغیرہ مقدس مذہبی
کتابون کو بالکل صفحہ دنیا سے محو کر دینیکا عزم کیا ہو - حالانکہ عقیدہ
اسلام کے مطابق یہ کوئی آسمانی کتابین نہ تھین - باوجود قوت و اقتدار
سلطنت انہین کبھی اس قسم کا خیال پیدا نہین ہوا - بلکہ قبول کیا جاتا ہے کہ
اکبر و دارا شکوہ وغیرہ نے ان متبرک کتابون کا صرف ادب ہی
ملحوظ نہین رکھا - بلکہ قدر کی نگاہون سے دیکھکر انکے نہایت عمدہ فارسی
ترجمے کروائے - چنانچہ ان کے عہد مین اہل ہنود کی بیسیون مقدس کتابون
نے فصیح فارسی کا روپ بھرا - کیا اس سے انکار ہوسکتا ہے کہ مسلمان انکی
تباہی عمل مین لانے مین کامیاب رہتے - کیا سات سو برس کا شاہی زمانہ
اولوالعزم ہاتھون کو سرد کر دیتا؟ نہین ہرگز نہین - اگر وہ اہل ہنود کی مقدس
کتابون کو برباد کرنا چاہتے (سات سو سال تو بجائے خود) ایک بڑا زمانہ ہے
دو تین صدیون مین ہی وہ تمام کتابین تباہی کی شکل مین دیکھی جاتین اور
انکا نام صفحہ روزگار سے مٹ جاتا - مگر سچ تو یہ ہے کہ انہون نے کبھی اور کسی
زمانہ مین اس قسم کی پالسی پر عمل کرنا پسند نہین کیا - خوب یاد رکھو کہ دنیا بھر
مین جو مذہب سب سے زیادہ قدردان علم و فنون رہا ہے - وہ بیشک اسلام ہے -

میرزا علی حسین - نفیس

فیثا غورث کے شاعرانہ جوش وخروش سے (جس مین اوسکا بھی حصہ تھا) کہین زاید موثر ہین - اوسکے چمنستان خیال کی روش پر انسانی ظاہر پرستیون کے گلدستے اپنی بہار کم دکھاتے ہین بلکہ نسیم روحانیت کے جھوکے انکھین بند کرا رہے ہین - اس لحاظ سے صرف لارڈ بیکن مد مقابل کیا جاسکتا ہے کیونکہ اس انگلستانی حکیم کی رائین بھی جو وہ انسانی طبایع کے وجود فطرتی کی نسبت ظاہر کرتا ہے اگرچہ عام یقین سے باہر نہین تاہم بعض اوقات نارسائی طبع کے سپرد ہو جایا کرتی ہین - وجہ اوسکی صاف ظاہر ہے کہ عام فکر و دماغ اوس حد تک نہین پہونچے - لیکن ہم ایسے نا انصاف نہین کہ بمقابلہ افلاطون وہ رائین بھی بلا دلیل وحجت تسلیم شدہ سمجھہ لین - جو بیکن نے اخلاقی افعال کے ابتدائی قوانین اور انتظام دنیا کی نسبت قایم کی ہین -

مختصر یہ ہے کہ آخر الذکر جدید انگریز فلسفی کے اصول تعلیم کی نفاست ذکاوت و آمد خیال پر منحصر ہے جسکے لحاظ سے یہ کہنا ایک امر طے شدہ کا اعادہ کرنا ہے کہ وہ ارسطو سے سبقت لے گیا - اور سابق الذکر حکیم کی اپنے اوستاد سے وجہ سبقت صرف یہ ہے کہ اوسنے روحانیت کو اپنے تحقیقات فلسفہ کا ایک جزو سمجھا - اور اسی سمجھہ نے روحانی اور غیر روحانی دنیا سے آجتک افلاطون کا ادب کرایا ہے -

ناظرین اس گستاخی کو معاف فرمائین مولف کا یہ مناسب فرض تھا

کہ ان عظیم الشان انسانون کے اصول زندگی پر کوئی فلسفانہ محاکمہ کرتا۔ پھر بھی باختصار ایسا کرنا نہ تو شان تالیف کے لیئے نازیبا تھا۔ اور نہ کوئی نہایت قابل نفرت جرم تھا جسکے ارتکاب پر کانشنس (ضمیر) کی روح فرسا ملامت کا خوف ہوسکے ــ

یونانیون نے اس مکالمہ کا نام "گفتگوی عشق و محبت" رکھا ہی جو اپنی معنی خیز وسعت کے لحاظ سی ایک جایز و مناسب نام ہی ــ

"یہ گفتگوی عشق و محبت" اگاتھین[1] کے مکان پر واقع ہوی تھی جو افلاطون کا ہمعصر شاعر تھا۔ اور جسکی اصل کیفیت اپوسوڈورس کو جو سقراط کا شاگرد تھا معلوم تھی جسنے وقوع کے بہت عرصہ کے بعد اپنے ایک ہم جلیس سے بیان کیا اور ہم اپنے مہربان ناظرین سی دہرانےین پرسی شیلی کی روح کا جو انگلستان کا مشہور شاعر اور مستند ادیب تھا دلی شکریہ ادا کرتے ہین ــ

---

[1] شرکائے مکالمہ یہ لوگ تھے ــ اپوسوڈورس (مع ایک دوست کے) گلاکو۔ ارسٹوڈی مس۔ سقراط۔ اگاتھن۔ فیاڈرس۔ پاسی نیس۔ اریئی میکسیمس۔ ارسٹوفینس۔ ڈایاٹیما۔ السی بایاڈیز ــ
ان تمام حکماء کی مختصر سوانح عمریان شامل تالیف ہین ــ

یونانیون کی ترقی علم ادب ۔ فنون لطیفہ اور عام شایستگی پر ایک ریمارک

وہ زمانہ جو مرگ سقراط اور پیدایش پریکلیز کے مابین گذرا صرف اسی وجہ سے دنیا کی تاریخ مین یادگار نہ تھا کہ خود اوسکی حیثیت مجموعی اہم تھی بلکہ زیادہ تر اسس نظر سے بھی تھا کہ اوس سے بعد کی شایستہ انسانی نسلونپر حیرت انگیز آثار مترتب ہوتے ۔

حیرت ہے کہ اخلاقی اور ملکی اسباب کا وہ کیسا غیر معمولی اتصال تھا جس سے اوس زمانہ کے علوم و ادب مین بمثل ترقی و وسعت کا موقع ملا ۔ اور یہ کہ وہ ترقی ایسی تیز رفتار کیون تھی اور کسلئے اتنی جلد رُک گئی گویا ۔

" ایک دھوپ تھی کہ ساتھ آگئی آفتاب کے "

یہ سوالات ہین جو زمانہ مذکور نے حال کی نسلونکو معرض عجب مین ڈالنے کے لئے چھوڑ دئے تھے ۔

آثار صنادید ۔ اور اون پر پیچ دماغون کی باقی ماندہ نشانیان اونکی فراست فلسفیانہ کا جبروت قایم کرانیکے لئے اب بھی کچھہ کم نہین ہین ۔ اونکی زبان لحاظ سادگی ۔ نفاست ۔ اور تکمیل اب بھی دوسری یورپین زبانون سے اعلی ہے ۔ اونکی نقاشی کی اب بھی مساوات مشکل ہے ۔ یونانیون کی تصویر کشی کی نسبت زمانہ حال کے ایک مصور کا بھی بیان ہے کہ " وہ پر از حسن و نزاکت ہوا کرتی تھی " بعض تصاویر کی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ دردناک موسیقی اور

اندوہ والم کے اشعار کی طرح موثر ہوتی تہین گو ایک زمانہ بلا دلیل وحجت آواز ہم ہے کہ انیسوین صدی عیسوی نے فن تصویر کشی درجہ کمال کو پہونچایا ہے مگر ہمارے نزدیک یہ رای شاید اسوجہ سے قایم ہوی ہے کہ دست برد زمانہ سے قدیم اعلی تصاویر کا پتہ نہین چلتا —

یاد رہے کہ تمام ایجادی صنعتین ایک دوسرے سی مشابہ ہین کیونکہ وہ ایک ہی دماغی قوت کے مختلف اظہارات ہوا کرتی ہین اسلئے اگر زمانہ قدیم اور زمانہ حال کے مصورونین کوئی تعلق ہوسکتا ہے تو بس یہی ہے کہ وہ صرف مشابہت رکھتے ہین مگر پہر بھی سبقت محال ہے —

اتیھنز کے علم موسیقی کی نسبت ہمکو بہت کم علم ہوسکتا ہی کیونکہ مذاقاً ہم اپنے ہندوستانی علم موسیقی کی جامعیت پر زاید فریفتہ ہوسکتے ہین لیکن اون کے علم موسیقی کے اثر ونکی نسبت البتہ بیان کیا جاتا ہی کہ وہ حال کے یورپین علم موسیقی کے اثرون سے زیادہ صریحی - اور زیادہ قوی تھے - خواہ اس افضلیت کو گانیوالون کی ہوشیاری فن سے منصوب کیجئے یا سُننے والونکی معقولیت وسنجیدگی کی جانب رجوع فرمائیے بہر حال خدا کی شان مین اس بے ادبی کی جرأت کرنا آسان نہین ہے کہ اوسکی رحمت کاملہ کا صدور صرف زمانہ حال ہی پر ہوا ہی —

یونانیون کی شاعری اپنے جوبن کے زمانہ مین سب سے اعلی تھی — اور یہ کہنا کسی عام یقین کی تائید کرنا نہین ہے کہ شاعر شیکسپیر بلحاظ جوش طبیعت اور عاشقانہ خیالات کے شاعر ڈینٹی کا ہمسر ہوگیا تھا یا یہ کہ طباعی اور

عالی دماغی مین کبھی اوسنے اپنی ہمصفیر ھومر سے مقابلہ کی جرأت کی تھی۔
شخصی تمثیلات سے قطع نظر کرکے اگر عام حالت شایستگی پر نظر ڈالی جاوے
تو نسبتًا اوس زمانہ کی رسم شاعری - صناعی - اخلاق - اور علم ادب مین
ایک نمایان اور محسوس ہونیوالا امتیاز پایا جاتا ہے - یعنی وہ باتین ایک
تازہ اور شاداب انسانی دماغ کا نتیجہ معلوم ہوتی ہین برخلاف اسکے جدید رسم
شاعری - صناعی - اخلاق - اور علم ادب ایک تھکے ہوے انسانی دماغ
کی پیداوار ہین —

قدیم یونانی تاریخ کا مطالعہ مقنن - حکما - اور شعرا کی سوانح عمریون
کا مطالعہ ہے - جدید تاریخین صرف بادشاہون - مدبرون - وزراے
حال - اور علماے مذہبی کی سوانح عمریان ہین - صاف ظاہر ہوتا ہے کہ قدیم
ترقی ایک آمدنی تھی تو اب صرف آورد رہگئی ہے —

ناظرین ہرگز یہ نہ سمجھین کہ ہم اس آورد کی شان مین بے ادبی کر رہے
یا ارادہ کرتے ہین کہ طرز غور و تامل کی جدید اصلاح کی مطابقت نکرینگے بلکہ
ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ ہم مبدع فیاض کو دوامی منصف مان لین - جیسا
کہ بعض لوگ سینہ زوری سے نہین مانتے —

یونانی علوم طبعی مین ارسطو اور تھیو فرسٹس نے اس قدر پختگی
پیدا کی کہ اس شاخ فلسفہ مین اونکے جانشین تمام ابتدائی محنتون سے آزاد
ہوگئے اقلیدس پایہ تکمیل کو پہونچائی گئی - مٹیا فزکس اور منطق کو زمانہ

پریکلیز کے فلسفیون نے مستقل بنیاد پر پہونچایا - اور ایک وسیع علم اخلاق کی ابتدا اوسی دن سے ہی -

ان بڑے آدمیون کے اخلاقی اصول اسقدر قوی اور صاف تھے کہ ایک جدید یورپین مارلسٹ کے بزدلانہ اصولون سے ہم اونہین کوئی نسبت نہین دے سکتے -

پولیٹکل اور مذہبی حالات کو اس زمانہ کے حالات سے نسبت دینا کسیقدر مشکل ہے لیکن اوسوقت کے عام امن - مسرت اور وسعت عقلی پر نظر کرکے ایک اعلی خیال پیدا ہوسکتا ہے -

جبکہ بہت سی رسوم و رائین جو ایک زمانہ مین قدیم یونانیون ہی کی نہین بلکہ عامہ بنی نوع انسان کی شائستگی کا ذریعہ تہین اقوام زمانہ حال سے ترک کر دی تہین تو ایک جلد باز غور کرنیوالا شاید نفس رسوم کی خوبی مین شک کرسکتا ہی لیکن ہم اس ترک فعل کو تبدیلی اسباب دنیا پر محمول کرتے اور وثوق کے ساتھہ کہہ سکتے ہین کہ وہ رسوم اور رائین بجاے ناکمل ہونیکے صرف ایک ایسی جغرافیائی فروگذاشت پر مبنی تہین کہ زمانہ - ممالک - اور نوع انسان بہت دنون تک اونکا ساتھہ نہ دے سکے - اسلئیے ہم زمانہ اور انسانی بیوفائیون کی بہت شکایتون کو طول نہین دیتے کیونکہ خود انسان کی طرح تمام انسانی افعال اور منصوبہ بہی تغیر ہونیوالے ہین کسی کی مجال اور جرارت نہین ہے کہ زمانہ مستقبل سے جنگ کرے -

غریب یونانی گو اس لحاظ سے لاچار تھے۔ پھر بھی ذرا اونکی ہمت اور استقلال
دیکھو کہ اونہون نے متعدد آنیوالی صدیون سے جنگ کی تھی۔ اونہون نے بہتون
کے شایستہ بنانیکا بندوبست کرلیا تھا۔ اونہین کے قبل از وقت انتظام نے
مختلف اقوام کے مذاہب۔ اخلاق ۔ سیاست مدن اور طرز شایستگی مین
تبدیلی پیدا کی۔ اونہین کے پیدا کئے ہوے جوش سے بڑی بڑی بادشاہتین
سرسبز ہوین جو آخر کار نافرمانی ضمیر و ایمان سے مٹ گئین ۔

ابراہیم۔ عیسیٰ ۔ موسیٰ ۔ اور محمدؐ کی مقدس سفارتون کے تسلیم کرنیوالے
یعنی مسلمان تو یونانیون کے بندۂ احسان ہو رہے اسلئے یہ نہ سمجھا جاوے
کہ اظہار واقعات مین شاید قومی شکرگذاریون کو دخل دیا گیا ہے کیونکہ
ہم اونکی غلطیون کو صاف صاف بیان کرنیمین بھی آزاد ہین ۔

اسمین شک نہین کہ زمانہ پریکلیز کے یونانی زمانہ حال کی یورپین
اقوام سے ایک بہت بڑی غیر روحانی ترقی مین پہنچے تھے ۔ لیکن یہ
ایک افسوس کی بات ہے کہ آجتک کسی یورپین لکھنے والے نے اون ترقیون
مین یونانیون کی وہ حقیقت حال نہ بتلائی جسمین ہم اونکا زمانہ موجودہ سے
مقابلہ کرسکتے ۔

بارتھیلمی[1] گو اونکی رسوم و دانشمندی کی تعریف کرتا ہے لیکن یاد رہے

---

[1] بارتھیلمی فرانس کا ایک مورخ تھا جو اپنے سفرنامہ یونان کی وجہ سے زیادہ مشہور ہوا ۔ منہ

کہ لکھتے وقت وہ اپنا عیسائی اور فرنچ ہونا نہین بہولاہے - وائیلنڈ[1]
اپنی دلفریب ناولونمین اون کے پولیٹیکل تعصبات کو اسقدر پسند کرتا ہہ
کہ پولیٹکل غلطیون کا ہمدرد ہوگیا ہے اور اس امر مین شاید ہی کوئی یورپین
مورخ اوسکا ہمراہ ملے - غرض کوئی کتاب ہنین ہے جس سے بالتفصیل
ہم قدیم اتھینین کے حالت معاملات کا اندازہ کرسکین - لیکن ناواقفیت
کی ایسی حالت مین ہماری نکتہ چینی ایک نوع کی بے ادبی ہوگی -

بہر حال ترقی یافتہ اقوام یورپ اور قدیم یونان کی تمدنی حالت مین
چند فرق ضرور معلوم کئے جا سکتے ہین - مثلاً عورتون کی تمامتر آزادی
غلامی کا بالکل ازروی قانون موقوف کیا جانا - اور آزادی راے
کی عام وسعت مین سابق الذکر گوی سبقت لے گئے ہین - اور بلا تشبیہ
ان لحاظات سے یونانی جنکی عورتون کی حالت غلامانہ تہی - جنمین آزادی
راے کے اصول محض حالت ابتدائی مین تھے - جنمین غلامی ایک جزء
استحقاق فطرتی سمجہی جاتی تہی بہت پس ماندہ تھے - اونکی عورتون مین
(باایہمہ مردونکی اس شائستگی کے) وہ نمایان عقلی اور اخلاقی اوصاف
نہ تھے جو آجکل کی ترقی یافتہ نسلون کے زنانہ حصہ مین پائی جاتی ہین -

---

[1] یہ ایک جرمن شاعر اور اعلیٰ درجہ کا ناولسٹ تہا اور اپنے ملک کے
ایک حصہ تاریخی مین پولیٹکل ہمدرد بہی رہاہے - منہ

یونانی اپنے رحجانات فطرت مین توجہ شیلے تھے لیکن اون کے منتخب کردہ
اشیا اونکا وہ جوش ظاہر نہین کرتی تہین بلکہ اونمین قدیم انسانی سادگی
پائی جاتی تھی - یونانیون مین صرف سردون ہی نے تمام فطرتی انسانی
استحقاق سے فایدہ اوٹھایا برخلاف اسکے عورتون کی حالت غلامانہ ہی رہی
وہ بالکل وحشی رکھی گئین - اونکی عقلی ترقی نامعلوم رہگئی کیونکہ اوسکے
لئے کبھی کوئی وقت نہین آیا -
غرض اون تمام غلطیون سے جو شخصی حالت سے لیکر قومی حالت تک اپنا
اثر پہونچاسکتی ہین یونانی ہی پاک نہ تھے اور نہ اونکے جانشینان حال دعوی
کرسکتے ہین -
بااینہمہ غلطیون کے ایک قبولیت عام جو تمام قدیم شایستہ حصہ جات عالم (یونان
مصر - فارس - وہندوستان) کو حاصل ہوئی اوس سے ابتک تمام یورپین ممالک
محروم ہین - اس محرومی قسمت کی یہ وجہ نہین ہے کہ حال کی تحقیقات فلسفہ -
صناعی - شاعری - اور علم ادب کو فطرت انسانی سے براہ راست تعلق نہین
پائی جاتی - بلکہ جہانتک ہم خیال کرتے ہین ایک حد بدیہی حامی ترقی وشایستگی کی نیت اکثر
غیر روحانی رہتی ہے اسلئے کوئی محل تعجب نہین اگر اوسکی سعادت کو دنیا کے صرف غیر
روحانی ہی حصہ تک رسائی ہو جو کچھ بہت برا نہین ہے - باقی آیندہ
محمد اصغر حسین

تاج محل آگرہ

تاریخ عالم ہمکو ایک عجیب منظر دکھلاتی ہے اگر مختلف اقوام و ممالک کی سلسلہ وار تاریخ پر ایک اجمالی نظر ڈالی جاے تو صاف طور سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک گذشتہ قوم کی عزت و شان مٹانیکے لئے دوسری قوم جو فی الوقت کامیاب ہوتی ہے کسقدر کوشش کرتی ہے اوسکے جملہ خصایل حمیدہ پر حملہ ہوتا ہے اور کل اوصاف سیاست و نفامت عیب بینی کی نظر سے دیکھے جاتے ہین - آثار و شواہد رفتگان کی پامالی گورنمنٹ وقتیہ کے ضروری فرایض سمجھے جاتے ہین یہہ کیفیت عام اقوام کی ہے - مگر شاید مسلمانون کا معاملہ اس سے بہی زیادہ عبرت انگیز اور حسرت آمیز ہے - انکی شان و شوکت مردہ کتابون مین اور افلاس و نکبت زندہ نگہون مین جلوہ گر ہے - موجودہ فلاکت کے دیکھتے ہوے کامیاب قوم کا کانشنس اجازت نہین دیتا کہ وہ پامال قوم کی گذشتہ شوکت کا اقرار کرے - وہ نہین سمجھتی بلکہ نہ سمجھنے کی کوشش کرتی ہے کہ کسطرح موجودہ مفلوک الحال قوم جو آج کمال بے ہنری سے آراستہ ہے وہ کبھی نکی الطبع اور مختلف علوم و فنون سے مالامال رہی ہے - اگرچہ مسلمان دنیا کے تمام پچھلی قومون سے تاریخ نویسی مین گوی سبقت لیگئے اور طبعی تحریک سے نہایت باریک بینی کے ساتہہ اپنے عصر کی باتون کو اور نہایت تحقیق کے ساتھہ معاملات گذشتہ کو لکھا گئے - مگر آفتاب دولت و اقبال کی رخصت ہوتے ہی اونکی انوار عظمت و جلال پر

ایک خوفناک اور عبرت انگیز تاریکی چھا گئی - صرف یہی نہین کہ اونکی محامد و اوصاف سے چشم پوشی کیگئی ہو اور علوم و فنون پر دھبہ لگایا گیا ہو اور انکی علمی تحقیقات کو قعر گمنامی مین ہمیشہ کے لئے ڈالکر جدید لباس سے آراستہ کرکے اپنے نام سے معنون کرنیکی تکلیف گوارا فرمائی گئی ہو بلکہ اونکے زندۂ و مشہور آفاق یادگارون کا وجود اپنے ہی بزرگون کا فیض قدم بتلایا جاتا ہے کیونکہ یہہ فرض کرلیا گیا ہے کہ صرف موجودہ فلاکت زدہ مسلمانون ہی کو نہین بلکہ اونکے اباو اجداد کو ہی بغیر مغربی تجلّیات کے یک قدم شاہراہ تہذیب پر چلنا محالات سے تھا - پس ہم عجیب مرقعہ عبرت ہین کہ اپنے موجودہ نامحمود حالت سے اپنے نامور بزرگون کے مشہور آفاق زندہ نیکنامیون مین شبہہ پیدا کرنیکا موقع دیتے ہین

انچہ ما کردیم برخود ہیچ نابینا نکرد — درمیان خانہ گم کردیم صاحب خانہ را

مسلمانون کو اپنے پچھلے شان و شوکت کا رونا گوا و نہین کیلئے شرمناک ہو اور شاید دنیا مین کوئی گری ہوی قوم ہماری طرح روزمرہ قومی مرثیہ خوانی کرنا پسند نکرتی ہو مگر شاید یہہ بہی صحیح ہے کہ ہماری بدقسمتیون مین کسیکو مساوات کا درجہ بہی حاصل نہین ہے - بہتر ہوتا کہ جن ملکون نے ہماری حکومتون کو الوداع کیا تھا ساتھ ہی ساتھ آثار حکومت بہی فنا ہو جاتے جسطرح آفتاب کے ساتھ دھوپ رخصت ہو جاتی ہے اور ہماری طرح زندگی بسر کرنے اور اپنے معارون پر بلند ہاتھون سے سینہ زنی کرنے کے لئے باقی نرہتے - مگر خیر آثار سلاطین ماضیہ کے بعد دیگرے اپنے تعمیر کنندون کیطرح زمانہ کے سخت گیر ہاتھون سے شہید ہو رہے ہین - آج جو ٹوٹی

چوٹی حیثیت مین ہین وہ ہماری حالت کے سچے فوٹو ہین —

ڈرہے کہین یہہ نام بہی مٹ جائے آخر ؛ مدت سی اسی دور زمان میہ ہمارے ہا

لیکن جسقدر تکلیف ان حسرت کدون کے رفتہ رفتہ مٹجانیکا افسوس ہے جنکے لئے فتوای موت کارکنان قضا وقدر سے ہو چکا ہے اور جسکی تعمیل ارباب حکومت تیز دستی سے بجالارہے ہین اوس سے بدرجہا زیادہ قلق اوس شعور شاہجہانی یادگار کی نسبت [illegible] بیا تاثی دنیا مین نہین رکہتی اور دست برد زمانہ سے ابتک مامون ومصئون رہکر فہرست عمارات نفیسہ عالم کی زیب وزینت ہے مگر اوسکی عزت تجویز وتعمیر وتقدیر اخراجات ہمارے خداوندان سیف وقلم اپنے پرزور اور متہم بالشان تحریرون سے زبردستی اپراغیرا کو دے رہے ہین کیونکہ جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے وہ ہماری موجودہ حالتون سے اندازہ کرتے ہین اور نہین سمجہتے کہ ہم کبہی کیہہ تہے —

ہمنے مانا بہی کہ یہہ لئے بہلا دین قصے ؛ یہہ سمجہہ لین کہ ہم ایسی ہی تہے ایسا ہین جیسے

یہہ بہی منظور ہے ہمکو کہ ہمارے بچے ؛ دیکہنے پائین نہ تاریخ عرب کے صفحے

کبہی بہولے ہی سلف کو نکرین یاد مگر

یادگارون کو زمانے سے مٹا دین کیونکر

جس بیدردی مگر دور اندیشی سے ہمارے تاریخی صفحون مین مہذب تصرف کیا جا رہا ہے اور ہم اپنے اسلاف کے اعمال وخصائل حمیدہ کے علم سے دور رکہے جا رہے ہین اور اونکی چیدہ چیدہ عیوب کی لمبی بدنما فہرست سے ہمارے "تاریک" دلونمین "تاریخی علم" کی روشنی پہونچائی جا رہی ہے وہ زیادہ تر ہماری آیندہ نسل کو فایدہ بخش ہوگا — جبکہ موجود

خوشنما گر دور از واقعہ تحریرون کو پارہ صحیفہ آلہی کے قریب وقعت دیجائیگی
تمام مدارس مین اسوقت وہ تاریخین مروج ہین جو توہین مذہب و حکومت اسلامی
کے لئے گویا وضع کیگئی ہین —

بدنظمی خود غرضی نفس پروری - نافہمی اور بے انصافی وغیرہ سلطنت ماضیہ کا خاصہ
تھا - اگر انہون نے کبھی کوئی فعل بھی بقای نام کا کیا جسکی صورت آجتک زمانیکے ہاتھون
سے نہین بگڑی تو وہ نقش یورپ کی پیروی تھی نہ کہ ایجاد خاص - تاج گنج جو اگلی
پچھلی عمارتون کا زیب زینت اور جو ہندوستان ہی مین نہین بلکہ متعدد پہلوون پر
نظر کرتے ہوے دنیا کی عمارتون مین افضل ہے اوسکے بانین اور اسٹمٹ کی عزت
ہمارے سقیم حالتون پر نظر کرتے ہوے اہل یورپ اپنے ہی قبضہ اقتدار مین رکھتے ہین
شہر وینس تمام یورپ بلکہ کل دنیا مین اپنے جنس کا ایک ہی شہر ہے شاید لطافت
مقامی کے لحاظ سے وہانکے ایک گمنام باشندے وسمدیو کو مشہور معروف تاج گنج
کے تجویز نقشہ و تخمینہ اخراجات و تعمیر مین بہت بڑے حصہ دار ہونیکی عزت دیگئی ہے -

چہ خوش گفت ست سعدی در زلیخا

مورخین اسلام نے جنکے نسبت قضیہ فیصل شدہ ہے کہ وہ اپنے پچھلے باتون کو نہایت
جانکاہ تحقیق اور اپنے عصر کی باتون کو جامعیت و کمالیت سے لکھتے تھے اور جنکا وجود
شروع زمانہ اسلام سے اتک نہایت آب و تاب کے ساتھہ رہا ایسے ضروری بات کو
بالکل نظر انداز کر دیا اور ایک مجہول الاسم مانریکا نے بہولے ہوے ونیشین
بلکہ کل یورپین کو ایک بڑی عزت و امتیاز کی بات یاد دلائی - لیکن ہندوستانکی

اور بعض مورخین نے اس دعوای بیدلیل کو کبھی مقبولیت کے کانون سے نہین سنا اور نہ مشاہیر یورپ نے اسکی تصدیق کی چنانچہ صاحب انسائکلوپیڈیا برٹیانیکا سا محقق شخص اور ڈاکٹر برنیر فرانسیسی سیاح و مورخ جو خود ایام سلطنت شاہجہان صاحبقران مین یہان موجود تہا اور جسنے تاج گنج کی بہت توضیح کے ساتہہ کیفیت لکہی ہے ساکت ہین علی ہذا ملا عبدالحمید لاہوری مصنف تاریخ شاہجہانی موسومہ بادشاہنامہ جو بڑی باریک بینی و نکتہ رسی کے ساتہہ تاریخ وار واقعات قلمبند کرتا جاتا ہے پہلے عرس کی نسبت لکہتا ہے "کہ شب ہفدہم ذی القعدہ ۱۰۴۱ھ مجلس عرس شریف حضرت مہد علیا ممتاز الزمانی در روضہ منورہ آن مغفورہ بمغفرت و رضوان کہ در نیولا باتمام رسید منعقد گردید" اسکے بعد روضہ مطہرہ کی تفصیلی کیفیت نہایت وضاحت سے لکہکر بیان کرتا ہے کہ "بسرکاری مکرمت خان و میر عبدالکریم صورت تمامیت گرفتہ" کسی مقام پر کسی یورپین کا کوئی حوالہ نہین دیا - ہمنے تاج گنج کی تصریحی کیفیت زیادہ تر اپنے دوست راجہ مرلی منوہر بہادر کے ایک عنایت کردہ مفر ماقدیم قلمی کتاب سے لی ہے جس سے زیادہ کسی مولف یا مصنف نے توضیح کے ساتہہ لکہنے کی تکلیف گوارا نہین کی - اس کتاب پیش نظر کے جملہ تصریحات سے ہمکو اپنے پورا اپنے خیال کی تصدیق ہوی کہ روضہ منورہ یورپین ہاتہون سے ملوث نہین ہوا -

جسطرح خلفای بنی امیہ مین خلیفہ ولید فن تعمیرات مین ایک خاص مذاق رکہتا تہا اور جسکے ایجاد پسند طبیعت نے اس شاخ خاص مین وہ وہ جدتین پیدا کین کہ بالآخر ایک طرز خاص محمدن اسٹائل تعمیرات مین مشہور ہو گیا - اسیطرح

ہندوستان کا دلیداس فن کے لحاظ سے خلد آشیان شاہجہان تہا جسکے لطافت طبع اور موزونی مذاق نے منجملہ اور نادر عمارات کے تاج محل سی بیمثل عمارت بنائی جسکی نظیر آجتک چشم فلک نے نہ دیکھی اور دنیا کے سیاحین اور اعلی درجہ کے مبصرین کے زبان سے اعتراف کرا دیا —

آفتاب آمد دلیل آفتاب

تاج گنج کی تعریف جسمین آفتاب و مہتاب پہلو بہ پہلو جلوہ افروز ہین ایک خاص طرز ادا میں ایک حد تک امام الشعرا مولوی غلام امام شہید مرحوم نے خوب لکہی ہے — ہمکو اس بیان مین محسنات لفظی سے کچہہ کام نہین صرف واقعات سے سروکار ہے —

ہم دعوی سے کہتے ہین کہ باوجود فن کی ترقی — سائنس کی وسعت — باریک و نازک آلات و اسباب کی فراہمی اور ملک و دولت کی زیادتی اور باہمی رقابت سے اپنے اپنے ملک مین ترجیحی عمارت وغیرہ قایم کرنیکا حوصلہ کے اور باوجود ایک اعلی نمونہ موجود ہونیکے آجتک کسی یورپی ملک نے کوئی نمونہ تاج گنج کے نفیس اور باریک کام کا نہ دکہلایا —

ممتاز محل جسکی اول کی دو میمین زبانون کی رگڑ کہاتے کہاتے گہس گئین اور زے جیم سے بدل گئی شہنشاہ شاہجہان کی پیاری ملکہ ارجمند بانو بیگم عرف ممتاز الزمانی بیگم کا مبارک مقبرہ ہے جسکی تعمیر بالفور کے انسائیکلوپیڈیا کے مطابق ارجمند بانو بیگم کے وفات واقع ۱۶۲۹ء سے ۱۶۴۸ء تک انیس برس ہوتی رہی مگر صاحب بادشاہ نامہ مدت قریب دوازدہ سال صورت اتمام

گرفتہ" لکھتے ہین - اسی مقبرہ مین عالمگیر اورنگ زیب رالله مرقدہ کے فرزندانہ محبت سے خود بانی روضہ مطہرہ کو اوسی پہلو مین جگہہ دیگئی جسکے تمنای وصال روحی مین اوسنے اپنی جان دی تھی - اس روضہ منورہ کی ساخت بالکل اسلامی طرز کی ہے اور ابتدا سے انتہا تک مختلف شاخون کا کام ہندوستان - ایران - عرب وبخارا کے نامور کاریگرون کے ہاتھون مین رہا —

ڈاکٹر برنیر فرانسیسی سیاح جو دنیا کے مشہور مقامون مین خوب سیاحت کر چکا ہے اور جسکو محلہ اور باتون کے تعمیرات کا ایک خاص مذاق تہا اپنے سفرنامہ مین لکھتا ہے کہ "اسمین (تاج گنج مین) کوئی جگہہ ایسی نہین جو بدنما ہو بلکہ ہر ایک مقام نہایت خوشنما ہی اور انکھین دیکھنے سے سیر نہین ہوتین وہ لکھتا ہے کہ میری طرح ایک میری ہمراہی سوداگر کی یہی رائے تھی کہ یہہ عمارت ایسی ہے جسکی کامل طور سے تعریف نہین ہوسکتی مگر اس خوف سے کہ شاید میرا مذاق ہندوستان مین زیادہ عرصہ تک قیام سے بگڑ گیا ہو اس علانیہ اظہار سے خوف کرتا تھا لیکن میرا رفیق جو تازہ وارد تھا جب اوسنے اپنا خیال بیان کیا کہ تمام فرنگستان مین ایسا حیرت افزا اور عظیم الشان کا کوئی مکان مینے نہین دیکھا تو مجھکو اپنے خیال کی تصدیق ہوی اور کامل تسلی ہوگئی" مسٹر بالفور اپنے دلعزیز سائیکلوپیڈیا مین تاج گنج کو "کل اسلامی عمارات عالم سے افضل" قرار دیتے ہین —

میرے ایک دوست نواب اکرام الله خان بہادر نے ایک یورپین لیڈی کی وارفتگی اسطرح بیان کی کہ جب اوسنے تاج محل کی سیر کی اور اپنے سیاحت نامہ مین اپنی محویت

بیان کی تو اثناے تحریر مین یہہ حسرت بہرا فقرہ بہی نکل گیا کہ " اگر مجہکو اس روضہ کے کسی گوشہ مین جگہہ دیجاے تو آج مرنیکو تیار ہون " -

اگرچہ تاج محل کے معرف بے انتہا الوالعزم سیاح اور مورخ و مبصر ہین مثلاً صاحب انسائیکلوپیڈیا بریٹانکا - مسٹر بالفور - سرجیمس فرگسن - بشپ ہیبر - ڈاکٹر ہنٹر ڈاکٹر برنیر وغیرہ جنکی تصانیف ہمارے پیش نظر ہین مگر ہم ڈاکٹر برنیر کو منجملہ یورپی سیاحین کے اس نظر سے فوقیت دیتے ہین کہ وہ ایک سیاح عالم اور پختہ کار ہونیکے علاوہ فن تعمیرات سے ایک خاص مذاق رکہتا تھا اور شاہجہان کی مبارک ایران سلطنت نے اوسکو کشان کشان یہان اوسوقت پہونچا دیا تہا جبکہ بانی روضہ مبارک کے سوا اوسکی تاریخ بالکل تازہ تہی بلکہ اکثر کاریگر زندہ تھے اوسکو تجسس و تفحص کا نہایت اچہا ذریعہ تھا جیسا کہ وہ عمل مین لایا مگر مانوںکا کی ہمداستانی کہین نہین کی - ڈاکٹر موصوف نہایت صحیح پیرایہ کرتا ہے کہ " مین یقینی طور سے کہتا ہون کہ اہرام مصری کی بہ نسبت جو ان گڑہیہرون کا ڈہیر ہے اور جسکو مکرر دیکہنے سے طبیعت خوش نہوی اور جسمین انسان کی ہنرمندی اور جدت طبع ثابت نہین ہوتی یہہ مکان (تاج محل) دنیا کے سات عجائبات مین شمار کئے جانے کا زیادہ تر مستحق ہے "

اس روضہ منورہ کے نقشہ نویسی کی خدمت استاد عیسیٰ خان اکبرآبادی کے ذمہ تھی جو ایک ہزار ماہوار تنخواہ پاتا تہا اسی تنخواہ پر چار اور اشخاص ملکی اور غیر ملکی مختلف خدمتون پر سرفراز تھے - کل اڑتیس اعلیٰ کاریگرون مین ایک نقشہ نویس چہہ خوشنویس ایک طغرا نویس ایک کارفرمای (سپرنٹنڈنٹ) معماران ایک گنبد ساز اٹھارہ

بچے کار۔ ایک کلس ساز ایک سنگ تراش تین گلتراش اور ایک عرب ماہر جملہ فنون تھے قومیت کے لحاظ سے اٹھارہ ہندو تھے انمین سے سولہ پچیکاری و گلتراشی و سعماری کی نگرانی کرتے تھے۔ ان کاریگرون کی تنخواہ دو سو ماہوار سے ایکہزار تک تھے۔

گو اس زمانہ مین نہایت بیش قیمت پتھرونکا وجود روضہ منورہ مین کم ہو یا نہو مگر اسمین تو شک نہین کہ اب بہی مختلف الالوان اور چمکدار نایاب پتھرون کا وجود بکثرت ہے اور انہین گلکاریون مین جہان سے ظالم ہاتھون نے بیرحمانہ سنگہائے قیمتی جدا کرلئے ہین افسوس ہے کہ آجتک وہ جگہین پر نہو سکین۔

قریب ساٹھ قسم کے پتھر عرب ایران کابل تبت اور ہندوستان کے مختلف صوبجات سے ہدیتاً آے اور جسقدر آج فرانس کے منارہ ایفل ٹاور مین یورپ کے مختلف ممالک سے آے ہوے اشیا استعمال کیگئی ہین اوس سے بدرجہا زیادہ عقیدت مندی سے والیان ملک دور دراز نے باوجود صدہا قدرتی اور ملکی و انتظامی مزاحمتون کے تاج محل کے لئے پیش کئے۔

اس عظیم الشان اور قابل دید عمارت کے مصارف کا وہ اندازہ کرسکتا ہے جسنے قلعہ اگرہ کے موتی مسجد کے پیشانی پر "بصرف سہ لک تیار شد" لکھا ہوا دیکھا ہے موتی مسجد کے مصارف کے نسبت اُن لوگون کو جو بلا غور نتیجہ نکالنے مین عجلت کرتے ہین غلط فہمی ہوا کرتی ہے ایسی مسجد جسکو ڈاکٹر ہنٹر کتاب انڈین امپائر مین "دنیا بھر کے معبدگاہون سے افضل" قرار دے اسقدر خفیف رقم مین کیونکر تیار ہوسکتی ہے مگر حقیقت حال یون ہے کہ ان عمارتون کے متعلق جسقدر اخراجات ہین وہ صرف معمارون

مزدوروں اور خفیف مصالحوں کی بابت ہیں ۔ چوبینہ سنگ عمارت اور جواہرات بیش قیمت تحفے آئے یا خود خزانہ عامرہ اور خاصہ سے دیئے گئے ۔ صاحب بادشاہ نامہ محض اجرت کا حساب اسطرح بتلاتے ہیں کہ خرچ تمامی عمارتیکہ بتفصیل نگارش یافت پنجاہ لک روپیہ است " ہمارے پیش نظر منقول عنہ کتاب میں محض اجرت مقامی سے متجاوز ہو کر اسباب کے لانے وغیرہ کے اخراجات کو ان بانی کے ساتھ جوڑا ہے جو قریب پونے تین کروڑ کے ہوتا ہے ۔

جو کیفیت تفصیلی ہم ذیل میں دیتے ہیں اوس سے زاید جو کچھ اس روضہ میں خرچ ہوا وہ خزانہ عامرہ شاہجہانی سے غالبا دیا گیا جہان جواہرات وغیرہ کی بڑی کثرت تھی ۔

تفصیلی کیفیت کاریگران و مہندسان و چوبینہ و رقبہ و تعداد و حوض وغیرہ و مصارف و بارہای سنگ قیمتی متعلقہ روضہ منورہ تاج محل آگرہ

(۱) اسمای کاریگران و مہندسان

نام	عہدہ	سکونت	تنخواہ
استاد عیسی خان	نقشہ نویس	آگرہ	الـــ
ستار خان	خوشنویس	رر	الـــ
محمد شریف	رر	سمرقند	الـــ
امانت خان	طغرا نویس	شیراز	الـــ
محمد حنیف	کار فرمای معماران	قندھار	الـــ
محمد خان	خوشنویس	بغداد	صار

اسمٰعیل خان	گنبدساز	لاعلم	حمار
موہن لال	بچیکار	قنوج	۱۱ار
منوہر سنگھ	〃	لاہور	۱۱ار
منولال	〃	〃	سمالہ
کاظم خان	کلس ساز	〃	۱۱ مجہ
عطا محمد	سنگ تراش	بخارا	حمار
شاکر محمد	گل تراش	〃	امعار
روشن خان	خوشنویس	شام	امعار
قادر زمان	در ہر فن کامل	عرب	لعار
عبدالغفار	خوشنویس	〃	سمار
وہاب خان	〃	ایران	سمار
محمد سجاد	معمار	ملتان	حمالہ
ابوتراب خان	〃	〃	حمار
چرنجی لال	پچیکار	دہلی	لعار
محمد یوسف خان	〃	〃	ستار
محمد صدیق	〃	〃	سمار
ابو یوسف	〃	〃	حمار
بشارت علی	〃	〃	سمار ۹

عبداللہ	معمار	دہلی	سما وسے
چھوٹے لال	پچیکار	ملتان	سمار
جھومر لال	معمار	؍؍	سمار
جمنا داس	پچیکار	؍؍	سمالـه
بھگوان داس	؍؍	؍؍	سماسه
بلدیو داس	گلتراش	؍؍	سمالحه
امیر علی	؍؍	؍؍	سمار
منوہر داس	پچیکار	؍؍	ماالحه
ہیرامن	؍؍	؍؍	ماالوسه
بنسی دہر	؍؍	؍؍	ماالسوعه
جمنا داس	؍؍	؍؍	ماا وصه
چنتامن	؍؍	؍؍	ماا عه
مادہو رام	؍؍	؍؍	مااسه
شیوجی لال	؍؍	؍؍	سماعیعه

(۲) چوب بیشہ

نام چوب	طول	عرض	ارتفاع	تعداد
سال	۱۵ درعہ	۴ درعہ	۶ درعہ	۵۰۳۴
شیشم	۷ درعہ	۱½ درعہ	۶½ درعہ	۱۰۰۷۷

نام چوب	طول	عرض	ارتفاع	تعداد
آبنوس	۱۴ درعہ	۵ درعہ	۳½ درعہ	۶۰۷۷۴
صندل	درعہ	درعہ	درعہ	۷۰۳۰
اگر	۷ درعہ	۲ درعہ	درعہ	۷۷
مختلف	۳۰ درعہ	۱۹ درعہ	۹ درعہ	۵۹۵۷۰۰۰

(۳) پارہای سنگ قیمتی معہ مقام برآمد

نام	مقام	تعداد	نام	مقام	تعداد
عقیق	بغداد	۵۴۰	غوری	کھماج	بیشمار
فیروزہ	تبت کلان	۶۷۰	تانبڑہ	دریای گنگ	۵۲
مونگہ	دریای شور	۱۴۲	یمنی	یمن	۳۳۰
لاجورد	لنکا	۲۴۲	غوری	متفرق	۵۹۹
سلیمانی	جنوب	۵۵۹	پاے زہر	نامعلوم	۴۹
لہسنیہ	دریای نیل	بیشمار	پتعونیہ	"	۴۵۹
یادل	نامعلوم	۶۹۸	قارا	دریای جمن	۶۷۷
طلائی	کوہ نامعلوم	بیشمار	بلور	غیر معلوم	۷۴
گوالیار	"	۱۰۰۰	سلیمانی	"	۸۹
موسلی	جہاڑی	۱۰۷۵	پاے زہر	کوہ کماؤن	۶۱۶
تیلکھی	بلخ	۸۷	عجوبہ	سورت	بیشمار

نام	مقام	تعداد	نام	مقام	تعداد
گوڈر	گوالیار	۱۶۰۰	ابری	جھاڑی	۹۴
ریگ	چنبل	۲۷	مرمر	جی پور	۹۲
رخام	کرانہ	بیشمار	سماق	نامعلوم	۵۷۵
نخود	سیل گڈہ	۸۲	گھیٹو	جیسلمیر	۳۴۰
مقناطیس	گوالیار	۷۷	رخام	نامعلوم	۵۳۵
یاقوت	کوہ نامعلوم	۱۴۲	بانسی	کوہ نامعلوم	۳۴
ہیرا	نامعلوم	۶۲۵	ہیرا	"	۳۵۰
فیروزہ	نامعلوم	۲۸۲	گلابی	"	۷۶
سنگکھ	دریای کلاں	۴۴	خدوار	"	۹۵
مرداریہ	غیر محقق	۵۰	یشب	گہاج	۵۴
سیپ	"	لاکھ	نیلم	غیر محقق	۴۷
بلور	حیدرآباد	۶۵	زمرد	"	۴۲
سرخ	گوالیار	۶۴۹	ابری	گوالیار	۴۲۷
غبار	کوہ غیر محقق	بیشمار	لاجورد	غیر محقق	۳۱۴
بہسنیہ	"	۸۶	بادل	"	۶۵
دہان فرنگ	"	۶۱۴	نیلم (زرد)	"	۹۳
یاقوت	"	۸۳	طلائی	"	۵۹
نگھراج	"	۹۷	بعض پتھر دو تین جگہہ مقامات معلوم غیر معلوم سے آئے		

مصارف

ہر ملک سے نوع و اقسام کے پتھروں کے لانیکا خرچ . . . —

باقی جو خزانہ عامرہ سائر صوبہ اکبرآباد سے دیا . . . —

مسجد معہ صحن و حوض و چمن . . . . . .

روضہ ممتاز محل خاص

چہار مینار ممتاز محل و کرسی و چہکہ روضہ وغیرہ . . . . . .

تعویذ ہائے سنگ رخام معہ پچیکاری ملکہ . . . . .

تعویذ حضرت شاہجہان بادشاہ غازی فردوس آشیانی صاحب قران ثانی —

ممتاز محل اکبر ثانی ارجمند بانو بیگم . . . . . —

تعویذہای بالا اندرون گنبد کلان درمیان محجر . . . . . —

بسردانہ . . . . —

اندرون تہ خانہ مرقد معہ تعویذ بادشاہ . . . . . —

جفت دروازہ ... معہ جواہرات و پچیکاری محجر ... . —

چوکہنڈی جیتی خانم . . . . —

چوکہنڈی سرہندی محل وغیرہ . . . .

دیوار جانب شرق عقب چوکہنڈی اکبرآباد —

خواص پورہ جانب شرق . . . . . . —

خواص پورہ جانب مغرب . . . . . —

خواص پورہ جانب شمال . . . . . . +

خواص پورہ متصل کٹرہ چوکہنڈی مذکور . . . . .

کٹرہ دوم . . . . . .

گنبد برنجی ایک عدد وزن ... من

(حسن)

بیت الحکمت اندلس

یعنے
اندلس کا طلسم گھر

آجکل اندلس کے نام سے (جس کا دوسرا نام اسپین* ہے) ہر شخص واقف ہے۔ اس ویران مگر سرسبز و شاداب جزیرہ مین وہ لوگ (یونانی) آباد ہوے جو عام طور پر علوم و فنون کے موجد سمجھے جاتے ہین †! جنھون نے اپنے ملک کی حفاظت کے لیے سیکڑون تدبیرین کین جنمین سے ایک بیت الحکمت ہے جو اسکی حفاظت کا ایک بڑا سبب سمجھا گیا ۔ اہل یونان جو حکمت اور دانائی مین مشہور ہین سکندر کے عہد حکومت سے پہلے یہ لوگ بلاد مشرق مین رہتے تھے جب اہل فارس کا غلبہ ہوا تو مشرق بلاد سے یونانی بیدخل ہوکر اندلس (اسپین) مین آباد ہوے ۔ جزیرہ اندلس اس زمانہ مین ویران تھا کیونکہ طوفان نوح کے زمانہ سے یہ جزیرہ ایسا ویران ہوگیا کہ اُس سرزمین کو دیکھکر کسیکے دل مین یہ خیال بھی نہین گزرتا تھا کہ کبھی یہان آبادی ہوگی ۔ اور یہ جزیرہ اندلس بن یافث بن نوح علیہ السلام کا آباد کیا ہوا ہے جس سے اُسکی وجہ تسمیہ بھی

* اندلس یا اندوسیہ اسپین کے حصہ جنوبی کا نام ہے نہ کہ تمام اسپین کا۔
† قدیم مورخین کا قول ہے کہ حکمت زمین کے تین حصہ مین تقسیم کی گئی - یونانیون کے دماغ اُدھر چینیون کے ہاتھون اور عرب کی زبان پر - کذا قال ابن خلکان -

ظاہر ہوتی ہے -

اب ہم صرف **بیت الحکمت** کا حال لکھنا چاہتے ہین کہ وہ کیا تھا - اور کس غرض سے تعمیر کیا گیا تھا -

ہمیشہ سے یونانیون کا خیال تہا کہ جنگ وجدال بفایدہ چیز ہے کیونکہ اسمین بجز اتلاف نفوس انسانی کے اور کوئی معتدبہ فایدہ متصور نہین - اسی خیال نے اُن کو جنگ وجدال سے باز رکھا - بلکہ زیادہ تر ان کی کوشش کا دار و مدار تحصیل علوم ایجاد فنون پر منحصر تہا - اور انہون نے اس شہر کی آراستگی اور زیب وزینت مین اپنی بے بہا اور قیمتی کوششون کو صرف کیا جس کیوجہ سے یہ شہر تمام ممالک مین آپ ہی اپنی نظیر بن گیا - بلکہ دنیا کے تمام شہرون کے مقابلہ مین اس شہر کو **عروس البلاد** یا **فردوس البلاد** کا خطاب یا ناحق بجانب حقدار سمجہا گیا - خصوصًا شہر طلیطلہ اپنی دلربا یا زیب وزینت کیوجہ سے یونان کا دار السلطنت و دار الحکمت قرار پایا جو عین وسط جزیرہ مین واقع تھا -

قدرتی طور پر اندلس آب وہوا اور پیداوار کے لحاظ سے تو بے نظیر ہی تھا مگر خوشنما خوشوضع اور دلچسپ عمارات کے ایسے اسباب نہ تھے جو اس حسن وجمال کو دوبالا کرسکتے -

اس شہر کی خوبیون پر نظر کرنیکے بعد اندلسیون کو یہ بہت ہی سچا خیال پیدا ہوا کہ بربری اور عرب (جو اُن کے پڑوسی بہائی تھے) بالضرور ہمارے

شہر پر حملہ کرینگے - !! اسی خیال سے انہون نے اپنے شہر کی حفاظت کے واسطے متعدد اور مختلف وضع قطع کے طلسم گھر بنائے اخیر پر انہون نے جو طلسم گھر بنایا اس شہر کی حفاظت کیلئے اُن سب مین یہی ممتاز سمجھا گیا - اور جسکی وجہ سے غیر اقوام کو اس ملک پر فتح پانا دشوار بلکہ قریب محال کے ہو گیا - اندلس مین متعدد حکمران تھے اور اس جزیرہ مین جو شہر جانب مشرق تہا وہ فارس کے نام سے موسوم تہا - فارس کے بادشاہ کی ایک حور وش پری جمال

!! چونکہ بربری وحشی اور زبردست تھے بے خوف وخطر اندلس مین آجایا کرتے تھے اندلسیونکی یہ مجال نہین کہ انکو روک سکتے اور بربریون سے یونانی ایسا ڈرتے تھے جیسے جنگل مین شیر سے بھیڑ بکری ڈرا کرتے ہین اور بربریون کے ظلم و زیادتی سے اُن کے دلون مین عداوت پیدا ہو گئی تھی آخر کو اُن دونون قومون مین عداوت اسقدر بڑھ گئی کہ ایک قوم کے آدمی کو دوسرے قوم کے آدمی کی صورت دیکھنا ناگوار گذرنے لگا - مگر پھر بھی بربری اندلسیون کے محتاج تھے اسلئے کہ جزیرہ اندلس مین پیداوار بہت ہی اچھی ہوتی تھی جو اسجگہہ کے سوا بربریان کو اور کہین نصیب نہین ہو سکتی تہی - غرضکہ قدرتی طور پر طرفین مین کچھہ ایسے اسباب پیدا ہو گئے تھے جس کے سبب سے ایک قوم دوسری قوم کی محتاج تہی -

کذا قال ابن خلکان -

لڑکی تھی جسکے حسن و جمال کا ملک اندلس مین جابجا چرچا تھا - اندلس کے ہر ایک حکمران کی یہ خواہش تھی کہ فارس کی شاہزادی سے مین ہی نکاح کر دن چنانچہ اندلس کے تمام بادشاہون نے فارس کے حکمران کے پاس پیغام بہیجا کہ وہ شاہزادی کو اپنے سے بیاہ دے - شاہ فارس ان حکمرانون سے کچھہ ایسا عاجز اور دبا ہوا تہا کہ اُن مین سے کسیکی دلشکنی گوارا نہین کرسکتا تہا اور نہ صاف طور پر کسیکو انکاری جواب دیسکتا تھا اگر وہ ایک کو راضی رکہنا چاہتا تہا تو فوراً دوسرے کی ناراضی کے خیال سے اسکو روک دیتا - آخر کو وہ بہت مجبور ہوا اور اپنی بیٹی کو اس واقعہ سے مطلع کیا اور اس سے یہ بہی کہدیا کہ مین ان سب مین سے کسیکو ناراض نہین کرسکتا -

بادشاہ اور شاہزادی کا مکالمہ

شاہزادی ابا جان آپ بہت پریشان اور متفکر معلوم ہوتے ہین -

بادشاہ (شاہزادی کے سامنے چند خطوط ڈالکر) دیکہو میری متفکر ہونیکا تمام ذخیرہ اسی مین ہے -

شاہزادی (خطوط کو پڑہکر) ابا جان یہ بہی کوئی مشکل بات ہے آپ مطمئن رہئے مین بہت ہی سہل تدبیر سے اُن سب کو سمجہا دونگی -

بادشاہ (شاہزادی سے) وہ کیا تدبیر ہے -

شاہزادی (اپنے باپ سے مخاطب ہوکر) آپ اُن سب کو یہ لکہہ بہیجئے کہ

مین نے اپنی بیٹی کا نکاح اُسکی راے پر رکہا ہے وہ جسکو پسند کریگی اُس سے بیاہ دینے کا مین ذمہ دار ہون - جب وہ میرے پاس پیغام بہیجینگے تو مین چند شرطون پر اپنا نکاح قبول کرونگی جنکا ایفا اون سے دشوار ہوگا اور جو پادشاہ میری شرطین قبول کریگا مین اسی سے نکاح کرونگی -

پادشاہ وہ کیا شرطین ہین -

شاہزادی مین پہلی شرط یہ پیش کرونگی کہ جو پادشاہ عالم اور حکیم ہوگا وہی میرے ساتھہ نکاح کرنیکا مستحق ہوگا - اور حسب موقع اور شرائط بہی زیادہ کرتی رہونگی -

اس تدبیر سے پادشاہ بہت ہی خوش ہوا اور اُن سلاطین کو اس مضمون کے خط لکہہ بہیجے کہ مین اس مقدمہ مین تمکو کچہہ جواب نہین دیسکتا کیونکہ مین نے شاہزادی کو اس امر کا اختیار دیدیا ہے وہ جسکو پسند کریگی اس سے نکاح کردیا جائیگا - اور تم بلا وساطت غیری براہ راست شاہزادی سے درخواست کرو -

جب تمام سلاطین اندلس اس امر سے مطلع ہوے تو انہون نے براہ راست شاہزادی کے پاس نکاح کا پیغام بہیجا -

شاہزادی نے اُن سب کو یہ لکہہ بہیجا کہ مین اُس پادشاہ سے نکاح کرونگی جو عالم اور حکیم ہو -

جب سب پادشاہون نے نامہ پڑہا تو وہ پادشاہ جو محض بے علم تھے

خود ہی خاموش ہو گئے لیکن ان سب مین دو بادشاہ بڑے فاضل اور حکیم تھے - انہون نے فرداً فرداً شاہزادی کو لکھہ بھیجا کہ مین حکیم ہون - ان دونون کی درخواست سے بادشاہ پہر متفکر ہوا —

شاہزادی ابا جان آپ پہر متفکر معلوم ہوتے ہین —

بادشاہ (شاہزادی کے سامنے اُن دونون خط ڈالکر) یہی سبب ہے -

شاہزادی یہ بھی کوئی مشکل بات نہین ہے آپ بالکل مطمئن رہین مین جواب لکھہ بھیجتی ہون —

بادشاہ (شاہزادی سے) وہ کونسی صورت ہے جو میری فکر کو دور کرے -

شاہزادی مین اُن سے اب یہ درخواست کرتی ہون کہ وہ ہمارے ملک کی حفاظت کے لئے دو طلسم گہر بنا دین اور جو کوئی پہلے بنا دیگا وہی مستحق نکاح ہو گا -

اس تدبیر سے بادشاہ خوش ہوا - پہر شاہزادی نے ان دونون کو جواب لکھہ بھیجا —

ایک کو تو یہ لکھا کہ آپ مجھکو ایک طلسمی پن بکی فلان جنگل مین بنا دیجئے اور وہ ہمیشہ آب شیرین کی نہر کے ذریعہ سے بغیر کسی خرچ و امداد الہ کے چلا کرے —

اور دوسرے کو یہ لکھہ بھیجا کہ مین جس شہر مین ہون وہ شہر بربری ظالمون کی دست درازی سے محفوظ نہین ہے - آپ ہمارے ملک کی

حفاظت کے لئے ایک ایسا طلسم گھر بنا دیجئے کہ ہم ہمیشہ آرام و عافیت سے ظالم بربریون کے ظلم سے بے خوف بسر کرسکین -

اور یہ بھی شرط ہے کہ جو کوئی پہلے اپنا کام پورا کریگا وہی میرے ساتھ نکاح کرنیکا مستحق ہوگا -

اُن دونون نے اس اخیر شرط کو بھی بسر و چشم قبول کرکے کام شروع کردیا جس بادشاہ نے پن چکی بنانیکا اقرار کیا تھا کاریگرون کو جمع کرکے کام شروع کروادیا - اور سیکڑون سنگتراش انجنیر کی ہدایت کے مطابق پتھرون کے کاٹنے اور تراشنے مین مشغول ہوی اور ایک کھارے دریا کے کنارہ پر مقام نرقاق اور سینہ کے درمیان پن چکی کی بنیاد ڈالی گئی اور ساتھ ہی کاریگرون نے پتھر جمانا شروع کیا اور پتھرون کی ساندین ملانے مین اُنہون نے اپنی صناعی کا اعلی نمونہ دکھا دیا - آب شیرین کی نہر بھی بہت جلد تیار کردیگئی - جو اس چکی کے لئے ایک خورد انجن کا کام دیسکتی تھی - چنانچہ آجتک مقام نرقاق اور سینہ اور جزیرہ خضراء مین اوسکے ٹوٹے ہوئے نشان باقی ہین [!]

جس بادشاہ نے طلسم گھر بنانیکا وعدہ کیا تھا اوسنے بھی اپنا کام شروع کردیا -

---

[!] - بعض مورخین یہ کہتے ہین کہ یہ ٹوٹے ہوئے نشان اُس پل کے آثار ہین جو سکندر نے سینہ سے جزیرہ تک عبور کرنیکے لئے بنایا تھا - کذا قال ابن خلکان - منہ

لیکن اسکی تعمیر مین بہ نسبت پن چکی کی تعمیر کے کسیقدر زیادہ مدت صرف ہوئی اسلئے کہ اس بادشاہ نے طلسم گہر کو جس وضع پر بنانا چاہا تہا اسکی رصدگاہ بنانے سے بہت دیر لگی - مگر پہر بہی وہ اسکی تعمیر مین رات دن مصروف رہا - اس نے ساحل بحر پر ایک بالو کے میدان مین مربع بنیاد کا رنگ ڈالکر پتہ کہودوانا شروع کیا اسکی تعمیر سے سفید رنگ کا پتہر لگایا گیا - اس رصدرگاہ کا حصہ پائین زمین مین اسیقدر تہا جسقدر اس کا حصہ سطح زمین سے سطح ہوا تک بلند تہا - اس طلسم گہر مین علاوہ اور طلسمی چیزون کے جو ایک صندوق ودیعت رکہی گئی تہی طلسم گہر کی سطح پر ایک بڑی آدمی کی برنجی مورت جسکا طول تقریباً ساٹھ یا ستر ذراع تہا نصب کیگئی تہی اس مورت کے اوپر کے حصہ کا قطر قریب ایک ذراع کے تہا - اس مورت کے دیکہنے سے کاریگرون کی اعلی درجہ کی صناعی ظاہر ہوتی تہی - اس مورت کے سر کے بال جو پاون تک لٹکے ہوے تھے وہ نیچے اگر ایک چادر کی صورت معلوم ہوتے تھے - یہ پتلا طلسم گہر کے اوپر کی سطح پر کہڑا ہوا ہمیشہ ایک بگل کے ذریعہ سے سیٹی بجایا کرتا تہا اور اسکے ہاتہہ مین ایک کنجی بہی دیدیگئی تہی وہ اپنی اس انگلی سے جسمین کنجی تہی دریا کیطرف یہ اشارہ کرتا ہوا معلوم ہوتا تہا کہ "کوئی ادہر آنیکا قصد نکرے" علاوہ اسکے اس طلسم گہر مین عجیب عجیب کرشمے تھے جو مختلف مورتون کی کلون کے پیرایہ مین جلوہ گر تھے اور اسمین یہ بہی ایک عجیب و غریب کرشمہ تہا کہ جب کبہی ادہر اتفاقاً بربریون کا جہاز آجاتا تہا تو اس مورت کے ہاتہہ سے کنجی گر پڑتی تہی -

پن چکی اور طلسم گھر بنانیوالے دانشمند ہر ایک حکیم کی یہ خواہش تھی کہ
مین ہی پہلے اپنا وعدہ وفا کرون تاکہ شاہزادی کے ساتھ نکاح کرنیکا
مستحق ہوجاؤن کیونکہ اخیر شرط جسپر ہر ایک کی کامیابی منحصر تھی یہ بھی
تھی کہ دونون مین سے جو کوئی پہلے اپنا وعدہ پورا کریگا اسیکو نکاح کا حق
حاصل ہوگا - پن چکی بنانیوالا حکیم بہت جلدی کے ساتھ اپنا کام پورا کرچکا
مگر قدرتی طور پر یہ بات منظور تھی کہ کہ دونون طلسم تیار ہوجائین سوا اسکے
ایک دوسرے کے کام کے اختتام سے خبر نہونے پائی - جس روز پن چکی
بنانیوالا اپنے کام سے فارغ ہوا تو اسنے شہر مین منادی کرادی کہ اب
صرف نہر مین پانی دوڑانا باقی رہگیا ہے - اور پن چکی چلائی جائیگی دن
بھی معین کرکے اشتہار دیدیا کہ فلان روز پن چکی چلیگی - جب اسنے پن چکی چلا دیا
تو اسوقت طلسم گھر والے کو خبر ہوی کہ حریف مقابل بازی جیت گیا اسوقت
وہ مورت پر صیقل کر رہا تھا جو طلسم گھر کے اونچی سطح پر بنائی گئی تھی وہ یہ حال
دیکھکر مایوس ہوگیا اور فوراً چھت سے گر کر مرگیا - اور شرط کا میدان
پن چکی بنانیوالے کے ہاتھ رہا اور شاہزادی سے نکاح کیا -

اہل اندلس نے کچھ ان دو طلسمات ہی کے بنانے سے ملک کی حفاظت نہین
کی تھی بلکہ انہون نے اس سے پہلے اسی خیال سے بہت کچھ کرچکے تھے
مگر اخیر کے یہ دو طلسم حفاظت کے لئے بہت عمدہ ثابت ہوے - طلسمات کا
ذخیرہ سنگ مرمر کے ایک تابوت (صندوق) مین رکھکر مقفل کردیا گیا تھا

اور اس تابوت مین ایک وصیت نامہ بھی رکھدیا گیا تھا جسکے الفاظ یہ تھے ۔
" اس ملک مین جو نیا پادشاہ تخت نشین ہو اُسکے فرایض منصبی مین سے
پہلا فرض یہ ہے کہ اس طلسم گھر کے دروازہ پر اپنے ہاتھ سے رسوم مقررہ
ادا کر کے قفل ڈالے " اور طلسم گھر کے دروازہ پر جلی قلم سے یہ لکھا ہوا تھا
کہ " اسکو ہرگز نکھولو " قرنون تک اسی وصیت کے موافق عملدرآمد
رہا جب اندلس کے زوال اور عربون کی ترقی کا زمانہ آیا تو اس زمانہ مین
اندلس کا ستائیسوان پادشاہ لُذریق تخت نشین تھا لُذریق نے تخت نشین
ہوتے ہی اپنے وزیرون مدبرون اور مصاحبون سے یہ کہا کہ بیت الحکمۃ
کے کھولنے کے لئے میرا دل بیچین ہو رہا ہے ۔ شاید کہ اسمین کوئی نادر چیز
یا بے انتہا خزانہ یا بے بہا جواہرات ودیعت رکھی گئی ہون ۔ یا محض دہوکہ
بازی کا دام ہو اسمین تمھاری کیا راے ہے ۔ سب وزیرون اور مدبرون
یا دریون نے عرض کیا جہان پناہ یہ طلسم گھر بے سود تو نہین بنایا گیا ہے مگر اسکے
کھولنے مین بھی بجز ضرر کے کوئی فایدہ متصور نہین ۔ چنانچہ طلسم گھر کے دروازہ
پر تاکیدی الفاظ مین اسکے کھولنے کی ممانعت ہے ۔ ہماری یہ غرض ہے کہ
جسطرح سلاطین ماضیہ نے اسکے کھولنے کا اقدام نکر کے بلکہ اسکی حفاظت کی غرض
سے اپنی اپنی تخت نشینی کے وقت اپنے ہاتھ سے ایک ایک قفل ڈالا ہے
چنانچہ اسوقت تک چھبیس ۲۶ قفل پڑ چکے ہین ہماری راے مین بھی آپ کا پہلا فرض
منصبی یہی ہے کہ آپ بھی اس وصیت پر عمل کرین اور حسب دستور قدیم قفل ڈالنے

کی رسوم کے لئے جو جو سامان درکار ہی وہ موجود ہین - چونکہ لزریق
ایک خودرائے خودپسند - جابر اور رعب دار بادشاہ تہا ان کی رائے سے
اختلاف کرکے یہہ کہا کہ تم بیوقوف ہو اسکے نہ کہولنے مین کیا فایدہ ہی اور
کہولنے مین کیا نقصان ہے اگر اس مین کوئی صریح فایدہ یا نقصان ہی تو بتلاؤ
یہ تو صرف ایک سنی سنائی بات ہے اور اسکے کہولنے مین جو ضرر عاید ہوگا
تمہارے پاس اسکی کوئی دلیل ہی ہے - بغیر کہولے میرے دل کو تو چین نہ آئیگا
وزیرون نے کہا جہان پناہ اگر آپ کا یہ خیال ہے کہ اسمین بے انتہا خزانہ یا
قیمتی جواہرات ہین تو آپ اپنے دل مین ایک اندازہ کرلیجئے ہم اسکے برابر
سونا چاندی حضور مین گذرانتے ہین - لزریق نے کہا تم تو لکیر کے فقیر ہو کیا
عقلمند آدمی سنی سنائی بات پر یقین کرلیگا کبہی نہین - ممکن ہے کہ اسکے کہولنے
مین ہر طرح سے فائدہ حاصل ہو یا تو بے انتہا خزانہ ملیگا یا کوئی نصیحت کی بات
معلوم ہوگی جس پر عمل کرنے سے مفید نتایج پیدا ہون - جابر بادشاہ کے اس
مستقل مگر بیہودہ ارادہ کو دیکہہ کر سبہون کو طوعاً و کرہاً اتفاق ہی کرنا پڑا -

غرضکہ لزریق معہ امیر - وزیر - اور بیر پادری کے طلسم گہر کو گیا اور
قفل کہولنے کا حکم دیا اسکے حکم کے موافق سب قفل کہولے گئے دروازہ کہولنے
کے لئے بہت زور خرچ کیا گیا مگر ہرگز نہ کہلا - امیرون وزیرون نے عرض
کیا جہان پناہ سب قفل تو کہل گئے اگرچہ بہت زور مارا جاتا ہی لیکن دروازہ
نہین کہلتا - بادشاہ نے کہا یہ کیا بات ہے دروازہ کیون نہین کہلتا چلو مین

کھولتا ہون - جب بادشاہ نے زور کیا تو ایک حسرت انگیز دردناک آواز کے ساتھ دروازہ کھلگیا - طلسم گھر کا یہ بھی ایک کرشمہ تھا جو صرف بادشاہ کے کھولنے پر منحصر تھا -

پھر بادشاہ خود ہی سب سے پہلے برج مین داخل ہوا اور تمام اراکین بھی اسکے پیچھے پیچھے برج مین داخل ہونے لگے - برج کے اندر ایک دالان نہایت خوبصورت خوشن قطع بنا ہوا تھا اور وہان مختلف خود کلین بھی موجود تھین جو اپنی اپنی وضع پر گھوم رہی تھین جنکے دیکھنے سے سب کے دلون پر ایک خوف کی حالت طاری ہوگئی - پھر لزریق اس کمرہ سے ایک اور کمرہ مین داخل ہوا جو بہت خوبصورت و آراستہ تھا اور اس کمرہ کی دیوارون مین جابجا موتی و جواہرات بھی تھے - اور اس کمرہ مین ایک مائدہ (میز یا خوان) جو سونے اور چاندی سے بنا گیا تھا رکھا ہوا تھا اور اسپر ایک جڑاؤ کا صندوق بھی رکھا ہوا تھا - میز پر یہ الفاظ تھے - "یہ مائدہ سلیمان بن داود علیہ السلام کا ہے" صندوقچہ پر اسکی کنجی لگی ہوئی تھی جب صندوقچہ کھولا گیا تو اوسکے گوشون مین عربی سوارون کی تصویر تھین جنکے سرون پر سفید عمامے اور عربی گھوڑون پر سوار - ہاتھون مین تیر و کمان - ڈبون مین تلوارین اور بازوؤن سے بھالے لگے ہوئے تھے اور اسمین ایک سفید ریشمی کپڑا جو تہ کیا ہوا رکھا تھا برآمد ہوا - یہہ دیکھکر لزریق نے نہایت استعجاب سے اپنے وزیرون اور پیر پادریون کیطرف مخاطب ہوکر کہنے لگا کیا انہین بے حقیقت

اور کم قیمت چیز ان کے لئے اتنا اہتمام تھا اسمین تو نہ کوئی قیمتی جواہرات اور بے انتہا خزانہ ہے اور نہ کوئی نصیحت کی بات اسمین لکھی ہوئی ہے یہ تو صرف ایک دہوکہ بازی اور بیوقوفی کا کام معلوم ہوتا ہے" وزیرون اور درباریون نے عرض کیا "جہان پناہ اس کپڑے کو تو کہولئے شاید اسی مین کوئی راز ہو" ان سب کے کہنے سے لزریق نے اس ریشمی پارچہ کو جو تہ بتہ تھا کہولا جسمین چند عربی سوارون کی تصویرین تہین اور کچہہ عبارت بھی لکھی ہوئی تھی — لزریق نے حکم دیا کہ وہ عبارت پڑہکر سنائین — مترجم نے اس کا ترجمہ سنایا جسکا یہ مضمون تھا — "جس وقت یہ طلسم گہر اور تابوت (صندوقچہ) کہولا جائیگا اس سے نہایت ہی عجیب غریب کرشمے ظاہر ہونگے اور جسطرح یہ اسکے کرشمے ظاہر ہونگے اسیکے مطابق اور اسیوقت سے اس ملک مین خرابیان پیدا ہونگی اور جو بادشاہ کہولیگا اسکی سلطنت معرض زوال مین پڑ جائیگی اور اس ملک پر وہی لوگ قابض اور متصرف ہونگے جنکی صورتین انہین تصویرون اور صورتون کی سی ہونگی اور وہی لوگ اس بادشاہ کو تخت پر قتل کرینگے — اندلسی ہرگز ان کے مقابلہ کی تاب نہ لاسکینگے —

سب لوگ یہ دیکھہ ہی رہے تھے کہ یکایک وہ کپڑہ پہیلنے لگا اور صورتین حرکت کرنے لگین ایک آن مین میدان جنگ برپا ہوگیا اور تصویرین لزریق پر حملہ بہی کرنے کو دوڑنے لگین اس خوفناک طلسمی کرشمے سے لزریق کے ہوش اوڑ گئے اور گہبرا کر کہنے لگا ارے مجھے سنبہالو دشمنون نے مجھے گہوڑے سے گرا دیا اور میری چھاتی پر چڑہ بیٹھے — ارے دوڑو دوڑو

میری مدد کرو اور مجھے بچاؤ ـــ

تھوڑی دیر کے بعد نہ وہ تصویرین نظر آئین اور نہ وہ کپڑا دکھائی دیا جو کچھ تھا وہ خالی مکان تھا غرضکہ لزرتا کانپتا اپنے دولتسرا کو پہونچا۔ چند مہینے نہین گذرنے پائے تھے کہ مسلمانون نے ماہ رجب ۹۲ھ مین اس ملک پر چڑہائی کی اور اس ملک کو فتح کیا۔ طلسم گھر کے کھولتے وقت بادشاہ پر جو حالات گذرے تھے اس جنگ مین بھی وہی واقعات پیش آئے اور بہادران اسلام نے لزریق کو تخت سے گرایا اور طارق بن زیاد (فاتح اندلس) نے لزریق پر حملہ کیا چنانچہ اسوقت لزریق نے اپنے لوگون سے کہا ہائے یہ وہی واقعات ہین جو طلسم گھر مین مجھ پر گذرے تھے اور پھر طارق بن زیاد اسکے سینہ پر چڑہ بیٹھے اور اس کا سر کاٹ کر فوج مین پھینک دیا ـــ

راقم

سید جلال

انسانی طرز معاشرت پر قدرت کا اثر

زمانہ کے انقلابات نے یہ بات ثابت کردی کہ انسانی طرز معاشرت کو کسی
وقت مین کیساہی طبایع پسند کیون نہ واقع ہوا ہو نئے خیالات کی تراش خراش سے
کبھی بری نہین اور نہ آیندہ ہو سکتا ہے - اگر اس سبجکٹ پر غور کرکے سرسری نظر ڈالی جا
تو پرانے کارنامہ جو ابتک تاریخی دنیا مین زندہ پائے جاتے ہین اس امر کے صحیح ہونیکی
کافی دلیل پیش کرینگے کیونکہ قدرت کی غیر محدود قوت کچھہ ایسی جدت پسند واقع ہوی ہے
کہ جسکے ہر نئی صنعت اپنے لئے انسانی نظر وئنین کوئی نظیر نہین رکھتی ہے ایسی حالتمین زمانہ
کے مطابق طبیعتونکا نئے روش اختیار کرنا کچھہ انسانی فعل نہین ہے کہ جنکے لئے رویا جائے
بلکہ یہ سب امور کسی ایسے زبردست قوت سے وابستہ کردئے گئے ہین کہ جو سب طبیعتونپر
اپنے احکاماتکا پورا عمل درآمد رکھتا ہے - اسکے رفتار مزاج اور انکا طبیعتونپر قابو کیا
کوئی معمولی قاعدہ ہے کہ جسکے روک دنیاوی ہاتہونین دیدیگئی ہو - نہین نہین -
یہ وہ خیالات ہین کہ جنکا مجمع ہوکر ظہور مین آنا یقینی مانا جاتا ہے مگر صرف اسقدر فرق
کے ساتہہ کہ کسی مین انکے قبول کرنیکا مادہ کم رکہا گیا ہے اور کسی مین زیادہ - وہ بھی
اسوجہ سے کہ قانون قدرت کی قدر کچھہ وہی لوگ خوب کر سکتے ہین کہ جنکے سینہ علمی
معلومات دنیاوی نشیب فراز اور زمانہ کی تبدیلیون کے اثر سے معمور کردئیے گئے ہون
قدرت کے چھوٹے سے چھوٹی ہی صنعت انکو اس کہنے پر مجبور کرتی ہے -

۵۔ ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم ۔ کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجا ست

پیارے ناظرین ! مین خیال کرتا ہون کہ آپ میری اس سبجکٹ کی ہیڈنگ سے "طرز معاشرت پر قدرت کا اثر" کہ جسکا ظاہری تعلق انسانی سویلزیشن (تہذیب) پر منحصر نہین کیا گیا ہے کسیقدر گھبرا ئین گے مگر چونکہ میں من لائیف (انسانی زندگی) سے نیچر کا ایک بہت بڑا حصہ متعلق ہے اسلیئے شاید میرا بیان کچھ بیموقعہ سمجھا جاے آمدم بر سر مطلب ۔

انسانی طرز معاشرت دنیا مین ایسے قاعدہ کا نام ہے کہ جسپر عموماً ذوی العقول اپنی زندگی کے آسایشونکا دارومدار رکھتے ہین ۔ اونکی صحت جسمانی قوت اور دماغی حالت بالکل اسی پر موقوف ہے اگر ترقی کے ساتھ اوسمین تبدیلیان ہوین تو کہا جاسکتا ہے کہ اوس قوم نے بلحاظ عقلی قوت اور دنیاوی تجربات کے ایک نمایان امپرومنٹ (ترقی) کی اور اگر اسکے خلاف ظہور مین آیا تو سمجھا جاسکتا ہے کہ وہ قوم زوال کیجانب ہے ۔

اس مقام پر اون دو اصولون کے ثابت کرنیکے لئیے یہ ضرور ہے کہ نیچر کا کام بھی ساتھ ہی ساتھ دکھلایا جاے تاکہ معلوم ہو کہ انکا کونسا حصہ ان دو قومونکے اولٹ پھیر مین صرف ہوا ۔ اب دیکھنا چاہئیے کہ اوس قوم نے جو ترقی کی زینہ پر چڑھ رہی ہے اور جسکا طرز معاشرت اعلی درجہ کا ہے کونسا ایسا ذریعہ اپنے تجربات کا قایم کیا ہے ۔ کہ جو بلحاظ زمانہ کے اسکے واسطے ہر طور پر مفید ہے ۔ ایک تھوڑے سے غور مین سمجھ یہ معلوم ہو جایگا کہ عمدہ ذریعہ اوسکے دنیاوی ترقیکا مختلف علوم ہے ہین

کہ جنکو عملی طور پر وہ اپنی زندگی مین ثابت کر رہی ہے - کیا اوسکے پریکٹیکل لائف
اس امر کی کافی دلیل نہین ہے کہ اوسنے نیچر کا اپنی علمی تجربات سے ایک عمدہ سبق
حاصل کیا اور وہی سبق انکے لئے سرمایہ ناز ہوا - جیالوجی (علم طبقات الارض) کے
دلپسند معلومات بوٹنی (علم نباتات) کے روح افزا تجربہ کیا ایسی نہین ہین کہ اوسکے
موجودہ زندگی کو اوس قابل قدر روشنی مین رکہین کہ جس سے نیچر کی کرنین پہوٹ
نکلی ہین - میرے خیال مین ان سوالات کے جواب وہی ہونگے کہ جیسی قدرت
کی خوشبو صاف طور پر پائی جاے پھر ایسی حالتین نیچر کا مین اثر ہومن سویلیزیشن
(انسانی تہذیب) پر محتاج بیان نہین - ظاہر ہے کہ قدرت کا دلچسپ منظر اوسکے
دماغی قوت کیلئے کسقدر مفید ہوگا اور کسدرجہ زور کے ساتہہ اوسکو ترغیب دیگا
کہ وہ اپنی علمی معلومات کو کہ جنکے لئے نیچر کے تجربات بھی لازمی مین وسعت دے
اس خیال کے ساتھ ہی اوسکے طرز معاشرت والے تبدیلیان ایسی ہونگے کہ جنکا
گہرا اثر دلپر نہ پڑے اور اثر پذیر طبایع کے لئے ایک عمدہ نتیجہ اونکے آیندہ زندگی
مین نہ ظاہر کرے - لیکن اس جگہہ پر یہ بات خیال کرنیکے لائق ہے کہ جبکہ انسانی
طبیعتوں پر قدرت نے بہت تھوڑے تھوڑے فرق کے ساتھ اپنے بیش بہا صحت
اس قسم کی عطا دیدی ہے کہ جس سے وہ ہر حالت اور ہر زمانہ کے مطابق اپنے
سے عمدہ سامان بہم پہونچا سکین تو کیا وجہ ہے کہ دنیا کی قومین ایک بعد دیگرے
عمدہ ترقی نہین کرتین - اس شک کے رفع کرنیکے لئے اگرچہ انسانی عقل ایک حد
درجہ تک کام نہین دیسکتے تاہم مین خیال کرتا ہون کہ جو کچھ اس خصوص مین

لکھا جائیگا وہ شاید اوس دوسری زیر بحث قوم کے خرابی کے اسباب کا بھی جواب ہوسکے۔

مسٹر ایڈیٹر نے بحیثیت ایک سچی اسلامی عقیدتمند کے پیشتر ہی عرض کر دیا ہے کہ نظام عالم بالکل ایک ایسے زبردست قوت سے وابستہ کر دیا گیا ہے کہ جسکو ہملوگ اپنی اصطلاح مین قضا و قدر بولتے ہین پہر اون معاملات کے تہ کو پہونچکر ایک استحکامی وجہ قایم کرنا کہ جسپر کسی قسم کا اعتراض نہ عاید ہوسکے مین نہین کہہ سکتا کہ ایک محدود عقل والے سو انجام کو پہونچے —

مین جہانتک سمجھتا ہون یہ بات مسلّم ہے کہ قدرت اپنے نعمتون کی تقسیم کرنے مین کبہی غیر منصف نہین مگر اون نعمتونکا زائل کرنا اور اون سے فائدہ نہ اوٹھانا یہ حضرت انسان کا کام ہے کہ جو سلف سے ابتک کرتے آئے — ہر بات مین اسقدر افراط و تفریط کے کہ جادۂ اعتدال سے کوسون دور ہوگئے پہر اوس حالتمین جسقدر معکوس ترقیان ہوتی گئین یہ لازمی اور لابدی تہین —

ہر قوم اور ہر ملت کی تاریخ سے یہ بات ثابت ہے کہ دنیا آئے دنکی تبدیلیونکا اکہاڑا بنا رہیگی جسمین اچہی اور بری دونون مضامین موجود ہین — یہ کسی طور پر نہین کہا جا سکتا کہ زمانہ موجودہ ہی ہر قسم کی تہذیب اور ترقی کے لئے مخصوص کر دیا گیا ہے نہین نہین — ہمارے متقدمین کہ جنکے لئے دنیا ہر سدا روئیگی ایسے ایسے کارنمایان کر گئے ہین کہ جنکی نظیر ابتک نہین — مصر کی اگلی حالت — ہندوستان کا پہلا علمی چرچا — یونان کے قابل قدر حکیمانہ خیالات اور تجربہ ایسے نہین ہین کہ جنکو زمانہ اپنے صدیون کی گردش مین بہلا سکے — یہ کیا تہا ؟ صرف سحر کا ایک

ادنی کرشمہ تہا کہ جسکو اوسنے یہ لکر دکہلا دیا کہ ترقی اسطرح کرو - تہذیب ایسی سکہو
دماغی قوت یون بڑہاؤ - اگر ہمنے اون قدرتسے اختراع کی ہوئی باتون کے
پیرو ہین کمرہمت مضبوط باندہے تو ہم وہی کر دکہائنگے کہ جو ایک تعلیم یافتہ قوم کرتی
ہی اور اگر ہمنے اوسمین دو چار شقین بجای خود قایم کرکے کوئی نقص نکالا تو ہمارا
وہی حال ہوگا کہ جسنے ہزارون قومون کو تباہ و برباد کر دیا -

ہمارا یہ کام ہے کہ ہم اچہی اور بری باتونکی تمیز کرین یا اون دونون کی جانچ
کرکے ایک تیسری بات بطور نتیجہ کے اپنے سے پیدا کرین اوسوقت ہمارا کانشنس
اونکی حالت کا موازنہ کرکے بتلا دیگا کہ یہ اوس زندگی کے لئی مفید ہے یا غیر مفید
ہونیکی صورت مین کوئی ذیعقل یہ نہین کہہ سکتا کہ تمنے ایسا کیون کیا - اسواسطے
کہ جس مہذب قوم کی تاریخی واقعات پر وہ نظر دوڑائیگا اوسے معلوم ہوگا کہ دنیا
مین قومین برابر ایک دوسرے سے فایدہ اوٹہاتے چلی آئی ہین اور اونہین تجربون
سے ایک نہ ایک ایجاد ایسی کی ہے کہ جس سے اونکی آیندہ نسلونے عمدہ سبق حاصل کیا -

انسان کہ جسکو خدانے اشرف المخلوقات کے لقب سے اعزاز بخشا قدرتی طور پر
ایک ایسی عقلی زیور سے آراستہ کیا گیا ہو کہ جسکی پاک روشنی مین وہ اون چیزون
کو بخوبی امتیاز مین لا سکے کہ جو اوسکی آسایش اور آرام کے لئے بنائے گئی ہین اگر
اوسکی عقلی روشنی علمی جوہر سے زیادہ صاف نہین کیگئی ہے تو ممکن ہے کہ نفع کے خیال
مین نقصان اوٹہاے کہ جو اسکی ذات ہی تک محدود نہو بلکہ اپنا زہریلا اثر دور
تک پہیلاے - اسلئے ضرور ہے کہ ہم جس کام کو اوٹہائین تو اوسپر پیشتر

یہ غور کرین کہ آیا ہم اسمین کامیاب ہوسکتے ہین یا نہین اور ہم مین اس قسم کا
مادہ بھی پیدا کر دیا گیا ہے یا نہین - یہ قدرت کا ایک ایسا اصول موضوعہ ہے
کہ جسپر اگر ہم بتدریج عمل کرین تو ممکن نہین کہ ہمارے ترقیکا ستارہ اوسی اوج پر نہ
آجاے کہ جسپر ہم اور قومونکو دیکھہ رہے ہین اور اگر ہم اپنے ناعاقبت اندیشی سے
اوسکو خیال مین نہین لاتے تو جان لینا چاہئے کہ ہم ایسے رنگ مین ڈوبے ہوئے
ہین کہ جسکی بدنما رنگت ہمارے لئے ادبار کا جامہ ہوتی جاتی ہے ایسی حالت کا پہلا کام
یہ ہے کہ انسانی عقل کو سلب کرلے اوسکے بعد ہماری دیوانگی جو جو ناچ نچائیگی وہ
ہماری لئے لازمی ہین کیونکہ ہم قدرتکا عطیہ موئے کھوٹے داموں بیچ بیٹھے -
اب ہم خدا کی دی ہوی نعمتون کی بیقدری کرینگے اوسمین نقص نکالینگے
اوسکی اصراف مین بیدریغ ہونگے ہمارا اس تحریر پر عمل ہوگا -

ابتو آرام سے گذرتی ہے ؛ عاقبت کی خبر خدا جانے

معزز ناظرین اجس تباہ شدہ قوم کی تاریخی حالات آپ غور سے دیکھینگے
یہ امر آپ سے مخفی نہین رہیگا کہ کونسی باتین اوسکے خرابی کا ذریعہ ہوئین - اور کیونکر
اوسکا ستارہ اقبال غروب ہوگیا - ان باتوں مین کہہ سکتا ہون کہ مذکورہ
بالا اسباب آپ اوسکی خرابی کے ضرور پائینگا -

ہمارا یہ سوال کہ ایسا کیون ہوا ؛ بجز اسکے کوئی جواب نہین رکھتا کہ ہم
قدرتی طور پر اپنے جرایم کے عوض مین سزایاب ہوئے مگر اوسپر بھی ہمارے
ساتھہ یہ کیا کم رعایت ہے کہ ہم سے ترقی کرنیکا مادہ مفقود نہین کر دیا گیا -

ہماری اصلی حالت پھر عود کرآسکتی ہے اگر ہم عقل اور غور سے ہر بات مین کام لیتے اوسوقت زمانہ کے مطابق ہماری زندگی پر ایک عمدہ اثر پڑیگا کہ جسکی وجہہ سے ہم اپنی حالت سنبھالنے پر رفتہ رفتہ خود قابض ہوتے جائینگے ۔

میرے خیال مین اگر اس بحث کے متعلق کچھہ اسلامی حالت کا تذکرہ کیا جاتا تو شاید ضرور دلچسپ ہوگا مگر ہمارے لئے اسکی ضرورت نہین ہے کہ ہم بعثت کا ہی فوائد کھینچین جبکہ اسلام نے عرب کو دین پرورش پاکر نشو ونما حاصل کی کیونکہ اسکے لئے تاریخی صفحات کا جزو وافی نہین ۔

ہمکو صرف اسقدر دکہلانا منظور ہے کہ اسلامی ترقی کا آفتاب کسوقت اپنی مکمل روشنی سے اہل علم کے نظرونکو خیرہ کرتا تھا ۔ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ دولت عباسیہ نے اپنے وسیع تجربات کے چشمہ فیض عام کے لئے کہول دیئے تھے ۔ اور کوئی متنفس ایسا نہ تھا کہ جو اوس سے سیراب ہوکر نہ پہرا ہو ۔

افسوس ہے کہ یہ فخر خاصتاً ماموں الرشید ہی کی سلطنت کو حاصل رہا ۔ بعد اوسکے زوال کے ایسی گھڑی آئی کہ پہر اسلام نہ سنبھلنے پایا ۔ اگر اوسکا وہ زمانہ خیال مین لایا جاے تو معاً یہ بات ذہن مین آجائیگی کہ اسلام کے بچپن اور شباب مین کتنا صریحی فرق ہوگیا تھا ۔ کہ جسکا ہونا باعتبار اوس زمانہ کے قدرتی طور پر ضروری تھا ۔

یہ مثال ایسی نہین ہے کہ جس سے ہم اون ترقیون کو جو انسانی زندگی مین بلحاظ اخلاق تعلیم اور طرز معاشرت وغیرہ وغیرہ کے ہوین نہ دیکھہ سکین اور یہ نہ کہہ سکین

کہ زمانہ طبیعتوں کو اپنے ڈھنگ پر لگا لیتا ہے۔ اگر دیکھا جائے تو سلف سے اب تک
یہی ہوتا آیا کہ ایک نے ایجاد کی تو دوسرے نے سیکھا اور رفتہ رفتہ یہی طریقہ ہمیشہ جاری
ہے۔ وہ قومیں کہ جو ادبار کے دام میں اپنے مقدرات کے مطابق ایک وقت
معینہ تک پھنسی رہینگی وہ اسے برا کہتی ہین۔ اور اون لوگون کو برا سمجھتی ہین کہ
جو اون اوضاع کو برتنا چاہتے ہین ایک معنی کرکے ایسے لوگونکا اعتراض اون لوگون
پر درست ہو سکتا ہے کہ جو کسی قوم کے پیرو ہین اندھونکی طرح اپنے سر دپا کا
خیال نہین رکھتے وہ اپنے زعم مین اسکو انتہای عقل اور تہذیب سمجھتے ہین مگر ایسے
حضرات کو ہم اپنے بحث مین نہین لانا چاہتے کیونکہ اونکو قدرت ہی نے مسلوب الحواس
کر رکھا ہے۔

انگریز جو اس زمانہ مین پوری تعلیم یافتہ اور مہذب اپنے سوسائٹی اور نیز اُن سوسائٹیون
مین بھی گنے جاتے ہین۔ اونھون نے اپنے تہذیب کے تکمیل فرانس سے کی کہ جنکا
سویلائزڈ ہونا یورپ مین عرصہ سے تسلیم کر لیا گیا ہے۔ وہ بھی اسطور پر کہ
جس بات کی اپنی سوسائٹی مین خامی دیکھی اوسکی نقل دوسری جگہہ سے اوتاری
اور یہی ترقی کی صورت ہی ہے۔ ہم اسطرح اپنی حالت نہین سنبھال سکتے کہ بلا
سمجھے بوجھے یورپین کے تمام افعال کا چربا (اگرچہ وہ ہماری نظرون مین پسندیدہ
ہی کیون نہون) اپنے لائف مین لاوتا ہین اور اوسکو اپنا سرمایہ افتخار سمجھین
ہمکو یہ دیکھنا چاہیے کہ انگریزون مین کون کونسی باتین اخذ کرنیکے لایق ہین۔
اس خیال کے آتے ہی ہمکو سب سے پیشتر دنیاوی علوم کی تحصیل اپنی جانب کھینچیگی کیونکہ

تہذیب کا مخزن علم ہی رکھا گیا ہے - اوسکے بعد اوسیکے مناسبت سے ہم اپنے تئین خود بخود اون شائستگیوں کا مرتکب پائینگے کہ جنسے ایک قوم کو تہذیب کے کرسی پر بٹھا دیا - ہم یہ دیکھینگے کہ اونکے رہنے کی جگہ بہت صاف شفاف ہے اور قسم قسم کے قدرتی پھولون سے آراستہ کئے جانیکے علاوہ ہمکو اسکا بہت بڑا موقعہ دیتی ہے کہ ہم اپنے علمی مذاق سے اچھوتے اور پاکیزہ خیالات کا ذخیرہ بڑہائین اور اوس سے فایدہ اوٹھائین) آنکھون مین قوت دینے کے لئے سبزہ زار کا میدان خوبصورتی سے ہموار کیا گیا ہے - دماغی حالت درست رکھنے کے لئے بہت سے عمدہ ذریعہ موجود ہین - جسمانی صحت اعتدال پر لانیکے لئے ہمکو سبزہ زار او بہار رہا ہے کہ گوشہ گوشہ کی سیر اور قدرت کا تماشا دیکھو - اس پر فضا لین مین جو لطف کہ انسانی طبیعتین اوٹھائینگی وہ ممکن نہین کہ اونکو ایسی زندگی اختیار کر لینے پر مجبور نکرے کہ جسمین قدرت کی سادی دلچسپیان اپنا جلوہ دکھاتے ہین - جب وہ اس ہر دلعزیز طرز معاشرت کے حصہ کو اپنے مخرب عادات طریقہ سے بدلینگے تو اوسوقت قدرتی طور پر یہ خیال پیدا ہوگا کہ جس قوم سے ہمنے ایسا عمدہ ذریعہ اپنے زندگی کو خوش رکھنے کا حاصل کیا ہے - غالبًا وہ اور بھی بہت سی مفید باتین ضرور قدرت رکھتی ہوگی - یہ وہم ہمکو اونکے لباس کیطرف متوجہ کریگا اور کہیگا کہ دیکھو کیسی چست لباس ہے وہ اپنے جسم کی خوبصورتی دکھلا رہے ہین کہ جو پہرتی اور چالاکی کے ہاتھون اونکے بدن پر راست کیا گیا ہے - مگر تھوڑا غور ہمکو بتلا دیگا کہ یہ ہمارے چندان مفید نہین - ہم دیکھینگے کہ ہمارا ملکی لباس باعتبار موسمی

اختلاف کی اوسپر ترجیح رکھتا ہی اور اپنی وضع مین ایک عمدہ درجہ تک خوبصورت بھی ہے
علاوہ اسکے اسکی گنجایش رکھتا ہے کہ ہم جسطرح چاہین اوسمین خوبصورتیان نئی قطع
و بریدسے پیدا کرتی ہین پس جب ہمنے اسقدر سمجھہ لیا تو عقل انسانی اوسکے اختیار
کرنیمین اونہین موقعو نپر اجازت دیگی جہان کہ ہمکو ضرورت ہے - اسیطور پر ہم
اون باقی اجزا سے بھی کہ جو طرز معاشرت سے تعلق رکھتے ہین فایدہ اوٹھا سکتے
ہین بشرطیکہ اوسکی کوشش کرین -

دنیا مین حضرت آدم سے لیکر اسوقت تک ہزارہا تبدیلیان ہوین طرح طرح کے فیشن
اختیار کئے گئے رنگ رنگ کی ایجادون نے زمانہ کو خوب ہی آراستہ کیا - مگر تہذیبی علمی اخلاقی
ترقیان ہین کہ بڑہتی ہی چلے جاتی ہین - اور چلے جائین گی تو وجہہ کیا ہی کہ قدرت نے ہر شخص کو طبیعتین مختلف
دین اور اوسی اختلاف کی رعایت سے اپنی قدرشناسی کا مادہ بھی عطا کیا کہ جس سے وہ اپنی مزاج کے مطابق فائدہ
اوٹھا سکے فائدہ کیا ہی گویا تمام ایجادون صنعتون بلکہ ہر قسم کے دنیاوی کمالات کا خزانہ بھی کہا گیا ہے -
زمانہ کی ترقیان اسی پر موقوف ہین کہ جنکی انتہا مین جہانتک سمجھتا ہون محدود نہین - ہر قوم اپنے
وقت مین یہی سمجھتے رہی کہ ہماری ترقیان اور ایجادین نہ صرف ہمارے ہی لئے فخر کا باعث ہونگی بلکہ آیندہ
نسلین بھی اس سے فایدہ اوٹھاکر ہمکو تاریخ کے اوراق پر رکھینگے کہ جہان کوئی دوسرا مرد مقابل نہین ہے
پس - خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم - ہم کبھی اور کسیوقت مین یہ نہین کہہ سکتی کہ ہماری عقل
درجہ تکمیل کو پہونچ چکی کہ جسکے بعد خدا کا نام ہی - کیونکہ ہم دیکھتے ہین کہ ہمارے متقدمین بہت سے باتون مین ہم سے
پیچھے رہ گئے اسلئے ضروری ہی کہ ہمارے بعد آنیوالے بہت سے باتون مین ہم سے کہیں بڑہ جائین - ڈیر ایڈیٹر مین اس مضمونکو
اس دعا پر ختم کرتا ہون کہ خدا ہم لوگونکو قدرت سے فایدہ اوٹھانیکی پوری ہمت دے - فقط　محمد رشید اعلی

تجارت

جس شئی نے دنیا کو سب سے زیادہ متمول اور ایک دوسرے سے باخبر کر دیا ہے اور جسنے دنیا کی تہذیب مین بڑی اعانت کی ہے وہ صرف تجارت ہے آج جس ملک نے تجارت کو اعلی درجہ پر پہونچایا ہے اوسنے مقناطیسی قوت سے دنیا کی دولت کو اپنے گرد جمع کر لیا ہے اسیطرح ایک ملک کے متعدد گروہ پر اگر لحاظ کیا جاے تو جسنے اس معزز اور آزاد پیشہ سے اپنی لو لگائی ہے اوسنے اپنے امثال واقران مین عزت و امتیاز پیدا کیا ہے۔ اور جس درجہ تک اوسنے اس پیشہ مین ترقی کی ہے اوسیقدر تہذیب مین اوسکا نمبر بڑھا ہوا ہے۔

ترقی تجارت کے لئے ملکی صنعت ضرور ہے ورنہ جو فواید صنعت کے ہین اور جسکی کوئی انتہا نہین قرار دیجا سکتی اوس سے محض تجارتی قوم نصف فایدہ اٹھا سکتی ہے اور کبھی اُس ملک و قوم کا مقابلہ نہین کر سکتی جہان تجارت و صنعت دونون ہون۔ صنعت کی بنیاد علوم جدیدہ ہین جسکے بغیر صنعت اور صنعت کے بغیر تجارت اور تجارت کے بغیر دولت اور دولت کے بغیر قوت نہین ہو سکتی لہذا کل باتون کی جڑ وہ علمی علم ہے جو دنیا کی حالتون کو کایا پلٹ کر دے اور مفلس سے دولتمند وحشی سے مہذب مقید سے آزاد بناد ہے لہذا یہہ انگریزی مثل کہ "علم قوت ہے" نہایت صحیح ہے علم اور دولت کسی قوم کے اعتبار کیلئے بڑی چیز ہے خواہ منفرداً ہو یا مجموعاً۔ وای برحال اوس قوم کہ

جسمین علم اور دولت دونون ہون اوسکی بقا دنیا کے پلیٹ فارم پر جہان دوسری اقوام علم یا دولت یا دونون کے زور سے کام کر رہی ہون کیونکر اور کتنے عرصہ تک قایم رہسکتی ہے —

اسوقت تمام دنیا یورپ کی تجارت کی محتاج ہو رہی جنہین مشاہیر اعلی انگلستان - فرانس اور جرمنی ہین ایشیا مین صرف چین ہنوز اپنی قدیم عزت ملکی کو قایم رکہی ہوی ہے - جہان سے اموال درآمد و برآمد با قاعدہ طور سے جاری ہے یعنی ہندوستان کی طرح نہین ہے جہان کی تجارت اگرچہ بہت کچہہ قابل اعتبار ہے مگر اموال درآمد و برآمد مین ایسا عظیم اور افسوسناک تفرقہ ہے اور اوسکے محاصل کی تقسیم اس طرح ہو رہی ہے کہ اہل ملک کو بہت کم حصہ ملتا ہے اور ملکی ترقی و بہبودی کی بشرطیکہ اوسکا اطلاق صحیح معنی مین ہو بہت کم امید کیجاتی ہے - نئی دنیا مین ممالک متحدہ اور کناڈا تجارتی لحاظ سے علی الترتیب ممتاز ہین —

ایشیا مین دو الوالعزم قومون کا فی الحال تجارت مین اور خاصکر تجارت پارچہ مین حریفانہ مقابلہ ہے یعنی روس اپنی جدید کوششون سے جدید ممالک مفتوحہ مین اپنی ملکی ساخت کے پارچے کی اشاعت کچہہ عمدگی اور کچہہ حکومتی دباو سے بمقابلہ انگریزی تجارت کے بڑہا رہا ہے - بحیثیت مجموعی ایشیا مین انگریزی تجارت بمقابلہ روس ابتک بہت فروغ پر ہے مگر کابل ایران اور ترکستان مین جہان روسی اثر بہ نسبت انگریزی اثر کے بہت

بڑھا ہوا ہے۔ انگریزی تجارت مین نسبتاً کمی ہوتی جاتی ہے۔ چین سے بھی روس
اپنا تجارتی اثر بمقابلہ انگلستان کے زیادہ زور کے ساتھ پھیلاتا ہے حال مین جو عہدنامہ
سلطنت چین اور برٹش گورنمنٹ مین اندرونی دریائی تجارت کے متعلق ہوا ہے اوس سے
گورنمنٹ انگلستان کو ایک موقع اپنی وسعت اور ہزیمت تجارت روس کا ملا ہے۔
علیٰ ہذا ایران مین بعہد سر ڈرومنڈ ولف سفیر انگلشیہ دریای قارن مین
تجارت کا موقع حاصل ہوا مگر ان سب مواقع کے مقابلہ مین روس نے کوئی کسر باقی نہین
رکھی صرف یہی نہین کہ چین اور ایران مین انگریزون کے مقابلہ مین اوسنے
اپنے اور اعلیٰ حقوق باجازت فغفور چین و شاہ ایران قایم کئے بلکہ مختلف ذرایع سے انگریزی
تجارت مین تخلل کا موقع ڈہونڈہا کرتا ہے۔ قربت ملک کے وجہ سے اوسکو راہ
راست بمقابلہ سلطنت ہند کی بہت سے مفید مطلب موقع حاصل ہوتے رہتی ہین مثلاً
رعایای شاہ ایران کو ابہارنا باغیون کو پناہ۔ دیگر مختلف طریقون سے امداد دینا۔
بدنظمی کی فکر کرنا۔ اور دور نہین ہے کہ شاہ ناصر الدین کے انتقال پر روس وارثان
تخت مین جھگڑا پیدا کرا دے کیونکہ اول تو بدقسمتی سے ایران مین ولیعہدی کا کوئی
مقرر قاعدہ نہین دوم شاہزادہ کلان کی نسبت خرد اور شاہ کے زیادہ منظور نظر ہے
اور ہنوز کوئی قطعی فیصلہ ولیعہدی کی نسبت بادشاہ جمجاہ کیجانب سے نہین ہوا جسکو
روس و انگلستان وغیرہ باضابطہ تسلیم کرلیتے اور بعد کو خرخشہ قایم نرہتا۔
ہندوستانین تجارتی مذاق ہندؤن کے بعض گروہ کو موروثی ہے جنکے
تقریباً کل افراد اپنی تمام زندگی (ہندو) سلسلہ انساب (...) مین صرف کر دیتے ہین۔

مگر اولوالعزمی کا مادہ مذہبی قانون کی پابندی اور صدہا سال کی متواتر متابعت سے مفقود ہوگیا۔ مسلمانون مین یہہ مذاق اوسیطرح شاید از رو ئے نیچر ودیعت نہین کیا گیا۔ بعض محدود اور مخصوص گروہ بمبئی مدراس وغیرہ مین اسیقدر اولوالعزمی کے ساتھہ مصروف تجارت ہین جسکی وجہہ شاید یہہ ہو کہ وہ لوگ زیادہ تر نومسلم ہین یا ہندو تاجرون اور اُن نومسلمون کے ساتھہ پشت ہا پشت رہنے کا اتفاق ہوا ہے ورنہ از روی تجارت مسلمان دوسری قومون مین بہت نیچا نمبر رکھتے ہین جو قومی افلاس کا ایک بڑا سبب ہے۔

نسبتاً تجارت سے جو ہندوستانی اقوام کو فایدہ پہونچا ہے اونمین سب سے افضل و اعلی پارسیون کا نمبر ہے جو تجارتانہ اولوالعزمی مین یورپین اقوام کے قدم بقدم ہین اونہون نے اس معزز پیشہ کی سرپرستی سے بعض تجارتی حلقون مین خاصکر پارچہ سازی مین مادہ حسد پیدا کر دیا ہے۔

انگریزی تجارت مین بد اخلاقی کا جزو بہت ہے۔ لاکھون روپیون کی شراب باہر سے آتی اور اس ملک مین بنتی ہے جس سے اوسکے رعایا کے اخلاق خراب ہوتے جاتے ہین اور اگرچہ مختلف انجمنون نے ابتک بڑے زور و شور انسداد یا کمی شراب فروشی کے لئے استدعا کی مگر ہنوز کوئی معتدبہ عملی فایدہ اونکی متعدد سفارشون کا نہ نکلا۔ علاوہ ملکی تخریب اخلاق کے ہندوستان سے ہزارون صندوق افیون کے ہر سال چین بھیجے جاتے ہین۔ جو مخرب اخلاق ہونیکے سوا تضعیف روحی و جسمی و تعجیل موت کی سبب قرار دیگئی ہے۔ اسیطرح ہمنے

زنجبار اور مسقط وغیرہ مین شراب بزور آزادی تجارت بہیجکر اون لوگون کو
مخمور کیا جنکے لب کبہی آشنای جام نہ تہے ـ

ہندوستان اور انگلستان کے بجٹ پر جب حال مین گفتگو ہوی تو ہر ایک
کے اک اک جملے یہان بموقع نہ سمجھے جائنگے ہندوستان کی بجٹ پر جب گفتگو
ہوی توچونکہ اس مرتبہ ہندوستانیون کی نادر خوش قسمتی سے آمدنی اخراجات
سے زاید ہوی تو بعض ہندوستانی ممبران لیجس لیٹو کونسل نے استدعا کی کہ محصول
نمک جسکا اثر غریبون پر زیادہ پڑتا ہی گھٹا دیا جای ـ گورنر جنرل بہادر نے فرمایا کہ
ازدیاد آمدنی کا بہروسہ نہین لہذا کسی قسم کی تخفیف محصول بیموقع ہوگی ـ

انگلستان کا بجٹ جب پیش ہوا اور اخراجات سی محاصل زیادہ پایا گیا
تو بعض ابواب کے محصولات تخفیف کئے گئے انمین سے بڑی بات یہہ ہی کہ شراب
پر محصول گھٹا دیا گیا ـ

مدبرین ہندوستان کی یہہ رای بیشک تہی اور ہے کہ شراب
کی درآمد پر (علاوہ بعض اور ابواب کے) موجودہ محصولات سے زیادتی
کیجای جس سے سرکار کو ٹیکس لگانیکی ضرورت نہو ملک مین بداخلاقی کی ترقی
رکے اور آمدنی مین وسعت ہو ہندوستان کی تجارت ایک ارب ساٹھہ
کرور سے زیادہ ہی یعنے درآمد ستر کرور اور برآمد ۹۰ کرور ہی ـ

ملکی اعتبار اور نظم و نسق سلطنت کا وقار بڑہاتی ہے اگر اس قدر
مین اشیای برآمد اوس قسم کی ہوتین جس قسم کی درآمد مین تو آج ہندوستان

تمام روی زمین پر زراعتی کے سوا صنعتی ملک سب سے مقدم ہوتا - مگر افسوس ہے کہ برآمد کے لحاظ سے ہندوستان ہنوز کسی شایستہ ملک کا مقابلہ نہیں کر سکتا کیونکہ یہاں سے مصنوعات کی بڑی کمی ہے صرف پیداوار پر بہروسا ہے چنانچہ ۱۸۹۸ء مین نوّے کرور برآمدین سے قریب ۸۵ کرور صرف ملکی پیداوار کی رقم ہے -

سب سے بڑی رقم انگلستانی مال درآمد کی ہو جسکی رقم پچاس کرور سے روز افزون ترقی پر ہے - جو مال ہندوستان سے بحیثیت مجموعی انگلستان جاتا ہے وہ بہ نسبت درآمد کے بارہ تیرہ کرور کم ہے - جیسا کہ ہمنے اوپر بیان کیا ہے سلطنت چین کی افیونی ضیاع اپنی تجارت کو جو ہندوستان کے ساتھہ ہو انگلستان کے بعد ہی رکھا ہے جہان سو دو ڈہائی کرور روپیہ کا مال سالانہ آتا ہے اور تیرہ چودہ کرور کا مال وہ لیتا ہے اسمین شک نہین کہ موخر الذکر رقم مین افیونی جز وبیت ملا ہے جسکی انتہائی گیارہ بارہ کرور سے کم نہین -

ہم اپنی فیاضی کے خود ہی ثنا خوان ہوتے ہین جب دیکھتے ہین کہ ہم اپنے ملک کے اعلی پیداوار کس بیدریغی سے ہیجکر گرسنگان ممالک روی زمین کا پیٹ بہرنے اور دوسرے حوایج ضروری مالا بدمنہ کو پورا کرتے ہین ہم غلّہ - روئی - افیون - تخم مختلف الاقسام - کھال - سن - اون نیل - قہوہ - لاک - شکر - ریشم - تیل - وغیرہ ہیجکر ادنی ریشمی اور سوتی

شراب کل - کل کے کہلونے - ریل کے سامان - کاغذ - دوا شیشہ آلات
وغیرہ مبادلہ مین لیتے ہین —

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

ہماری درآمد و برآمد اموال سے ملک کی بہت بڑی ناقابلیت اور
گورنمنٹ انگریزی کی کسیقدر پولیٹکل خست معلوم ہوتی ہے جو باوجود ادعای
سرپرستی صنعت وحرفت اہل ہند کو صرف ایک تعلیمی ڈہرے پر لگا رکہا
ہے اور دیگر مفید اور ضروری شاخون کی باگ اپنے ہاتھ مین رکھی ہے —
گورنمنٹ کیجانب کسیقدر کا لفظ اسلئے آیا کہ فی الحقیقت زیادہ تر ہماری علوی دولتمندون
کی پست ہمتی کا سبب ہے کہ ہم تجارت مین بہت پیچہے ہین ورنہ ملکی ومذہبی قانون
مانع تجارت نہین - ع - خداوندان نعمت را کرم نیست —

بیرونجات سے کوئلہ کی تجارت مین روز افزون کمی ہے کیونکہ
خود ہندوستان مین جابجا کوئلہ کی کانین اپنی زرخیزی کا ثبوت دیرہی ہین
امید نہین ہے کہ روز بروز سوتی پارچہ مین کمی ہوتی جائیگی جسکی بہت بڑی کہپت ہے
جب تک ہندوستان کے کارخانون مین باریک اور رنگین سوتی اور ریشمی پارچے
نہ بنے جائینگے - ۲۲ لاکہہ روپیہ کی دیاسلائی - اور ۳۰ لاکہہ روپیہ کی چہتریان
ایک سال مین کچہہ کم نہین لطف یہہ ہے کہ روز افزون آبادی کے ساتھہ
ان اشیای تجارتی کی بڑی ترقی ہوتی جاتی ہے —

کاغذ اگرچہ ہندوستان مین چار پانچ جگہہ تیار ہوتا ہے مگر تاہم کافی

طور سے ارزانی نہیں ہے بلکہ اکثر یورپ میں کا غذات سے گران پڑتا ہے —

حسن

ضمیمہ رسالہ حسن

م ذیل مین اجرتی اشتہار بجنسہ درج کرتے ہین۔ محمد یوسف منیجر رسالہ حسن

تدبیر نوجوانے یعنے

پیر کو کرتا ہے یہ روغن جوان

یہ روغن قوت باہ کے لئے حکم اکسیر اعظم کلر کھتا ہے جس سے پیران ہفتاد سالہ تک کو یکسان نفع ہوا ہے
س کے استعمال مین نہ کسی قسم کے پرہیز کی ضرورت ہے۔ نہ آبلہ وغیرہ کا کچھ خطرہ رگ و پٹھہ کو جرئت
بخش استحکام بخشتا ہے اور ہر قسم کے امراض نامردیکو خواہ وہ کسی سبب سے ہون بجز خلقی اور مادر زاد نامرد
کے اپنے معجز نما تاثیر سے دفع کرتا ہے اور صرف ایک ہفتہ کے استعمال سے فائدہ کامل ہوتا
ہے۔ ترکیب کا کاغذ ہمراہ تیل کے ملتا ہے۔ قیمت فی شیشی ۵ر محصول ۱ہ۔ اور ہر ایک شیشی
مین ایک تولہ روغن رہتا ہے۔

دوائے عجیب یعنی کشتہ زمرد

زمرد کا کشتہ۔ جو باجزائے مناسب تیار کیا گیا ہے چار حصہ چانول کی برابر خوراک ہوتی ہے قیمت فی خوراک ۱ع۔۱ر
پانچ روز یا گیارہ روز کی خوراک مین بفضلہ فائدہ کلی ہوتا ہے **خواص آن** یعنی برائے قوت باہ اور تمام امراض
متعلقہ اوس کے خواہ وہ کسی قسم کے ہون۔ اور سوزاک کہنہ ہو یا جدید و دافع جریان۔ مقوی دماغ و اعضای رئیسہ
وارواح وضیق النفس۔ و سرفہ کہنہ خواہ جدید خشک ہو یا تر۔ اور لاغری بدن۔ اور دفع وبائی ہیضہ مین تو
حکم اکسیر کا رکھتا ہے یعنی کیسی ہی مریض کی حالت ردی ہو کر خراب ہو گئی ہو بفضلہ صحت ہوگی۔

اکسیر حیات۔ یعنی عرق بنجاہ۔ امراض ضعف بصر و دماغ و صفائی خون و انواع درد و اقسام تپ جو ہوتے یا
جو تپیا۔ تپ دق۔ استسقا طحال۔ آتشک۔ سوزاک۔ جریان۔ سفید داغ۔ ناسور۔ بواسیر خونی و بادی
اور شیر البخاری۔ اور جاندو نوشی سے جو خشکی لاغری اور ضعف جگر وغیرہ لاحق ہوتے ہین سب کو بغیر
پرہیز دفع کرتا ہے۔ ایک بوتل ایکماہ کو کافی ہے۔ قیمت فی بوتل عہ۔ محصول عہ۔

عجیب چیز۔ تحلیل بواسیر خونی و بادی و تحلیل درد دمہ کے لئے عجیب چیز ہے۔ پہلے ہی روز مین
ایک دو بار کے استعمال سے درد و جریان خون دفع ہوتا ہے اور تین ہفتہ مین بفضلہ درد دمہ بالکل دفع

ضمیمہ رسالہ حسن

ہوجاتے ہین اور پہر کبہی عود نہین کرتے وزن عرق ۶ ماشہ قیمت مہ محصول ۴؍

جہان نما۔ اس عرق کے لگانیسے آنکہونکی روشنی تیز ہوتی ہے۔ پہلی درد درد ہٹ درد سر چشم جملہ بیماریونکو دفع کرتا ہے۔ قیمت مہ محصول ۴؍ وزن عرق ۶ ماشہ

خضاب نایاب

بے مثل رنگ ڈہنگ ہے نادر خضاب ہی یہ گویا کہ آمد آمد وصل شباب ہے

جیسے کہ عوام مین خضاب سے دقتین واقع ہوتی مین ہر شخص پر ظاہر ہین یعنے جوتہے آٹہوین روز مہندی لگا کر باندہنا اور بعد دو تین گہنٹہ کے پہر وسمہ لگا کر باندہنا اسمین قریب چہ گہنٹہ کے وقت ضایع ہوتا ہے اور بال سیاہ ہونیکے سوا اور کوی فایدہ نہین اور نقصان بہت ظاہر ہے کہ مہندی اور وسمہ کا پانی جب دماغ مین جذب ہوگا تو اوس سے سوائے نقصان کے اور کوئی فائدہ نہین جیسا کہ ایام سرما مین مثل سردی وغیرہ کی جسقدر کہئیے بجا ہے۔ انہین دقتون کے سبب سے یہ خضاب نایاب تیار کیا گیا ہے جسقدر تعریف کیجا ے بجا ہے ناظرین سے امید ہی کہ قیمت ہیچ کر طلب کرین۔ اسمین کوئی مبالغہ نہین تہوڑی تعریف اس کے اجزا کی ظاہر کرتا ہون۔

دافع مالیخولیا خارشت سر۔ ضعف دماغ۔ علاوہ برین خوشبو مین بے نظیر مثل کیوڑہ باعث درازی مو۔ مفرح دماغ ہے۔ بالون مین سختی نہین دیتا ہے بلکہ ملایم رکہتا ہے۔ سیاہی مین بالونکو مقابل اصل بالون کے کرتا ہے۔ دوسرے روز بطور روغن یہ تیل لگانا ہوتا ہے کسی چیز سے باندہنے کی ضرورت نہین دوسرے تیسرے روز لگائے تو بال مثل اصل بالون کے سیاہ ہون گے کوئی تمیز نہ کر سکے گا یہ خضاب ہے ایک تولہ مین ۳۰ روپے بہر یعنے ڈیڑہ پاؤ ہوتا ہے۔ قیمت فی بوتل ہیر علاوہ محصول نصف شیشی عہ چہارم شیشی عہ اس سے کم غیر ممکن ہے۔

شفاخانہ مین علاوہ اس کے ہر قسم کا علاج ہوتا ہے۔

اطلاع ضروری۔ واضح ہو کہ بہت سے سند ی خطوط یعنے سرٹیفکٹ جو صاحبان

یورپین بہادران نے میرے عمدہ علاج کے شہرت مین عطا فرمائے ہین اور نیز ہندوستانی خطوط صحت۔ قریب ہزار بارہ سو کے موجود ہین جو شاید اور کارخانون مین نہ ہون گے۔ چاہیے کہ طلب فرما کر ملاحظہ ہون میری ادویہ سے ہزارون نے صحت پائی ہے اور بغیر سفارش بہت ملکون کے سارٹیفکٹ موجود ہین آدہ آنہ ٹکٹ بہیجکر طلب کرین کیونکہ بعض حکیمون نے اپنے شہر کے رئیسون کی خوشامد کرکے سارٹیفکٹ بنائے ہین۔ پس میرے سارٹیفکٹ منگا کر ملاحظہ فرمائین تاکہ دہوکا نہو۔

ایک طویل فہرست ادویہ کی جو اخبار مین طبع کی گنجایش نہین رکہتی اور جس سے لطف زندگی تا دم مرگ انسان قایم رہتا ہے قابل ملاحظہ ہے جو صاحب چاہین کارخانہ سے طلب کرین مفصل کیفیت ادویہ کی فہرست سے ظاہر ہوگی۔

المشتہر حکیم ابو محسن شفاخانہ حکیم صفدر حسین صاحب شہر بنارس محلہ دالمنڈی

مجرب وآزمودہ شرطیہ دوائین

امراض ذیل کی ادویہ شفاخانہ زبدۃ الحکما ڈاکٹر غلام نبی اڈیٹر رسالہ حافظ صحت ہور مین جو ۱۸۸۶ء سے جاری ہے ملتی ہین مفصل فہرست و سارٹیفکٹ ٹکٹ آدہ آنہ سے ملسکتی ہے۔

طلا۔ جو استعمال بچپن کے نقص یکونکی رطوبت و بگاڑ کو دور کرتا ہے فی تولہ للعہ

شربت۔ دافع نامردی۔ رقت منی۔ جریان۔ سرعت انزال۔ احتلام دائمی۔ قبض ضعف اعضائے رئیسہ و معدہ۔ تاریکی چشم۔ دردسر وغیرہ جو کثرت مسکرات و اقسام فواحش سے کمی اشتہا و ضعف جگر و سستی لاحق ہو دور کرتا ہے۔ فی بوتل للعہ

سوزاک و قرحہ۔ نیا ہو یا پرانا علے العموم ۴۸ گہنٹہ مین اپنا اثر [illegible] ریم وغیرہ کو دور کرتا ہے۔ فی تولہ صعہ

جلد سوم

نمبر ۷

حسن
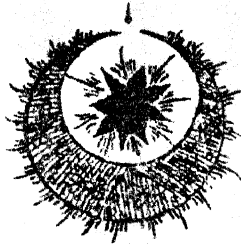
"اگر میں اچھا کام کروں تم میری تائید کرو
و اگر میں غلطی کروں تو اصلاح دو"

ماہ جولائی سنہ ۱۸۹۰ء

مضامین

حیدرآباد دکن

مطبع حسن میں چھپا

خیالات کو پست کرتا گیا وہ اس رمز کو سمجھے مگر کب جب تنبل سے دور جا پڑے تھے اور تو
کچھ نہ بن پڑا بابر سے رخصت چاہی اوسنے بھی بجان منت کر کے رخصت کر دیا اور وہ
جاتے ہی تنبل سے مل گئے۔ ان امرا کے چلے جانے سے اگرچہ بابر کے لشکر کی تعداد
گھٹ گئی مگر ایک ناسور جو اوسکے اندر ہی اندر تحلیل کر رہا تھا نکل گیا۔ بابر جب تک سمرقند آئے
تب سلطان علی میرزا اپنے امراء کا قرار واقعی تدارک کر چکا تھا۔ وہ خود سمرقند سے نکل کر
بابر سے مل گئے لیکن اتنی قوت اونمین نہ تھی کہ لیجا کر تخت پر بٹھا دیتے۔ بابر سمرقند
کا محاصرہ کئے ہوئے تھا کہ خبر آئی کہ شیبانی خان بھی اسی شہر کے ارادہ سے آ رہا ہے
اوزبکون کے مقابلے کی تاب کس میں تھی بابر مجبور ایک اور قلعہ میں چلا گیا۔ شیبانی خان
نے محاصرہ کر کے سلطان علی میرزا کو یہ لالچ دیا کہ اگر شہر خالی کر دو تو ہمارے یہاں کا عمل
ملک تم کو دیدونگا۔ یہ خام کار شہزادہ نقد کو نسیہ کے عوض دینے پر آمادہ ہو گیا اور ایک روز
چپکے سے شہر سے نکل کر شیبانی خان کے پاس چلا آیا۔ وہان پہنچتے ہی معلوم ہو گیا کہ اجل
اوسکو تکمیل کر وہان لائی تھی۔ اذا جاء القضاء عمی البصر۔ جلاد نے فوراً اوس کی
گردن اڑا دی اور تخت سمرقند پر شیبانی خان نے جلوس کیا۔ بابر کو وہ قلعہ بھی چھوڑ کر بے سر
سامانی سے حصار کی طرف جانا پڑا۔ حصار پر خسرو شاہ حاکم تھا۔ اپنے ولی نعمت کے
لخت جگرون کو برباد کر کے مستقل بن بیٹھا تھا۔ مسعود میرزا کو اندھا اور بایسنغر میرزا کو قتل
کر کے اس بدبخت نے اپنا راستہ صاف کر لیا +

بابر پھر مصیبت کے گرداب مین پھنس گیا۔ موروثی ملک سمرقند کی خاطر باغیونکو دے آیا
سمرقند کا شکار ایک اور زبردست عقاب اڑا لے گیا خسرو شاہ اپنی بدکاریون پر پردہ ڈالنے

کو سخی بن گیا تھا - اور جو بگڑا ہوا شہزادہ یا امیر اوسکے یہان جاتا بڑی خوشی سے اوسکی مدارات

کیجاتی - یہی خیال بابر کو حصار لے گیا حصار پہونچکر دو روز خسرو شاہ کو گلا مین [illegible] بڑے اور

چھوٹونکو بھی یہ نہین پوچھا کہ کون ہے

آنچہ ہمہ از دل بردتا شرف یافت

وآنچہ نشیان آمد ز جماعت یافت

اور جب مایوس ہوکر پھر سمرقند پر حملہ آزمائی کی پھر سے قریب آگیا کہ شیبانی خان اسکے

افسر اپنے چیدہ سو آدمیونکو سمرقند مین چھوڑ گیا ہے اور خود تین چار ہزار آدمی

خواجہ [illegible] مین ہے - بابر کے پاس صرف دو سو چالیس آدمی تھے ہمت سے اسپر بھی

تخت سمرقند کا قصد کیا - اور اسکے شعرا کو بلا کر مشورہ کیا کہ ہنوز سمرقندی ازبکون

سے مانوس نہین ہوئے ہین اور خاندان تیمور سے اونکو لگاو باقی ہے - اگر غفلت

مین ہم شہر مین جا پہنچین تو شہر کی مدد سے دشمن کے سپاہی بآسانی نکل سکتے ہین

بابر نے لکھا ہے کہ اسی روز شب مین مین نے ایک عجیب خواب دیکھا کیا دیکھتا ہون کہ حضرت

خواجہ عبید اللہ احرار تشریف لاتے ہین مین استقبال کو بڑھا خواجہ صاحب آکر بیٹھ گئے

اتنے مین ایک شامت کے مارے خدمتگار نے میلا سا دسترخوان اونکے سامنے

لا بچھایا اوسکی کثافت خواجہ صاحب کو ناگوار ہوئی - خواجہ بابا ایک دوسرے شخص نے میری

طرف اشارہ کیا - مین نے معذرت کی کہ خدمتگار کی خطا ہے میرا قصور نہین - خواجہ صاحب

اس معذرت سے خوش ہوئے اور چلتے ہوئے - میرا ایک بازو پکڑ کے مجھے ایسا اٹھایا

کہ میرا ایک پانو زمین سے اوٹھ گیا - اسکے بعد فتح سمرقند کی بشارت دی ہے نماز ظہر کے بعد

بابر نے سمرقند پر یلغار کی نصف شب کو شہر کے نیچے پہونچا۔ پل مغاک کے پاس سے ۷۰۔۸۰
چیدہ جوان بھیجے کہ غار عاشقان کے پاس زینہ لگا کر فصیل پر چڑھ جائین اور دروازہ فیروزہ
پر قبضہ کر کے کھلا بھیجین۔ جانباز جوانون نے اس حکم کی خوب تعمیل کی اور دروازہ کھلا پایا
دروازہ فیروزہ کا کھلنا فتح و فیروزی کی تمہید تھی۔ بابر شیر کیطرح شہر مین در آیا اور دوبارہ
تخت سمرقند پر بیٹھکر قند مکرر کا لطف اوٹھانے لگا۔ شہر والونکو یا منہ مانگی مراد ملی۔ آآکر
نذرین پیش کرنے لگے۔ شہر کی بے فکری اوزبکون پر لوٹ پڑی اور جا بجا سے پانسو
اوزبک دم کے دم مین کاٹکر پھینکدئے۔ شیبانی خان کا نائب طلوع کے وقت اپنے
آقا کی خدمت مین پہونچا یہ ماجرا سنکر ڈیڑھ سو منتخب سپاہی لیکر شیبانی خان آیا مگر دروازونکو
مضبوط اور رعایا کو مستعد پاکر لوٹ گیا۔ بابر شیبانی خان کے حرکات سے اوس کے
ارادونکو سمجھ گیا تھا۔ چارون طرف ایلچی یہ پیام دیکر بھیجے کہ شیبانی خان تمام نسل تیمور کا
دشمن ہے۔ اور روز بروز اوسکا زور بڑھتا جاتا ہے۔ اسوقت موقع ہے کہ ہم جمع
ہوکر اوسکی قوت کو توڑ دین۔ کمک تو کہین سے نہ آئی شاید یہ پیام خودغرضی پر محمول ہوا ہوگا
چارون طرف کی رعایا البتہ بابر کیطرف متوجہ ہوگئی۔ جا بجا قلعون سے اوزبکون کو نکالدیا
اور قرب وجوار کے شہر والون نے بلا بلاکر بابر کے ملازمون کو اپنے شہر سونپ دیے
شیبانی خان کے پاس فوج تھوڑی تھی یہ اندیشہ کر کے کہ بابر مدت سے خار کھائے
بیٹھا ہے ایسا نہ ہو کہ اس کامیابی کے موقع پر بخارا نکالنے کو ٹوٹ پڑے بخارا چلا گیا
آئندہ فصل بہار مین اوزبک سردار نے پھر حملہ کیا۔ بابر نے کوشش کر کے کچھ فوج
فراہم کر لی تھی اور اس قابل ہو گیا تھا کہ شہر سے باہر نکلکر اوزبکون سے جا بھڑا۔ اس حملہ

مین کسقدر جلدی بابر کیطرف سے ہوئی اور اوسکی سزا مین زک ملی - بابر نے اس جلدی
پر بہت ہی تاسف کیا ہے اور لکہا ہے کہ "مناسب موقع پہلو اختیار کرنا اسکا نام تجربہ
ہے" شکست کے بعد بابر کو محصور ہونا پڑا اور ایسے محصور ہونے مین رسد بٹنی کی جو
آفت ہوا کرتی ہے اوسمین بڑی لوگ شہر کے کتے اور گدہے کہا گئے - گھوڑونکو
لکڑی کا برادہ بھگو بھگو کر کھلا دیا - تجربہ سے معلوم ہوا کہ شہتوت کے پتے گھوڑون کو
بہت موافق تھے - اس قحط مین رسد سے کب تک بسر ہوتی لوگ گھبرا اوٹھے اور فصیلون
سے کود کود کر بہاگنا شروع کیا ۔

سمرقند پہر ہاتھ سے نکل گیا

شیبانی خان نے صلح کر لینے کا پیام بھیجا - بابر اس پیام سے نفع اوٹھا کر آدہی رات کو
شہر سے نکل آیا لیکن اپنی شفقتگی اور مہر اسکی سے نکالا اوسکی بڑی بہن خانزادہ بیگم دشمن
کے قبضے مین پہنس گئی اور بعد کو شیبانی خان نے اوس سے نکاح کر لیا - راستہ مین
دو سرداروں نے گھوڑے اوڑایا - اوسکا گھوڑا آگے نکل گیا دیکھنے کے واسطے کہ حریف
کتنے پیچھے ہین بابر پہرا اتفاقا تنگ ٹوٹ گیا تہا پہرتے ہی سر کے بل زمین پر
آ رہا دماغ پر سخت صدمہ پہنچا اور تمام دن بیہوشی طاری رہی - بابر اس قصے کو
لکہکر کہتا ہے کہ "ایسے واقعے اور حادثے پے در پے ٹوٹ رہے تھے
لیکن بالکل خواب و خیال معلوم ہوتے تھے پڑتے تھے اور گذر جاتے تھے - بابر
کی قسمت پہر سرگردانی مین گھسیٹ لائی - اوسی بادیہ گردی مین ایک گاؤن مین پہونچا
اور مقام عبرت ہے کہ فرغانہ و سمرقند کا بادشاہ ایک مقدم کے گہر مین ٹہیرا - مقدم کی

عمر شریف اسّی برس کی تھی اور ماں بھی ابھی زندہ تھی - بڑی بی ایک صدی سے بھی
۱۰ برس بڑی تھیں - اونکے بیٹے بیٹی پوتے پوتی وغیرہ ۲۹ خاص اوس گاؤن مین
موجود تھے اور اگر عورتون کے شوہر اور مردون کی عورتین ملا لی جائین تو ۴۰۰ پر نوبت
تھی غالباً بڑی بی کی اس برکت نے بیٹے کے مقام ہونے مین بہت مدد دی ہوگی
بڑی بی کے پوتے کے پوتے کی عمر پچیس برس کی تھی - ترہ وحشت مین گاؤن کے
قریب پہاڑ و شیر تا بہ سنگ پاؤن پھیرا کرتا تھا - سنگ پاؤن پھرتے پھرتے یہ نوبت ہوگئی
تھی کہ سنگ و کوہ تفاوت نہ کرتا - ایک روز سنا کہ شیبانی خان شاہ خیمہ پر دھاوا
کرنے جاتا ہے - چونکہ گاؤن کے قریب ہو کر نکلا تا پر اوسکے تعاقب کو تیار ہو گیا موسم
بہت سرد تھا اور برف کثرت سے پڑ رہی تھی - اثنائے راہ مین ایک چشمہ ملا کنارہ شیر تو
برف کا سکہ جما ہوا تھا لیکن پانی نے اپنی تیزی اور بہاؤ کی سے اپنے اوپر برف کا
نقش نہین جمنے دیا تھا - بابر کو گویا قدرتی سا ماں مل گیا چشمہ مین کود پڑا اور جب تک
۱۶ غوطے نہین لگائے باہر نہین نکلا - ان جزوی حکایتون سے ہم اس بادشاہ کی
جبلت و خصلت کا پتا لگ سکتا ہے - یونان کی تاریخ مین ہیرو کے شیدا کی ایک حکایت
بیان کی گئی ہے - دلدادہ اور دلربا کے شہرون کے درمیان ابنائے ڈاردنیلز -
(وسط یورپ و ایشیائے کوچک) مخل تھی جانباز شیدا ہر شب اس آبنا کو تیر کر کوسے
دلدار کو جایا کرتا تھا - ہیرو اپنے شہر کے ایک منارہ پر ہمیشہ شمع رکھا کرتی تھی تاکہ اوسکا
سودائی اوسکے سیدھ مین چلا آئے - ایک رات سنگدل طوفان نے آلیا اور یہ تفتہ جگر
ڈوب گیا - اس جانباز کی قدر افزائی اور یادگار کے لیے یورپ کے من چلے اب بھی

اس آبنا کو تیر کر اُترتے ہین - اس مقام پر آبنا کی فراخی ایک میل ہے - ہمایون جب ہندوستان
پر چڑھا اور جہلم آیا تو ندی سے لیکر گنگا تک تمام دشوار دریاؤن کو تیر کر اترا اور اسکو اوس نے
فخر سے اپنے حالات مین بیان کیا ہے - آمدم بر سر مطلب - اسی عرصے مین بابر نے
پامردی سے اخشی پر قبضہ کر لیا جہانگیر بھی تنبل کے پنجے سے نکلکر بھائی سے آملا
لیکن چند ہی روز کے بعد اخشی جہانگیر کی ناتجربہ کاری سے پھر بابر کے قبضہ سے نکل گئی -
جس وقت بابر اپنے دشمن تنبل سے ڈر کر اخشی سے نکلا ہے تو صرف تیس آدمی ہمرکاب تھے
اور دشمن کے سوار بڑھ کر اوسکے ہمراہیون کو گرفتار کرتے چلے آتے تھے - اسی مین عقب مین
ابراہیم بیگ نے بادشاہ کی دہائی دی - بابر نے جو لوٹ کر دیکھا تو ایک غنیم کا سپاہی اوس سے
چمٹا ہوا تھا - وقت اگرچہ بہت نازک تھا مگر اوسکی مدد کو بابر نے باگ پھیر ہی دی - سان قلی
اور بابا قلی دو امیرون نے بڑھکر گھوڑا روکا اور عرض کیا کہ یہان اپنی جان لیکر بھاگنا مشکل ہے
دوسرونکی مدد کیسی ہے - خدا کے لیئے اوسطرف نہ جایئے - بابر کو لوٹنا پڑا - اخشی سے
دو کوس پر جاکر کہین غنیم نے پیچھا چھوڑا - اب بابر ہمراہ صرف ۸ آدمی رہ گئے تھوڑی
دیر مین ایک سیاہی محسوس ہوئی - بابر سب کو ایک چٹان کی آڑ مین کر کے خود دیکھنے کو
اوپر چڑھ گیا معلوم ہوا کہ دشمن کے سوار ہین - وہان سے بھی بھاگے - خان قلی نے
بادشاہ سے کہا کہ یون بھاگنا ٹھیک نہین - ان آٹھ گھوڑون مین سے دو دو دم گھوڑے
چھانٹکر حضور اور میرزا قلی سرپٹ کر جائین - یون شاید جان بچ جائے ورنہ دشمن سے
آرا مصلحت وقت یہی تھی - لیکن بابر کی غیرت نے تقاضا کیا کہ مصیبت مین اپنے
رفیقون کو چھوڑ دے - اس صلاح پر عمل کرنے سے اوسنے قطعاً انکار کیا - تھوڑی

دور چلکر بادشاہ کا گھوڑا بے دم ہوگیا۔ خان قلی نے اتر کر اپنا گھوڑا پیش کیا۔ بابر اپنے گھوڑے سے کود کر اوس پر سوار ہا دشمن نے آکر تین ۳ سردار اور گرفتار کر لیے اب بابر کے ساتھ صرف تین آدمی باقی ہین۔ تھوڑی دور پر دوست بیگ کا بھی گھوڑا رہگیا آور چلکر بادشاہ کا یہ گھوڑا بھی چلنے لگا قنبر علی نے حق خدمت ادا کرکے اپنا گھوڑا نذر کیا اور بابر اوسپر سوار ہولیا۔ اب صرف بابر اور میرزا قلی رہگئے۔ تھوڑی دور اور چلے تھے کہ میرزا قلی کے گھوڑے کی باری آئی۔ بادشاہ نے کہا کمبخت تجھے چھوڑکر کہان جاؤن یہ کہکر اپنے اپنے گھوڑے کو آہستہ کرلیا۔ میرزا قلی نے کہا کہ حضرت اگر آپ میری فکر مین رہے تو آپ بھی گرفتار ہوجایئن گے اپنی فکر کیجیے شاید خلاصی ہوجائے۔ آخر میرزا قلی بھی چھٹگیا بابر تنہا چلاجاتا ہے کہ دو دشمن کے سوارون نے آدابا اور قسمت کا کھیل کہ گھوڑے کا دم بھی پھولنے لگا۔ ایک پہاڑ سامنے سے نظر آیا بابر کو اپنے پانو پر پورا اعتماد تھا یہ سوچکر کہ پیدل پہاڑ مین کسیطرف نکل جاؤن گا۔ گھوڑا برابر بڑہائے گیا۔ بندہ علی اور بابا سرامی وہ دونون سوار بھی چلے آتے تھے۔ مگر بابر کے تیرون کے ڈر سے ایک گولی کے ٹپہ پر۔ سوارون نے جب دیکھا کہ یہ ظالم کسیطرح رکتا ہی نہین تو انہون نے کہا کہ جہانگیر اور ناصر میرزا دونون گرفتار ہوگئے۔ یہ خبر سنکر وہ مضطرب ہوا کہ ہم سب اگر دشمن کے بس مین آگئے تو جو آس بندہ رہی ہے وہ بھی ٹوٹ جائے گی لیکن اونکو کچھہ جواب نہین دیا۔ اور بدستور گھوڑے کو بڑہاتا رہا۔ آخر وہ دونون عیار گھوڑون سے اتر پڑے اور چاپلوسی کی باتین بنانے لگے۔ بابر خوب سمجھتا تھا کہ یہ جفاکار باتون مین لگا کر میرا راستہ کھوٹا کیا چاہتے ہین۔ کان اونکی باتین سنتے رہے مگر

ہاتھ برابر گھوڑے ہانکے جاتے تھے۔ سامنے سے ایک چٹان نے بابر کا گھوڑا
روکا دیکھا تو دوسری جانب بھی راستہ نہیں ہے اب دشمنوں نے کہا کہ رات اسقدر
تاریک راستہ مخدوش آخر اس جان مارنے سے نفع کیا آپ لوٹ کر تنبل کے پاس
چلے چلئے وہ آپ کو تخت پر بٹھا کر خدمتگذاری کو موجود ہے۔ بابر پر ایسے افسون کب
اثر کرتے تھے اونسے کہا یہ تو سب خرافات ہے اگر کچھ خیر خواہی میرے ساتھ کیا
چاہتے ہو تو یا مجھے تاشقند کا راستہ بتا دو کہ اپنے اموں کے پاس چلا جاؤں
یا مجھکو بحال خود چھوڑ کر لوٹ جاؤ۔ اونھوں نے جواب دیا کہ کاش ہم نہ آئے ہوتے
اور اب آئے ہیں تو آپ کو بلا میں چھوڑ کر کس دل سے لوٹ جائیں۔ اپنے منتر کو
موثر بنانے کے واسطے اونھوں نے شدید قسمیں کھائیں۔ تنک دل بابر کو فی الجملہ
اطمینان ہوا اور پیادہ پا اونکے ساتھ چلنے لگا چند قدم جا کر کچھ سوچا اور اونکو آگے
رکھ لیا۔ بابر پہلے ہی دریافت کر چکا تھا کہ آگے ایک سڑک ملے گی اور وہی منزل مقصود
کی راہ ہے بابر سڑک پر پہونچا لیکن وہ چالاک دہوکا دیکر اوسکو دوسری طرف لے گئے صبح
ہوتے ٹھکانے پر پہونچکر کہنے لگے کہ ہم راستہ بھول گئے سڑک تو پیچھے رہ گئی۔ بابر پیشتر
متردد ہوا کہ صبح ہونے آئی آبادی قریب اور منزل مقصود کا پتہ نہیں۔ آخر تینوں دن
کاٹنے کے لیے ایک ٹیلے کی آڑ میں ہو رہے جس آبادی کے قریب بابر کی گردش
تقدیر لے گئی تھی بندہ علی اوسکا حاکم تھا۔ بابر سے یہ کہکر حضور کے واسطے
خاصہ اور گھوڑے کے لئے دانہ چارہ حاضر کرتا ہوں قصبہ کو چلا گیا وہاں سے جب
تھوڑی دیر میں پیر مرشد لوٹے تو چارہ دانہ تو ندارد تھا خاصہ البتہ لا سکے اور وہ کیا۔

صرف تین ردکھی روٹی اون مین سے بھی ایک ہی بادشاہ کے حصے مین آئی
بادشاہ سلامت اپنی روٹی بغل مین دبا چپکے سے بہشتی کی آڑ مین آ چھپے —
نصف شب کو وہ حریف لطائف الحیل سے بابر کو قصبہ کے ایک باغ مین لے گئے
تنبل کے پاس قاصد پہلے دوڑ گئے تھے کہ بابر کو قابو مین کر لینے کا موقع ہے
بابر باغ مین جو پہونچا تو سردی بہت تھی ایک شکستہ دیگچی مل گئی اوسکو دہکا کر آتشدان
کے پاس سو رہا صبح کو بابا شیرازی نے جو پہرہ پر تھا آکر عرض کی کہ یوسف داروغہ
حاضر ہے - یوسف داروغہ تنبل کا ملازم تھا اوسکا نام سنتے ہی بابر فکر مین ڈوب گیا
اور اوسکے سب ہی چین خیالات نہ معلوم کہان سے کہان جا پہونچے - اتنے مین یوسف
داروغہ بھی آگیا اور آتے ہی کہنے لگا کہ آپ سے کیا چھپاؤن آپ کے دشمنون کا بھیجا
ہوا آیا ہون - یہ سننا تھا کہ بابر کے ہوش اڑ گئے - ملک و سلطنت عزیز و قریب
سب دشمنون کے پنجے مین تھے آیندہ فلاح کی اگر کچھ توقع تھی تو صرف اپنی اکیلی جان
کے بھروسے پر اب اوس سے بھی مایوسی ہوئی جاتی ہے - فرط اضطراب
مین کہنے لگا کہ اگر ارادہ کچھ اور ہے تو مجھکو وضو کر لینے دو یوسف داروغہ قسم
کھانے لگا - اسوقت اوسکی قسم پر اعتماد کرنا بابر کی قوت سے خارج تھا - آب
دل کو جو ٹٹولا تو نہایت ضعیف پایا طبیعت کو سنبھالنے کے لیے باغ کے ایک گوشہ
مین چلا گیا اور دلکو یون تسلی دی کہ اگر دنیا مین سو برس ہے تو بھی ایک روز
گذرنا ہے پھر بے تابی اور پریشانی بے سود ہے - آخر یاران کینہ خواہ کے
پنجے سے نکل گیا - دشمنون کے غلبہ اور انتظام نے ماموں کے پاس تک رسائی

نہ ہونے دی اور سال بھر تک بدخشان کے کوہستان میں بیکسانہ اور تنہا ٹکرین مارتا پھرا

زین غم کہ کس نمے توان گفت
تنہا ستم بغم گسار خویشم

احمد تنبل وغیرہ کو بہت جلد معلوم ہو گیا کہ شیبانی خان کا مرد میدان اگر تھا تو بابر۔ بابر تو اسی دشت نوردی میں رہا۔ ہان شیبانی خان تنبل اور اوسکے اقران کو نیست و نابود کرکے فراغت سے فرغانہ پر متصرف ہو بیٹھا۔ خود بابر کے ماموؤن کو اوسنے قید کر لیا اور سلطان محمود خان رہائی پاکر اس ذلت کے صدمے سے گھل گھلکر مر گیا۔ ادھر شیبانی خان بام عروج پر اپنا لاغری کا دم بھر رہا تھا اور ادھر جائے عبرت ہے کہ یہی مقولہ عجیب طور پر بابر کے بھی حسب حال تھا کیونکہ بدخشان کے سنسان کوہستان میں غیر کا کوئی نشان نہین تھا +

انغانستان پر یورش

۹۱۰ھ بابر کے تمام تخت کے واسطے بنے تھے اگر تخت پر نہ تھے تو اون کو راہ طلب میں ہونا ضرور تھا۔ سال بھر کے بعد یہ شیر کوہستان سے پھر نکلا۔ آمو کے شمالی کنارے پر اس کوہستان کے جنوب میں ترمذ ایک شہر ہے۔ کوہستان کے شمالی جانب تو اوزبکیون کی وجہ سے جا نہین سکتا تھا پہاڑ سے نکلکر ترمذ چلا آیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اوسوقت زمانہ یہ فیصلہ کر چکا تھا کہ وسط ایشیا سے اولاد تیمور کی حکومت اوٹھا دے۔ سمرقند بخارا اور فرغانہ کے ماجرے تو آپ سنے سن ہی لیے۔ کابل پر الغ بیگ (بابر کا چچا) حکمران تھا اوسکا انتقال ہوا۔

وارث تخت صغیر سن تھا۔ امرائین نیابت کی بابت نزاع ہوا۔ نیابت در کنار خود ملک
کھو بیٹھے۔ قندہار مین سلطان حسین میرزا بادشاہ خراسان کیطرف سے ذوالنون ارغون
حاکم تھا۔ کابل کے جھگڑے کا قصہ سنکر اسنے بھائی مقیم کو کابل بھیجا۔ مقیم نے کابل پر
قبضہ کرلیا اور قبضے کو کامل کرنے کے واسطے میرزا الغ بیگ کی بیٹی سے شادی کرلی
اسطرح کابل سے بھی خاندان تیمور محروم ہوگیا۔ یہی زمانہ ہے بابر کے ترمذ پہونچنے کا۔
وہان محمد باقی خسرو شاہ کا بھائی والی تھا۔ اوزبکون کی دہشت سے محمد باقی کا دم فنا ہوچکا تھا
اور ہر وقت بھیانک صورت بربادی کی اوسکی آنکھون مین گھومتی تھی۔ بابر کو بادشاہ سمجھکر
اوسنے نہایت تپاک سے لیا۔ بابر کو اس مخلصانہ مدارات سے بہت تقویت ہوئی اور
اوس سے مشورہ کیا کہ اب کدھر جانا چاہئے اور کیا کرنا مناسب ہے۔ محمد باقی نے یہ شعر
پڑھے ؎

تداری اگر با عدو زور جنگ
طریق مدارا گزین بیدرنگ

ز تنگ کش بجائے تمنا انتقال کہ یک چند فارغ شوی از قتال

اور پھر کابل کا قصہ کہہ سنایا۔ بابر نے یہ سنکر کابل پر یورش کی غرضیت کرلی۔ محمد باقی
بھی ساتھ ہوا۔ بابر جب ترمذ سے چلا ہے تو صرف دو تین سو آدمی ہمراہ تھے۔

پریشان جمعی و جمعی پریشان

اکثر پیدل۔ ہاتھون مین تلوار کی جگہ سونٹے۔ لشکر بھر مین صرف دو ڈیرے تھے
ایک بادشاہ کا تھا جسمین اوسکی مان نعمتی تھی اور بادشاہ سلامت سب کے ڈیرے کے

میدان مین بسر کرتے تھے۔ رسد کا کچھ بند و بست محمد باقی نے اپنی گرہ سے کر دیا تھا۔ ترمذ سے یہ باشان و شوکت لشکر نکلا خسرو شاہ کی عملداری مین ظہیرا خسرو شاہ پر دلی نفرت زادونکی اندھے اور قتل کرنے کی لعنت اب برس رہی تھی اور راوترکون کے خوف سے اپنا لشکر ادھر سے اودھر لئے بھاگا پھرتا تھا۔ اوسکی شامت اعمال اور بابر کے اقبال سے دونون لشکر کسی موقع پر جمع ہو گئے۔ بابر نے جو اوسکے لشکر کی نبض پر ہاتھ رکھا تو پایا کہ تمام لشکر خسرو سے برگشتہ اور شاہی خدمت پر مائل ہے۔ خود خسرو شاہ بھی کورنش کیواسطے حاضر ہوا۔ دو تین ہی روز مین اوسکی سب فوج ٹوٹ کر بادشاہ سے آملی اور خسرو شاہ اکیلا بیکارہ گیا۔ میرزا خان بابر کے ہمراہ تھا اوسنے اپنے بھائیونکا قصہ یاد دلاکر قصاص کا دعوےٰ کیا۔ بابر خسرو شاہ سے جان بخشی کا عہد کر چکا تھا اوسکے دل نے گوارا نکیا کہ ایکبی دورباندگی مین اوس سے عہد شکنی کرے خسرو شاہ کو اجازت دی کہ اپنا مال جسقدر لیجا سکے لے جائے۔ اوسنے تمام جواہرات اور نقد اونٹون پر لاد کر خسرو شاہ لے گیا۔ صرف خیمے وغیرہ بابر کو ملے سامان و غنیمی کو لیکر بابر نے کابل آگھیرا مقیم کچھ روز تو مقابلہ پر قایم رہا آخر امراء کو بیچمین ڈالکر حاضر ہو گیا۔ بادشاہ نے اوسکی تشفی کی اور وعدہ کیا کہ کل تمہارا سب مال و اسباب بحفاظت نکلوا دیا جائیگا اگلے دن جہانگیر اور ناصر میرزا کو حکم دیا کہ مقیم کو شہر تک پہونچا آؤ۔ خسرو شاہ کے نوکر ظلم اور رہزنی کے عادی ہو رہے تھے اون سے کب ممکن تھا کہ مقیم کا مال یون ہاتھ سے نکل جائے یہ لوٹ پر آمادہ ہو گئے۔ جہانگیر و ناصر نے کہلا بھیجا کہ یہ لوگ ہمارے قابو کے نہین آپ خود تکلیف کرین۔ بابر نے جو آکر دیکھا تو غامہ بلوہ ہو رہا تھا۔

آتے ہی خود دو چار کے تیر مارے دو ایک کے سر قلم کرائے جب یہ طوفان بے تمیزی تسکین پذیر ہوا اور مقیم نے آرام سے قندھار کی راہ لی۔ یہ بات غور کے لائق ہے کہ خسرو شاہ کی فوج سے الغ بیگ کا ملک چھن گیا اور ۱۱ برس پیشتر بابر زادہ کے ملک پر ذاتی فوج سے جان ماری اور کچھ نہ ہوا

خدا گر بہ حکمت ببندد درے
کشاید بہ لطف و کرم دیگرے

خراسان کا سفر

سنہ ۹۱۱ھ۔ ماوراء النہر فتح کرنے کے بعد اوزبکوں کی نظر خراسان پر پڑنے لگی۔ بابر نے پانچ برس ادھر سمرقند میں جس شیبانی سے شکست کھائی تھی اسکو یقین اب فرمانروائے خراسان ہونے کا تھا کہ اب شیبانی خان کا زور ایسا آسان نہ تھا۔ سلطان حسین میرزا اگرچہ بہت بوڑھا ہو گیا تھا مگر شاہانہ حوصلہ رکھتا تھا ایک دفعہ اوزبک کے مقابلے میں تلوار لیکر کھڑا ہو گیا۔ اسنے تمام بیٹوں کو صوبوں سے بلا لیا بابر سے بھی مدد کی درخواست کی۔ بابر کا اقتدار ابھی افغانستان کے سرکش قوموں پر اچھی طرح نہیں ہوا تھا کہ خراسانی ایلچی پہنچا۔ اوسکی موجودہ ذاتی مصلحتیں خراسان جانے کے خلاف تھیں اور اگر بابر میں قوت انتقام کتنی ہوتی تو سمرقند کا واقعہ یاد دلا کر سلطان حسین میرزا کو جواب خشک بھیجدیتا۔ لیکن وہ خوب سمجھتا تھا کہ آج خراسان پر اوزبکوں کے تنگ دیوے ہے تو کل کابل کی باری بھی آجائے گی۔ بہتر ہے کہ اسی وقت

متفق ہوکر اوزبک مغلوب کر لئے جائیں۔ کابل کا بندوبست کر کے خراسان کا سفر کیا
راستے میں سے سلطان حسین میرزا کو اپنے آنے کی اطلاع کی۔ ایلچی نے لوٹ کر خبر دی
کہ ۱۱۔ ذی الحجہ سنہ ۹۱۱ھ کو سلطان حسین میرزا کا انتقال ہوا۔ بابر کچھ تو خراسانی شاہزادوں کے
پاس قرابت کے سبب اور کچھ اور مصالح کے لحاظ سے (جنکو وہ بیان نہیں کرتا ہے)
خراسان کو بڑھا چلا گیا۔ خراسانی شہزادونکی متفقہ فوجیں دریائے مرغاب پر (جو آجکل کے
پولیٹکل دنیا میں بھی ایک پوائنٹ ہے) مورچہ جمائے پڑی تھیں۔ بابر جب قریب پہونچا تو
شاہزادے استقبال کر کے لشکر میں لے گئے۔ تیموریہ نسل کا یہ عجیب اور آخری مجمع
تھا اگر ایسے تجربہ کار کے ہاتھ میں اوسکی کمان ہوتی تو یہ لشکر وہ معرکے سر کر سکتا تھا
جو صدیوں تک تاریخ کے صفحوں کو روشن رکھتے۔ افسوس ہے کہ نازپروردہ اور خودمختار
شاہزادونکی ماتحتی میں یہ لشکر بیکار ہو رہا تھا۔ اوزبکوں کے چار سو پانسو آدمیوں
کے غول مرغاب کے قریب ہی غارت و تاراج کر رہے تھے ان شہزادوں سے اونکا
بندوبست بھی نہ ہو سکا۔ بابر کو ان بدعنوانیونکی تاب کہاں تھی فوراً اوزبکوں کی گوشمالی
کو تیار ہو گیا مگر بھائی نے اوسکو بھی تھام رکھا۔ زمانہ دیدہ شیبانی خان خوب جانتا تھا
کہ یہ مجمع تین دن کی چاندنی ہے۔ اوسوقت طرح دیکر سمرقند چلا گیا۔ موسم زمستان
بھی آپہونچا۔ عیش پرست شاہزادونکو جام ارغوانی اور ساقی پریچہرہ یاد آئے۔
قشلاق کے بہانہ پر فوج آن واحد میں منتشر ہو گئی۔ شاہزادہ بدیع الزمان میرزا نے
بابر سے ہرات چلنے کا اصرار کیا۔ معاملات کابل اوسکو اپنی طرف کھینچتے تھے لیکن شوق
ہرات بابر کو ادھر لے گیا۔ شہر ہرات کو اس زمانہ کی سی رونق و زیبایش شاید

کم نصیب ہوئی ہوگی۔ سلطان میرزا کی چہل سالہ پُر امن حکومت نے اور میر علی شیر کی قدردانی نے کمال اور خوبی سے شہر ہرات کو بھر دیا تھا۔ ہر طرف کے باکمال وہان جمع تھے اور شہر ہرے بھرے باغ کیطرح شگفتہ ہو رہا تھا۔ بابر نے سیر کی خوب لطف اوٹھائے۔ ایک روز سلطان احمد میرزا کی بی بی بابر سے ملنے آئی اوسکی بیٹی معصومہ سلطان بیگم بھی ماں کے ساتھ تھی ؎

عشق آن خانمان خرابی ہست
کہ ترا آورد بخانہ ما ✢ ✢ ✢

بابر کی نظر جو اوس ملائک فریب صورت پر پڑی بیتاب ہو گیا۔ اور جائے حیرت ہی کہ اوس مہوش لڑکی نے ایک نظر مین وہ دل فتح کر لیا جو اتنے بلاخیز معرکون مین ثابت قدم رہا تھا۔ آخر بے چین ہو کر حچی کو پیام دیا اور یہ بات طے ہو گئی کہ ماں بیٹی دونون کابل آئین اور وہان نکاح ہو جائے۔ معصومہ سلطان بیگم کابل آئی اور بابر نے اوس سے نکاح کیا۔ ایک لڑکی بھی ہوئی مگر اوسی مرض مین یہ بیگم داغ مفارقت دیگئی بابر نے یادگار کے لئے اِس لڑکی کا نام معصومہ سلطان بیگم رکھا۔ عائشہ سلطان بیگم اوسکی بڑی بہن تہی مگر اوس سے مفارقت کے بعد یہ نکاح ہوا تھا۔

افغانستان کی برف سے پالا پڑا

شاہزادی اگرچہ اصرار سے بابر کو ہرات لے گئے تھے مگر عیش مین پڑ کر اپنے محترم مہمان کو بھول گئے اور رسد کی دقت ہونے لگی برف بہی کثرت سے پڑنی شروع ہو گئی

اور افغانستان و خراسان کے کوہستان کے سر خید ہی روز مین اس نزلے نے سفید کر دئے
بابر نے دیکھا کہ یہ سد سکندری اوسکو تو مفتوح ملک اور وہان کے جنگ جو قومون سے
جدا کئے دیتی ہے اس خیال نے ہرات کی کیفیت بالکل بدمزہ کر دی اور اوسکو ہرات
چھوڑنا پڑا۔ جنگل کثرت برف سے سفید چادر ہو رہا تھا اکثر مقامونپر برف گھوڑے
کی ران کے برابر تھے۔ برف جب گرنی شروع ہوتی تھی تو نہ بالکل رقیق ہوتی
تھی اور نہ پتھر کی طرح سخت۔ آدمی پاؤن رکھتے ہی بھیتر کو دھسن جاتے تھے۔
بابر جتنا آگے بڑھا برف کی مصیبت پڑتی ہی گئی۔ ایک خیر ہوئی کہ راستے مین غلہ
افراط سے ملگیا اور بابر نے بقیمت اوسکو خرید لیا۔ ورنہ بھوک اور برف دو دشمنون سے
مقابلہ مشکل ہو جاتا۔ لنگر میر غیاث پھونچکر مشورہ کیا کہ کس راستے سے چلنا چاہیے
ایک راستہ گرم سیر قندھار ہو کر کابل جاتا ہے اسمین پھیر بہت ہے مگر برف کی آفت
سے نجات مل جاتی ہے۔ دوسرا راستہ سیدھا کابل آتا ہے یہ قریب ہے اور برف
سے معمور بلکہ ویران۔ بابر کی رائے تھی کہ قندھار ہو کر چلین۔ قاسم بیگ نے کہا
کہ وہ راستہ بہت چکر کا ہے ہمت باندھکر سیدھے نکل چلیئے۔ قاسم بیگ کی یہ رائے
گو تکلیف دہ ثابت ہوئی لیکن دور اندیشی پر مبنی تھی بابر اگر جلد کابل نہ پھونچتا تو محمد حسین
کا بلوہ دوسرا رنگ پکڑ جاتا اور سخت دشواری پیش آتی۔ بابر نے طوعاً کرہاً اس رائے
کو مانا اور ایک رہبر کو لیکر سیدھا کابل چلا۔ راستہ اور جنگل سبکو برف اپنی چادر مین چھپائے ہوئے
تھی رہبر کو راستہ کیونکر معلوم ہوتا خود بہک گیا اور اوس کے پیچھے اور بھی گمراہ ہوگئے
برف کی وجہ سے گھوڑے دھنسنے پاؤن زمین تک نہین پہونچتے تھے اور قطع مسافت غیر ممکن

ہو گیا - قاسم بیگ کو اپنی رائے کی ذمہ داری یاد آئی - پیادہ پا ہو کر راہ صاف کرنے لگا -
اوسکے چودہ ۱۴ عزیز و قریب بھی شریک ہو گئے - شاہ بابر بھی گھوڑا چھوڑ کر اِن مین جا ملا - یہ
شاندار سولہ ۱۶ ٹولی راستہ صاف کرتے تھے اور تمام لشکر پیچھے گردن جھکائے چلا آتا تھا - راستہ
صاف کرنے کا یہ طریقہ تھا کہ سولہ ۱۶ آدمی آگے پیچھے قطار باندھکر استادہ ہو جاتے تھے اِن کے
یون کھڑے ہونے سے برف اتنی دب جاتی تھی کہ ایک گھوڑا کھڑا ہو سکے اوسکے بعد
اوس خالی جگہ مین ایک کوتل گھوڑا کھینچا جاتا دس ۱۰ پندرہ ۱۵ قدم چلکر گھوڑے مین آگے چلنے
کی طاقت نہین رہتی تھی اوسکو ہٹا کر دوسرا گھوڑا کھینچتے تھے - اسطرح یہ سولہ ۱۶ جوانمرد اپنی قوت
بازو اور اپنے گھوڑوں کی مدد سے صبح سے شام تک میل ڈیڑھ میل راستہ تیار کر کے لشکر
کو بڑھاتے تھے - اِنکے سوا نہ کسینے خود کام کیا اور نہ گھوڑے سے مدد کی - بابر کے تحمل
کو دیکھیے کہ نہ یہان کسی سے اوسنے مدد دینے کا تقاضا کیا اور نہ کابل پہونچکر اس بے وفائی
اور خیرہ چشمی کی کسی سے شکایت کی - ایک روز شام کو منزل دامنِ کوہ مین ہوئی - سردی
کی یہ شدت کہ اَلاَمان - سبکو یقین تھا کہ آج یہین برف کے کفن اور قبر مین دفن ہو جائینگے
بابر نے درہ کے پاس سینے کے برابر برف کھود کے اپنا نمدا بچھا لیا اور شاہی نمدا بھی
برف کے سنگ مرمر کے تخت پر تھا - بعض ہواخواہون نے گذارش کی کہ اس غار کے
اندر بیٹھ جائیے لیکن بابر کی حمیت نے تقاضا نہ کیا کہ اپنے جان نثار سپاہیونکو چھوڑ کر
خود آرام سے جا سوئے وہین بیٹھا رہا لوگ مامن کی تلاش مین بیقرار تھے غار کو جو
روشنی سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ بہت وسیع ہے اور سب آدمیون کے گنجایش اوسمین
ہو سکتی ہے - وہ لوگ وہین سے جوشِ خوشی مین چلائے کہ یہان جگہ بہت ہے - بابر

کا سر زانو پر جھک رہا تھا یہ جانفزا اور دلربا جملہ سنکر چونک پڑا - اگر خود بابر نے نہ بیان کیا ہوتا تو ہم اسکو مبالغہ سمجھتے کہ اوسوقت اوسکی پشت اور سر پر چار چار انگشت برف جم رہی تھی اس بلائے آسمانی کو جھاڑکر غار میں چلا گیا اور اہل لشکر بھی وہین چلے آئے اور سب نے مل کر اپنا اپنا کھانا نکالا - غالبًا بابر کابل اور اکبر آباد کے دیوانخانون مین الوان نعمت کھاکر کبھی اتنا مسرور نہ ہوا ہوگا جتنا اون روکھی سوکھی رنگ برنگ کی روٹیون کو کھاکر ہوا - صبح ہوئی تو پھر وہی برف اور وہی قلیون کی خدمت - اس سفر مین اکثر آدمیون کے ہاتھ پاؤن شل ہوگئے - کانوں کی یہ کیفیت ہوگئی جیسے کسی شاخ پر پژمردہ پتا لگا ہے - یہی کابل کی مشہور برف ہے جسکے مہیب افسانے آجکل کی تاریخ کو بھی عبرت ناک بنا دیتے ہین - بابر نے جس شاہانہ اولوالعزمی سے اس برف کی مہم کو سر کیا غالبًا اوسکی نظیر بہت کم ملے گی - بہت کم بادشاہ ایسے ہونگے جنھون نے اپنی بے کس سپاہ کے واسطے برف کھود کر راستہ بنایا ہوگا اور سپاہیونکو مدد کی تکلیف نہ دی ہوگی - اس بلائے عظیم کو بصد دشواری طے کرکے بابر ہزارستان آپہونچا - ہزارہ کے وحشی بہ گون نے حملہ کیا مگر اونکو منہ کی کھانی پڑی شاہی فوج آگے بڑھ آئی ؛

کابل کا فساد

بابر جب خراسان کو گیا تھا تو کابل مین خان میرزا - شاہ بیگم بابر کی سوتیلی نانی - مہرنگار خانم اوسکی خالہ - اور محمد حسین میرزا اور سلطان جنید برلاس موجود تھے - محمد حسین میرزا کی - بابر کی ایک خالہ سے شادی ہوئی تھی اور سلطان جنید برلاس بھی ننھیال کی طرف سے

دولتمند تھا - میدان خالی پاکر اِن دونون کھلاڑیون نے ایک نیا سوانگ بھرا - خان میرزا
کو کابل کا بادشاہ بنایا - اور اپنے رشتے کا پھندا ڈالکر بیگمات کو بھی سازش مین شریک کیا
یہ دیکھکر مغل بھی اِن کے مددگار ہو گئے - عوام الناس کو اپنا طرفدار بنا لینے کے لیئے
یہ مشہور کر دیا کہ بادشاہ کو خراسانی شہزادون نے قید کر کے جیلخانہ بھیجدیا - یہ بھی ویسے
ہی ہوئے جیسے محمد شاہ بادشاہ دہلی نے نادر شاہ کو قتل کر ڈالا تھا اور دلی کے چنڈو خانون
مین تشیلان اِس راز کو فاش کر گیا تھا - امرائے بابری کو ارک کابل مین محصور ہونا پڑا
یہی وہ وقت ہے جب بابر ہزارستان آگیا ہے - اگر قاسم بیگ سیدھے راستے سے
نہ نکال لایا ہوتا تو یہ فساد شاید اور زیادہ زور پکڑ جاتا - بابر کو ہزارستان مین یہ خبر ملی
امرائے محصور کے پاس فوراً ایک آدمی دوڑایا کہ ہم آگئے فلان روز کوہ منارہ
پر آگ روشن کرینگے تم بھی اوسکے جواب مین آگ جلانا تاکہ ہم سمجھین کہ تم ہوشیار
ہو اِسکے بعد دونون طرف سے حملہ کر کے دشمنونکو سمجھ لینگے - اِس آدمی کو بھیجکر
ہزارستان سے ایلغار کر کے بابر کابل آپہونچا - باغیون سے مقابلہ ہوا مگر بابر نے
دو تین ہی حملون مین اونکو منہزم کر دیا - فتح کے بعد بابر ارک مین آیا یہان محمد حسین میرزا
اوسکے خالو کو گرفتار کر کے لائے نیکدل بابر نے سابق تعظیم کو اُٹھ کھڑا ہوا اور پاس
بیٹھنے کی اجازت دی اوسکے بیٹھنے کے بعد کچھ شکایت بھی نہین کی بدلے یا سزا کا
کیا ذکر ہے - بیگمات نہایت نادم تھین اونسے بھی حسب دستور باادب ملا اور تسلی
دلجوئی سے اونکی خاطر جمع کر آیا - خان میرزا اِس معرکے سے نکل بھاگا تھا شاہی
سوار اوسکو بھی پکڑ لائے - بابر دیوانخانہ مین بیٹھا تھا کہ خان میرزا پیش ہوا - اوسکو

دیکھتے ہی اوٹھ کھڑا ہوا اور کہا آؤ گلے مل لیں! وہ بیچارہ یہ مدارات دیکھکر
شرم سے پانی پانی ہوگیا اور مشکل سے بابر کے پاس تک پہونچا۔ گلے لگاکر بادشاہ
نے اپنے پاس بٹھایا اور خانساماں کو حکم دیا کہ شربت جلد لائے۔ جب شربت
آیا تو خان میرزا کے اطمینان کے واسطے پہلے خود تھوڑا سا پیا اوسکے بعد اوسکو
پلایا۔ اسکے بعد بھی بابر ان باغیونکے درپے آزار نہیں ہوا اور بتدریج وہ ادہر
اودہر چلے گئے۔

محمد حبیب الرحمن شروانی

کتب خانۂ اسکندریہ

یورپ ایک زمانے مین مسلمانونکی نسبت عجیب عجیب خیالات رکھتا تھا۔ اوس زمانے مین سیکڑون غلط روایتین جو مسلمانونکی نسبت مشہور تھین یورپ کے لٹریچر کا عنصر بنگئین۔ موجودہ یورپ اگرچہ بے تعصبی و انصاف پرستی سے کام لینا چاہتا ہے مگر وہ زہر اوسکے رگ و پے مین سرایت کر گیا تھا اوسکا اثر اب بھی موجود ہے اور شاید ایک مدت تک باقی رہے۔

"اسلام بزور شمشیر پھیلا" "بانی اسلام کو خود اپنی سچائی پر اعتقاد نہ تھا" "اسلام تمام علمی تحقیقات کا دشمن ہے" یہ اور اسی قسم کے بہت سے جملے **یورپ** کے اصول موضوعہ ہین۔ اخیر دعوے کے ثبوت مین عموماً **کتب خانہ اسکندریہ** کا واقعہ پیش کیا گیا ہے۔ **یورپ کو** خاص اس واقعہ سے اسقدر دلچسپی ہے کہ مسلمانون کے تذکرہ مین موقع بے موقع اوسکا ذکر ضرور آجاتا ہے۔ حال مین **فرانس** کے ایک عالم نے شاہان فرانس کے حال مین ایک مختصر سی تاریخ لکھی ہے جسکا ترجمہ **خدیو مصر** کے اشارے سے عربی زبان مین کیا گیا ہے۔ اس تاریخ مین کہین کہین دوسرے ملکون کے حالات بھی تطابق کے طور پر ذکر کئے ہین۔ حضرت عمرؓ کی وسیع اور موثر حکومت مین سے جو چیز اوسکی نگاہ کے سامنے آئی وہ یہی **کتب خانہ اسکندریہ** کا واقعہ تھا۔ فرانس کے حالات لکھتے لکھتے وہ لکھتا ہے کہ "اسی سنہ مین مسلمانون نے اسکندریہ پر حملہ کیا اور وہان کا علمی کتب خانہ جلا کر برباد کر دیا" بہرنوع ہم اس واقعہ کے ممنون ہین۔ جسکے ذریعہ سے یورپ

کی علمی دنیا کا بچہ بچہ حضرت عمر کے نام سے تو واقف ہے۔

ہماری قوم کے تعلیم یافتہ لوگ ان اعتراضات کا سننا گوارا نہین کر سکتے اور نہایت جوش سے اونکے اوٹھانے پر آمادہ ہین اگرچہ افسوس ہے کہ انگریزی مورخون کی عامیانہ تقلید اور اسلامی تاریخ کے اصلی مواد کی ناواقفیت اونکو اپنے مقاصد مین کامیاب نہین ہونے دیتی۔ کتب خانہ اسکندریہ کی بحث غالبًا سب سے پہلے **تہذیب الاخلاق** مین چھیڑی گئی۔ پھر ایک مضمون **پانیر** مین نکلا اور آجکل متعدد مضامین مختلف اخبارون مین شائع ہوئے۔ یہ پچھلے مضامین تو (بجز ایک کے) بیشتر تہذیب الاخلاق کے مضمون سے ماخوذ تھے لیکن وہ پہلا ہی مضمون ہے صرف دو ایک انگریزی مورخون کا مقلدانہ اقتباس تھا۔ مزا یہ ہے کہ چونکہ ایک انگریزی مورخ نے جہالت سے لکھدیا کہ علامہ **ابن خلدون** نے حضرت عمر کے حالات مین کتب خانہ اسکندریہ کا جلایا جانا لکھا ہے" ہمارے معزز مضمون نگار نے خود اوسکی تقلید کی اور ابن خلدون پر **عبداللطیف** بغدادی کی تقلید کا الزام لگایا۔ حالانکہ ابن خلدون مین اس واقعہ کا کہین نام و نشان بھی نہین ہمارے مضمون نگارون نے جو طرز استدلال اختیار کیا ہے وہ اثبات مدعا کے لئے کافی نہین۔ وہ اپنے دعوے پر دو دلیلین پیش کرتے ہین۔

(۱) جن کتب خانون کا نام لیا جاتا ہے حضرت عمر سے پہلے برباد ہو چکے تھے +

(۲) بطریق اسکندریہ۔ المیکن۔ ابوالفدا نے اپنی تاریخون مین اس واقعہ کا ذکر نہین کیا +

جن مورخون نے یہ الزام لگایا ہے اونکے بیان کی یہ خصوصیتین کہ فلان خاص کتب خانہ جلادیا گیا۔

اور کئی ہزار حماموں میں تقسیم ہو کر چھ مہینے تک ایندھن کا کام دیتا رہا۔ عارضی خصوصیتیں میں اصل الزام اسقدر ہے کہ اسکندریہ کا کتب خانہ مسلمانون کے ہاتھ سے برباد ہوا جو اوسی وقت رفع ہو سکتا ہے کہ پہلی دلیل کے ساتھ احتمالات ذیل باطل کئے جاوین +

(۱) ممکن ہے کہ اسکندریہ مین ان دو کتب خانون کے سوا اور کوئی کتب خانہ نہ رہا ہو +

(۲) ممکن ہے کہ ان کتب خانونکی کچھ کتابین برباد ہونے سے بچ گئی ہون جو اسلام کے عہد مین جلائی گئین +

(۳) ممکن ہے کہ ان دونون کتب خانونکے برباد ہونے کے بعد حضرت عمر کے زمانے تک اسکندریہ مین اور کوئی علمی ذخیرہ مہیا ہو گیا ہو +

اگر مناظرہ کا معقول طریقہ اختیار کیا جاتا تو ہمارے مضمون نگارونکو بہت آسانی تھی۔ قاعدہ استدلال کی رو سے بار ثبوت اون لوگون پر ہے جو ایک واقعہ کا وجود بیان کرتے ہیں ہمارا صرف یہ کام ہے کہ ہم اون لوگون سے جو کتب خانہ کا جلایا جانا بیان کرتے ہین دلیل طلب کرین یہ ظاہر ہے کہ دعوے کرنیوالے کوئی سند ایسی پیش نہین کر سکے ہین جو اثبات مدعا کے لئے کافی ہو۔ لیکن غلطی سے ہم نے اس دعوے کو نفی کیصورت مین خود اپنے ذمہ لے لیا ہے۔ جبکو ہم کسیطرح ثابت نہین کر سکتے احتمالات کا سلسلہ ہنوز قایم ہے اور جب تک وہ منقطع نہ ہو دعوے ثابت نہین ہو سکتا۔

دوسری دلیل یعنی دو تین مورخون نے اس واقعہ کا ذکر نہین کیا ہے۔ اور بھی ضعیف ہے یورپ کے مورخ جس کثرت سے اس واقعہ کا ذکر کرتے ہین اوسکے مقابل مین منکرین کی تعداد عشر عشیر بھی نہین گبن صاحب اور اونکے پیروون کا انکار خود قیاسات پر مبنی ہے

فلسفی لاک کی یادگار

"اگر لاک نے جدید تحقیقاتین کی ہین تو سقراط نے کچہہ نہین کیا۔ پہر بہی دونون نے وسعت عقل انسانی کی علاوہ اشاعت علوم مین بہت کوششین کی ہین مگر مسٹر لاک ہمیشہ انگریزی قوم کے ایک درخشان زیور خیال کئے جائینگے"

سر جیمس میکنٹاش

سرگروہان مذہب۔ اور مسلمان قوم کی سوانح عمریان لکہنے مین مشرقی اور زمانۂ سابق کے یورپین مورخین نے ایک قابل افسوس غلطی کی ہے۔ اون لوگونکو جنہون نے انسانونکو ناقابل تلافی فیض پہونچاے ہین وہ عار کرتے ہین کہ اپنا جیسا خطاکار انسان سمجہین۔ اسلئے ہمیشہ اونہون نے اپنے ہیرو کو دائرہ انسانیت سے باہر سمجہکر اوسکے تمام کامون اور اصولونپر محض اعتقادًا نظر کی ہے یہی وجہ ہے کہ اوس زمانہ کے کتب سیر مین اصلی کیرکٹر کے لحاظ سے بڑے آدمیونکی کوئی روح نہین پائی جاتی جو تصویر وہ اپنے ہیرو کی اوتارتے ہین وہ نہ خود اوسکی ہوتی ہے اور نہ کسی شخص غیر کی۔ لیکن موجودہ نکتہ چین اور ترقی یافتہ انسانی نسل نے اپنے دائرہ حکومت سے ایسے مصنفونکو خارج کردیا اور صرف اونہین کو عزت دی جو ایک بہی خال و خط نہین چہوڑتے۔

کچہہ شبہ نہین کہ راہ زندگی کو کامیابی و عزت سے طے کرنے کے لئے اون لوگون کے سفرنامے نہایت کارآمد ہوسکتے ہین جو ہوشیار اور معزز رہ نورد ثابت ہوئے ہین۔ لیکن وہ بہی اگر فرقہ مبتلائے مرض اعتقاد ہے ہرگز اپنی ہدایت مین مشغول اور اپنی خدمت گذاری مین

صادق نہین ۔ پس ہم تو توبہ نصوح کرتے ہین ۔

جان لاک جو اس مختصر روزنامچہ زندگی کا ہیرو ہے ایک فلسفی تھا جسکے دماغ و قلم نے اہم صیغہ جات علوم پر دوامی احسانات کئیے ہین ۔ اور جو ۲۹ ۔ اگست ۱۶۳۲ء مین بمقام رنگٹن واقع سومرسٹ شائر مین پیدا ہوا تھا ۔ نہایت ابتدائی زمانہ عمر تھا کہ دسٹ منسٹر اسکول مین ایک ابتدائی تعلیم حاصل کرکے وہ کرائسٹ چرچ کالج (آکسفورڈ) مین بھیجا گیا تھا جہان کہ وہ بلحاظ علمی ہوشیاری کے بہت جلد ممتاز ہوگیا ۔ اس امتیاز کے ظاہر کرنے کے لئے بھی ایک بات کیا کم ہے کہ اوسنے بجائے ظریف دلچسپ ہمنشیونکے اپنے ہم مدرسہ نوجوانون مین بہت سے علمی احباب تلاش کر لئے تھے ۔

وہ اسکالسٹک فلاسفی کی (جو اوس زمانہ کے تمام انگریزی دارالعلومون کی باعث توہین ہورہی تھی) پیچیدہ بیانیونکو از حد ناپسند کرتا تھا ۔ اسلئے اوسنے گریک اور رومن کلاسکس اور بعد کو سائنس اور خصوصاً طب کی جانب ایک شایان توجہ مبذول کی جنمین وہ عالم ہوگیا ۔ طب مین یہ پایہ حاصل ہوگیا تھا کہ اوسنے بطور پیشہ ترقی دینا چاہا ۔

تیزی ذہن نے لاک کو اوس زمانہ کے ملکی معاملات کا بھی کوئی غیر متعلق اور بے واسطہ تماشائی نہ رہنے دیا اوسنے اس مسئلہ پر کہ آیا سول مجسٹریٹون کو معاملات و عبادات مذہبی مین کوئی قانونی استحقاق مداخلت حاصل ہے یا نہین؟ اوس رسالے کے جواب مین لکھا تھا جسمین نفی کی تائید کی گئی تھی گو یہ رسالہ شایع نہین ہوا ۔ لیکن شاہی طرفدارون نے پسند کیا تھا ۔

سنہ ۱۲۶۵ [illegible]

کو عام کر دیا تھا سر دالٹروین کی جانب سے جو الکٹر آف برنڈنبرگ کے دربار مین سفیر مقرر ہوئے تھے عہدۂ معتمد سفارت کی دعوت کی گئی جسے اوسنے قبول کیا جب تک وہ ماتحت عہدہ سفارت رہا اوس ملک کے آداب معاشرت اور طرز تمدن کی نسبت اپنے اون دوستونکو نہایت مفید اطلاعین دیتا رہا جنسے سلسلہ کتابت جاری تھا جب وہ واپس بلا لیا گیا تو سفارت اسپین کی بھی دعوت کی گئی تھی جو اوسنے منظور نہین کی۔

اب اوسکی حالت صحت ایسی تھی جس سے وہ کسی کاروباری زندگی کا آغاز نہین کرسکتا تھا اسلئے اوسنے ایک سب سے زیادہ مفید سب سے زیادہ اہم اور سب سے زیادہ قابل فخر روش اختیار کی جسنے اوسکے انتخاب مشاغل کا آخری مبارک فیصلہ کر دیا۔ یعنے آکسفورڈ مین تحقیقات فلسفیانہ اور اصولی تراش خراش مین اوسکے مستقل دن گذرنے لگے۔

۱۶۷۵ء مین بغرض تبدیل آب وہوا فرانس مین گیا۔ جہانکہ وقت کا بڑا حصہ مونٹ پلیر کی صحت بخش آب وہوا مین گذرا۔ وہ پیرس بھی گیا تھا۔ دار السلطنت فرانس کی شیرین زبان اور علمی جماعت تمدنی سنے نہایت مودبانہ اور مستثنیٰ برتاؤ کیا۔

لاک کے بیریشین مراسلات کا بڑا حصہ ثابت کرتا ہے کہ اخلاقی فلسفے کی جا لاک نظر باشندونکی خصوصیات اور مذہبی حالت کی تہ کو پہونچ گئی تھی۔ عالم حالت فرانس پر بھی اوسکے تجربے مفید و دلچسپ تھے۔

ادہر انگلستان مین ملک اور درباری پارٹیون یعنی کانسٹیٹیوشنلسٹ

اور وسیع اختیارات چاہنے والون مین ایک جنگ زرگری قایم تھی جسنے اوسے
پولٹیکل میدان مین ایک بار قدم رکھنے پر اوز مجبور کیا۔ اس جنگ مین اوسنے عملی شرکت کی
اور خود کو دربار کا مخالف ثابت کیا۔

لیکن اب اوسکی جان خطرے مین پڑگئی تھی اسلئے وہ ہالینڈ چلا گیا۔

جہان سے وہ ۱۶۸۸ء کے رِوولیوشن تک واپس نہین آیا۔

دربار نے اوسکی غیر حاضری مین معاوضہ سے دل کی تسکین کرلی —
بادشاہ کا ایک بے ضابطہ حکم صادر ہوا جسکی رو سے لاک کرایسٹ چرچ کالج کی فلوشپ
سے خارج کردیا گیا۔

اب اوسکے لئے یہ ضروری ہوگیا تھا کہ وہ پولٹیکل رفتار زمانہ کا ساتھ
نہ دے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

اپنی خانہ نشینی کے زمانے مین وہ سائنٹفک اور علمی سوسائٹی سے
فائدہ اوٹھا رہا جو بلاشبہ اوسکی غیبت مین معاوضہ لینے والے بادشاہ سے کہین
زائد اوسکی قدر کرنے والی تھی۔ اسی زمانے مین اوسنے چند مضامین "مذہبی تحمل" پر
لکھے اور یہ مضامین وہ تھے جسکو وہ ایک مدت سے سوچ رہا تھا۔

غیر حاضری انگلستان کے زمانے مین ولیم بن نے جسکا دربار اور
جیمس ثانی کے مزاج مین بہت کچھ اثر تھا لاک کے مقاصد کی حمایت کی اور شاہی معافی کا
ایک فرمان حاصل کیا جسکو لاک نے ایک قابل ستایش حجت سے اسلئے قبول نہین کیا
کہ وہ خود کو بے گناہ محض سمجھتا تھا۔

مگر آخرکار وہ انگلستان واپس آیا۔ اور واپس آتے ہی اوسکو سفارت برلن کی دعوت کی گئی جسے اوسنے علاوہ اور اسباب کے اسواسطے بھی منظور نہین کیا کہ وہ شراب سے پرہیز کرتا تھا۔

اس زمانے مین اوسنے "انسانی عقل" پر اپنا مشہور مضمون جسپر اوسنے ۱۸ اٹھارہ برس محنت کی تھی شائع کیا۔ اس قابل قدر تصنیف پر سر جیمس میکنٹاش کی یہ رائے نہایت درست ہے کہ اُس تصنیف کے مقابلے مین چند ہی کتابین تعصبات کے مٹانے و دلنشین غلطیونکے دور کرنے ٹھیک طرز غور و تامل کی اشاعت۔ اور بلا خوف و تحقیق کا جوش پیدا کرانے کا باعث ہوئی ہین۔ اور اسپر یہ خوبی بھی شامل ہے کہ حدود فطرت انسانی سے باہر نہین" اس کتاب پر خطرناک اختلافات ہوئے تھے اصول پر بحث پر الحاد اور دہریت کا الزام لگایا گیا تھا۔ اور یہ ایک ایسا الزام تھا جسکی مصنف نے فوراً تردید کردی۔

گو لاک کی حالت صحت قابل تسلی نہ تھی پھر بھی اوسکے ہاتھ سے قلم نہین گرا تھا۔ اوسنے اپنا سب سے عمدہ مضمون جو "گورنمنٹ" اور "مذہبی تحمل" کا دوسرا حصہ جو لکھا تھا شائع کیا۔

اس عرصے مین اوسکو نیوٹن سے واقفیت پیدا ہوئی جو بذریعہ خط وکتابت دوستی کی حد کو پہونچ گئی تھی۔

سنہ ۱۶۹۵ھ مین اوسنے ۲ رسالے "سود کی کمی اور سکہ کی زیادتی قیمت" لکھ کر شائع کراسے جنسے وہ خرابیان رفع ہوگئین جنکی شکایت کی گئی تھی۔ اور

اور اسی سال اوسنے دو رسالے اور لکھے جنمین سے ایک مین "عدد آزادی" اور دوسرے
مین "عیسائیت کی دانشمندی" پر بحث کی گئی تھی۔

پھر الزام دہریت قایم کیا گیا جو بعد کی صدیان تبدریج واپس لیتی گئین۔

اوسنے اسپنے دفاع میں ایک رسالہ لکھا جسمین تمام واجب غلط فہمیونکی تردید تھی۔

یہ معلوم ہوتا ہے کہ اوسکی گفتگو ہر قسم کے لوگونکے لئے دلچسپ تھی یہانتک
کہ عورتین بھی پسند کرتی تھین۔ لاک سے بڑھکر کوئی شخص ایسا تھا جو اوس زمانے کی مجلسون مین
اخلاق و محبت سے بلایا جاتا ہو۔ یہانتک کہ امرائے سلطنت جو سب کمین ظرافت اور
تفریح خواہ ہوا کرتے ہین اس بڑے اخلاقی فلسفی کی باتون سے محفوظ ہوتے تھے
اوسکے معتقد حیران رہجاتے تھے جب صفات خوش مذاقی و ظرافت کو اوسکے اجنبیانہ
مشاغل سے متحد دیکھتے تھے۔ اوسکی عادت تھی کہ وہ کبھی ایسا سخن زبان پر نہین لاتا تھا
جو اوسکے مخاطبین کے لئے مضر ہو۔ وہ کسیکی بدقسمتی پر مضحکہ کرتا تھا اور نہ خوش قسمتی پر ملول
تھا وہ عاجزین کے طرفدارون مین تھا۔ وہ مستحق مقاصد کے ساتھ عملی سلوک کرتا تھا
وہ مواقع نہین ضائع کرتا تھا۔ اور گنہگارون اور پرہیزگارون کا سخت معتبر رازدار۔
اپنے اصول مین سخت۔ اور اسپنے اظہار یقین مین دنیا کے جھک مارنے کی پروا
نہین کرتا تھا۔

لاک کی سب سے بڑی تفریح نوجوانی سے لیکر عمر کے آخری حصے تک
یہ رہی کہ وہ معقول اور سنجیدہ لوگونکا ہم سخن اور ہمنشین تھا۔ جو حصۂ عمر کہ خانہ نشینی مین گذرا
اور دراصل اہم تھا ہم معلوم کرسکتے ہین کہ اوسمین انسانی زندگی کے چند اجزا موجود تھے

وہ طبعی ذہن - حسین اور عظیم الشان چیزونکو دیکھکر پرجوش - عالی دماغ - اور مستقل مزاج تھا اور یہی اجزا تھے کہ بعد کی صدیان اوسپر صداے تحسین وآفرین بلند کر رہی ہین. ہمارا فرض منصبی یہ ہے کہ ہم انہین اجزاے بزرگی کو اپنے لوگون اور ہم وطنون مین ترقی یافتہ دیکھین بجاے اسکے کہ اسوقت مسٹر لاک کے فلسفہ اخلاقی پر کوئی مفصل نکتہ چینیا شایع کرین - فقط

(محمد اصغر حسین)

انسانی صفات

کا

پہلا حصہ - قدرتی عطیے

نمبر (۱)
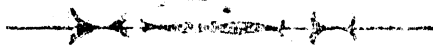
شرافت

انسان خدا کی اوس پاک مخلوق کا نام ہے جس کو اپنے تمام انواع غیبیہ پر افضلیت حاصل ہے ❖

قدرت نے نہ صرف صورت محسوس انسان کو عطا فرمائی ہے بلکہ عقل کا بیش بہا جوہر ایسا عنایت کیا جس کے ذریعے سے علاوہ ترجیح انواع کے خداشناسی مذہب معیشت کے سامان معاد کی افکار کا موقعہ ملا۔ اور اسی ایک عظیم الشان جوہر کے ساتھ اوسے اشرف المخلوقات کا خطاب دیا گیا پس یہ خطاب ایسا نہیں کہ جس پر ہم پورا فخر نہ کریں۔ کیونکہ ہماری روحوں نے اس جسم کو حاصل کرنے سے قبل کوئی ایسا عمدہ کام کیا تھا جس کی وجہ سے ان کو اس اعلےٰ لباس کے پہننے اور اس معزز خطاب کے حاصل کرنے کا استحقاق تھا۔

ظاہر ہے کہ ایسے غیر مستحق روحوں کو جو یہ رتبہ عطا فرمایا گیا اس میں کوئی

خاص سِر ہے جسکو ہماری محدود عقل مشکل سے معلوم کر سکے گی ۔

شاید ایسا ہو کہ ارواح کی پیدایش کے وقت خدا نے ہر آدم کے لیئے ایک جسم تجویز کر لیا ہو اسیطرح وہ خوش قسمت روحین جو اس معزز جسم مین بھیجی گئین ہین ۔ پہلے سے تجویز کر لی گئی ہون اور کیا عجیب ہے کہ اس انتخاب مین ارواح کی شرافت و رذالت کا لحاظ کیا گیا ہو اور اسی اعتبار سے دنیاوی صورتین عطا کیگئی ہون ۔ پس اسجگہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انسانکو نہ صرف جسمی شرافت حاصل ہے بلکہ روحی بھی ۔ جسمی شرافت کیونکر اور کسطرح حاصل ہے ۔ مخلوقات خدا مین ہر قسم کی مخلوق ہے حسین اور بدرو ۔ ہزارون ایسے جانور نظر آتے ہین کہ جنکی صورتون سے نفرت جنکی آوازون سے تنفر پیدا ہوتا ہے اور کتنی صورتین جانورونکی ایسی موجود ہین کہ جنکو اونکے حسن یا خوش آوازی نے ہر دلعزیز بنا رکھا ہے ۔

اسمین شک نہین کہ قدرت کی ہر کارگیری اپنی اپنی جگہ پر اشرف المخلوقات کی صنعت حاصل کرتی ہوئی معلوم ہوتی ہے ۔ مگر یہ غلطی ہے صرف انسان ہی وہ پیاری تصویر ہے جسکے ذریعے سے خدا نے دنیا مین اپنا جلوہ دکھا رکھا ہے یا یون کہیئے کہ انسان وہ آئینہ خانہ ہے جسمین خدا خود اپنا جلوہ ملاحظہ فرماتا ہے ۔

آنکھ ناک کان منہ ہاتھ پاؤن جس شائستگی اور خوبصورتی سے انسان کو عطا فرمائے گئے کسی مخلوق کو اسطرح نہین دیئے گئے پس جب تناسب اعضاء کے اعتبار سے انسان کو تمام مخلوق کی صورتون سے ترجیح ہوئی تو جسمی شرافت بھی حاصل ہوگئی ۔ قطع نظر ان باتون کے وہ بیش قیمت تمغہ جو نوع انسان کو عطا کیا اور جنے

تمام افراد مین اوسے مختار بنا دیا عقل ہے ۔ اور یہ ایک ایسا عطیہ ہے کہ اگر علیحدہ کیا جائے تو انسان کی ساری شرافت خاک مین ملجائے کیونکہ جسمی اور روحی شرافت بجز اسکے کہ وہ انسان کو سب مین مختار کردے اور کوئی فائدہ نہین ۔ بہرحال خدا کا کمال شکر ہے کہ جسنے اپنی تمام مخلوقات پر ہم کو بزرگی عطا فرمائی ۔ اسکے بعد ہم کو یہ دیکھنا چاہیے کہ وہ بزرگی ہم کو کس قسم کا فائدہ پہونچا سکتی ہے اور وہ کونسے نقصانات ہین جنکی بدولت اس بیش بہا جوہر کی آب وتاب مین فرق پیدا ہوجاتا ہے ۔

یہ امر ظاہر اور بالبداہت ثابت ہے کہ خدا کا کوئی کام بے مصلحت اور بے نتیجہ نہین ہوتا ہے کیونکہ اسکے خلاف ماننے سے ایک بہت بڑا اعتراض پیدا ہوتا ہے یعنی خدا کا فعل فعلِ عبث ہے اور چونکہ فعلِ عبث کا ارتکاب عبث ہے اسلئے خدا کا کام فضول اور بے نتیجہ سمجھا جاتا ہے اور ایسا باور کرنا مذہب کے علاوہ ہر دانشمند کی عقل کے خلاف ۔

پس معلوم ہوتا ہے کہ ہماری شرافت بھی خدا نے کسی خاص مصلحت سے قایم کی ہے ۔

خدا کے کامونکے نتایج پر غور کرنا ممکن ہے لیکن اون نتایج کو ضرور سمجھ ہی لینا ناممکن ۔ کیونکہ ہماری عقل محدود اور خدا کے کام اور اونکے نتایج غیر محدود پس غیر محدود کا محدود مین داخل ہونا محال ۔ یا یون سمجھا جائے کہ خدا کی وہ باتین جنکے نتایج عقل بشری سے مخفی رکھے گئے ہین اونکا تعقل انسان سے بالکل ناممکن ۔ ہان یہ

ممکن ہے کہ خدا کے کاموں کے نتائج پر غور کرنے سے ہم اپنی محدود عقل کے مطابق کوئی تصفیہ کر سکیں مگر ساتھ ہی اسکے یہ بھی ضروری نہیں کہ ہمارا تصفیہ درست ہی ہو اور اگر درست بھی ہو جائے تو محلِ تعجب نہیں -

ممکن ہے کہ انسانی شرافت کے نتائج ہم سے مخفی ہوں اور ہمارا غور و فکر مطابق دوام کے فیصلہ نہ کر سکے تاہم جو نتائج اپنی عقل کے موافق ہم پیدا کر سکیں گے وہ ہمارے مدعا کے لئے کافی ہیں - اور یہ بھی ممکن ہے کہ شرافت انسانی کے مصالح ہم سے مخفی نہ رکھے گئے ہوں اور تھوڑے غور میں خدا کے مصالح ہم ظاہر کر سکیں پس کچھ بے موقع نہیں جو ہم اس امر میں کوئی رائے زنی کریں - کیا عجب ہے کہ خدا نے اپنی تمام مخلوقات پر حکومت کرنے کے لئے دنیا کے نظم و نسق کے واسطے اور نعمات عقبادی کے تقسیم کے لئے انسان کو شرافت عطا فرمائی ہو -

پہلی صورت یعنی ہماری حکومت کا اندازہ دنیاوی حالات پر نظر کرنے سے پورے طور پر ہو جاتا ہے - کھلی ہوئی بات ہے کہ وہ وجودی حیوانات جو ہم سے زور و قوت میں بدرجہا بڑھے ہوئے ہیں اور جن سے کبھی کبھی ہم کو خود بھی خائف ہونا پڑتا ہے - ہماری ایک عقلی قوت جو نہایت زبردست ہے سب کو مغلوب کئے ہوئے ہے -

ہاتھی اور گھوڑے ہماری سواری ہیں - شیر اور تمام درندے ہمارے شکار گائے اور بیل ہماری زراعت کا ذریعہ - الغرض بہت سے ذی روح ہمارے قبضے میں ہیں جن سے ہمارے دنیاوی کام بآسانی نکل سکتے ہیں - ان باتوں سے قطع نظر ہماری

حکومت کا سب سے پہلا نمونہ وہ ہے کہ جس وقت ہمارا پہلا جسم تیار کیا گیا شیطان کو جو اوس زمانے مین تمام فرشتون پر حاکم تھا سجدہ کا حکم ہوا مگر اوس نے سرتابی کی۔ مردود ہوا۔

پس اگر خدا کو ہماری حکومت پسند نہ ہوتی اور ہمارا رتبہ اعلے کرنا منظور نہ ہوتا تو شاید ایسا نکیا جاتا کہ وہ معزز جسکو ایک عالیشان گروہ کی افسری دیدی گئی تھی اس طرح ذلیل کیا جاتا۔

دوسری صورت یعنی دنیا کا انتظام یہ بھی ظاہر ہے کہ مشرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب تک کی تمام ولایات اور ممالک کا نظم و نسق ہمارے ہاتھ مین ہے اور تمام دنیا کا سیاہ و سپید موت و زندگی سب ہمارے قبضے مین۔

تیسری صورت یعنی تقسیم نعمت یہ بھی مخفی نہین کیونکہ خدا کی کتاب اور اوسکے رسول کی تصدیق ایک بین ثبوت ہے علاوہ برین عقل بھی یہی کہتی ہے کہ جب ہمارے دنیاوی اختیارات کو اسقدر وسعت دیگئی ہے اور اتنے انتظامات ہم سے متعلق ہین تو کوئی وجہ نہین کہ ہم اپنی کارکردگی کا صلہ یا نہ کرنے کی سزا نہ پاوین۔

خدا نے جسوقت انسان کے پیدا کرنے کا قصد فرمایا فرشتون نے رائے دی کہ اے خدا ایسی قوم مت پیدا کر جو دنیا مین ظلم کرے تیرے وعدونکو فراموش کرے تیرے گناہونکی مرتکب ہو۔ خدا نے جواب دیا کہ مین جو کچھہ کرونگا وہ مناسب کرونگا۔ تم کو اس قدر عقل نہین کہ میرے معاملات مین اس قسم کی رائے دو۔

پھر کیا ہم ایسے نمونے نہ دکھا سکین گے جنسے فرشتونکی صریحی غلطی ثابت ہے اور ہماری

شرافت و استعداد مسلم۔

ہم کو ہاروت و ماروت کا واقعہ یاد کرنا چاہیے کہ کس آزادی سے دنیا میں آئے تھے اور کیا کیا۔ انتظامِ دنیا بالائے طاق ساری عبادت اور خدا پرستی بھی خاک میں مل گئی۔ گناہوں کا ارتکاب بھی ہوا ظلم بھی ہوا آخر کار قید کے صدمے میں مبتلا کیئے گئے۔ اور ایک انسان ہے کہ جو باوجود دنیا کے پُر آشوب آب وہوا کے خراب اثر کے اکثر ایسے امتحانات میں ثابت قدم رہا کیا ہے جو بنظر طوالت اسجگہ بیان نہیں ہوسکتے اور نہ کوئی ضرورت ہے کیونکہ ہر شخص واقف ہے۔

علاوہ اس سچی شرافت کے جو نوع انسان کو عطا کیگئی خود انسان نے بھی اپنی جماعت میں فرق مقرر کرلیا ہے۔

مختلف مذاہب مختلف اقوام اور ایک ایک مذہب کی تقلید کے مختلف طریقے اور ہر طریقہ والے کا یہ خیال کہ ہم مذہبی یا قومی شرافت میں سب سے بڑھے ہوئے ہیں۔ یہ ایک دوسری قسم کی شرافت ہے جسکا نام ذات کی شرافت کہا جاتا ہے۔

یہ بات ایک حد تک خیال میں آتی ہے کہ جسطرح انسان کو تمام انواع پر شرافت حاصل ہے اسیطرح انسان کی مختلف جماعتوں میں کسی خاص جماعت کی مذہبی یا ذاتی شرافت میں خدا نے زیادتی فرمائی ہو لیکن اسکا تصفیہ کہ وہ کون جماعت ہے گو انسان ہو مگر مناسب موقعہ نہیں۔ علاوہ بریں ہم کو اس سے کوئی مطلب نہیں۔ ہندو مذہبی یا ذاتی شرافت میں اپنے کو بڑھا ہوا سمجھیں۔ بے تکلف انگریز اپنی شرافت کو سب سے اعلےٰ تصور کریں کچھ پروا نہیں مسلمان اپنے خیال پر کاربند رہیں۔ خوش رہیں۔

اصل صرف یہ ہے کہ یہ محض دہوکے کی باتین ہین ورنہ یہ شرافت محض ایک اعتباری شرافت ہے قابل فخر نہین کیونکہ وہی ایک درخت ہے جسکی مختلف شاخین ہین اور وہی ایک تخم ہے جسکے مختلف اشجار حقیقت مین شرافت جس صفت کا نام ہے وہ ذات سے متعلق نہین بلکہ حرکات سے متعلق ہے ۔ اگر ہمارے عادات و اطوار وغیرہ وہی ہین جو انسان کے لئے درکار ہین تو ہم شریف ہین اور اگر نفس پرستی ایذا رسانی ظلم و جنگ و غصہ و جہالت ہمارا طریقہ ہے تو ہرگز شریف نہین اور یہ کلیہ علے العموم انسان کے تمام فرقون کے لئے کافی ہو سکتا ہے ۔

پس جہان تک ممکن ہو ہم لوگونکو اپنی عادات درست کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور بہت جلد وہ شرافت حاصل کرنی چاہئے جسکو ہم بالکل کھو بیٹھے ہین اور اگر یہ ناممکن ہے تو اختلاف صورت کے باعث جانورون مین تو شریک ہونا ناممکن ہے اسلئے ہی وحشی بنی نوع مین جو ہمالیا آسام انڈمان وغیرہ مین زندگی بسر کرتے ہین ملجانا چاہئے اور رہی سہی شرافت بھی خاک مین ملادینی چاہئے ۔

(شریف الدین)

سیر و شکار*

قدرت نے ہم کو ابتدا ہی سے سیر و تفریح کی ہدایت کی ہے اور اپنے بے انتہا غیر مصنوعی سامانون سے اوسکے فوائد صاف طور سے بتلا دئے ہین جسطرح ہر ملک کے لئے اقسام سیر و تفریح علیحدہ علیحدہ ہین اوسیطرح سے میری دانست مین انسان کے ہر طبقے کے لئے مابہ الامتیاز فرق روا جاری ہے گو قضا و قدر کی ازلی تعلیم نہ ہو انسان کے مختلف منازل عمری پر جب لحاظ کیا جاتا ہے تو ہر وقت کی ایک نئی شان قدرت کی طرف سے معلوم ہوتا ہے بچہ اپنے ہاتھہ پاون کو حرکت دیکر اور اکثر آنکھون سے آنسو بہاکر جسمانی قوت اور روحی فرحت حاصل کرتا ہے وہی کیفیت ایک جوان کو ڈنڈ وغیرہ کرنے اور پسینے بہانے پر ہوتی ہے۔ گر دونون کے طریق عمل مین بوجہ فرق منازل عمر بے انتہا امتیاز ہے۔ مگر مقصود اصلی دونون کا ایک ہی ہے اور جب تک ایک انسان ان قدرتی سبقونپر عملاً عمل درآمد کرتا رہتا ہے اوسکے قوا مین خون کی تحریک سے ضعف بہت دیر کو آتا ہے اور مقصود حیات یعنی پوری تندرستی ہاتہہ سے جانے نہین پاتی۔ ہم مسٹر گلیڈسٹون سابق وزیر اعظم انگلستان اور مشہور مدبر پرنس بسمارک وغیرہ کے قوے مین باوجود کہولت سن شبابی کیفیت صرف ہاتہہ پیر کو قدرت کی خواہشونکے موافق کام مین لانے سے پاتے ہین۔

---

* حسن۔ یہ مضمون مصنفہ جناب راجہ کشن پرشاد صاحب بہادر بغرض حوصلہ افزائی دیگر امرائے دکن درج رسالہ کیا جاتا ہے امید ہے کہ ابتدائی حالت سے ہمارے نوجوان امرا و معززین لٹریچر مین ترقی کرتے رہین گے اور پبلک مین اپنا اثر پھیلائینگے۔ جن مخصوص وجوہ سے پیشکار صاحب کا یہ مضمون شکرگذاری درج رسالہ ہوتا ہے وہ دقیقہ دوسرے

اسلئے انسان کو اپنے اعضائے ظاہری اور قوائے باطنی کی ترقی کے لئے بلکہ درازی عمر کے لئے مفید تفریحات ضروری ہیں۔

اب رہا یہ امر کہ کس قسم کی تفریحات کسکے لئے چاہئے مختلف فیہ مسئلہ ہے جو بہت کچھ ملکی رسم ورواج اور تہذیب مختص المقام پر منحصر ہے سوائے اسکے آب وہوا کا بھی ہمارے کل کھیل تماشوں میں بڑا لحاظ رکہا گیا ہے سرد ممالک میں جہاں خون کی گردش تخفیف کے ساتھ ہونا اقتضائے آب وہوا ہے وہانکے عموماً کھیل تماشوں میں ہر شخص کو زیادہ تر تمام اعضا میں جنبش پورے درجے تک پہونچانے کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ خون کی کافی گردش سے بدن میں چستی چالاکی اور قوت وفرحت حاصل ہو اور یہی ایک بڑی وجہ ہے کہ اہل یورپ بخلاف اہل ہند کے کام کرنے کیطرف بالطبع مائل ہوتے ہیں جسطرح ہم ہندوستانیوں اور دیگر باشندگان ایشیا کو جہاں تمازت آفتاب اپنا معتدبہ اثر رکھتی ہے آرام کی خواہش ہوتی ہے اوسیطرح اہل یورپ اپنے اعضا کو حرکت میں لانا چاہتے ہیں اور یہی بڑی وجہ ہے کہ یورپ کی محنت نے آج تمام دنیا پر فروغ حاصل کرلیا۔ اور انواع واقسام کے مصنوعات سے مٹی کو سونے سے زیادہ قیمتی بنادیا۔

گو تقاضائے ملک کچھ ہو مگر اسمیں تو کلام نہیں کہ ہمارے اور تمام دیگر ممالک کے لوگوں نے اس ضروری مسئلہ کیطرف وقتاً فوقتاً پوری توجہ کی ہے اور بمناسبت آب وہوا و قوائے اہل ملک سیر وتفریح کے جدید سامان مہیا کرتے گئے ہیں۔ ہمارے اس ملک میں جہاں شروع زمانہ سے امتیازی حدود بلحاظ مدارج سوسائٹی قایم ہیں اوسی لحاظ سے مختلف قسم کی سیر وتفریح رواج پذیر ہیں اور سب میں مقصود اصلی مدنظر رکھا ہے۔ گو ایک سوسائٹی

سے کے کسی ممبر نے دوسری سوسائیٹی کے کسی فرد کو کسی قسم کی تفریح و مشاغل کی ممانعت نہین کی اور نہ خود ایک سوسائیٹی نے اپنے افراد کے لئے کوئی تفریح اور مختص قانون بنایا ہے مگر خود سوسائیٹی نے بلحاظ اپنی حیثیت کے قدرتی میلان سے اپنے مناسب حال جو کچھہ سمجھا اوسپر عملدرآمد کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان مین اس قسم کے کام کرنے کی تحریک مصنوعی نہین ہے بلکہ محض قدرتی ہے جو مختلف شکلون مین ہر طبقے مین رائج ہے اور بمنزلہ جزو زندگی قرار دیا گیا ہے ۔

جب دنیا کے مختلف الاقسام طریق عمل پہ غور کیا جاتا ہے تو مصالحت ملکی کا لحاظ بہت کچھہ پایا جاتا ہے اسلئے ان طریق تفریحات کو جو اپنے حرکات کیوجہ سے مخصوص ایک ملک کی آب وہوا سے مخصوص کر دئے گئے ہون ایسے ملک مین رائج دنیا جو بلحاظ آب وہوا کے قبولیت کی صلاحیت نہین رکھتے غلطی سے خالی نہین کیونکہ جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے خون کی گردش مقصد اصلی ہے اور اس گردش کی رفتار آب وہوائے ملک پر منحصر ہے اسلئے گرم ملک کے آدمیون بلا کسی قسم کی زائد تحریک کے خون کی گردش ایک مناسب حالت تک جا رہتی ہے اگر انہین کسی خارجی تدبیر سے اور زیادتی گردش چاہی جائے گی تو اپنی ضروری حد سے بڑھکر ضرور احتراق پیدا کرے گا جو ضرر سے خالی نہین اور اسلئے ان تفریحون سے جو محض سرد ملک کے باشندونکے لئے ہین جہان خون کی کمی گردش سے زیادہ حرکت کی ضرورت پڑتی ہے ہندوستان ایسے گرم ملک کے باشندون کو فائدہ درکنار نقصان کا خوف ہے ۔

ہر ملک مین مختلف مدارج عمر و سوسائیٹی کے لحاظ سے مختلف قسم کے تفریحات

ہین بے شک وہ زمانہ اب بہت دُور گیا جبکہ یورپ کے امراء گھوڑ دوڑ وغیرہ پرندون کے ذریعہ پرندون کا شکار کرتے اور بہت بڑا وقت ضائع کیا کرتے تھے ۔ ہندوستان کے لوگ مرغبازی اور بٹیر بازی مین جو جسمانی قوت کو نقصان پہنچانے والا تھا تضیع اوقات کرتے تھے اس قسم کے مشاغل روز بروز مہذب سوسائٹی مین نفرت کی نگاہ سے دیکھے جارہے ہین ۔ اور بہتر ہے کہ جسقدر جلد ممکن ہو اسکا استیصال ہو جاسکے جسمین بے زبان جانورون کی تکلیف وہی کے سوا اور اوس سے جو کچھ جھوٹی مسرت ہوتی ہے کوئی فائدہ نہین ۔

تفریح کے ضروری اصول مین اعضائے جسمانی اور قوائے روحانی کی ترقی ہے جس سے جسمانی صحت اور دماغی قوت ہوتی ہے شامل ہے اور یہ بھی مدنظر رہنا ضرور ہے کہ اس قسم کے مشاغل سے کس قسم کے اوصاف پیدا ہونگے یا کرنے چاہیے جو ذاتی مفاد کے سوا عام نگاہون مین موقسم ہون انہین ضروری امور کا لحاظ کرکے میری عمر جب قریب گیارہ برس کے پہونچی ۔ میرے جد مرحوم ۔ راجہ نریندر بہادر نے سپہ گری ۔ بنوٹ اور بندوق بازی اور تیر اندازی ۔ سیکھنے کے لئے ارشاد فرمایا ۔

چنانچہ اس تعلیم کے لئے دو استاد مقرر ہوئے ۔ ایک خاص بنوٹ کے لئے میر وزارت فرزند مراد شاہ کے جنکو اکثر عوام مراد شاہ دھوتی کے لقب سے پکارا کرتے تھے ۔ اوسکی وجہ یہ تھی کہ وہ ہمیشہ پاجامہ کی عوض دھوتی باندھا کرتے تھے مقرر ہوئے ۔ اور تیر اندازی ۔ اور بندوق بازی کے لئے میر عظمت علی خانصاحب پٹھان جو اس فن مین نہایت دستگاہ رکھتے تھے مقرر پائے ۔ تین چار برس تک مین نے ان فنون کے حاصل کرنے مین بہت کچھ سعی کی جسکے باعث سے اس عرصے

مین بندوق کے چند ہاتھ سیکھے - اور بندوق کا نشانہ بھی ٹھیک لگا یا کیا - مگر چونکہ میرا شوق زیادہ تر تیر اندازی حاصل کرنے پر تھا اور میرا سب رجحان اوسیطرف تھا الحمد للہ رفتہ رفتہ اوس شوق نے مجھے اِس فن کے حاصل کرنے مین یہان تک ید طولے دیا تھا کہ ان دنون میرا نام بھی مشہور قدر اندازون مین پکارا جاتا تھا اور یہ امر بلا تکلف بیان کرتا ہون کہ کئی بار مین نے اُڑتے ہوئے پرند کو نشانۂ تیر قضا بنایا تھا اور میرے جد مرحوم نے اسکا امتحان اپنے روبرو کئی اقسام سے لیکر میری کامیابی مین مجھے مبارکباد دے تھے - اوسوقت کے اکثر لوگ واقف حال میرے نشانہ تیر دیکھے ہوے موجود ہین - الغرض جبکہ میری عمر پندرہ برس کی ہوئی میرے اوستاد یعنے میر عظمت علی خانصاحب نے جنکے باعث سے مین نے فن تیر اندازی مین کسیقدر مہارت حاصل کی تھی - مجھے شکار کی ترغیب دی اور ہفتے مین دو بار شکار کے لئے مقرر کئے تھے - جمعہ - اور پیر - ہر چند کہ مجھے شکار چرند و پرند کا بھی شوق تھا مگر سوا سے پرند کے اور کوئی شکار کا موقعہ کسیوقت ہاتھ نہ آیا - اِسلئے کہ اکثر اِس ہی شہر کے اطراف واکناف مین یعنے بابا شرف الدین صاحب قدس سرہ کی پہاڑی - اور ترس آباد - اور کلثوم گڑہی وغیرہ کے چھوٹے چھوٹے صحراؤن مین شکار کیا کرتا تھا - سنہ ۱۳۰۰ ہجری ماہ جمادی الثانی مین اپنے جد مرحوم سے اجازت حاصل کی کہ موضع منگل پلی جو میرے جد مرحوم کی جاگیر کہلاتی ہے - دو ہفتے کے لئے وہان جاؤن - چنانچہ بعد حصول اجازت جد مرحوم و خداوند نعمت بندگانعالی کے حضور ہی سے مرخص ہوا - اوس ایک ہفتے کے دورے سے یعنے روزنامچہ جو صرف

شکار ہی مین گذرے - اسکو بطور یادگار شایع کئے جانے کی غرض سے درج ذیل کیا ہون -

وہو ہذا

۱۶ - روز چہار شنبہ ماہ جمادی الثانی

صبح کے سات بجے گھوڑے پر سوار ہو کر معہ اپنے چند ہمراہیونکے موضع منگل پلی کو راہی ہوا یہ گاؤن شہر سے قریب آٹھ کوس کے فاصلے پر جانب شمال واقع ہے - اسکا راستہ پتھرون اور سنگریزون سے نہایت خراب ہے - اسلئے دو گھنٹے کے عرصے مین وہان داخل ہوا - ٹھیک نو بجے صبح کے وقت ایک چھوٹا سا مکان سفالپوش کا جو وہان کے رسوم دار کا ہے اور خاص میرے رہنے کے لئے خالی کیا گیا تھا وہان فروکش ہوا بہت سی رعایا اور رسوم دار اور نائب وغیرہ کی نذرین لین - دس بجے کے قریب کھانا کھایا - گیارہ بجے وہانکے باشندونکو جنکو اکثر دیہاتی کولی اکہا کرتے ہین حکم دیا کہ اطراف واکناف کے جنگل مین دریافت کرین کہ کسی قسم کا شکار دستیاب ہو سکے - بارہ بجے قیلولہ کیا - دو بجے چند مستغیثونکے عرائض پر دستخطین کین - سوا تین بجے معہ اپنے ہمراہیونکے ناشتہ کیا - چار بجے کے قریب ان کولیون نے جو شکار کی تلاش مین گئے تھے خبر دی کہ ابراہیم پٹن کے تالاب کے قریب خرگوش وغیرہ کا شکار اچھا ملتا ہے - فوراً چار بجے عنان عزیمت اوسطرف پھیری اور معہ بہادر سنگھ و شجاعت خان و شہاب الدین وغیرہ ہمراہیان تالاب کی سمت روانہ ہوا - شجاعت خان شکار کے فن مین نہایت مستعد شخص ہین - اور بندوق کا نشانہ اچھا لگاتے ہین - اور نہایت طباع اور ظریف ہین

کبھی کبھی اشعار بھی کہتے ہین - شہاب الدّین بنوٹ اچھی کرتے ہین - ہم نے پانچ کے
قریب وہان پہونچا - جب تالاب کی توم کے قریب پہونچا گھوڑے سے اُتر کر اوپر چڑھا
اوس توم کے بازو مین کسیقدر گنجان جھاڑی تہی اوسمین سے سَن سَن آواز آئی -
شہاب الدّین بھکیتی نے آہستہ سے مجھہ سے اشارہ کیا کہ یہان خرگوش معلوم ہوتا ہے
غرض مین نے فوراً نشانہ جمایا - تہوڑی دیر کے بعد جب وہ آواز موقوف ہوئی -
ببول کے جھاڑ کے قریب ایک خرگوش دکھائی دیا فوراً مین نے اوسپر بندوق چلائی
پہلے ہی بار مین وہ شکار ہوا - وہان سے تھوڑی دور آگے جب بڑھا دیکھا کہ
بہادر سنگہ جو میرے ساتھہ تھے دور سے آواز دے رہے کہ ہمنے بہی ایک شکار
کیا ہے مین نے جب دوڑ کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک خرگوش کا بچّہ زندہ لئے آرہے
ہین - سیدہے ہاتہہ کو بھیگا ہوا کپڑا باندہا ہوا ہے - کچہہ خون بہی نکل رہا ہے مجھے
نہایت تعجب ہوا کہ یہ بچہ خرگوش زندہ کیسے ہاتھہ آیا مین نے اونسے دریافت کیا تو
معلوم ہوا کہ اِس بچے کی مان معہ اپنے دو بچونکے کسی پودے مین بیٹھی تھی انکی کہین
نگاہ پڑی - انکے پاس بندوق تو نہ تھی اونہون نے پتھر سے اوسکو نشانہ کیا جس سے
وہ مجروح ہوا کچھہ ضعف قوت کچھہ تکلیف زخم سے بھاگ نہ سکا چنانچہ اونہون نے گرفتار
کیا - مگر وہ مادہ خرگوش اور اوسکا دوسرا بچہ جو اِس سے بڑا تہا بھاگ گئے جب انہون نے
وہان پہونچکر اوسے نکالنا چاہا - ببول کا کانٹا ایسے بُرے طور سے انکی ہتیلی مین چبھا
گویا چاقو سے زخم ہو گیا ہے غرض مین نے اوس خرگوش کو حفاظت کے ساتہہ رکھنے
کے لئے تاکید کی - مگر اوسکے پاؤن مین چوٹ زیادہ آئی تہی - تہوڑی دور آگے بڑھا

تو تالاب کے کنارے بگلے بیٹھے ہوئے نظر آئی - بندوق فیر کی نشانہ خالی گیا - اس عرصے میں سات بج گئے - رات اندھیری تھی اسلئے جلد وہاں سے پیادہ پا واپس ہوا قریب آٹھ بجے شب کے اپنے مکان پہونچا - تبدیل لباس کی - معہ ہمراہیوں کے کھانا کھایا - دس بجے شب تک شہاب الدین سے شطرنج بازی ہوتی رہی - قریب دس بجے شب کے استراحت کی -

(۱۷ اروز پنجشنبہ ماہ جمادی الثانی)

آج پانچ بجے بیدار ہوا - ایک پیالی چائے پی - چھ بجے شکاری لباس پہنکر معہ اپنے ہمراہیوں کے پیادہ پا اوسی تالاب کیطرف روانہ ہوا - لیکن بہادر سنگھ آج کے روز ساتھ نہ آئے انکی طبیعت بہ سبب سوءِ ہضمی کسیقدر بدمزہ تھی - کل جس جگہ خرگوش کا شکار ہوا تھا اوس جگہ کی آج بھی امید تھی مگر کچھ نہ پایا - جب قریب تالاب کے پہونچے چند لوگوں کی چیخ اور ہا ہو کی آواز آئی - اس آواز کے سنتے ہی شجاعت خان بہت ہی تیزی سے لوگوں کے اوپر ہو گئے - اور بطور ظرافت اوپر پہونچتے ہی کہنے لگے خدا خیر کرے یہ ڈوبا اور وہ ڈوبا مجھے اس آواز کے سننے سے نہایت ہی تشویش ہوئی کہ خدا جانے یہ کیا معاملہ ہے فوراً اپنی بندوق محمد شہاب الدین کو دیکر دوڑتا ہوا شجاعت خان کے قریب جا پہونچا کہ خیر باشد کون ڈوب رہا ہے اونہوں نے اشارے سے بتلا کر کہا کہ دیکھو وہ ڈوب رہے ہیں میں نے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ چند شخص کمر برابر پانی میں کھڑے ہوئے کسی چیز کو جلدی سے کھینچ رہے ہیں اور چیخ رہے ہیں - ہر چند شروع میں میں بھی کسیقدر متفکر ہوا کہ خدا جانے یہ کیوں چیخ رہے ہیں کیونکہ وہ کسیقدر دور تھے - جب دوربین

منگوا کر انکی حالت دیکھی تو معلوم ہوا کہ ماہی گیر ہیں میں نے شجاعت خان سے کہا لاحول و لا
آپ سے اچھا دہوکا دیا شجاعت خان کے غلطی رفع کرنے کے لئے میں نے کیفیت
واقعی بیان کی۔ اسقدر گفتگو کے بعد ماہی گیرون کے قریب جا پہونچے۔ جب ہم
وہان پہونچے وہ بہت ہی خوشی کے ساتھ دام کھولکر ایک بڑی مچھلی جو قریب ایک گز کے
ہوگی نکال رہے تھے۔ اپنے کام میں اسقدر مشغول اور محو تھے کہ اوسوقت ان کو ہماری
آمد کی خبر نہوئی۔ میں نے شجاعت خان سے کہا کہ دیکھئے آج یہ شکار ہی سہی اونہون نے
تانگے میں ان سے دریافت کیا کہ کیا یہ ماہی فروخت کروگے اونہون نے کہا کہ ہان۔
قیمت دریافت کیگئی۔ اوسکے دس روپے قیمت تبلائی۔ ہرچند وہ اسقدر قیمت کی
نہ تھی مگر اون بیچارون کی محنت اور مشقت سے حاصل کی ہوئی چیز اور دوسرے اونکے
شوق کی ترقی اور سب سے بڑھکر حسن موقعہ نے غیر معمولی زیادتی قیمت کا لحاظ نہ کرکے
اونکو بطور انعام بارہ روپے دیکر وہ مچھلی لی گئی۔ وہان سے شادان و فرحان اور تہوڑی
دور تک شکار کی خواہش میں چلے گئے۔ اور اکثر پرند جانورون پر بھی فیر ہوئے مگر کوئی
نشانہ نہ لگا۔ طبیعت نہایت دق ہوئی قریب ۹ گھنٹے کے وقت پہونچگیا۔ چونکہ ساڑہے
سات بجے میرا کہانے کا وقت ہے طبیعت مضمحل ہوئی۔ فوراً افرودگاہ کو وہان سے
واپس ہوا۔ دس بجے نہاکر کھانا کھایا۔ وہان کے پٹیل اور پٹواری حاضر ہوئے
ساڑہے گیارہ کے قریب قیلولہ کیا۔ نائب سے کہدیا کہ آج تین بجے یہان کا دفتر
دیکھا جاوے گا۔ اڑہائی بجے بیدار ہوا۔ ٹھیک تین بجے کچہری میں دفتر کا معائنہ کیا
یہان کے دفتر کی اکثر کارروائی مرہٹی ہے مگر دفتر بے تہذیب ہے۔ اسلئے حکم دیا کہ

آئندہ سے اِس دفتر کی کارروائی اردو مین جاری کی جاوے۔ نائب نے درخواست دی کہ بعد محرم کے شروع سال سے یہ کارروائی شروع کیجاوے گی۔ نائب کی درخواست کے موافق منظوری دی گئی۔ چونکہ آج صبح کو شکار نہین ملا اور طبیعت پست تھی اسلئے دوبارہ شکار کو جانے مین تامل ہوا۔ نائب نے چند دیہاتی طوائف جو فقط لنگی گاناجانتی تھین حاضر کئے تھے۔ اونکا گانا سنتا رہا۔ ساڑھے پانچ بجے فقط سیر کے لئے معہ ہمراہیوں کے قریب دو میل کے پیادہ پا چلا گیا۔ قریب سات بجے کے واپس ہوا۔ آٹھ بجے شب کے کھانا کھایا۔ دس بجے تک شطرنج بازی رہی۔ ساڑھے دس بجے آرام کیا۔

(۱۸- روز جمعہ ماہ جمادی الثانی)

آج کے روز پانچ بجے جب مین بیدار ہوا تو تھوڑی سی چاء پینے کے بعد گھوڑے پر سوار ہوکر تنہا ہواخوری کے لئے گیا۔ سات بجے واپس ہوا لباس بدلی آٹھ بجے کھانا کھایا۔ مجرائیون کا سلام لیا۔ چند مستغیثو نکے عرائض پر دستخط کئے۔ دس بجے بہروپیونکا طائفہ آیا۔ بہت دیر تک انکا مجرا ہوا۔ واقعی بہروپئے تبدیل صورت مین کمال کرتے ہین۔ ایسی ایسی عجیب نقلین تعجب خیز تھین جنکا خلاصہ اظہار اِس جگہ غیر ممکن ہے۔ دو بجے کے قریب ایک شخص ملتانی نامی گارڈوی آیا جو شعبدہ بازی اور سحر مین کمال رکھتا تھا۔ چنانچہ اکثر لوگ جو اوزر شعبدہ باز ہین اور ساحرونکا سحر دیکھے ہوئے ہین یہ کہتے تھے کہ یہ شخص اِس فن مین بہت کامل ہے۔ ایک شعبدہ اوسنے نہایت ہی عجیب و غریب دکھایا۔ ایک ستون چوبی جسکا طول چھ فیٹ اور عرض دو فیٹ تھا اوسکو زمین مین نصب کیا۔ وہ ستون اندر سے خالی

تھا۔ ایک ٹپی لکڑی کی مثل دروازے کے اوس ستون کو لگی تھی۔ اوسنے حاضرین
جلسہ سے اجازت چاہی کہ اوس ستون مین مقید ہوتا ہون۔ یہ کہکر اوس ستون کی ٹپی نکالی
اور آپ اندر کھڑا ہو گیا۔ دوسرے بازیگرون نے اوس دروازے کو مقفل کر دیا۔ پانچ
منٹ کے بعد اوس ستون مین خود بخود جنبش ہوئی اور ایسے زور کی آواز آئی گویا کسی نے
قرابین چھوڑی۔ بمجرد آواز کے وہ ستون ترق گیا۔ دیکھا تو اوسمین ایک درخت آم کا
باردار لگا ہوا ہے۔ اور اوس شعبدہ باز کا پتہ نہین۔ چنانچہ اوس درخت کے آم اکثر
تماشائیون نے کہائے۔ جس جسنے وہ آم کہائے سب نے بالاتفاق ایسا کہا کہ
کہ ایسے شیرین آم ہم نے آجتک نہین کہائے۔ مین بھی اس عجیب وغریب شعبدہ سے
نہایت ہی متحیر ہوا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک عورت روتی ہوئی آئی۔ اور رواویلا
مچانا شروع کیا۔ سب تماشائی حیران تھے کہ یہ کیون اسقدر چلاتی ہے اور واویلا
کرتی ہے۔ سبھون نے دریافت کیا وہ تھوڑی دیر تک آہ وزاری کرتی رہی مگر کسیکی
طرف مخاطب نہین ہوئی اور نہ کچھہ جواب دیا۔ اوس جماعت کے ساتھہ ایک اور شخص
یعنی دوسرا گاڑوری نے حاضرین سے دست بستہ یون کہا کہ وہ شخص غائب شدہ
اس عورت کا خاوند ہے یہ اوسکو طلب کرتی ہے۔ سبھون نے بالاتفاق کہا کہ وہ
کیونکر آوے گا۔ آپ اسکو طلب کرو اوس عورت نے جواب دیا کہ اگر میرے طلب
کرنے سے وہ آتا تو مین روتی ہی کیون۔ یہ ذکر ہو ہی رہا تھا کہ ایک لڑکا اوس غائب شدہ
کا آپہونچا اور بہت ہی غصے کے ساتھہ کہا کہ اگر میرے باپ کو نہ دوگے تو مین نالش
کرونگا محمد شہاب الدین جو میرے ہمراہی تھی اونہون نے کہا کہ تیرا باپ کیا کوئی چھلا

یا پنہ سے پہونچا ہوا اوسکو کسی نے چھپا رکھا ہے آخر انسان ہے بفرض محال اگر ہمنے چھپایا بھی
ہے تو ہمیں ہوگا خود ڈھونڈ لے۔ اوسنے کہا کہ اگر میں اوسکو نکالوں تو کوئی مزاحم
نہ ہو۔ میں اسکی یہ گفتگو سنکر نہایت ہی متعجب ہوا۔ مگر مجھے یہ معلوم ہوگیا تھا کہ یہ سحر یا شعبدے ہے
اسلئے اوسکی کیفیت دیکھنے کے لئے اجازت دی اور کہا کہ ہان جہان سے تیرا
باپ ملے نکال لے اوسنے فوراً ایک حجرہ کیطرف جانے کا قصد کیا جہان میرا
توشک خانہ تھا۔ وہاں کے پہرے والے اوسے حجرے میں جانے کے لئے مزاحم
ہوئے۔ تب اوسنے فریاد کی اور کہا کہ دیکھو مجھے میرے باپ سے ملنے نہیں
دیتے۔ شجاعت خان آئے اور اوس لڑکے سے کہا کہ اگر یہان سے تو اپنے
باپ کو نہ نکالے گا تو تجھے معقول سزا دینگے۔ چل کہان ہے۔ یہ کہکر دونوں
شخص اوس حجرے میں داخل ہوئے شجاعت خان کا یہ بیان ہے کہ جب ہم
دونوں حجرے کے اندر داخل ہوئے تو کیا دیکھا کہ وہ ایک ہی جگہ پر مشکیں کسا ہوا
پڑا ہے۔ اور ایک سکتے کی سی حالت ہے۔ یہ دیکھکر نہایت حیران ہوئے۔
وہ لڑکا اوسکی مشکیں کھولکر اوسے باہر لایا اور کچھ پانی دم کرکے پلایا جس سے
وہ ہوش میں آیا۔ تماشائی یہ دیکھکر نہایت خوش ہوئے۔ واقعی یہ ایک ایسی چیز ہے
کہ یقین آنا ایک عجیب ہے۔ ناظرین ہذا بھی ممکن ہے کہ ضرور متعجب ہوں گے۔
مغرب تک اوسنے ایسے بہت سے شعبدے دکھائے۔ ساڑھے چھ بجے
کے قریب تماشا موقوف کیا گیا۔ پچاس روپے ایک دوشالہ اوسکو انعام دیا۔

دئے۔ وہ بہت خوش ہوکر چلا گیا۔ اسکی سکونت جو دریافت کی گئی تو اوسنے اپنے کو لکیوار کا باشندہ بیان کیا۔ مگر اسنے یہ عمل اور تشدید سے بنگالے مین جاکر حاصل کئے۔ آخر بین شب کو حسب عادت آٹھ بجے کہانا کہا یا دس بجے استراحت کی۔ فقط باقی آئندہ۔

راقم

کشن پرشاد عفی عنہ

اسباب ترقی و تنزل مسلمانان

تلک الایام نداولہا بین الناس

تاریخ عالم پر نظر رکھنے والوں پر پوشیدہ نہ ہوگا کہ ربُّ العٰلمین نے کبھی کسی قوم کو برتری دی۔ کبھی کسی قوم کو نیچا دکھایا۔

وفضلنا بعضکم علی بعض

مگر ہر قوم کی ترقی کے بھی اسباب ہین اور تنزل کے بھی اسباب ہین۔ نہ کوئی بے وجہ ترقی کرتا ہے نہ کیسا بے وجہ تنزل ہوتا ہے۔

یون علوم و فنون تو ہر قسم کے اپنی اپنی جائے دلچسپ ہین۔ مگر قومونکی ترقی و تنزل کے اسباب کا علم جیسا دلچسپ ہے ویسا کوئی اور علم دلچسپ نہین ہے۔

پھر جو قوم کہ کسی زمانے مین سب سے زیادہ ترقی کر گئی ہو۔ مگر پھر اتفاق سے سب سے زیادہ پست ہو گئی ہو اوسکی ترقی و تنزل کا علم اور بھی زیادہ دلچسپ ہوگا۔

جو اقوام اس نوع مین داخل ہوتی ہین از انجملہ ایک یہ مسلمانونکی قوم بھی ہے۔

انکو عروج بھی کسی زمانے مین ایسا ہوا کہ یہ آسمان کے تارے بن گئی اور پھر گری بھی تو ایسی کہ سیدھی اسفل السافلین کو چلی گئی ؎

بلبلو کس کو دکھاتی ہو عروج پرواز
ہم بھی اس باغ مین تھے سرو سے آزاد کبھی

اسلئے اس قوم مسلمان کی ترقی و تنزل کے اسباب کی تفتیش و تحقیق سب سے زیادہ دلچسپ

ہو گی۔

جسطرح کسی مرض کا علاج نہیں ہوسکتا جب تک کہ اوّل اوسکی صحیح صحیح تشخیص نہ ہوجائے اسیطرح کوئی قوم ترقی نہیں کرسکتی جب تک کہ اوسکو اسکے تنزل کے اسباب معلوم نہ ہو جائیں۔

پہلے تو برسوں ہم مسلمانوں کو اپنے تنزل کا یقین ہی نہیں آیا۔ ہمارا وہی حال رہا جو کہ کسی ابیونی کا ہوا تھا۔ جو سقف پر سے گرنے کے بعد اپنے نوکر سے پوچھنے لگا تھا کہ

"میاں نوکر ہم گرے یا تم"

اور جب نوکر نے کہا کہ "میں نہیں گرا آپ گرے"

تو آپنے فرمایا کہ

"ہم گرے تو ہارے رے"

اب مشکل سے ہمیں اپنا گرنا معلوم ہوا ہے۔ مگر یہ اب بھی معلوم نہیں ہوا کہ اوّل ہم کیونکر بلند ہوگئے تھے پھر اب کیونکر اتنے نیچے گر پڑے

جہانتک میرا علم ہے اس بارے میں شور و غل تو قوم نے بہت مچایا۔ مگر اب تک کوئی ایسا مستقل رسالہ یا کتاب اس بارے میں نہیں لکھی جس سے یہ معلوم ہوسکے کہ ہم کیونکر بڑھے تھے اور پھر کیونکر گھٹے۔

اور مریض کا اچھا ہونا مشکل ہے جبکہ معالج کو معلوم نہ ہو کہ مریض کیونکر بیمار ہوا کیا وجہ اور کیا اسباب اسکے مرض کے ہیں۔

صرف اتنا معلوم کرلینا کہ مریض کو بخار ہے۔ مگر یہ معلوم نہ کرنا کہ بخار کس قسم کا ہے

کیونکر عارض ہوا چنداں فائدہ نہیں دیتا - ہماری قوم کو یہ تو خدا کر کے معلوم ہوگیا ہے کہ وہ بیمار ضرور ہے - مگر یہ ابھی تک معلوم نہیں ہوا کہ اوسکو بیماری کیونکر لاحق ہوئی اور وہ بیماری کس قسم کی ہے - جب تک یہ معلوم نہ ہو علاج محال ہے - سہ

این خیال است و محال است و جنون -

تندرستی کے متضاد حالت کا نام مرض ہے - اور اگر میں غلطی پر نہ ہوں تو اصلی حالت انسان کی تندرستی ہے اوسکے زائل ہونے سے بیماری آتی ہے - یہ نہیں ہوسکتا کہ آن واحد میں انسان تندرست بھی ہو اور بیمار بھی ہو - یا یوں کہو کہ عدم صحت کا نام مرض ہے -

جب تک حالت صحت کو انسان نہ سمجھتا ہو کہ وہ کیا شئے ہے - اوسوقت تک علاج سے اوس حالت پر پھر پہونچنے کی امید کرنی فضول ہے -

صحت و مرض توام ہیں - جب تک انکے حالات متضادہ سے واقفیت نہ ہو - انکے مابہ الامتیاز کا علم نہیں ہوتا - اور جب تک یہ علم حاصل نہ ہو فائدہ بیّن نہیں ہوتا -

اسیطرح ترقی و تنزل قومی بھی توام ہیں - یا یوں کہو کہ تنزل عدم ترقی کا نام ہے جب ترقی سے انسان بے خبر ہو تو تنزل سے وہ کیا واقف ہوگا -

اسی لحاظ سے مدت سے میرا یہ ارادہ تھا کہ مسلمانوں کی ترقی و تنزل کے اسباب پر ایک آلیسے جواب مضمون لکھا جاوے - اور سب قوموں نے اپنی اپنی ترقی و تنزل کے اسباب معلوم کر لئے ہیں - مگر ہمارے ہماری قوم ہم میں سے کسیکو اب تک اپنی قوم کی ترقی و تنزل کے اسباب معلوم نہیں ہوئے - وہ جانتے ہیں کہ کبھی ہم ترقی کے اوج فلک پر تھے

مگر معلوم نہین کہ وہ کیون اس قدر بلند ہوگئے تھے۔ وہ جانتے ہین کہ اب ہم تنزل کے درجۂ تحت الثریٰ مین گر پڑے مگر نہین معلوم کہ کیون یہ پستی ہمارے اعدا کو نصیب ہوئی

قاعدہ ہے کہ جو قوم جسقدر زیادہ ترقی کر گئی ہو اور پھر بعد اوس ترقی کے جس قدر زیادہ وہ پست ہو گئی ہو اوسیقدر اوسکی ترقی و تنزل کے اسباب دریافت کرنے مشکل ہون گے۔

ہماری قوم کا بھی یہی حال ہے۔ مگر افسوس ہے کہ دنیا کے کروڑون مسلمانون مین سے ایک بھی اسطرف توجہ نہ کرے۔

قاعدہ ہے کہ جو شے زیادہ مشکل ہو اوسکے حصول کے لئے اور زیادہ کوشش کرنی چاہیے لیکن ہماری قوم اگر وہ اس قاعدہ پر چلتی رہتی تو تنزل اوسکے اعدا کو کیون نصیب ہوا ہوتا۔

مین نے اعتراف کیا ہے کہ یہ مشکل کام ہے مگر اسکے مشکل ہونے سے خواہ مخواہ یہ لازم نہین آتا کہ جسطرح یہ مضمون صدیون سے یون ہی اچھوتا پڑا ہوا ہے اب بھی اوسے یون ہی اچھوتا پڑا رہنے دین نہین ہرگز نہین بلکہ مناسب یہ ہے کہ اس مضمون پر ساری قوم مغرب سے لیکر مشرق تک اور شمال سے لیکر جنوب تک غور کرے اور جو اسباب معلوم ہون اونکو ضبط تحریر مین لاوے۔

جس قوم نے پستی سے بلندی پر آنا چاہا ہے اوسنے ایسا ہی کیا ہے۔ اگر ہماری قوم بھی پستی سے بلندی پر آنا چاہتی ہے تو ہم کو بھی ایسا کرنا چاہیے ورنہ

دماغ بیہودہ پخت و خیال باطل بست

کی پھبتی ہم پر صادق آئے گی۔

اس مضمون کا دقیق ہونا اس امر کا مقتضی ہے کہ اسپر جواب مضمون انعام دیکر لکھوائی جاوین۔ پیشتر از انکہ جواب مضمون لکھنے کے لئے کوئی شرائط تجویز ہون۔ اوّل اسمضمون کو چند شعبون مین تقسیم کر دینا چاہئے تاکہ تحریر مین وہ تشنئہ نظر انداز نہ ہون۔

"اسباب ترقی و تنزل قوم مسلمانان"

اوّل (الف) مسلمانون کی ترقی و تنزل کے اسباب کیا تھے۔

(ب) کب سے مسلمانون نے ترقی شروع کی۔

(ج) کب تک وہ ترقی کرتی چلی گئی۔

(د) کب اونکی ترقی کی رفتار ٹھیر گئی۔

(ہ) کب تک وہ اس سکون کی حالت مین ٹھیری رہی۔

(و) کب سے اونکو تنزل شروع ہوا۔

(ز) کب اونکا تنزل درجہ انتہائی کو پہونچا (یا سے درجہ انتہائی کو پہونچا۔)

(۱) یا یون کہو کہ مسلمانونکی ترقی کا آفتاب کب طلوع ہوا۔

(۲) کسوقت سے کسوقت تک اوسمین روشنی بڑہتی گئی۔

(۳) کسوقت وہ نصف النہار پر پہونچا۔

(۴) کتنی مدت وہ نصف النہار پر ٹھیرا رہا۔

(۵) کسوقت سے اوسکو زوال شروع ہوا۔

(۶)* اور آخر کس وقت وہ غروب ہوگیا (یا سے غروب ہوگیا)

دوم - اسبابِ ترقی و تنزل پر بحث کرتے وقت یہ امور مدنظر رہیں -

(۱) ترقی و تنزل کی تعریف کیا ہے -

(۲) کن کن امورِ دینی و دنیاوی مین کون کون سے علوم و فنون مین مسلمانون نے ترقی کی تھی -

(۳) کون کون سے علوم و فنون ہین وہ موجد و مخترع ہا سمجھے گئے ہین -

(۴) کون کون سے علوم و فنون مین اونھون نے اصلاح کی تھی -

(۵) ترقی زمانہ حال اقوام یورپ کے اوپر مسلمانون کی اوس ترقی کا کچھ اثر پڑا یا نہین - یا یون کہو کہ وہ ترقی اوس زمانہ حال کی ترقی کے کارآمد ہوئی یا نہین ہوئی -

یا یہ کہ اگر مسلمانون نے وہ ترقی نہ کی ہوتی تو یہ ترقی اس درجہ پر ابھی پہونچی ہوتی یا نہین -

(۶) مسلمانون کی اوس زمانے کی ترقی کو زمانہ حال کی ترقی اقوام یورپ سے آج کیا نسبت ہے - مقابلہ کر کے دکھانا چاہئے -

(۷) مذہب اسلام کو مسلمانونکی ترقی اور تنزل مین کچھ دخل اور تعلق تھا یا کچھ دخل اور تعلق نہ تھا - مطلب یہ کہ مذہبِ اسلام مسلمانون کی ترقی کا معاون تھا یا مانع - یا نہ معاون - نہ مانع یعنے نیوٹرل -

---

نوٹ - یہ امر مسلم مان لیا گیا ہے کہ مسلمانون نے ضرور ایک زمانے مین ترقی کی تھی - منہ

یا مانع یا نہ معاون نہ مانع یعنی نیوٹرل۔

جیسی صورت ہو بیان کرنی چاہیئے۔

(۸) مسلمانون کی ترقی اور تنزل کے اسباب کی تفتیش اور تحقیق مین کُل عالم کے مسلمانون پر نظر رکھنی چاہیئے اور متقابلہ کر کر بتانا چاہیئے کہ جب اسلامی دنیا کی فلان قطع مین مسلمانونکی ترقی و تنزل کا یہ حال تھا تو مقابلے اوسکے دیگر اقطاع عالم کے مسلمانونکی ترقی و تنزل کا کیا حال تھا۔ متقابلہ ہر خطے کے مسلمانونکا ظہور اسلام سے تا دم حال ہوتا چلے۔ اگر ایک خطہ عالم کے مسلمانون کا حال دوسرے خطہ عالم کے مسلمانون کے حال سے کم و بیش یا برعکس ثابت ہو تو اس حال کم و بیش یا برعکس کیوجہ موجبہ بتانی چاہیئے۔

اسمین شک نہین کہ تمام اقالیم عالم کے مسلمانون کے اسباب ترقی و تنزل پر غور کرنے کے واسطے (یونیورسل ہسٹری) تاریخ عالم سے ایک وسیع واقفیت درکار ہے مگر اس سے ہمین چارہ نہین اگر ہم یہ نہ چاہین تو ہمارا کام ادھورا رہیگا۔ ہمین ایک محدود اقلیم کے مسلمانونکے اسباب ترقی و تنزل کی تلاش نہین ہے۔ بلکہ ہم کل عالم کے مسلمانون کی ترقی و تنزل کے اسباب دریافت کرنا چاہتے ہین۔ عام اس سے کہ وہ عرب مین رہتے ہون یا مصر مین شام مین یا افریقیہ مین۔ ایران مین یا اندلس مین چین مین۔ یا جاپان مین۔ ترکی مین یا ہندوستان مین وغیرہ وغیرہ۔

سوم۔ کیا مسلمانون کی ترقی فی زمانہ کے واسطے ضرور ہے کہ وہی اسباب

پر ترتیب ہوں ۔ جیسے اونکی ترقی اوّل ہوئی تھی یا اونکی اس زمانہ کی ترقی کے
واسطے ان اسباب سے مغائر اسباب کی بھی فی زماننا ضرورت ہے ۔ یا یہ
کہ کچھہ تو وہ پہلے اسباب ہوں اور کچھہ اور اسباب ہونے چاہیں ۔
سیوم ۔ ترقی زمانہ حال کی راہ مین مذہب اسلام سد راہ ہوگا یا نہ ہوگا ۔
جو واقعات بیان کئے جاوین وہ بے سند نہ ہون اور جو رائے قائم
کیجاوے وہ بے دلیل نہ ہو ۔

چہارم ۔ میرا ارادہ تہا کہ کل عالم کے مسلمان اہل الرائے سے اور دیگر اقوام کی
اہل الرائے سے بذریعہ اشتہار کے عرض کیا جاوے کہ وہ اس مضمون پر
آٹیکل جواب مضمون لکھیں ۔ چنانچہ اب وہ ارادہ قوہ سے فعل مین آیا
آٹیکل نویسی کے متعلق امور ذیل پر لحاظ رہے ۔

(۱) جسکا آٹیکل سب سے عمدہ ہوگا اوسے پانسو روپیہ انعام ملیگا اور جسکا
آٹیکل دوم درجے پر رہیگا اوسکو ۱۵۰ روپیہ انعام ملیگا ۔
(۲) مضمون نگار کو اختیار ہے کہ خواہ انگریزی مین خواہ فارسی مین خواہ
اردو مین اپنا مضمون لکھے ۔
(۳) جملہ جواب مضمون ایک سلکٹ کمیٹی کے ممبر دیکھینگے اور وہ اپنی رائے
دیگی کہ سب مین سے کونسا جواب مضمون اوّل درجہ کا ہے اور کونسا
دوم درجہ کا ہے ۔ سلکٹ کمیٹی کا انتخاب بعد مین اہل الرائے کے
مشورہ سے اوسوقت ہوگا جب وہ اس مسودہ کو پسند کرینگے ۔

(۴) سلیکٹ کمیٹی جملہ جواب مضمون کا ایک خلاصہ بھی چھپا ہے گی اور ان
دونون رسالونکو بھی اپنے خرچ سے چھپوا کر مشتہر کرے گی۔

(۵) ان دونون انعامی رسالون کا حق تصنیف کمیٹی کو حاصل ہوگا۔
مصنفون کا حق تصنیف سے کچھ واسطہ نہ رہیگا۔

(۶) جواب مضمون فولس کیپ کاغذ کی تقطیع پر لکھا ہوا ہوگا اوسکا حجم
۱۰۰ صفحہ سے کم نہین ہوگا اور ایک صفحہ مین ۱۶ سطرون سے
کم نہ ہونگی۔ سلیکٹ کمیٹی کا ممبر اگر ایسے لکھیگا تو وہ انعام کا مستحق
نہ ہوگا۔

(۱) اس کام کے واسطے دو ہزار روپیہ درکار ہوگا ۱۰۰۰ تو انعام کے واسطے اور ۵۰۰ ۵۰۰ ہر دو رسالون اور سلیکٹ کمیٹی کی رپورٹ چھپوانے
کے واسطے۔

(۲) چالیس خیر خواہان قوم ۵۰ ۵۰ روپیے دیدین۔ اس تھوڑے
سے کام کے واسطے سارے ملک سے چندہ مانگنے کی ضرورت
نہین ہے جو صاحب ۵۰ روپیے چندہ دین وہ کمیٹی ترقی خواہ
مسلمانان کے ممبر تصور ہونگے جو کمیٹی یہ کام کرے گی اوس کا یہی نام
ہوگا۔

(۳) اور اونہین کے مشورہ سے ان مین سے خواہ اور اشخاص مین سے
بھی ۱۰ آدمی واسطے سلیکٹ کمیٹی کے منتخب ہونگے۔ جو آمدنی ہر دو رسالو

اور سلکٹ کمیٹی کی رپورٹ کی فروخت سے ہوگی۔ وہ اِس کمیٹی کو اختیار ہے جسطرح چاہے مسلمانون کی بہبود و فلاح مین خرچ کرے۔

(۴) جو کہ مین مجوز ہون اسلئے سب سے پہلے مین اِسکام کے واسطے ۵ دیتا ہون اور جو صاحب چاہین اِس کارِ خیر مین شریک ہون اگر کوئی صاحب اپنی خوشی سے زیادہ چندہ دینا چاہین تو اونہین اختیار ہے۔

(۵) قوم کے ہر فرد بشر کو اِس مسودہ کی ترمیم و اصلاح کا اختیار ہے۔

(۶) جب تک [illegible] اشخاص کا چندہ جمع نہ ہو جاوے اوسکی اصلاح اور ترمیم جاری رہے گی۔ پھر ان چالیس اشخاص کی کثرت رائے سے ترمیم کے بعد مسودہ چھاپ دیا جاوے گا اور پھر اوس کے بموجب جواب مضمون لکھنا ہوگا۔

(۷) اگر سر سیّد احمد خان صاحب بہادر منظور فرماوین اور امید ہے کہ وہ ضرور منظور فرماوینگے تو یہ چندہ اونکے پاس جمع ہو اور اونکے مشورے سے یہ تجویز سر انجام پاوے۔

(۸) جو صاحب چاہین اِسپر رائے دین کہ اگر کسی اخبار مین اِسکے متعلق رائے چھپوادین تو وہ اخبار میرے پاس بھیجدین۔ اور جو صاحب خط کے ذریعے سے رائے دینا چاہین وہ خط میرے پاس بھیجوادین۔

(۹) قومی اخباروں سے التماس ہے کہ اس مضمون کو قومی فلاح کا کام تصور فرما کر ایک دفعہ ضرور اس اشتہار کو اپنے اپنے اخبار میں پورا پورا چھاپ دیں۔

المجوّز

المفتخر الی اللہ الرفیع
عبد الاحد شفیع
تحصیلدار پنڈی گھیب ضلع راول پنڈی۔ پنجاب

حسن۔ تجویز مصرحہ بالا سے مجھکو پورا اتفاق ہے باوجود اسکے کسیقدر توسیع چاہی جاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ تجویز میں زیادہ تر پچھلے کارناموں کی ازسرنو تشریح چاہی گئی۔ ازالہ مرض کے لئے تشخیص مرض لازمی ہے مگر بعدہ معجون مقوی کی ضرورت ہوتی ہے جو نشو نما کے لئے فرض ہے۔ اب چونکہ مسلمانوں کی حالت بحثیت قوم یکساں نہیں ہے بیشک تنزل سب جگہ ہے لہذا مدد ودر بمناسبت ملکی نہ کہ قومی مقرر کرنی چاہئے اور اوسی لحاظ سے صاحب مضمون کو بیماری کا مختص المقام ممکن الوقوع علاج بتلانا چاہئے مسلمانوں کو کہیں تنزل رکھنا اور کہیں ترقی کرنا اور کہیں اپنی حالت پر قایم رہنے کی کوشش کرنا ہے پولیٹکل اور سوشیل بیماریوں کا ایک علاج ممکن نہیں اور یہ بھی مسلم مسئلہ نہیں کہ ایک کی اصلاح سے دوسرے کی تکمیل ہو جاتی ہے گر گر کے سنبھلتا کیونکہ ہوتا ہے کوئی قومی مثال بتلائی جائے اور موجودہ حالت کو اوس قوم کی اوس حالت سے جب گر کر سنبھلنے والی تھی موازنہ کیا جائے۔ اور دونوں کی ترقی کے سامان دکھلائے جائیں۔ مسلمانوں کا قومی تنزل انتہائی کو ہو نچا میرے رائے [illegible]

اسپیچ

جناب نواب عماد الدولہ بہادر بموقع تقسیم انعام مدرسۂ عالیہ

واقع ۲۰ جنوری سنہ ۱۸۹۰ء

حضرت بندگان عالی مسٹر فٹیز پٹرک لیڈیز اینڈ جنٹلمین!

اس موقع پر رسم و عادت کے بموجب اور حسب اجازت حضرت بندگان عالی ہاڈسن صاحب کی سالانہ رپورٹ کی نسبت جسکو آپ ابھی سماعت فرما چکے ہین مجھے دو کلمے عرض کرنا ضرور ہین — ہاڈسن صاحب اپنی رپورٹ مین جن مطالب کو بیان کر چکے ہین اونکا بارِ دگر آپ کے سامنے اعادہ کرنا محض سامعہ خراشی ہے۔ رپورٹ مین جسقدر واقعات بیان ہوے ہین اور اون کی تفصیل اور توضیح مین جہان تک ہندسے دکہائے گئے ہین وہ خود اپنی حقیقت آپ بتاتے ہین شرح و بیان کے محتاج نہین اور اِن واقعات اور ہندسون سے جو نتائج مسٹر ہاڈسن نے نکالے ہین اونکی تصدیق مین اپنے علم و یقین سے کرسکتا ہون وہ سب درست ہین۔ اب میرے ذمہ فقط ایک ناشکور کام یہ باقی رہگیا ہے کہ مسٹر ہاڈسن کی بعض شکایتون کی طرف سامعین کو متوجہ کرون۔ اگرچہ صاحب موصوف نے اپنے خلق و ملاحظہ سے اون

حسن — عالیجناب نواب عماد الدولہ بہادر سو کے سید حسین صاحب کی اسپیچ ناظم صاحب کی خاطر خواہ ترجمہ نہ ہونے سے اب تک چھپ نہ سکی تھی تفنن مضمون کی قابلیت اور سچے دلسوز الفاظ کی صلاحیت کچھ ایسی واقع ہوئی ہے

شکایتونکو زیادہ وقعت کے ساتھ یاد نہین کیا ہے - اوّل شکایت کثرت کار کی ہے
مین افسوس کے ساتھ عرض کرتا ہون کہ اگرچہ ہمارے سررشتہ نے یکے بعد دیگرے متعدد
مدارس ہاڈسن صاحب کے حوالے کر دئے ہین مگر اس بارگران کے تحمل کے مقابل اونکو مدد
دینے سے ہم مجبور رہے ہے - آپ حضرات بمشکل یقین فرماوینگے کہ آج مسٹر ہاڈسن چار مختلف
مدرسونکے صدر مدرس ہین جن مین سے ایک کالج ہے اور ان چارون مدرسونکی نگرانی
کے علاوہ تمام دن درس مین بھی مصروف رہتے ہین - چونکہ اس زمانے مین ہاڈسن صاحب
نے مسئلہ نکاح مین بہت خوض و غور کیا ہے اور دلچسپ بحث پر لکچر دیا گئے ہین اسواسطے
شاید خالی از شائبہ مناسبت نہ ہوگا - اگر مین تمثیلاً عرض کرون کہ صاحب موصوف کی مثال
اوس مرد مسلمان کی ہے کہ جسکی چار بیویان ہون اور ہر ایک عدل شرعی کے متوقع ہو آپ
خوب تصور فرما سکتے ہین کہ ایسے (بصیغہ مبالغہ) متاہل شخص کی کیا حالت ہوگی اور مین آپکو
یقین دلاتا ہون کہ چار بڑے روبہ ترقی مدرسونکی صدارت کرنا اور اوسکے ساتھ درس کی
مزدوری بھی کرنا ضیق و تنگی مین اوس سے کم نہین ہے - مین صاحب موصوف کے ساتھ
پوری ہمدردی کرتا ہون کیونکہ مجھکو تجربے سے تعدد درس (نہ تعدد نکاح) کی مشکلین

کہ وہ منظر اندازہی نہین ہوسکتی بلکہ جو خط و خال حیدر آباد کی موجودہ حالت کا انہون نے اپنی یادگار اسپیچ مین کھینچا ہے
وہ ہرگز ہرگز ابنائے دلن کی نظرون سے بے اثر کئے ہوئے گذر جانے والے نہین ہین اور اسلئے اسپیچ ہماری
نظر مین یہ اسپیچ صرف آج نہین بلکہ آئندہ بھی کسی زمانہ مین مردہ ہوجانیوالی نہین ہے اور ہم نے مناسب
نہ سمجھا کہ یہ اسپیچ بغیر اپنی مبارک کے جسکا دینا ہمارا فرض منصبی ہے گذر جاتے - نواب عماد الدولہ بہادر کی
اسپیچ مین مجرا مجرد تحریک تعلیم ہے اور انہون نے بطور اعلان عام یہ بیان کردیا ہے کہ اسکے خدمات کے لئے

معلوم ہین - مگر مجھے افسوس ہے کہ ہاڈسن صاحب کو تخفیف کار کی اوسوقت تک امید نہین دلا سکتا جبوقت تک طبیعیات کے مدرسی پر جسکی منظوری مدار المہام سرکار عالی فرما چکے ہین کوئی شخص ولایت سے مقرر ہو کے نہ آجائے -

مسٹر ہاڈسن کی دوسری شکایت یہ ہے کہ بعض شاگردون کی حاضری برابر نہین ہوتی یا دوسرے لفظون مین اسطرح کہا جائے کہ بعض شاگرد ایک خاص درجے تک ترقی کرنے کے بعد توجہ کم کر دیتے ہین اور اکثر غیر حاضر رہتے ہین - یہ عادت طلبہ کی نہ فقط برہم زنی بیخ انتظام ہے بلکہ اگر وہ سمجھین تو اونکی ساری عمر کی صلاح و فلاح کو برباد کرتی ہے -

ہمارے رئیس وقت حضرت بندگانعالی ہزارون روپے اس غرض سے صرف کرتے ہین کہ امراء و اعزہ جیسے ملک کے دانشمند مدبر ملک کے انتظامی کامون مین مدد لینے کی آرزو رکھتے ہین زدولتِ علم سے فیضیاب ہون -

اگر حیدرآباد کے امراء و اعزہ دیدہ و دانستہ اس چشمۂ فیض سے بہرہ یاب نہ ہون - اگر اونکے آئینۂ دل مین یہ خیال تشکل ہوا ہو کہ تنبلی و تن آسانی وجہالت و بے قیدی کے باوجود بھی عمر نام آوری یا کامیابی کے ساتھ انجام کو پہونچ سکتی ہے تو اونکو جاننا چاہیے کہ یہ اونکا محض خیال خام ہے - امراء و اعزہ و منصب داران و جاگیرداران حیدرآباد کو یاد رکھنا چاہیے

علمی قابلیتون کے اور کوئی شے معیار نہین قرار دیجا سکتی اور وہ دن گئے کہ جب محض ہمدم سلطان بود کے بھروسے پر اعلیٰ خدمت مل سکتی تھی یہ ایک ایسا مفید سبق ناظم تعلیمات نے دیا ہے جسپر اگر ارباب وطن نے غور کیا اور جو کچھ بھی سیجے اعزاز کا لحاظ کیا تو حیدرآباد کی دنیا کا رنگ تبدیل ہو جائے گا ورنہ بقول ناظم صاحب جواب دہ عہدہ ن کی باگ رفتہ رفتہ لائق ادمیون کے ہاتھون مین کو وہ کوئی ہون اور کہین کے ہون سونپی جاتی رہیگی کیونکہ محال است کہ ہنرمندان بمیرند و بے ہنران جای ایشان گیرند -

کہ رنگ انتظام ملک کا بدل گیا ہے۔ جو کل حالت تھی وہ آج نہین ہے۔ اور جو حالت آج ہے
کل نہ ہوگی۔ کایا پلٹ رہی ہے۔

حاکمان وقت و مدبران ملک روز بروز باقاعدہ کارپردازونکی جستجو مین زیادہ تر حریص ہوتے
جاتے ہین۔ اور تھوڑے ہی عرصے مین وہ شئے جسکو عوام الناس مطلائی انتظام سے تعبیر کرتے
ہین مثل خواب و خیال کے مفقود ہوجاوے گی۔ مین آپ کو یقین دلاتا ہون کہ جوانان حیدرآباد
کو ضرور ہوگا کہ اپنے آپ کو عمدہ اور باقاعدہ طور پر سرکاری کام کرنے کے لایق بنائین ورنہ
بمجبوری ایسے لوگ جنہون نے عمدہ اور باقاعدہ طور پر کام کرنے کی لیاقت حاصل کی ہے
باہر سے آئین گے اور جوانان حیدرآباد مُنہ دیکھتے رہجائین گے۔ شاید یہ کلمہ جو مین عرض
کرتا ہون بعض سامعین کو تلخ و ناگوار گذرے گا۔ مگر حق دوستی اور خیر خواہی یہی ہے کہ کتنا ہی تلخ
کیون نہ ہو۔ کلمۂ حق سے دریغ نہ کیا جائے۔

اکثر سنا جاتا ہے کہ علم کو محض علم کیلیے غرض سے طلب کرنا چاہئے۔ حکیم کی زبان پر یہ کلمہ زیب دیتا ہے
ہم کو بگوش ہوش سننا چاہئے۔ مگر ہماری زبانون پر جو ایسے لوگونکی تربیت مین مصروف ہین جنمین سے
اکثر کا نان شبینہ تحصیل علم پر موقوف ہے یہ نصیحت لایق قبول اور پذیرائی نہین۔ مجھے
بمجبوری اقبال کرنا پڑتا ہے کہ بعد تجربہ اپنے ملک کی عام تعلیم کو مین جلب منفعت اور
دفع مضرت کی نظر سے دیکھنے لگا ہون۔ ہماری اصلی غرض یہ ہے کہ جو علم ہم سکھاتے ہین
وہ ہمارے شاگردونکے کام آئے۔ زمانہ ہم کو اسقدر فرصت نہین دیتا کہ ہم فیلسوف اور
حکیم بنانے کی کوشش کرین۔ ہم کو تو سردست یہ ضرورت درپیش ہے کہ ہم صوبہ دار تعلقہ دار
منتظم افسران کوتوالی اچھے اچھے مہیا کرین۔ پس میری نصیحت ان جوانونکو جو آجکل

جلسے مین حاضر ہین یہ ہے کہ مدرسے کا ننہا نہ فکر فردا مین صرف کرو - اِس جنگ زرگری مین جسکا نام معیشت دنیا ہے فتحمند ہونے کے لئے سلاح پیدا کرو - اپنے حافظہ کو کار آمد معلومات سے مالامال کر لو - عرفانِ نفس تحمل - وقار پیدا کرو - اپنی خواہشون پر حاکم بننے کی کوشش کرو - یہ وہ ہتہیار ہین جو کبھی خطا نہین کر سکتے - یہ وہ یار و مددگار ہین جو کبھی دغا نہین دیتے یہ بھی یاد رکھو کہ کیا مدرسہ اور کیا دنیا مین گنج کامیابی کی فقط ایک کنجی ہے اور وہ ڈسپلن یعنے تربیت ہے - ڈسپلن اور تربیت سے مراد ہے کہ جسمین مربی یا اوستاد ایک قاعدہ و قانون مقرر کر کے شاگرد کو پابندی پر مجبور کرتا ہے اور کسی حیلے سے اوسکے ضوابط کو ٹوٹنے نہین دیتا - اور خلاف ورزی جائز نہین رکھتا - مگر آج مین اِس معنی کو زیادہ وسعت دیکر دوسرے پیرایہ مین تمہارے سامنے بیان کیا جاتا ہے ہم سب جانتے ہین کہ اگر دنیا کیطرف آنکھ اوٹھا کے دیکھو تو اِس بوقلمون تماشا گاہ مین ایک تماشا جو سب سے زیادہ کثرت سے ہماری نظرون سے گذرتا ہے وہ انسان کی خطاکاری اور کجرفتاری ہے اور پھر خطا کی بھی ہزارون صورتین ہین - بعض وہ چھوٹی چھوٹی غلطیان ہین جنکو دیکھکر تماشائی مسکرا دیتے ہین اور بعض وہ جانگداز خطائین ہین کہ جسکے مرتکب کو خون رونا اور جان کھونا پڑتا ہے -

اب ملاحظہ فرمائیے کہ جس شخص نے دنیا مین زندگانی کرنے کے لئے اوّل سے تربیت نہین پائی ہے وہ دنیا کی کج راہون کو اندھون کی طرح طے کرتا ہے - بھولتا ہے - بھٹکتا ہے - ٹھوکرین کھاتا ہے - وہ صدمے اوٹھاتا ہے جنکے نشان تا ابد اوسکے پوست و استخوان سے نہ مٹین -

عمدہ اور عاقلانہ تربیت کا یہ کام ہے کہ بچونکو کم سنی مین اسطرح پرورش کرے کہ جوانی کی خطاؤن سے
بچتے رہین - بالکل تو کیا بچ سکتے ہین مگر ہان اون کی تعداد مین کمی اور اون کی شدت
مین خفت ہو جائے جس طرح ٹیکا لگانیوالا دو چار خفیف چوکے نشتر کے لگا کر چیچک کی
سخت اور خوفناک اذیت سے بچونکو محفوظ کر دیتا ہے - مین نے خفت کا لفظ قصداً
استعمال کیا ہے کیونکہ یہ تو خوب معلوم ہے کہ انسان بغیر کھوئے نہین سیکھتا - بغیر
تکلیف اوٹھائے دنیا کا تجربہ نہین حاصل کرتا -

پس مین جوانان مدرسہ سے کہتا ہون کہ بخوشی اوستادون کی سختی سہو - تربیت کی
مصیبتین جھیلو - یاد رکھو کہ جو پند کی باتین جو عمدہ عادتین یہان تھوڑی زحمت اور تکلیف
گوارا کرنے سے سیکھ سکتے ہو ان مین سے ہر ایک آگے چلکر تمہارے آڑے آئے گی
اور تم کو ہزارہا ناگاہ مصیبتون سے بچائے گی -

اب آخر مین مجھے ایک فقرہ اور کہنا ضرور ہے وہ یہ ہے کہ مین کبھی باور نہین کر سکتا
کہ کسی مدرسے مین ڈسپلن کی سستی ممکن ہے بغیر اسکے کہ اوستادون کی طرف سے
اغماض ہو - یہ مجھے خوب معلوم ہے کہ اس ملک مین اور نیز دوسرے ملکون مین
بعض مہتممان مدرسہ اس خوف سے کہ کہین حاضری مدرسے کی کم نہ ہو جائے -
انتظام مین ہر طرح کی سستی جائز رکھتے ہین - اگرچہ یہ خطا اکثر اس سبب سے ہوا کرتی ہے
کہ لوگ تعداد طلبہ کی کثرت کو مدرسے کی خوبی کا معیار ٹھیراتے ہین جو ہرگز لائق اعتبار
نہین ہے - مگر اسمین شک نہین کہ یہ خطا خود ایک بڑی سخت خطا ہے - جو اسکے انتظام
[illegible] رہتا ہے - ایک

جلدِ دوم   حسن   نمبر ۸

طالبِ علم جسکی تربیت درست اور باقاعدہ طور پر ہوئی ہو۔ دنیا مین ہزار درجہ زیادہ اعتبار حاصل کرے گا بہ نسبت دس بیس بے تربیت طالب علمونکے جنہون نے طوطی کی طرح سبق یاد کر کے یونیورسٹی کے امتحانون مین کامیابی حاصل کی ہو۔ اوّل الذکر سے ہمیشہ یہ امید ہے کہ وہ مردانہ وار اپنے فرائض منصبی کو ادا کرتا رہے گا۔ ثانی الذکر شاید عبارت آرائی کر لین گے شکسپیر کے اشعار صفحہ کے صفحہ زبانی سنا دین گے مگر ان کو نہ کبھی اپنے اوپر اور نہ دوسرون پر حکومت کرنے کی لیاقت حاصل ہوگی فقط

ضمیمہ رسالۂ حسن

ہم ذیل میں اجرتی اشتہار بجنسہٖ درج کرتے ہیں۔ محمد یوسف منیجر رسالہ حسن

تدبیر نوجوانی

پیر کو کرتا ہے یہ روغن جوان

یہ روغن قوت باہ کے لئے حکم اکسیر اعظم کا رکھتا ہے جس سے پیران ہفتاد سالہ تک کو یکساں نفع ہوا ہے
اسکے استعمال میں کسی قسم کے پرہیز کی ضرورت ہے نہ آبلہ وغیرہ کا کچھ خطرہ رگ پٹھہ کو حیرت بخش استحکام
بخشتا ہے اور ہر قسم کے امراض نامردی کو خواہ کیسی سبب سے ہوں بجز خلقی اور مادرزاد نامردی کے اپنی معجز نما تاثیر سے
دفع کرتا ہے اور صرف ایک ہفتہ کے استعمال سے فائدہ کامل ہوتا ہے۔ ترکیب کاغذ ہمراہ تیل کے ملتا ہے
قیمت فی شیشی عہ محصول ۵ر اور ہر ایک شیشی میں ایک تولہ روغن رہتا ہے۔

دوائی عجیب یعنی کشتہ زمرد

زمرد کا کشتہ جو بہت مناسبت تیار کیا گیا ہے چار حصہ چاول کی برابر خوراک ہوتی ہے قیمت پنجوراک عہ یا گیارہ روز کی خوراک
یا گیارہ روز کی خوراک میں بفضلہ فائدہ کلی ہوتا ہے **خواص آن** یعنی برائے قوت باہ اور تمام امراض
متعلقہ اسکے خواہ کسی قسم کے ہوں اور سوزاک کہنہ ہو یا جدید دافع جریان۔ مقوی دماغ و اعضاء رئیسہ
دائم و ضیق النفس و سرفہ کہنہ خواہ خشک ہو یا تر اور لاغری بدن اور دفع وبا ہیضہ میں حکم اکسیر کا رکھتا ہے
یعنی کیسی ہی مریض کی حالت ردی ہو کر خراب ہو گئی ہو بفضلہ صحت ہو گی۔

اکسیر حیات یعنی عرق نجاہ۔ امراض ضعف بصر و دماغ و صفائی خون و انواع درد و اقسام تپ جو بار
جو تیا۔ تپ دق۔ استسقا طحال۔ آتشک سوزاک جریان سفید داغ۔ ناسور۔ بواسیر خونی و بادی اور
سر انجوری اور چاندو نوشی سے جو خشکی لاغری اور ضعف جگر وغیرہ لاحق ہوتے ہیں سکو بغیر پرہیز دفع کرتا ہے
ایک بوتل ایک ماہ کو کافی ہے قیمت فی بوتل صمہ محصول عہ ر

عجیب چیز تحلیل بواسیر خونی و بادی و تحلیل درد سر کے لئے عجیب چیز ہے۔ پہلے ہی روز میں
ایک دو بار کے استعمال سے دفعتہ جریان خون دفع ہوتا ہے اور تین ہفتہ میں بفضلہ درد سر بالکل دفع ہو جاتا ہے

اور پھر کبھی عود نہیں کرتے وزن عرق ۶ ماشہ قیمت ۸ محصول ۴ ر

جہان نما - اس عرق کے لگانے سے آنکھوں کی روشنی تیز ہوتی ہے جو بیلے درد و دھند سرخی چشم جملہ بیماریوں کو دفع کرتا ہے قیمت ۸ محصول ۴ ر وزن عرق ۶ ماشہ -

خضاب نایاب

سپیدی مثل رنگ ڈھنگ ہی نادر خضاب کے   گویا کہ آمد آمد فصل شباب ہے

جیسے کہ عوام میں خضاب سے دقتیں واقع ہوتی ہیں ہر شخص پر ظاہر ہیں یعنی جو پہلے انھوں روز مہندی لگا کر باندھتے اور بعد تین گھنٹہ کے پھر وسمہ لگا کر باندھنا اسمیں قریب چھ گھنٹے کے وقت ضائع ہوتا ہے اور بال سیاہ ہونے کے سوا اور کوئی فائدہ نہیں اور نقصان بہت ظاہر ہے کہ مہندی اور وسمہ کا پانی جب دماغ میں جذب ہوگا نزلہ کے سوائے نقصان کے اور کوئی فائدہ نہیں جیسا کہ ایام سرما میں مثل سردی وغیرہ کے جسقدر کہئے بجا ہے ناظرین سے امید ہے کہ قیمت بھیجکر طلب کریں - اسمیں کوئی مبالغہ نہیں تھوڑی سی تعریف اسکی اجزا کی ظاہر کرتا ہوں -

دافع بالخورہ - خارش سر ضعف دماغ - علاوہ بریں خوشبو میں بہتر مثل کیوڑہ - باعث درازی و مفرح دماغ ہے - بالوں میں سختی نہیں دیتا ہے بلکہ ملائم رکھتا ہے سیاہی میں بالوں کو مقابل اصل بالوں کے کرتا ہے دوسرے روز بطور روغن چنبیلی لگانا ہوتا ہے کسی چیز سے باندھنے کی ضرورت نہیں دو تین مرتبہ روز لگائے تو بال مثل اصل بالوں کے سیاہ ہونگے کوئی تمیز نہ کرسکے گا کہ یہ خضاب ہے ایک بوتل میں ۳۰ روپیہ بھر یعنی ڈیڑھ پاؤ ہوتا ہے قیمت فی بوتل [illegible] علاوہ محصول نصف شیشی [illegible] چہارم شیشی [illegible] اس سے کم نہیں بکتی ہے

میرے شفاخانہ میں ہر قسم کا علاج ہوتا ہے -

اطلاع ضروری - واضح ہو کہ بہت سی سندی خطوط یعنی سرٹیفکیٹ جو صاحبان یورپین بہادران نے میرے عمدہ علاج کے ثبوت میں عطا فرمائے ہیں اور نیز ہندوستانی خطوط صحت - قریب ہزار بارہ سو کے موجود ہیں جو شاید اور کارخانوں میں نہ ہونگے - چاہیے کہ طلب فرما کر ملاحظہ ہوں میری ادویہ سے ہزاروں نے صحت پائی ہے اور بغیر سفارش بہت ملکوں کے سارٹیفکیٹ چھپے ہیں آدہ آنہ ٹکٹ بھیجکر طلب کریں کیونکہ بعض حکیموں نے اپنے شہر کے رئیسوں کی خوشامد کرکے

سارٹیفکٹ بنا ئے ہیں ۔ بس میرے سرٹیفکیٹ منگاکر ملاحظہ فرمائیں تاکہ دھوکا نہ ہو۔

ایک طول طویل فہرست ادویہ کی جو اخبار میں طبع کی گنجایش نہیں رکھتی اور جس سے لطف زندگی

تادم مرگ انسان قایم رہتا ہے قابل ملاحظہ ہے جو صاحب چاہیں کارخانے سے طلب کریں مفصل

کیفیت ادویہ کی فہرست سے ظاہر ہوگی۔

المشتہر ۔ حکیم ابوالحسن شفاخانہ حکیم صفدر حسین صاحب شہر بنارس محلہ دالمنڈی۔

مجرب و آزمودہ شربتیہ دوائین

امراض ذیل کی ادویہ شفاخانہ زبدۃ الحکما ڈاکٹر غلام نبی اڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور میں جو ۱۸۷۲ء

سے جاری ہوئی ہیں مفصل فہرست وسارٹیفکٹ ٹکٹ آدہ آنہ سے مل سکتی ہے۔

طلاء ۔ جو استعمال بچپن کے نقص رگونکی رطوبت و بگاڑ کو دور کرتا ہے فی تولہ للعہ

ضعف اعضاء رئیسہ ومعدہ ۔ تاریکی چشم ۔ دردسر وغیرہ جو کثرت مسکرات و اقسام فواحش سے کمی شہوا

وضعف جگر وسستی لاحق ہو دور کرتا ہے فی بوتل للعہ

سوزاک ۔ نیا ہو یا پرانا علی العموم ۲۰ گھنٹہ میں اپنا اثر شروع کر ریم وغیرہ کو دور کرتا ہے

فی تولہ ۔ صہ

ہیرا تیل خوشبودار ۔ بالونکو سیاہ رکھتا ہے ۔ نزلہ ۔ زکام ۔ ریزش ۔ دردسر ضعف دماغ

وبصر کو مٹاتا ہے فی شیشی ۔ ۲ روپیہ۔

حب آتشک ۔ بلانہ آئے قے ودست دور کرتا ہے بہرہونتا نہیں دو ہفتہ للعہ

کحل الجواہر ۔ سرمہ مقوی بصر حافظ بینائی دافع نزول ودہند وجالا خارش پانی جانا

۴ بانہہ ۔ ہے

عجیب الاثر سنون ۔ دانت کا ہلنا کیڑے کا لگنا مسوڑھوں کا پھولنا خون جانا مسوڑونکی

خرابیاں ۔ ۲ تولہ ۔ عہ

نیرآباد میں ایک مقطعہ دو سو بگہ کا فروخت ہونے کو ہے جسمین دو کنٹے اور تین
باولیان ہین خشکی کی زراعت۔ گھانس کا کنجہ اور جو بنیہ وغیرہ بہت کچہہ موجود ہے
قیمت اس مقطعہ کی سترہ ہزار روپے ہے۔ جو صاحب خریدنا۔ دیکھنا۔ یا تفصیلی
حالت دریافت کرنا چاہین دستخط کنندۂ ذیل سے رجوع کرین ورنہ بصورت تعویق یہ عمدہ
مقطعہ ہاتھہ سے نکل جائے گا فقط

المشتہر

محمد عبدالصمد ہراجی

افضلگنج حیدرآباد دکن

اشتہار کتب

زراعت دکن — مولفہ نواب عماد نواز جنگ بہادر — سے

بچونکی پرورش کے طریقے و طرز نفی — مصنفہ ڈاکٹر کننگھم مترجمہ مس لطیف الدین

درخواست بنام منیجر رسالہ حسن حیدرآباد

اشتہار

فروخت مقطعہ

حیدرآباد مین ایک مقطعہ دوسو بیگہ کا فروخت ہونے کو ہے جسمین دو کنٹے اور تین باولیان ہین خشکی کی زراعت۔ گھانس کا گنجہ اور جو بنیہ وغیرہ بہت کچھہ موجود ہے قیمت اس مقطعہ کی ستر ہزار روپے ہے۔ جو صاحب خریدنا۔ دیکھنا۔ یا تفصیلی حالت دریافت کرنا چاہین دستخط کنندہ ذیل سے رجوع کرین ورنہ بصورت تعویق یہ عمدہ مقطعہ ہاتھہ سے نکل جائے گا فقط

المشتہر
محمد عبد الصمد مہراجی
افضلگنج حیدرآباد دکن

اشتہار کتب

زراعت دکن — مولفہ نواب عماد نواز جنگ بہادر — عہ

بچونکی پرورش کے طریقے — مصنفہ ڈاکٹر نسر ولکنگم مترجمہ [illegible] — ۸/

ملاحظہ طلب

۱ جن حضرات نے ہنوز قیمت رسالہ بابت ایام گذشتہ عنایت نہیں فرمائی۔ امید ہے کہ جلد تر عنایت فرما کر شکر گذاری کا موقع دیں گے۔

۲ مقامات کے تبدل و تغیر سے دفتر کو براہ راست اطلاع ہونی چاہیے تاکہ آسانی سے رسالہ پہونچا کرے ورنہ دیر یا عدم رسی کی شکایت معاف۔

۳ رسالہ ہر انگریزی مہینے کی کسی تاریخ کو شایع ہوتا ہے۔ اگر احیاناً کوئی رسالہ تا اختتام ماہ انگریزی نہ پہونچے تو دفتر کو فوری اطلاع ضروری ہے تاکہ عدم رسی کا تدارک ہو و بشرط گنجایش دوسری کاپی بھیجی جائے۔

۴ مضامین نویس حضرات کی توجہ اپنی تحریروں کی جانب خاص کر اس معنی کی ہونا چاہیے کہ تحریر صاف دوسروں کے بے تکلف پڑھنے کے قابل ہو۔ اور ردی الرسم الفاظ و عبارت جابجا قلمزد نہ کیجائے۔

۵ ہر ایک مضمون معمولاً رسالہ کے بارہ صفحوں میں ہونا چاہیے کوئی مضمون جو بہت طویل نہ ہو بر آئندہ نہ اوٹھا رکھا جائے۔ ایک سلسلہ کا کل مضمون یکبارگی دفتر پر پہونچ جانا چاہیے۔

۶ مضامین میں غیر مانوس یا غیر ضروری انگریزی الفاظ کا استعمال ناواقفین کی زبان پر ثقالت پیدا کرتا ہے امید ہے کہ اس واجبی شکایت پر مضامین نویس حضرات خیال رکھینگے۔

۷ دفتر کے انتظامی استعلام سے احباب مطلع فرماتے رہیں ہر اصلاح پیش کردہ پر شکر گذاری توجہ کیجاتی ہے۔

۸ پنجسالی سے اب کوئی واسطہ نہیں لہذا کل خط و کتابت و ترسیل مضامین و زر بنام عالیجناب نواب عماد نواز جنگ بہادر خواہ راقم ہونی چاہیے۔ محمد یوسف منیجر۔ بنگلہ نواب عماد نواز جنگ بہادر

جلد سوم حسن نمبر ۹

اعینونی اذا احسنت امرًا
وان اخطاءٔ فاتونی صلاحا +

ماہ ستمبر ۱۹۰۱ء

مضامین

مطبع حسن مین چھپا
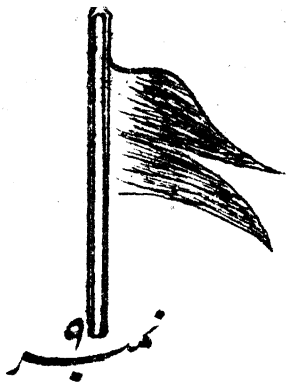
شاہ بابر غازی
(سلسلہ کے لئے نمبر گذشتہ ملاحظہ)

آخری ریمارک

بابر کے مختصر احوال ہم نے اوپر بیان کردیے - لیکن ابھی کچھ اور کہنا اور بیان کرنا باقی ہے اوس تصویر مین بابر کے چند اندرونی صفات کی جھلک معلوم ہوتی ہے - کچھ صفات کی جھلک اس بیان سے ہویدا ہوگی +

علم تحقیق

بابر نے اونچاس (۴۹) برس کی عمر مین انتقال کیا - ۱۲ - برس کی عمر مین تخت نشین ہوا - اور تخت و تختہ کے مابین ۳۷ برس کا زمانہ ہے - یہ ۳۷ برس راحت یا زحمت سے جس طرح بسر ہوئے آپنے دیکھہ لیا - یہ ماجرا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ ۱۱ برس کی عمر سے ۴۵ برس کی عمر تک ایک جگہ متواتر اوسنے دو عیدین نہین کین یا بالفاظ دیگر سال بھر کسی مقام پر چین سے نہین بیٹھا - علم اور کمال سے کچھہ ازلی مناسبت اوسکو تھی اور مبدء فیاض سے ذوق سلیم اوسکو عطا ہوا تھا - ان ملکی افکار اور تشویشوں مین بھی اوسکو علم کی طرف ایک خاص توجہ رہی - ابتدائے زمانہ مین اوسکو بہت کم فراغت حاصل ہوئی جو طالب علمانہ تحصیل علم کرتا - لیکن متواتر توجہ نے اوسکے واسطے علمی شان بھی حاصل کرلی - فقہ حنفی مین اوسکو خاص مہارت حاصل تھی - محمد قاسم فرشتہ کا یہ اعتقاد ہے کہ وہ مجتہدانہ قوت رکھتا تھا - ترکی نظم مین ایک فقہ کی کتاب لکھی ہے - جسکا نام

مثنوی مبین ہے - واقعات بابری مین کچھہ اشعار اوسکے نقل کیے ہین - بابر کی مادری
زبان چغتائی ترکی تھی - ترکی مین اشعار بہت کہے ہین اور واقعات مذکورہ مین جابجا بکثرت
سے درج ہین - مگر افسوس عدم قابلیت کے سبب ہم اونکی نسبت کچھہ نہین لکھہ سکتے -
اپنی سوانح ابتدائی تخت نشینی سے آخر عہد تک اسی زبان مین اوسنے قلمبند کیے ہین -
محمد قاسم فرشتہ کہتا ہے کہ "نوعے نوشتہ کہ فصحا قبول دارند" - عبدالرحیم خانخانان نے
اپنے آقا اکبر شاہ کی فرمایش سے اوسکا ترجمہ فارسی مین کیا جو واقعات بابری کے نام سے
مشہور ہے - اس کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان مین لکھی گئی ہے
الحق کہ نہایت راستبازی اور حق پرستی سے اس کتاب کو لکھا ہے - اوسکے راستباز قلم نے
نہ بابر کے باپ کے عیوب چھپائے ہین اور نہ اوسکے جانی دشمنونکے ہنرون سے چشم پوشی کی
ہے - ہمنے اوپر بابر کی رائے اوسکے باپ کی نسبت لکھی ہے اوس سے اوس کی
آزادی رائے کا اندازہ ہوسکتا ہے - جس بحث کا پہلو آپڑا ہے نہایت بسط اور تحقیق سے
اوسمین صفحے کے صفحے لکھہ دیے ہین - ہندوستان کے بیان مین ۴۴ صفحے لکھے ہین - یہانکے
حیوانات - نباتات - رسوم و عادات - سب باتونسے بحث کی ہے اور جو کچھہ لکھا ہے شاید
کوئی ہندوستانی بھی نہین کہہ سکتا کہ یہ بات غلط لکھی ہے - انگریزی مین بھی اس کے دو
ترجمے ہوئے ہین - اور مسٹر ہیل کی شہادت کے مطابق تمام عالم نے اس کتاب کی تعریف
کی ہے - خواجہ مولنا اوسکے اوستاد کی تربیت سے اوسمین سلامت روی و سادگی کا
ایک مادہ پیدا ہوگیا تھا - اور یہی وہ صفتین ہین جو طالب کو اپنے مقصودین کامیاب کرسکتی ہین

ماوراءالنہر اور خراسان کا ہر شہر و قریہ اوس وقت علمی کیفیت اور کیف کمال سے سرشار ہو رہا تہا۔ بابر جہان گیا خواہ کسی حال میں تہا اہل کمال سے ضرور مستفید ہوا کسی بات کو محض رواج اور تقلید کی بنا پر وہ کبہی تسلیم نہین کرتا تہا۔ تاتاری مغلون کی تاریخ جن صاحبون نے پڑہی ہے وہ جانتے ہین کہ وہ لوگ اپنے پیشرو چنگیزخان کے قواعد کو احکام آلہی سے بہی زیادہ واجب العمل خیال کرتے تہے۔ اہم امور و رکنا نشست برخاست خورد و نوش مین بہی اونہین قواعد کے پابند تہے۔ بابر کہتا ہے کہ "ہمارے باپ اور بہائی تورہ چنگیزخان کی نہایت ہی رعایت کرتے ہین۔ تورہ چنگیزخانی کوئی آیۃ نہین ہے کہ خواہ مخواہ اوسپر عمل کیا جاوے جس کسی نے اچہی بات نکالی ہو اوسپر عمل کرنا چاہیے۔ اور اگر باپ نے کوئی روش بد جاری کی ہو اوسکو نیکی سے بدل دینا چاہیے۔ جب وہ غزنی آیا تو لوگون نے کہا کہ یہان ایک مزار ہے جسپر درود پڑہنے سے قبر جنبش کرنے لگتی ہے۔ بابر وہان گیا اور درود جب پڑہی گئی تو قبر واقعی متحرک محسوس ہوئی۔ جب تفتیش کی تو سمجہہ گیا کہ مجاورون کا فریب ہے۔ قبر پر ایک جہولا سا باندہ رکہا تہا۔ ایک مجاور چپکے سے اوسمین گہس جاتا تہا جہولا ہلتا تہا لوگ خیال کرتے تہے کہ قبر ہلتی ہے۔ جیسے اہل کشتی کو کنارہ چلتا نظر آتا ہے۔ بابر نے مجاورونکو اس حرکت شنیع سے منع کر دیا۔ فارسی شعر سے بہی ایک خاص لگاؤ تہا۔ خود بہی کم کم کہتا تہا۔ لیکن جو کچہہ کہتا تہا دلنشین اور صاف۔ قلعہ بیانہ کے حاکم کو ایک فرمان استمالت بہیجا اوسمین یہ شعر فے البدیہہ درج ہے + ع

باترک ستیزہ مکن اے میر بیانہ	چالاکی و مردانگی ترک عیان است
در زود نبائی و نصیحت نکنی گوش	ہر جاکہ عیانست چہ حاجت بہ بیانست

محمد قاسم فرشتہ نے یہ شعر بابر کے نام لکہا ہے ع

باز آئی ای ہما کہ بے تو ز غفلت　　　نزدیک شد کہ زاغ برد استخوان من -

گر یہ غلطی ہے - بابر نے خود یہ شعر حسن یعقوب کا بتایا ہے - خواجہ آصفی کے کلام کی نسبت اوسنے یہ ریمارک کیا ہے "شعر او از رنگ و معنی خالی نیست اگرچہ از عشق و حال بے بہرہ است" اگر کوئی مشاق شعر فہم خواجہ آصفی کے کلام پر اسکا اظہار کرے تو اس بیان سے شاید متجاوز نہ ہوگی - فن عروض مین بھی خوب ماہر تھا - ترکی کا ایک شعر کہا ہے جو پانسو چار وزن مین تقطیع ہوسکتا ہے - اس مبحث پر ایک رسالہ علاحدہ لکھا ہے - عیش پرستی نے فن موسیقی مین بھی کامل کردیا تھا خوب سمجھتا تھا اپنے معاصر موسیقی دانون کی لیاقت نکتہ سنجی سے بیان کی ہے اور جسکا جو شعبہ مین فائق تھا یا جسمین جو نقص تھا سب بیان کرتا ہے - خط بھی نہایت پاکیزہ تھا اور بالکل خوشنویسی کے وقت خوشنویسانہ انداز ہوتا تھا مسطرا اپنے ہاتھ سے بناتا تھا - ایک شب کو بنگالہ سے لوٹتے وقت باد و باران کا طوفان اوٹھا - اور تمام خیمے سر بسجود ہوگئے - بابر اپنے خیمے مین بیٹھا لکھ رہا تھا کہ ڈیرہ اوسپر آرہا لیکن کچھ ضرر نہین پہونچا - اوراق پریشان اور پانی مین شرابور ہوگئے - بادشاہ نے خود اپنے ہاتھ سے اکٹھے کئے اور چارپائی کے نیچے رکھکر اوپر سے کمل ڈالدیا - جب بارش موقوف ہوئی تو اونکو نکالا اور صبح تک آگ سے اونکو خشک کرتا رہا - بابر مین یہ صفت تھی کہ جس بزم مین ہوتا تھا تبھی معلوم ہوتا تھا کہ گویا اسکے لئے موزون ہے - دربار مین بادشاہ - جنگ مین سپہ سالار اور بزم مین ایک یار باش رند - محمد قاسم فرشتہ نے اوسکے علم کی نسبت یہ لکھا ہے "در علم فقہ حنفی مجتہد بود و در علم

موسیقی وشعر وانشا داانا از نظیر نداشت وقائع سلطنت خود را در ترکی نوسعے نوشتہ کہ فصحا قبول دارند" +

امراے شاہی

بابر نے اس جہان مین جو کچھہ ترقی و عروج حاصل کیا - وفادار - بلند حوصلہ اور دانشمند امرا کی مدد اور سعی بھی اوسکے واسطے ایک زینہ تھی + وقت بیکار بہادر سپہ سالار تھے امن کے زمانے مین دانا مشیر اور صلاحکار اور مصیبت مین یار غمگسار امراء کا ایک چیدہ گروہ تھا جسکو اس زمانے کے محاورہ مین کونسل کہنا چاہیئے - جنگی اور ملکی سب معاملات اس کونسل مین بحث کے بعد نفاذ پذیر ہوتے تھے - اکثر مباحثون مین مشیرونکی راے بادشاہ کے خلاف ہوتی تھی اور بادشاہ کو اونکی راے ماننی پڑتی تھی - بعد مغرب یہ کونسل جمع ہوا کرتی تھی اور قابل غور امور زیر بحث لاے جاتے تھے - دربار سے علیحدہ بابر کا برتاؤ اپنے امیرون سے محض یارانہ تہا - شاہی مے پرستی کے جلسون مین وہ بے تکلف شریک ہوتے تھے - بابر اونکے یہان دعوتون مین جاتا تہا - کبھی دعوت افطار ہوتی تھی اور کبھی بزم نشاط کا سامان ہوتا تہا - اکثر اوسکے سردارون نے اوس سے دغا دیتین کین مگر وہ کبھی در پے آزار نہین ہوا اور ہمیشہ اونکی لغزشونکو عفو کرتا رہا یونس علی[1] - عبد اللہ کتابدار[2] - قاسم حسین[3] - محمد علی[4] - شاہ منصور[5] برلاس - درویش[6] محمد نظام الدین[7] خلیفہ - خواجہ کلان[8] - امرا مین زیادہ سر برآوردہ تھے - ایک مرتبہ خواجہ کلان کو باجوڑ کا حاکم کرکے بھیجا تہا - چند روز کے بعد مفارقت شاق ہوئی - اور یہ شعر تصنیف کرکے

اوسکو لکھ بھیجے ؎

قرار و عہد بیار این چنین نہ بود مرا
گزید ہجر مرا کرد بے قرار آخر
بعشوہای زمانہ چہ چارہ سازد کس　　بجور کرد جدا یار را زیار آخر ++

عیش و نشاط

بابر ابتدائے شباب میں بہت ہی زاہدانہ زندگی بسر کرتا تھا۔ مشتبہ کھانے سے قطعاً پرہیز تھا۔ اور اس مرتبہ احتیاط تھی کہ دستر خوان۔ چھری وغیرہ کھانے کے متعلقات پر بھی خاص نظر رہتی تھی یہ خواجہ مولانا کے انفاس قدسی کا اثر تھا۔
باپ نے اوسکو شراب پینے کی ترغیب دی لیکن اوس نے نہیں مانا۔ آخر خواجہ مولانا جنکے فیض صحبت کی برکت تھی شہید ہوگئے۔ اور بابر کو ہوائے نشاط نے اوڑہی۔ ۲۳ برس کی عمر میں ڈاڑہی استرہ کی نذر کر دی۔ اور گویا عیش کی اسٹیج پر آنے کے لئے روپ بدل لیا۔ دختر رز کے عشوے بہی اوسکو اپنی طرف مائل کر دینے لگے مگر بے تحریک اتنی جرأت نہ تہی۔ تحریک کون کرے۔ ہرات جانے تک تائب تہا۔ ہرات سوسائٹی اوسوقت عیش وعشرت میں ڈوبی ہوئی تھی۔ میزبان شہزادوں نے اس سے بہی بادہ نوشی کی فرمائش کی۔ اسنے ہاتہہ بڑہایا لیکن پھر کھینچ لیا۔ ہم کو معلوم نہیں پھر کہاں اوسنے جام ارغوانی لب سے لگا لیا۔ کابل میں ہم اوسکو اس رنگ میں دیکھتے ہیں کہ ایک دلفریب سبزہ زار میں سنگ مرمر کا ایک حوض شراب کابلی سے پر ہے اور گرد یہ شعر کندہ ہے ؎

نوروز و نو بہار مے و دلبری خوش است
بابر بعیش کوش کہ دنیا دوبارہ نیست

زنان پری پیکر اور ساقیان گل اندام ساقی گری اور غارت ہوش پر کمر بستہ ہین-
بابر اپنے یاران باصفا کے حلقہ مین بے تکلف بیٹھا اس دلکش سمان مین محو ہو رہا ہے
ایک جانب مطرب خوش نوا مخدوم حافظ شیراز کا یہ شعر باندک تغیر گا رہا ہے ؎

اے خوش آن روز کہ بے پا و سر ایاسے چند
ساکن گلگشتہ بودیم بہ بدنامے چند

کسی سمت سے یہ روح پرور صدا آرہی ہے ؎

بخور در ارک کابل مے بہ پیما بادہ پے در پے
کہ ہم کوہ است و ہم دریا و ہم شہر ست و ہم صحرا

بابر کے یہ ایک عیش کا نمونہ ہے کابل کے بہارستان مین یہ لطف اوسنے خوب اوٹھایا
کبھی درخت خیار کے نیچے دور چلتا تھا اور کبھی شفاف چشمے مین کشتی پر بادہ پیمائی ہوتی
تھی- ایک روز ایک قاضی صاحب کا مکان بزم کے واسطے پسند ہوا اور تمام سامان نشاط
قرینے سے لگا دیا گیا- قاضی صاحب بہت گھبرائے مگر کیا کرین بادشاہ تھا اگر کوئی بیچارہ
غریب ہوتا تو کبھی کے درے پڑ گئے ہوتے آخر جرأت کرکے کہا کہ اس مکان مین کبھی ایسا
ہوا نہین آیندہ اختیار ہے- بابر بھی سمجھ گیا اور فوراً حکم دیا کہ سب سامان وہان سے
اوٹھا جائے- بابر ان جلسون مین ایک سادہ دل رند کی وضع پر شریک ہوتا تھا- اداب

کابل کے اوس سواد کا نام جہان یہ بزم نشاط گرم ہوتی تھی- اصل شعر مین سکیدہ ہے نقط

شاہی اور داب سلطنت کا کہین ڈہونڈے نشان نہین ملتا تہا - ایک روز اپنے امیر کے ساتھہ شغل مدام کو دل چاہا - گھوڑے پر چڑہکر اکیلا چلدیا - یہ امیر حد درجے کا قلاش تہا اور بادشاہ بھی اونکی قلاشی کو خوب جانتا تہا ایک توڑہ اشرفی بغل مین دباتا ہے گیا - آبادی سے باہر ایک ٹیلہ پر بیٹھہ گیا اور اوس امیر کو وہان بلوا بھیجا وہ آیا تو ترتیب بزم کی فرمایش کی وہ تو لقوا زندہ دل غالب کے قرض کی پیتے تھے گھبرا گئے - بابر نے بغل سے توڑا نکالکر حوالہ کیا اور تھوڑی دیر مین جنگل مین منگل ہوگیا فتحپور سیکری مین یک لخت شراب سے توبہ کرلی اور پہر کبھی اس کا ذکر تک نہین لگایا +

شاہی حرم

بابر نے پانچ شادیان کین اوّل - عائشہ سلطان بیگم سے - یہ بیگم بابر سے کچھہ مرتبط نہین ہوئی - آخر مفارقت ہوگئی - ایک لڑکی اسکے بطن سے تھی مگر بچپن مین مرگئی - دوم معصومہ سلطان بیگم یہ نکاح کے بعد تھوڑے روز زندہ رہی - ایک لڑکی ہوئی اور اسی مرض مین یہ بیگم رحلت کرگئی - عائشہ سلطان بیگم کے بعد یہ شادی ہوئی تھی - سوم زینت سلطان بیگم - سلطان محمود میرزا کی بیٹی تھی اور نہایت بدمزاج - بابر اس سے بہت تنگ رہا - مگر اجل کی عنایت سے دو تین برس کے بعد اس بلائے بےدرمان سے اوسکو نجات ملی - چہارم - ماہم بیگم - پنجم والدہ عسکری و کامران - ان دو بیگمون کی نسبت ہمین نہین معلوم کہ کس خاندان کی تہین - افغانستان مین یوسف زئی خاندان کی ایک لڑکی کی بابر نے ملکی مصلحت سے خواستگاری کی تہی - لڑکی کے باپ نے منظور کیا اور لڑکی کو

بادشاہ کے پاس نہ پہنچا مگر ہم نہیں کہہ سکتے کہ نکاح ہوا یا ملتوی رہا - حرم کے ناجائز
تعلقات سے اوسکو سخت نفرت تھی اور اس سے تمتع اوٹھانے والونکو اوسنے بہت ملامت
کی ہے - اس مجمل کیفیت سے یہ رائے شاید پیدا ہو سکتی ہے کہ ایشیائی بادشاہون
کی طرح بابر شہوت پرست نہین تھا

راقم
محمد حبیب الرحمن خان شروانی

نادر شاہ اور اوسکی تعجب انگیز کامیابی

نادر کا ذلیل حالت سے دفعتاً ترقی کر کے بڑی سلطنت کا خود مختار بادشاہ ہو جانا اور پھر اوسکی جباری اور نادر شاہی ایسا عجیب و غریب واقعہ ہے جو علاوہ محققین کے عوام الناس کو بھی اوسکے حالات دریافت کرنے کا شوقین بنا دیتا ہے۔

شروع زمانہ اسلام مین عرب کے پرجوش مجاہدین نے قدیم سلطنت ایران کے جو اس زمانے مین ساسانیون کے تصرف مین تہی برباد کی۔ عرصے تک یہ ملک خلفائے کبار کے ماتحت رہا۔ پھر ایک بہادر اور لایق سپہ سالار (عمر لیث) نے خلفا کے حکم سے سرتابی کر کے اپنے ملک کو غیر قومونکی ماتحتی کی بدنامی سے بچایا اور ایک مختصر خود سر سلطنت قایم کر دی۔ اوس زمانے مین تاتاری سردار جو وطن مالوف چھوڑ کے اس سرزمین مین آباد ہو گئے تھے حکومت اور آب و ہوا کی تاثیر سے بندۂ عیش بن گئے تو سلطنت کا مالک ایک گوشہ نشین (شاہ اسمعیل) ہو گیا اور اس گھرانے کے بادشاہ صفوی کہلاتے۔ خاندان صفویہ کے شاہان اولین مثل خاندان مغلیہ (ہندوستان) کے مستعد اور نہایت لایق ہوئے مگر ۱۷ صدی مین اونکی حالت ۱۸ صدی کے شاہان دہلی کے موافق ہو گئے اور یہان تک نوبت پہونچی کہ جو لوگ جہانبانی کرتے تھے ظالمونکے حکم سے نہایت سفاکی سے قتل ہوتے۔

جن ممالک مین بادشاہ خود مختار ہوتے ہین اکثر اوقات خلق اللہ کی راستے

نہین سنی جاتی بلکہ اونکے افعال سے ظاہر ہوتی ہے۔ جب کہ کم طاقتی۔ ظلم۔ عیاشی کا فحش
وغیرہ وغیرہ خصلتین حاکم مین نامردی۔ کمینہ پن۔ نااتفاقی۔ عیوب اور بدعادتین بادشاہ اور دربار
مین پہیل جاتی ہین۔ رعایا پر بیجا تعدی اور سختی ہونے لگتی ہے اور چالاک آدمی کا موقع
پاکے خلایق کو بادشاہ سے ناراض کر دیتے ہین۔ نادر کی پستی خاندان۔ ناستودہ
افعال۔ بیدردانہ کام۔ مجرمانہ حرکات۔ سب اسبات پر دلالت کرتے ہین کہ وہ اسی قابل
تہا جو اوسنے خاندان صفوی کے ساتہہ برتاؤ کیا اور جسطرح ایران کے شرفا اور نجبا
کے ساتہہ پیش آیا +

نادر کا باپ امام قلی قبیلۂ افشار مین سے تہا اگرچہ وہ اپنا نسب نامہ صفویون سے
ملاتا مگر تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی قوم مین بہی نام آور شخص نہ تہا۔ مگر میرزا مہدی
لکہتا ہے کہ اس ہیرے کا باپ اپنی قوم مین سربرآوردہ تہا لیکن کنایتًا اوسکی اصل کو اسطرح
ظاہر کرتا ہے "کہ ہیرہ کو اپنے ذاتی جوہر سے ناز ہے نہ کہ اوس کان سے جس سے
نکالا ہے"۔ امام قلی کوٹ۔ ٹوپی۔ اور پوستین وغیرہ بناکے بسر کرتا تہا۔ نادر بہی اپنے
آبا واجداد پر فخر نہ کرتا تہا کیونکہ جب اوسنے اپنے لڑکے کی شادی محمد شاہ بادشاہ دہلی کی
بیٹی سے کی اور دولہن والونکی طرف سے یہ پیغام آیا کہ اپنے باپ دادا کا نام بتاؤ تو نادر نے
کہا کہ "بگو داماد شما پسر نادر است و نادر شاہ پسر شمشیر و ہم چنین تا ہفتاد بار بشمار"

نادر خراسان مین ۱۱ نومبر $\frac{۱۶۸۸ع}{۱۱۰۰ھ}$ کو پیدا ہوا اوسکے لڑکپن کا حال کچہہ لکہا نہین
اور ایرانی مورخ بہی اوسکی تاریخ یا لالف ۱۴ وین سال سے جبکہ رضا قلی پیدا ہوا شروع

کرتے ہین اسمین شک نہین کہ وہ آغاز عمر ہی مین زمانے کی اونچ نیچ دیکھ بھال کے نہایت تجربہ کار ہوگیا - اور نیز شجاعت اور دانائی کا ثبوت دیا - سترہ برس کی عمر مین وہ اوزبکونکے ہاتھہ مین معہ اپنی والدہ کے جو خراسان کو ہر سال لوٹتے آتے تھے گرفتار ہوا - لیکن چار سال کے بعد قید سے کسیطرح نکل بھاگا - اوسکی ماں قید ہی مین قید ہستی سے آزاد ہوئی - جب اپنے وطن مین آیا اوسکا حال جب تک کہ شاہ طہماسپ کی خدمت مین پہونچا یکسان رہا - اوّل ہی اوّل اپنے ملک کے سردار بابل بیگ کے یہان نوکر ہوا - اوسکو قتل کرکے اوسکی لڑکی کو لے بھاگا - اسکے بعد تزاقون کا سردار ہوگیا اور لوٹ مار سے گذر کرنے لگا - یہ سب شہرت اور جرات کے جو اس پیشے مین حاصل ہوئی شکر حاکم خراسان نے اپنے یہان نوکر رکھ لیا - اور اوزبکونسے لڑایا - اس جنگ مین ایسی مردانگی دکھائی کہ سپاہی سے افسرون مین ترقی پائی - مگر نامناسب حرکتون سے والی خراسان نے غضب مین اگر ڈنڈون سے مار کر نکال دیا +

نادر اس بے عزتی سے خفا ہوکر مشہد سے قلات مین اپنے چچا کے پاس جو طائفہ افشار کا سردار تھا چلا گیا - وہان تھوڑے دنون رہا لیکن چچا جان بھی بھتیجے کی تعدی اور حسد سے تنگ آئے اور خیرباد کہہ کر رخصت کیا - او سنے پھر وہی پہلا پیشہ اختیار کیا - افغان اصفہان کے مالک ہوگئے تھے دولت صفویہ پر زوال آرہا تھا جسکی لاٹھی اوسکی بھینس تھی ایسے وقت مین تجربہ کار اور مضبوط لٹیرے کو بہت سے ساتھیونکی ضرورت نہ تھی - لیکن نادر نے تھوڑے عرصے مین تین ہزار ڈاکو جمع

کر لئے اور خراسان کو تاراج کیا - جب چچا نے دیکھا کہ بھتیجے کا روز افزون اقتدار اور اختیار بڑہتا جاتا ہے تو اوسکو ایک خط لکھا کہ تمکو مناسب ہے کہ شاہ طہماسپ کی ملازمت اختیار کرو اور اوسکو ایران سے افغانونکے نکالنے مین مدد دو - نادر نے جواب لکھا کہ اگر بادشاہ میرے پہلے جرمونکو معاف فرماے تو مین خدمت بجا لانے کو موجود ہون - بادشاہ نے قصورونکو معاف فرمایا اور نادر ۱۷۲۶ع / ۱۱۳۹ھ مین طہماسپ کے نوکرون مین داخل ہوا اور پھر قلات کو چلا گیا - نادر نے یہانکے گورنر (چچا) کو اپنی ترقی کا حارج سمجھکر اوسکے قلعہ کا محاصرہ کیا - اور فتح کرکے چچا کو بھی قتل کیا -

- اور خراسان سے افغانونکے نکالنے مین کامیاب ہوا - پھر تھوڑے دنون بعد بڑھکر افغانونسے نیشاپور بھی لے لیا - بادشاہ نے یہ جرات اور دلاوری دیکھکر اوسکے دوسرے قصور (قتل چچا) سے بھی درگذر کی - نادر کے پاس اب پانچہزار - اور فتح علی خان کے پاس صرف تین ہزار سوار تھے - جب اس سردار کی شہرت تمام گرد و نواح کے صوبون مین پھیل گئی تو رنگروٹ دور دور سے اوس کے علم کے نیچے جمع ہو گئے - اور ایران کو حکومت بیگانہ سے بچانے کے لئے سب نے وعدہ کئے - نادر نے اپنے حریف فتح علی خان کو دہوکہ سے مار ڈالا اور دشمنونکو شکست دی - بادشاہ نے فوج کا جنرل مقرر کیا - مشہد اور ہرات فتح کرکے خراسان مین بھی شاہ ایران کا سکہ جمایا - نادر کو بادشاہ نے خلعت اور لقب طہماسپ قلی کا عطا کیا - اشرف (حاکم افواج افغانہ) بعد فتح نیز دسکے خوب عیش کر رہا تہا لیکن جب اوسکو

طہماسپ کی کامیابی کی خبرین معلوم ہوئین بڑی تیاری اور حتے المقدور لشکر کے جمع کرنے مین سعی کی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہی بے ڈر نہ تہا۔ ۳۰۰۰۰ ہزار کا جم غفیر لیکر میدان جنگ کیطرف روانہ ہوا۔ خاص خاص شہرون اور قلعونکی حفاظت کے لیے کچھہ فوجین متعین کین اور ہزارون بے گناہ ایرانی اس خیال سے کہ شاید موقع پاکر بغاوت کرین تہ تیغ بے دریغ کئے۔ اس احمقانہ تدبیر نے صرف اوسکو کمزور اور ظالم ہی مشہور نہین کیا بلکہ دشمن کے قوی اور رحیم ہونے کا کافی ثبوت دیا۔ نادر نے طہماسپ کو اصفہان جانے سے روکا۔ افغان روز افزون دشمنونکی طرف یلغار کرکے روانہ ہوئے اور دمغان کے قریب پہونچکر ایرانی سپاہ پر حملہ کیا۔ اگرچہ پٹھانون نے بوقت جنگ ایرانیون کے ڈرانے کو جانورونکی طرح نہایت شور و غوغا کیا اور خفیف صدمہ بہی دیا لیکن نادر کے سامنے کچھہ پیش نہ گئی۔ بلکہ ڈیرہ ڈانڈا چھوڑکر بہاگ گئے ہی (۲۱۔ اکتوبر ۱۷۲۹ء) ایرانی سپاہ نے دور تک اونکا تعاقب کرکے ہزارون سپاہی قتل کئے۔ کچھہ تو رستے سے کھسکتے طہران کیطرف جو میدان سے دو منزل کے قریب تہا روانہ ہوئے اور باقی کو اشرف لیکر دارالسلطنت اصفہان مین پہونچا اور اپنی فوج کو حکم دیا کہ مع اہل و عیال کے دوسرے قلعہ مین جا کے رہو۔ اور خود بہت سا خزانہ اور فوج لیکر ایک مستحکم جگہ موضع مرچاکیور کے قریب اصفہان سے ۳۰ میل شمال کو ہے چلا گیا اور لشکر کو ہر طرح آمادہ بجنگ کرکے دشمن کے دلمین خوف پیدا کرنے کی کوشش کرتا رہا +

طہماسپ نے بعد وفات اپنے باپ کے لقب شاہی اختیار کر لیا تھا اور
بعد فتح دمغان کے اصفہان میں جا کر تخت نشین ہونا چاہا لیکن عقلمند نادر
نے ایسی تدبیریں کیں کہ وہ اپنے ارادہ سے باز رہا اور دمغان سے ہی با تجہیز
آدمی کیا۔ اشرف سے لڑنے کی تدبیر کی۔ نادر اس فکر میں تھا کہ نوجوان شہزادہ
میرے قابو سے نہ نکل جاوے۔ لیکن سادہ لوح شہزادہ اسیر ہو اعتماد کے
بیٹھا تھا۔ نادر نے بادشاہ سے تازہ دم فوج کی امداد لے کے افغانوں کو ایک بڑی
بھاری شکست دی۔ نادر کو اس بات کا بڑا خیال تھا کہ کسی نہ کسی طرح اپنا رعب ایرانیوں
کے دلوں میں جما کر بخوبی فائدہ حاصل کرے۔ اشرف اگرچہ مستحکم جگہ پر قابض تھا لیکن نادر
نے اوس پر حملہ کیا۔ افغانوں نے بڑی بہادری سے مقابلہ کیا۔ لیکن حملہ آوروں کے
سامنے کچھ پیش نہ گئی۔ وہاں سے شکستہ حال ہو کر اصفہان پہونچے۔ جب وہاں کچھ
بجز حسرت و یاس کچھ نظر نہ آیا تو اسباب وغیرہ لیکے شیراز کا قصد کیا۔ اشرف نے
نہایت غیظ و غضب میں آ کر شاہ حسین گورنر شیراز کو قتل کیا۔ اگر موقع ملتا تو ضرور
اہل شیراز ہی کو عدم آباد روانہ کرتا لیکن فرصت نہ ملی +

نادر نے جب افغانیوں کے بھاگ جانے کی خبر سنی تو نہایت عقلمندی
سے ایک دستہ شاہی محلات کی حفاظت کے لئے روانہ کیا اور باشندگان شہر
کی دلداری اور خاطر جمعی کر کے تیسرے روز معہ فوج کے داخل شہر ہوا اور افغانیوں کو
ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر شارع عام میں قتل کیا مگر چند لوگ جنکی سفارش ہوئی رہا کئے گئے

جب طہماسپ اصفہان مین داخل ہوا تمام مکانات شہر اور اسکے باپ کے بنائے تھے شکستہ اور منہدم دیکھکر افسوس کرتا رہا لیکن اپنی بوڑہی مان کو پاکر جو لونڈی بنانے سے بچ گئی تھی خوش ہوا۔

نادر جو کہ خراسان کا پہلے ہی گورنر ہو چکا تھا اب خراج تشخیص کرنے کی بادشاہ سے سند حاصل کرکے موسم سرما مین پرسی پولیس کیطرف جہان اشرف نے افغانونکو جمع کیا تھا روانہ ہوا اور حملہ کرکے سب کو پریشان کر دیا۔ اشرف نے خوف زدہ ہوکر اس امر کی اجازت چاہی کہ امن سے اپنے ملک کو چلا جاوے۔ اور تمام عورات اسباب شاہی جو اصفہان سے لوٹ لیا تھا معہ خزاین وغیرہ واپس کرنے کا بھی وعدہ کیا مگر نادر نے افغانونکو مجبور کیا کہ وہ سردار کو اسکے حوالہ کرین۔ افغان اس شرط کی صلح پر راضی ہوگئے۔ لیکن اشرف معہ دو سو آدمیون اور جورو وغیرہ کے بھاگ گیا اب افغانی فوج بالکل پریشان اور منتشر ہوگئی جہان کہین کوئی افغانی ملتا اوسکو لڑکے بھی ڈھیلون اور لکڑیون سے مار مار کر بے دم کر دیتے تھے شیخ علی حزین نے اس جانکاہ واقعہ کو نہایت عمدہ طرح سے بیان کیا ہے کہ ایرانی افغانیون کا تیہ اونٹون گھوڑون اور عورات کی لاشین جنکو اونہون نے لونڈی غلام بننے کے ڈر سے خود ہی قتل کر ڈالا تھا لگاتے۔ اشرف نے اپنے بھائی کو کچھہ آدمی دیکر گورنر بصرہ کے پاس روانہ کیا کہ رشوت دیکر کچھہ فوج یا مدد حاصل کرے مگر یہ آدمی للآر کے ملک مین ڈاکوؤن کے ہاتھہ سے قتل ہوگئے۔

نادر کی کامیابی ممالک اور صوبوں کے خودسری اور رعایا کی بغاوت سے اشرف وشکستہ ہوکر اپنے ملک کو چلا جسطرف جاتا ایرانی اوسپر حملہ کرتے آخر کار غیر مشہور راہوں مین ہوتا ہوا بلوچستان مین پہونچا۔ زمانے کی گردش دیکھو کہ وہ سردار جسکے ساتھہ ہزاروں آدمی جان لڑانے کو موجود تھے اب صرف دو خدمتگاروں کے ساتھہ دشوار گذار ریگستان کو طے کررہا تھا کہ عبداللہ خان بلوچی نے اوسکو قتل کرکے اوسکا سرمعہ ایک بڑے ہیرے کے جو اوسکے کپڑوں مین سے نکلا طہماسپ کی خدمت مین ہدیتاً روانہ کیا۔ اشرف کے کچھہ ساتھی جان بچاکر اپنے وطن کیطرف چلے مگر وہ یا تو بہوک سے مرے یا جنگلی درندوں کے لقمہ بن گئے ایک گروہ لاسہ کو جو عرب کے کنارے پر بحرین کے مقابل میں واقع ہے سمندری راستے سے بہاگ کر چلے گئے مگر وہان بہی بموجب حکم حاکم مسقط کے جانبحق ہوئے اور ایک تیسرا گروہ مکران اور سندھ مین داخل ہوا اونکو بہی موت نے ساتہیوں سے ملا دیا۔ افغانیوں کی اسیری۔ بربادی۔ اور تباہی ایرانیوں کی تسلی بخش نہ تہی کیونکہ جو جو ظلم و تعدی سات برس مین اونہوں نے ایران مین کئے ناقابل بیان ہین۔ اس متعصب وحشی فرقے نے تقریباً دس لاکہہ آدمی قتل کئے۔ صوبے کے صوبے بے چراغ ہوگئے۔ زراعت جاتی رہی۔ بڑے بڑے شہر خاک مین ملگئے۔ شاید بسبب نہ ہونے عمدہ گورنمنٹ کے اب تک بہی وہ کمی پوری نہ ہوئی ہو۔ اس عجیب و غریب حملہ کے ظلم کو تہوڑے دنون مین نادر نے توڑ پہوڑ کر برابر کیا اور برائے نام حکومت جو طہماسپ کو حاصل تہی اس اقبالمند کے فتوحات نے بالکل ڈہانپ لی۔ چونکہ طہماسپ

کو پہلے ہی سے حسد تھا اب نادری فتوحات سے شاہی مہمات کو خوب رونق حاصل ہوئی
جب کہ وہ ایک مہم مین مصروف تھا تو بادشاہ نے اوسکی طلبی کا حکم دیا لیکن اوسنے برافروختہ
ہوکر آنے سے انکار کیا مجبوراً بادشاہ کو اوسکے موافق جھکنا پڑا - اور بادشاہ ایسا مغلوب
ہوگیا کہ جو وہ کہتا وہ کرنا پڑتا اس مشہور نادر نامی حملہ سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ ملک کے
سوتے لوگونکو جگا دیا اور تہور و جرأت کا عمدہ سبق پڑہایا -

نادر کمزور اور ضعیف العقل بادشاہ کی بظاہر ویسی ہی عزت کرتا رہا اور وقت کا
منتظر تھا کہ کسطرح ملک کا مالک بن بیٹھے بعضے مورخونکی رائے ہے کہ وہ پہلے ہی سے
جب کہ خراسان کی مہم مین کامیاب ہوا تھا مثل آردشیر کے جسنے خاندان ساسانی
کی حکومت قایم کی اگلی عظمت وشان کی خواب دیکھا کرتا تھا اوسنے (نادر نے) ایک
دفعہ خواب مین ایک مرغابی اور چار سینگون والی ایک مچھلی خواب مین دیکھی بعد شکار
پرندے کے اگرچہ مصاحبون سے ساتھیونکے ناکامیاب رہا - لیکن تنہا ہوکر اوس عجیب مچھلی
کو پکڑ لایا - نجومیون اور رمالون نے اسکی تعبیرین بیان کین کہ وہ (نادر) ایران - خوارزم
ہندوستان اور تاتار (ترکستان) کی مہمون مین فتح حاصل کرے گا - اس بیان سے
مشرقی لوگونکے خیالات کی وسعت اور اونکے ہان جہوٹے نجومیون اور رمالونکی باتین
بنانا - پیرجیون سے نازل ہانیہ خوشامدیونکی مسخرائی کا رنگ معلوم ہوتا ہے - خواب پر
یقین کر دینا گو ولیکن اتنا ضرور ہے کہ کیا ہی فضول اور لایعنی خیال کیون نہ ہو پہر بھی انسان
کے دل مین جگہ پا ہی جاتا ہے - خصوصاً جبکہ خواہش کے مطابق ہوتا ہے تو اوس نے

ویسی تاویل کی جاتی ہے ۔ پلوتارک کہتا ہے کہ ”چھوٹی اور خفیف باتونکو پوشیدہ رکھنا نہیں چاہیے ۔کیونکہ اکثر اوقات اونسے ایک قوم کے رسوم اور عادات اور ذہن و ذکاوت کے باب مین صحت کے ساتھہ راے قایم کرنے مین بڑی بڑی باتون کی نسبت زیادہ مدد ملتی ہے ۔

نادر کی شہامت اور جلادت اور جلد جلد ترقی دیکھکر عقل دنگ ہوتی ہے سب سے اول عظیم الشان کام اوسکا یہ تھا کہ سنہ ۱۷۳۰ع مین پٹھانونکو ایران کے صوبون سے خارج کردیا اوس کے بعد طہماسپ نے اپنا نصف ملک یعنے چار صوبے خراسان مازندران سیستان اور کرمان اوسکو عطا کیے ۔ اور یہ بھی اجازت دی کہ سر پر تاج رکھے اور نام کے ساتھہ لفظ سلطان کا اضافہ کرے ۔ نادر نے سب عزتونکو سواے سلطان کے قبول کیا ۔ اس عزت کے چھوڑنے سے شاید اوسکی یہ غرض تھی کہ لوگونکو حسد نہ ہوگا ۔ تاہم اوسنے اس عطیہ سے بڑا نفع حاصل کیا اور یہ تجویز کی خراسان کے خراج سے فوج کو تنخواہ دیجاوے ۔ اور اس بہانہ سے خود مختار حاکمونکی طرح دار الضرب قایم کی اور اپنا سکہ جاری کیا ۔

ترکون سے مقابلہ

افواج اتراک نے عراق اور آذربائیجان کے زرخیز حصص پر قبضہ کرلیا تھا ۔ نادر نے فوراً ہی بعد ہزیمت افاغنہ کے ترکون سے لڑنے کی ٹھانی ۱۷۳۰ع ۱۱۴۳ھ مین دونو ترکی پاشاؤن باہم کی متفقہ فوجون سے ہمدان کے میدان مین لڑائی ہوئی اونکو شکست

دیگر ہمران اور اوسکے آس پاس کے صوبونپر قبضہ ہوگیا اور کامیابی کیساتھ آذربایجان مین داخل ہوا - تبریز - آردبیل اور تمام خاص شہرونپر عمل دخل ہوگیا - جب کہ نادر ازدوان کی دالطافتہ آرمینہ کے محاصرہ کے تیاریان کر رہا تھا ایک خط مین اوسکے بھائی نے لکھا کہ خراسان مین اندیشہ ہو کہ افغان علم بغاوت بلند کرین - اوسنے جلدی ہی خراسان کی راہ لی - باغیونکی سرکوبی کر کے قلعہ فرہ اور ہرات بھی قبضے مین لایا - نادر نے ایک بڑے افغانی گروہ کو شکست دی - بڑا جشن کیا - جب کہ متعزز قیدی بھی مدعو تھے - اس اثناء مین تین سو سر مقتول پٹھانونکے نیزونپر بلند کئے گئے - اس دردانگیز واقعہ کو دیکھکر افغانون نے آنکھین نیچی کرلین اور عرصے تک اوپر نہ اوٹھائین +

جبکہ نادر ہرات کے محاصرے مین مصروف تھا ایرانی امرا نے طہماسپ کو فوجکا سردار مقرر کر کے $\frac{۱۷۳۲}{۱۱۴۵}$ مین ترکونسے لڑنے کو جوکہ سرحد پر جمع ہو رہے تھے روانہ کیا - جب کہ ترک ایران مین فتح کر رہے تھے قسطنطنیہ مین عدا ور بغاوت پھیل پڑی - باغیون نے وزیر کو قتل کیا اور سلطان احمد ثالث کو تخت سے اوتار کر اوسکے بھتیجے احمد پنجم کو تخت نشین کیا - اسی بادشاہ کے پاس نادر نے ایک ایلچی روانہ کیا کہ ترک آذربائیجان کو واپس کر دین اور طہماسپ نے دوسرا ایلچی معہ ایک خط کے جسمین نئے بادشاہ کو مبارکباد لکھی تھی روانہ کیا - نادر کی درخواست کا نتیجہ معلوم ہونے سے پہلے طہماسپ نے اردوان کا محاصرہ کیا - قریب تھا کہ شکست کھا کر جو کہ بہادر جنرل (نادر) نے حاصل کیا کھو دے - مگر جلدی ہی ایک صلحنامہ لکھا گیا اور

دریائے ارکسنر سے پرے کے پانچ ضلع متعلق کرمان شاہ ترکی پاشا کو جو بغداد
مین حکومت کرتا تھا سپرد کئے اس سے غزنی اور ایرانی قیدیونکے نہ چھوڑانے نے
اور بھی بدنام کیا۔ جبکہ نادر کو اس صلح کا حال معلوم ہوا اوسکو عمدہ موقع عصائے
شاہی کے ہاتھہ مین سے لینے کا ملا۔ مگر ایسے شاہانہ خاندان کی بربادی جسکی عزت
کرنا لوگونکی عادت ہوگئی تھی دانائی سے بعید سمجھکر چپ ہو رہا مگر ایک اشتہار اس مضمون
کا جاری کیا کہ سلطنت کو دریائے ارکسنر سے محدود کرنا اور ایرانی رعایا اور قیدیونکو
ظالم دشمن کے ہاتھہ مین چھوڑنا قرین مصلحت نہین اور نیز یہ صلح خدا کی مرضی کے
خلاف اور حضرت علی سے شیعیان علی کو آزادی کے واسطے مدد طلب کی کسی سلطنت
کو اگر وہانکے باشندے کتنے ہی سفلہ اور کمینہ طبیعتونکے کیون نہ ہون کوئی بہادر
اور طامع بادشاہ غصب کرنے کی جرأت بغیر رضامندی عوام الناس کے نہین کرسکتا اور
اس امر مین کوئی مثال نادر سے بہتر نہین مل سکتی۔ اگرچہ اوسنے سپاہیانہ جوش تمام
ملک مین پھیلا دیا عیش طلب اور سست قوم کو جگایا تاہم اوسکی کامیابی اور طہماسپ کی
کم ہمتی اوسکی شہرت اور عقلمندی اور اسکی کم عقلی اسکی متقاضی نہوئی کہ نادر شاہ
اپنے خاص منصوبے مین جلدی کرے۔ یہانتک کہ اوسنے اہل دربار اور رعایا
کے دلونمین بادشاہ موجودہ کی حقارت اور اپنی عظمت جتاکر اونکو اس قابل کردیا کہ وہ
اوسکی خواہشونکے موافق اسکی تخت نشینی کی درخواست معاون ومددگار ہون +
جبکہ اشتہار مذکورہ بالا مشتہر کیا گیا اور تمام سرداران افواج کو نامہ روانہ کئے

ایک خط جو کہ گورنر فارس کے نام لکھا گیا اوسمین کامیابی برخلاف افغانون کے اور ہرات کا فتح کرنا اپنا نہایت مبالغہ سے تحریر کیا اور لکھا کہ مجھکو صلح کی کیفیت سنکر جو ایران اور ترکون مین قرارپائی نہایت رنج اور تعجب ہوا - مین یقین کرتا ہون کہ تم اس بے عزتی کی صلح ہرگز پسند نہ کرو گے - مین خدا کے فضل سے جنگ آزما فوج لیکر جلد پہونچتا ہون تمکو انتظار کرنا چاہیئے -

اسی خط کے اخیر مین شیعونکے برباد کرنے کا ارادہ ظاہر کیا خصوصًا اون شیعہ سردارون کو جو اصول تبع پرست اور صلح سے خوش تھے اور کہتا ہے کہ یہ بے وفا گروہ (اہل اسلام) سے نکال دینے چاہئیگے اور اونکا قتل موجب ثواب اور زندہ رکھنا باعث عذاب ہوگا - اور ایک قاصد دربار قسطنطنیہ مین روانہ کیا کہ یا تو ممالک ایران واپس کرد یا لڑنے کی تیاری کرو اور ایک قاصد احمد پاشا بغداد کے پاس بھیجا کہ آزاد کنندہ ایران زمین آپہونچا اور زار کے ساتھہ بھی صلح کرلی اور ایران کے صوبے واپس لے لئے -

نادر نے ان امور سے فراغت پاکے اصفہان کی راہ لی پہلے طہماسپ کو صلح کرنے پر ملامت کی اور پھر بہ ظاہر فرمانبردار بن گیا - ایک روز دعوت کے حیلے سے شاہ کو خیمے مین بلاکر قید کرلیا اور خراسان روانہ کیا -

۲۶ - اگست ۱۷۳۲ء (۱۱۴۶ھ) میرزا مہدی نے لکھا ہے - اگرچہ طہماسپ قید کیا گیا لیکن بیگمات - کنیزکین - سامان محلات شاہی وغیرہ وغیرہ سب ساتھہ روانہ کیا گیا اور

عیش و نشاط کے اسباب مہیا کرنے کی بہی اجازت دیدی - اب تک بہی نادر نے تاج سر پر رکہنے کی دلیری نہ کی - چند افسران سپاہ اور ارکان سلطنت نے اوس سے درخواست کی کہ حضرت ہی قابل حکمرانی ہین - اونکی درخواست کو نامنظور فرما کے ارشاد کیا کہ یہ بزرگی صرف خاندان صفوی کا حصہ ہے - اور ایک آٹھ ماہ کے لڑکے کو عباس سوم کے نام سے تخت نشین کیا اور خود زمام سلطنت ہاتھ مین لیکر کارکن بنا - بعد رسوم تخت نشینی کے بغداد کی سمت روانہ ہوا - احمد پاشا بہی جو لایق پولیٹیشن اور بہادر جنرل تہا شہر کے بچانے کی تدبیرین کرنے لگا اگر توپال پاشا ایک لاکھ فوج لئے ہوے وقت پر نہ پہونچتا تو نادر کے سامنے کچہہ پیش نہ جاتی دونو فوجین سامرہ پر دریاے دجلہ کے کنارہ پر مقابلہ ہوا (۱۱ جولائی $\frac{1733}{1146}$) یہ خونریز لڑائی جو ترکون اور ایرانیون مین ہوئی سب سے بڑی لڑائی تہی - اول مین تو فوج نادری نے ترکونکی صفین پریشان کردین لیکن عربونکی فوج نے جنسے نادر امداد کی امید رکہتا تہا عین لڑائی کے وقت نادری پر حملہ کرکے بہت سے آدمی قتل کئے اور جوانمرد ترکون نے حملہ کرکے میمنہ و میسرہ کو شکست دی - سورج کی تیز کرنین اور گہوڑے کے زخم کاری نے نادر پر ظلم کیا - آٹھ گھنٹہ تک لڑائی ہوتی رہی آخرکا توپال کا پلہ بہاری نظر آنے لگا - تعداد مین باقیماندہ ایرانی قتل کئے گئے تب تو نادر کے لشکر مین کچہہ ایسی بہاگڑ پڑی کہ وہان سے بہاگ کر ہمدان کے میدان مین جنگاہ سے دو سو میل پر پناہ لی بموجب ترکی تخمینہ کے اس لڑائی مین

۶۰ ہزار ایرانی کام آسے اگرچہ مخالف کا بھی نقصان کثیر ہوا لیکن فتح نے پورا کر دیا
فرار شدہ دانا جنرل سے نے سپاہیون اور افسرونکو بجائے ملامت کے دلداری کی
انعام ہتھیار اور گھوڑے عطا فرمائے - بدلہ لینے کے واسطے آمادہ کیا - اس مہربانی
سے نیکنامی کی شہرت پھیل گئی اور دور دراز جگہوں سے فوجین نئے سوار بھرتی
ہونے کی غرض سے آنے لگے - دوبارہ پہلے سے زیادہ فوج لیکر اوسی
میدان کی جانب روانہ ہوا - مگر توپال کی کامیابی نے دربار قسطنطنیہ مین اوسکے
ہزارون دشمن کھڑے کر دیے - سازشون اور روپیے کی کمی سے فوج بھی
کم کر دی - اس مہم کے واسطے بخوبی اسباب مہیا نکر سکا مختصری فوج دشمن کے
روکنے کو روانہ کی مگر بالکل برباد ہوئی - پھر تو تمام لشکر سے مقابل ہوا - بدنظمی
سپاہ کی وجہ سے صف بندی بھی نکر سکا - چالاک ایرانی نے جلدی سے
حملا کیا - ترکی جنرل جان بچانے کے لئے پالکی سے گھوڑے پر سوار ہوا ایرانی
سپاہی نے زرین کپڑونکے لالچ سے نیزہ سے ہلاک کیا اور سر قلم کر کے افسر
کی خدمت مین حاضر ہوا - نادر نے اوسکے سر کو لیکر جسد کے ساتھ عزت سے
روانہ کیا اور ترکون نے مناسب رسمین ادا کر کے مدفون کیا - نادر بغداد کے

نوٹ مسٹر جونس ہانوی دلچسپ حکایت اس جنرل کی اس طرح سے لکھتے ہین کہ توپال عثمان کو اوائل مین
ایک ہسپانیہ والے نے قید کیا مگر فرانسیسی افسر ولسنیٹ ارڈ ناڈ نے مول لیکر آزاد کر دیا - توپال نے اوسکا

لوٹنے کی فکر مین تہا کہ فارس سے بغاوت کی خبر آئی۔ نادر اسطرف روانہ ہوا اور گورنر بغداد نے یہ تجویز کیا کہ دونون مملکتونکے حدود جیساکہ سلطان حسین کے عہد مین افغانونکے حملے سے پہلے تہی مقرر کئے جاوین۔ مگر دربار قسطنطنیہ نے اس تجویز کو ناپسند کیا اور عبد اللہ پاشا قاہرہ کو بڑے بہاری لشکر کا سپہ سالار مقرر کرکے لڑائی یا صلح کرنے کو جیسا موقع ہو بہیجا۔ نادر نے جلدی سے آرمینا اور جارجیا کو (۱۱۴۸ھ ۱۷۳۵ء مین) قبضے مین لایا اور دریاے ارکسیز پر پل باندہ کر پار اوترا۔ اور طفلیس گنجاہ اور اڑوان دار الملک ارمینا کو ترکون کو خوف زدہ کرنے کی غرض سے لوٹا۔ عبد اللہ اپنی سپاہ پر جو شمار مین ایک لاکہ سے زیادہ تہی بڑا بہروسہ رکھتا تہا۔ میدان بغاوندین اروان کے قریب ایرانیون سے لڑائی ہوئی اسوقت نادر نے اپنی فوج کو نہایت موثر اسپیچ اس مضمون کی دی کہ ”تم ہو جری اور بہادر لوگ جو قوم کو غلامی اور ملک کو بدنامی سے بچاؤ گے۔ تم ہو جری اور شیر دل کہ رستم اور اسفندیار کے معرکون کو بہلا دو گے اور تم مین ایک ایک دشمن کے آٹہ آٹہ کے برابر ہے اے اہل عجم یادگار فتح کی جد و جہد کرو اور ہم نے اس رات خواب دیکہا ہے کہ عقعناک

مثل یہ حسین اوسکی پرائیوٹ لائف کی عمدگی پائی جاتی ہے ۱۸۴۲ء اسطرح ادا کیا جبکہ وہ دولت عثمانیہ کا وزیر اعظم مقرر ہوا اوسنے فرانسیسی سفیر کو لکہا کہ میرے محسن کو لکہو کہ ”جلدی آوے کیونکہ کبہی کبہی وزیر عرصہ دراز تک اس عہدہ پر قایم رہ سکتا ہے“ جب ارناڈ آیا اوسکو دس گنا

جانور شاہی خیمے مین گھس پڑا اور تنہا مین سنے اوسکو قتل کیا - اس فال سے یقین ہے کہ خدا مغرور اور ظالم دشمن کو نیچا دکہا دے - یہ کہکر نادر نے فوج لیکر حملہ کیا اور دم بھر مین پرے کے پرے صاف کر دے - ہزارون سوار پیادہ ہو گئے پیادہ کنار اجل مین جاگزین ہوتے - بازار موت گرم تہا اور لڑائی خوب گرم تہی ایک سپاہی سیتم نامی عبد اللہ پاشا کا سر لیکر نادر کے سامنے حاضر ہوا اوسنے حکم دیا کہ نیزہ پر رکھکر مشتہر کرین کہ عبد اللہ مارا گیا - اس خبر وحشت اثر کے سنتے ہی ترک جسطرف کو سینگ سمایا بھاگ نکلے اور میدان مین کشتون کے پشتے چھوڑ گئے - گنجا، طفلیس، کارس اور اروان پر نادر کا پورا عمل دخل ہو گیا اور دربار قسطنطنیہ نے ایسی مصیبت اور خونریزی کے بعد موافق تجویز احمد پاشا بغداد کے ملک واپس دیکر صلح کر لی +

۱۷۳۶ع ۱۱۴۹ھ مین عباس سوم کا انتقال ہوا اور تخت خالی رہگیا - نادر نے ارادہ کیا کہ اب تاج شاہی سر پر رکھے - تمام شاہان ایران معہ رعایا کے موافق رسم جمشیدی کے نوروز کو موسم بہار مین خوشی مناتے جشن کرتے ارکان سلطنت نذرین گذرانکر روسا خلعت اور ملازم انعام پاتے - نادر نے بہی اوسی دستور کے مطابق موگام کا دل موگام مین جو کہ آردبیل سے دریائے قارون کے دہانہ تک پہیلا ہوا اور طول مین ۴۰ فرسنگ اور عرض مین ۲۰ فرسنگ ہے - عمدہ مناظر - خوشگوار آب وہوا - پہل پہول کی کثرت

جو اوسنے خرچ کیا تہا دیا اور اہل دربار کے سامنے اوسکی بڑی تعریف کی جبکہ توپال وزارت سے علیحدہ ہوا خدا کا شکر بجا لایا - اور آخر مین جنرل مقرر ہوا اور لڑائی مین جسطرح بیان ہوا مارا گیا +

سے قدما اوسکو دنیا کی چار بہشتوں مین سے گنتے تھے اور اب بھی سرزمین ایران تو کیا سنٹرل ایشیا مین اپنا نظیر نہین رکھتا۔ دربار کرنے کی تجویز کی۔ عارضی متعدد مکانات اور ہزارون قسم کے ساز و سامان تمام سلطنت کے روسا و امرا کی مہمانداری کے لئے مہیا کئے گئے۔ کہتے ہین کہ اس شاہانہ دربار مین علاوہ تماشائیونکے ایک لاکھ سے زیادہ آدمی جمع تھے۔ جن لوگون نے دربار قیصری دہلی دیکھا ہے بخوبی اندازہ کر سکتے ہین۔ نادر نے جشن کے صبح کو امراء اور افسران فوجکو جمع کر کے اسپیچ دی کہ طہماسپ اور عباس تمہارے بادشاہ تھے اور اوسی خاندان کے شاہزادہ تخت کے وارث ہین یا اونمین سے کسی ایک کو یا کسی دوسرے کو جسکو عقیل۔ صاحب رعب۔ جری۔ عقلمند اور نیک نیت خیال کرتے ہو۔ بادشاہت کے واسطے انتخاب کر لو اور یہ میرے لئے بہت ہے کہ مین نے ایران کو۔ افغانون۔ ترکون۔ اور روسیون سے آزاد کر کے پہلی شان و شوکت کو پہونچا دیا۔ یہ کہکر وہ علیحدہ ہوگیا تاکہ وہ نڈر ہو کر مباحثہ کر کے مرحلے کو طے کرلین۔ مگر فوراً لوگون نے اوسکو بلاکر کہا کہ جسنے ملک کو بچایا۔ بیگانہ حکومت سے آزاد کیا وہی سلطنت کے لائق ہے۔ پھر اوسنے کہا کہ ایران کے تخت لینے کا خیال مجھکو کبھی نہین ہوا پھر وہ مصر ہوئے۔ یہان تک کہ بعد ایک ماہ کے تاج شاہی سر پر رکھکر تخت نشین ہوا اور اونکو مخاطب کر کے اسطرح کہا کہ "امن قایم رکھنے کی غرض سے بہت لڑائیون مین بے شمار جانین تلف ہوئین۔ اسلئے ہمکو وہ مذہب جو باعث فتنہ و فساد ہے اور شاہ اسمعیل صفوی نے داخل کیا ہے چھوڑنا چاہتے۔ جب سے نیا مذہب شیعہ پھیلا ہے خونریزی اور برباد

ہونے لگی ہمکو لازم ہے کہ سنی مذہب اختیار کرین تاکہ سب جھگڑے مٹ جاوین چونکہ ہر مذہب کا پیشوا ہوتا ہے اسلئے ہمکو چاہیئے اپنا پیشوا امام جعفر علیہ السلام کو جو اہلبیت سے ہین اپنا ہادی اور امام مقرر کرین (۱۷۳۶ء / ۱۱۴۹ھ) یہ سنکر کسی ملا نے اوٹھکر نادر کو نصیحت کرنی شروع کی کہ تجھکو دنیاوی نہ کہ دینی معاملات مین دست اندازی کرنی چاہیئے وہ فوراً قتل کیا گیا پھر جان کے خوف سے کوئی نہ بولا اور تمام جماعت نے بظاہر تبدیل مذہب اختیار کرلیا تو ایک شاہی فرمان اعلان کیا گیا۔ اور نادر نے اونسے کہا کہ سلطان قسطنطنیہ سے اس معاملے مین کتابت کی جاوے گی کہ اہل اسلام کے چار فرق مین ایک فرقہ جعفری نام پانچوان زیادہ کیا جاوے اور پانچوان مصلے حرم کعبہ مین تعمیر کیا جاوے۔ اگرچہ اس تدبیر سے اوسکو بڑا فائدہ نہ ہوا لیکن نقصان بہت پہونچا کہ تمام ایران کی رعایا باغی اور اوسکی دشمن ہوگئی +

بہت سے لوگ علیحدہ علیحدہ وجہ تبلاتے ہین کہ نادر نے کیون ایرانیونکو جدید مذہب کی دعوت کی۔ شروع مین وہ مذہب شیعہ کا نہایت متعصب پیرو تھا اور پھر جیسے اس مذہب کے شیوع مین ساعی تھا جسکے اوٹھانے کا مصمم عزم کیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ جابر بادشاہ کسی مذہب اور دین کا پابند نہ تھا بلکہ جس سے کام نکلتا وہی اختیار کر لیتا پہلے اپنے آپ کو صفوی بادشاہونکا غلام ظاہر کرنے اور افغانیونکو نکالنے کی غرض سے تشیع کو فروغ دینا چاہا۔ اور اب جب کہ صفوی خاندان کا خاتمہ کرنا قندھار کا لینا ہندوستان اور ایشیائی کوچک مین طاقت قایم کرنے کا وقت آیا تو ویسا ہی مذہب مطالب کے موافق

اختیار کرلیا۔

نادر نے ۲۶ فروری ۱۷۳۶ء / ۱۱۴۹ھ کو بوقت صبح جبکہ رمالون اور نجومیون نے بڑی تحقیق اور فکر سے ساعت مقرر کی ۸ بجے پر ۲۰ منٹ گذرنے کے بعد تاج شاہی سر پر رکھا۔ تخت نشینی کی رسمین بڑی شان وشوکت سے ایک بڑے مکان مین جو کہ اسی واسطے تعمیر کیا گیا تھا ادا ہوئین۔ اوسیوقت مختلف سکّے طیار ہوئے جنپر لکھا تھا ؎

سکّہ بر زر کرد نام سلطنت را در جہان
نادر ایران زمین و خسرو گیتی ستان

اور چندپر الخیر ماوقع منقش تھا جسکو ظرفانے لاخیر ماوقع پڑھا۔ نادر چند روز بعد اصفہان مین گیا اور افغانونکی بیخ کنی کرنے کی تدبیرین سوچنے لگا۔ اسی سال جزیرہ بحرین تقی خان گورنر صوبہ فارس نے عربون سے چھین لیا۔ دارالملک کے نواح سے منتشر تنگ پہاڑون مین ایک قوم "بختیاری" پھیلی ہوئی تھی جو کہ خونچکنی کے وقت بلند پہاڑونکی چوٹیون اور غارون مین پناہ لیتی تھی اور موقع پاکر ملک کو تاخت وتاراج کرتی تھی۔ نادر نے اس خیالی امن کی پروا نہ کرکے چار سپاہیونکو چوٹیونپر سے اور کچھ سپاہ کو وادیون مین سے اس جنگلی قوم کو شکار کرنے کے واسطے روانہ کیا۔ ایک ماہ کے عرصے مین اوس قوم کا سردار علی محمد پکڑا گیا اور قتل ہوا اس گروہ کو اور جگہ کاشت کرنے کے لئے دی اور بہت اونمین سے سپاہ مین بھرتی کئے جو قندہار کے محاصرہ مین بڑی بہادری سے لڑے۔ یہ قوم گورکھہ سے بہت مشابہت رکھتی ہے جو کہ کابل مین سرکار کے واسطے

خوب جانبازی سے لڑی +

نادر موسم بہار مین خراسان اور سیستان مین ہوتا ہوا قندہار پہونچا لیکن یہان پٹھانون نے اسقدر فوج اور سامان جمع کیا تہا کہ اوسکے جلد ہی فتح کر لینے کی امید جاتی رہی - اوسنے نواح قندہار مین چہاونی نادر آباد کے نام سے آباد کی اور ہر طرف سے شہر کا محاصرہ کر لیا ایک سال کے بعد ایرانیون نے مجبور ہوکر پہاڑیون کی بلندی پر جو شہر پناہ کے قریب تہی قبضہ کر لیا اور آہستہ آہستہ دیوار کو توڑتے رہے - بختیاریون نے ایک مضبوط برج کو توڑ کر داخل شہر ہوکر لڑنا شروع کیا - گورنر نے اپنے کو دشمنونکے حوالے کیا - نادر نے اوسکی جان بخشی کی اور بہت سے افغانونسے ہتہیار لے لیئے اور وہی فرمان جو شیعہ مذہب کے مخالف تہا مشتہر کر کے اونکو اپنی سلطنت کا خیرخواہ بنا لیا اور بہت افغانونکو فوج مین معزز عہدے دیکر سرافراز فرمایا +

جبکہ قندہار کے محاصرے مین مصروف تہا جرنلون نے قرب و جوار کے قلعے تابع کر لیئے تھے اور رضا قلی نے تہوڑے عرصے مین وہ شہرت حاصل کی جو ایسے شاہزادے کے شایان تہی - قندہار کا حاکم بادشاہ بلخ سے مدد کی امید رکھتا تہا مگر رضا قلی نے اوسکو شکست دیکر دارالخلافت لیلیا اور دریائے جیحون (آکسس) کو عبور کر کے اوزبکونسے جبکہ بخارے سے آئے تھے لڑنے کی تیاری کی - نادر نے بیٹے کے نام واپسی کا فرمان ارسال کیا اور اوزبکونکے پاس بمضمون کا مراسلہ بہیجا کہ مین نے اپنے بیٹے کو حکم دیا ہے کہ وہ شاہ اوزبک اور دیگر سرداران ترکستان

سے جنگ نہ کرے اور اون ممالک مین جہان کہ چنگیز کی اولاد حکمران ہیں دست اندازی نکرے - بعضے مورخ لکھتے ہین جب کہ رضا قلی واپس آیا تو نادر اس سے رنجش کرنے لگا مگر نادر نے اوسکا استقبال نہایت مہربانی اور محبت سے کیا اور پورے اختیارات دیکر ایران کا گورنر مقرر کیا اور آپ جہانگیری مین مصروف ہوا یہ واقعہ اوس خیال کی تردید کرتا ہے +

جب کہ نادر افغانونکو فتح کر رہا تھا ایک نامہ بادشاہ دہلی کے نام ارسال کیا کہ تم اپنے شمالی صوبہ دارونکے نام حکم بھیجدو کہ ایران کے دشمنونکو پناہ نہ دین نہ انکی کوئی تسلی بخش جواب ہی نہ ملا - اور نہ خیر سے ایرانی ایلچی اپنے بادشاہ کے دربار مین لوٹ کر گیا - نادر نے غصے مین آکر کابل پر حملہ کیا اور تمام ملک کا مالک ۱۱۵۱ھ مین ہوگیا - نادر نے دوسرا نامہ جسمین اتحاد اور وداد قدیم کی باتین لکھین ارسال کیا - لیکن نامہ برکو ولد عباس گورنر جلال آباد سردار افغانان نے قتل کیا - اب نادر کو کچھ تامل ہندوستان پر حملہ کرنے مین باقی نہ رہا - یہ ملک سنٹرل ایشیا کے فاتحون کا زمانہ قدیم سے جسکا پتہ تاریخ سے ہی نہین مل سکتا ۱۸۶۱ء تک رہنما رہا لیکن سلسلہ واز حالات مسلمان فاتحونکے مل سکتے ہین - اور سب سے بڑا حملہ محمود غزنوی کا تھا جس سے سلطنت اسلام یہانپر قایم ہوئی - پہر شہاب الدین غوری نے راٹھور اور راجپوت خاندانونکو برباد کیا - اسکے بعد چند خاندانون نے حکومت کی - اگرچہ اسی اثناء مین چنگیز خان نے وسط ایشیا مین نہایت فساد برپا کیا مگر اوس نے

ہندوستان محفوظ رہا لیکن سنہ ۱۳۹۰ع مین امیر تیمور نے ایسا بے چراغ کیا کہ الامان
اوسکی اولاد نے سنہ ۱۵۲۶ع مین پھر بنیاد سلطنت قایم کی اور ایسی رونق دی کہ کبھی پہلے
نشاید نصیب نہ ہوا۔ اکبر نے نہایت عظیم الشان مملکت قایم کی۔ جہانگیر اور شاہجہان کے
عہد مین کچھہ تغیر و تبدل سواے سوشیل لائف کے نہین ہوا۔ مگر آخری بڑے بادشاہ
اورنگ زیب نے نئی جان ڈالدی اور سلطنت کو عروج کے آسمان پر پہونچا دیا۔ جب عصاے
دولت اس تجربہ کار اور منتظم بادشاہ کے ہاتھہ سے چھوٹا اوسکا سنبھالنا ایسے ہی شخص کا
کام تہا جو اورنگ زیب ثانی ہوتا اور مرہٹونکے دبانے کی لیاقت رکھتا۔ مرہٹون مین چار
جماعتین پائی جاتی ہین۔ اور محقق اونکے نام کے اصل تک جہاراسٹر انکو زمانہ ہمال
کے جغرافیہ دان دکن سے لکھتے ہین بتاتے ہین۔ اونہون نے تاریخی نام شاہجہان کے
عہد مین حاصل کرنا شروع کیا۔ اورنگ زیب نے ۲۰ سال اونکے مغلوب اور برباد
کرنے مین صرف کئے۔ لیکن بعد وفات اوسکے جانشین جنکی جرأت و ہمت انکی
زہن و ذکاوت کا پورا جواب تہی ہوتے اور روز افزون مرہٹون کی طاقت کا کچھہ
انتظام نکر سکے یہان تک کہ صوبہ دار بھی خود مختار ہونے لگے اور دربار مین اراکین
دولت اپنی اپنی شہرت اور مال و دولت کے لالچ سے رقابت کرنے لگے بادشاہ
کو کٹھہ پتلی کیطرح خوب نچایا۔ رہی سہی عزت اٹھارہوین صدی کے تیموریون نے خاک مین
ملادی اور بڑی سلطنت کا ڈھیر بحر بحر کر دیا اور ہندوستانیونکو دست درازی کی جرأت
دی۔ جب کہ اس بلاے ناگہانی نے ہندوستان پر نزول کیا۔ محمد شاہ رنگیلے دہلی مین

بادشاہ تھے عیش و عشرت کے سوا کچھ کام نہ تھا تن آسانی اور نفس پرستی زندگی کا خاص مقصود تھا ہر وقت ہاتھ میں جام بغل میں دلارام تھا کسکو دماغ تھا کہ کچہری دربار کا کام کرے انتظام دوسروںکے سپرد تھا۔ وزیر اعظم خان دوران خان آقا کیطرح بندۂ عیش تھا جب ہر طرح انتظام خراب ہوتا گیا اور بہبودگی کی کوئی صورت نظر نہ آئی تو پورا نا خیر خواہ نظام الملک صوبہ دار دکن طلب کیا گیا مگر افسوس ہے کہ ایسے وقت پر بھی اس عقل اور جہاندیدہ مرد کے اوپر بباعث مخالفت خان دوران کے اعتماد جب تک خطرہ حد اعتدال سے نگذرا نہ کیا گیا۔ بعضے یہ کہتے ہیں کہ اسی نے نادر کو لالچ دیکر بلایا مگر اسکا کوئی ثبوت نہیں اور نہ خیال میں آسکتا ہے کہ ایسا پورانا امیر الامرا خیر خواہ ایسی نامسعود حرکت کا مرتکب ہوتا۔ لیکن کمزور اور ضعیف العقل ہمیشہ کمزوروں پر سے اپنے بچانے کی فکر کیا کرتے ہیں۔ ایسا ہی درباریوں نے یہ فقرہ تراشا۔ جیسا کہ ارکان سلطنت عقل و دانائی میں بے تدبیر تھے ویسا ہی فوج بہادری میں بے عدیل تھے۔ خیالی گھوڑونکی جولانگاہ کے واسطے میدان وسیع تھا یہ سوچکر تسلی کر لیتے تھے کہ بھلا ایرانی ترکا قندھاریوں اور افغانیوں سے بچکر کہاں آسکتا ہے اور پھر جب یہ خبر اوڑی کہ وہ کابل تک آگیا تو یہ سوچکر دل خوش کر لیتے کہ کوئی نہ کوئی وجہ ایسی ہو جاوے گی کہ وہ یہاں سے لوٹ جاوے گا جب کوئی خاندوران سے کہتا نادر ہندوستان کے نواح میں آگیا تو یہ سنکر کہدیتا کہ تمہارے گھر بہت بلند ہیں۔ لہذا نادر قزلباشوں اور مغلونکے ساتھ دور سے دکھائی دیتا ہے۔ اگر کوئی بادشاہ سلامت سے عرض کرتا تو وہ فرماتے کہ ہمارے ملک پر بزرگوں کی دعا ہے

کو دریائے اٹک سے اوہر کوئی نہیں آسکتا۔ دلّی کا دربار ابھی تک خواب سے جاگے
تھا کہ نادر نے جلال آباد میں قتل عام کیا اور نومبر ۱۷۳۸ء بمطابق ۱۱۵۱ھ کو دریائے اٹک سے عبور
داخل پنجاب ہوا۔ دریائے راوی پر گورنر لاہور نے خفیف سا مقابلہ کرکے فرمانبرداری اختیار
کرلی۔ نادر بلا روک ٹوک کرنال تک جو دہلی سے ایک درجہ شمال کو دریائے جمنا کے کنارہ
پر واقع ہے چلا آیا۔ اور مورچہ بنا کے لشکر کے چاروں طرف خندق بنادی۔ یہ خبر سنکر
محمد شاہ بھی ٹوٹی پھوٹی فوج اکٹھا کرکے بہت دنوں میں چار منزلیں طے کرکے اوسکے
مقابلے کو جا پڑے اور برہان الملک سعادت خان صوبہ دار اودھ کا انتظار کرنے
لگے ۱۵ ذیقعدہ ۱۱۵۱ ہجری کو وہ بھی آگیا۔ ایرانیوں نے یہ چاہا کہ اوسکے لشکر
کو شاہی عسکر سے نہ ملنے دیں۔ لڑائی شروع ہوگئی اور خاندوران بھی فوج لیکر اوس
سے جاملے۔ نادر کی سپاہ نے حملہ پر حملہ کیا۔ کجا ایران کے آزمودہ کار سپاہی
کجا دلّی کے جوانمرد دو گھنٹہ لڑائی ہوتی رہی۔ دلّی کے بڑے بڑے سردار کام آئے
جنمیں خان دوران بھی تھا۔ تمام لشکر دیرا ڈانڈہ چھوڑ کر چلتا بنا۔ بے شمار خزانہ۔
ہر قسم کی بیش بہا غنیمت۔ بہت سے ہاتھی۔ بہت قیدی ہاتھ آئے۔ مگر برہان الملک
لڑتا رہا۔ آخرکار اسیر ہوکر لشکر قزلباش کے ساتھ لشکرگاہ میں پہونچا۔ چونکہ دن ایک
گھنٹہ رہگیا تھا اور شاہی مورچے مستحکم تھے اسلئے اونپر حملے کئے بغیر نادر خرگاہ کو لوٹگیا
برہان الملک نے نادر کو اسپر راضی کرلیا کہ حضور دو کروڑ لیکر یہیں سے تشریف
لے جائے وہ اس بات پر راضی ہوگیا۔ بادشاہ نے دوسرے سرداروں کو

اوسکی خدمت مین روانہ کیا۔ دوسرے دن خود بے قرار ہوکر (۱۷ ذیقعدہ ۱۱۵۱ کو / ۱۹ فروری ۱۷۳۹ء) خود چلا آیا۔ جب نادر کے کمپ کے قریب پہونچا تو اوسنے اپنے بیٹے ناصر علی خان[1] کو اوسکے استقبال کے واسطے روانہ کیا۔ جب بادشاہ دہلی خیمے مین داخل ہوا تو نادر شاہ نے تعظیم کی اور مسند پر بٹھایا (اور اسنے خاتم محمد شاہ کو دی کیا کہ صلح کے وقت ملنے مین دینے کا دستور ہے) اور دوستی کی باتین ہونے لگین۔ نادر نے کہا کہ آپنے میرے خطوں کا جواب ندیا اسلئے مجھے خود یہان آنا پڑا اور ایسا تغافل ہرگز بادشاہونکو کرنا مناسب نہین۔ محمد شاہ نے جواب دیا کہ اگر یہ تغافل نہ ہوتا تو ملازمت کیونکر نصیب ہوتی۔ اس جواب سے نادر مسکرانے لگا اور کہا کہ تم اسباب تجمل اور مستورات کو معہ عملہ فعلہ کے یہان بلالو اور دلجمعی سے یہان آرام کرو۔ القصہ دونون بادشاہ (ذیحجہ / ۳ مارچ) کو دہلی مین داخل ہوے۔ نادر شاہی محلون مین اوترا اور جابجا حفاظت کے لئے اپنے سپاہیونکو مقرر کر دیا اور حکم دیا کہ کوئی رعایا پر دست درازی نکرے۔

چونکہ اتفاق سے اس سال نوروز اور عید الضحے ساتھہ ہی ساتھہ واقع ہوئی اسلئے بڑی دہوم دہام سے جشن ہوا اور خطبون مین نادر کا نام پڑہا گیا۔ مشہور ہے کہ ایک بھنگڑ خانے مین کسی بھنگڑی نے سبزی کے رنگ مین چلاکر کہا کہ "واہ رے محمد شاہ رنگیلے تیرے کیا کہنے مغل بچہ کو ایک قلماقنی کے ہاتہہ سے مرواہی ڈالا" یہ ہوا تمام شہر مین اوڑ گئی اور دہلی کے بدمعاش قزلباشونپر پل پڑے جس جگہ اور جہان ایرانی نظر پڑا قتل کیا گیا۔ امراے دہلی کا پاجی پن اس قدر بڑہ گیا تہا کہ جن سپاہیونکو نادر نے حفاظت کیلیے

---

[1] اس شہزادہ کا نام سرجان میلکم ناصر علی خان اور مولوی محمد ذکاء اللہ نصر اللہ لکھتے ہین۔

ٹانگ لاتے تھے یا تو خود اونکو حملہ کرکے تہ تیغ کیا یا اونکے سپرد کیا۔ جب نادر کو اس
قضیئے کی اطلاع ہوئی اوسنے چند آدمی منادی کے لئے شہر میں روانہ کئے کہ یہ خبر بے اصل
ہے اور نادر زندہ ہے۔ وہاں طوطی کی آواز نقارخانہ میں کون سنتا تھا۔ اونکے بھی
جان پر آبنی۔ تمام رات نادر صبر کئے بیٹھا رہا مگر خلاف حکم نادر کسینے ہاتھہ پیر نہ ہلائے
صبح کے وقت نادر نے سوار ہوکر شہر کے کوچوں میں پھرنے کا ارادہ کیا۔ جب اوسپر
بھی پتھر وغیرہ کی بوچھار شروع ہوئی کسینے فیر بھی کردیا۔ اگرچہ وہ بچا لیکن ایک ملازم اوس کے
پہلو میں مارا گیا۔ جب تمام راہوں میں قزلباشوں کی نعشیں دیکھیں تو نادر نے قتل عام کا حکم
دیا کہ جہاں ہندوستانی نظر پڑے زندہ نہ بچے پھر تو دم بھر میں ہوا پھر گئی۔ شہر
والونکا ہاتھہ بیکار رہگیا۔ عزرائیل کے بھی اوسان خطا ہوگئے۔ خوف سے خلقت خود ہی
گلا کاٹ کاٹ مرنے لگے دوپہر تک گلی اور کوچوں میں مردوں سے رستے بند ہوگئے
ادہر تو تیغ جہاں سوز نے متاع جان کو جلا کر خاکستر کردیا۔ اودہر آتش غضب نے مال
و اسباب کو خاک سیاہ بنا دیا۔ نادر ننگی تلوار کئے روشن الدولہ والی مسجد میں بیٹھا تھا کسکا
مقدور نہ تھا کہ شفاعت کے لئے زبان ہلاتا۔ سارے امراء اور ارکان دولت ہاتھہ
باندہے نیچے نظر کئے کھڑے تھے اوسکے غضب کو قہر خدا تصور کرتے تھے۔
جب بادشاہ دہلی کو معلوم ہوا کہ رعایا قتل ہوئی جاتی ہے تو روتا ہوا آصف جاہ اور
قمرالدین خان کو لیکر نادر کے پاس آیا اور رعایا کے قصور معاف کرنے کی التجا
کی۔ نادر نے کہا کہ بادشاہ ہند کی درخواست سے کبھی خونریزی نہیں ہوئی کیونکہ

تلوار نیام مین کرلی - پہر تو دفعتاً تمام شہر مین امن کی منادی ہو گئی - جہان جسکی تیغ
تہی وہین رک گئی - اس معرکے مین مورخون سنے آٹھہ ہزار سے لیکر ڈیڑہ لاکھہ
ہندوستانی اور سات سو سے ہزار تک ایرانی مقتولونکا تخمینا کیا ہے - بہرصورت
یہ ہنگامہ دونونکے لئے کرنال کی لڑائی سے زیادہ خونریز تہا کیونکہ اوسمین ہندوستانی
بیس ہزار اور ایرانی صرف تین ہی کام آئے تھے - جو امیر بہاگ کر دلی سے چلے
گئے تھے نادر کے غضب سے جان بر نہ ہو سکے - معلوم ہوتا ہے کہ نادر کا ارادہ
اسطرح قتل عام کا نہ تہا مگر اوسکو اوس وحشیانہ حکم پر حضرات ہندوستانیون ہی نے
مجبور کیا +

چند روز کے بعد نادر نے اپنے بیٹے کی شادی محمد شاہ کی بیٹی سے
کی - تمام سوگ و ماتم کی محفلین ناچ رنگ کے جلسون سے بدل گئین - جاننا چاہیے
کہ باشندگان ہند کیسے کمینے ہو گئے تہے - بادشاہ سے لیکر امیر وزیر سب ایک رنگ
مین ڈوبے ہوئے تھے - ایرانی ابہی دلی سے ہی نہ گئے تہے کہ محفلون مین
نقلین کیجاتین - ایرانیونکے چہرے غضبناک اور خونخوار بنائے جاتے اور ہندوستانی
جان و مال کے واسطے اونکے پیرونپر گڑگڑاتے نظاہر کئے جاتے - اسپر اہل
مجلس خوش ہوتے -

نادر دہلی مین ۵۸ روز رہا محمد شاہ سے خلوت مین ملاقاتین ہوئین اور انتظام سلطنت
اور قیام دولت کی تدبیرین بتا رہا - وزراء امراکو خیرخواہی کی تاکید کی - آس پاس کے

حاکموںکے نام گشتی حکم بھیرایا " تمکو جاہیے کہ خاندان تیمور کے فرمانبردار رہو اور اخیر کا فقرہ یہ تہا کہ "من و محمد شاہ یک روحیم در دو قالب اگر خدانخواستہ جبر طغیانی شما بانسبت بادشاہ گوشنزد من شود نام شما از صفحہ خلقت محو خواہم کرد" اگرچہ نادر دربار دہلی کی عزت کرتا لیکن بادشاہ اور اوسکے عیاش ملازموں کو حقیر خیال کرتا تہا۔ ایک روز قمرالدین خان سے پوچہا کہ آپکی کسقدر بیبیاں ہیں اوسنے جواب دیا کہ ساڑہے آٹھ سو نادر سنے اپنے نوکروں سے کہا کہ ڈیڑہ سو قیدی عورتیں وزیر کے یہاں بہیجدو تا کہ وزیر صاحب کو منصب باشیگری (یعنے افسری ہزار آدمیونکی) حاصل ہو۔

اب نادر نے اپنے آنے کا خاص مطلب نکالنا چاہا۔ یعنے مال وصول کرنا۔ شاہی خزائن پر قبضہ کر کے بیگمات کا زیور اور تخت طاؤس کو نہ چھوڑا۔ بڑے بڑے امرا کے گہر بہی ضبط کر لئے۔ چھوٹے رئیسوں نیز زجر و توبیخ کر کے سب چہین لیا۔ خوشحال رعایا سے اپنا باج طلب کیا۔ سوائے دفائن کے جو بزرگوں سے جمع ہوتے چلے آئے تھے اور بیش بہا جواہرات قسم قسم کے قیمتی تہے بادشاہ نے اور نیز سرداروں نے بادشاہ کی پیروی کر کے تمام اندوختہ اور بہت سے گرانبہا نذرانہ جبراً قہراً نادر کے سامنے پیشکش کئے اور دور دراز صوبوں سے باقی محصول بہی طلب کیا گیا۔ جب کہ قمرالدین خان وزیر کے ایلچی نے سرفراز خان صوبہ دار بنگال کے

سلہ نادر کی دو بیبیاں تہیں ایک سفر میں ہمراہ اور دوسری شاہی محلوں میں رہتی۔ نادر اوس امیر کو جسکی ایک سے زیادہ زوجہ ہوتی ملامت کرتا +

دربار مین نادر کی آمد بیان کی تو اسنے بموجب نصیحت حاجی احمد خان کے تین سال کی مالگذاری
دہلی کو روانہ کی اور خطبہ مین نادر کا نام پڑہا - اس روپیہ کے وصول ہونے کی مصیبت
کو ہندوستانی عاملون نے بہت ترقی دی - یعنے اگر نادر نے دس ہزار طلب کئے تو
انہون نے چالیس پچاس ہزار وصول کئے - ہزارون پورانے رئیس درّون سے
پٹے - بہت سے قیدی غلام بنائے گئے - خصوصاً یہ وقت ہند کے مالدارون کے
لیے نہایت سخت تہا جو کہ روپیے کو جان سے زیادہ عزیز رکھتے تہے خود کشی
کرکے اپنے اہل وطن سے جا ملے یا بے عزتی کے ڈر سے گہرون مین کچہ کہا کر
سو رہے - دلّی کے کنوئین چاہ بابل ہو گئے - آخر کار جب کوئی ٹہکانا روپیہ لینے کا
ہی نہ رہا تو عزم مراجعت کیا اور بادشاہ کو زیور پہنا تخت پر بٹہایا اور عہد نامہ لکہا گیا -
جسمین دریاے سندہ کی مغرب کی طرف کا ملک ایران کی قلمرو مین ملایا گیا - اس غنیمت
کو کوئی پندرہ کوئی تیس کوئی ستر کرور کا لکہتا ہے اور بے شمار جواہرات بتاتا ہے
جنکی قیمت کا اندازہ نہین ہو سکتا - جب نادر کو معلوم ہوا کہ سپاہیون نے جواہرات چہپا
رکہے ہین - اسباب کی تلاشی لی جو کچہ ملا ضبط کر لیا - مگر سپاہی اس سے ناراض نہین ہونے پائے
کیونکہ قندہار کی فتح کی خوشی مین تین ماہ کا انعام تمام سپاہ کو دیا تہا اور ایسا ہی فتح کرنال
کے بعد کیا - اور جب ہندوستان سے لوٹا خوب انعام اکرام اور سردارون کو خلعت
دیے - بعضے یہ کہتے ہین کہ نادر نے یہ جواہرات اسواسطے لیلئے کہ سپاہی دولتمندی
سے عیش پسند نہ ہو جاوین - چونکہ دربار دہلی نے دوستی کے حقوق پر کچہ بہی

لحاظ نہ کیا اور فراری افغانونکو اپنے ملک مین پناہ دی اور وے سہارا پاکر اپنے ملک
کو حاصل کرنیکو مستعد ہوئے اور ایران کو اونسے پھر لڑنا پڑا اور اوسکے ایلچیون کو جواب سے
ہی جواب نہین ملا بلکہ جان ہی نہ بچی اور یہ سبب اوّل اوسکی مہم کا ہے دوسرا باعث
یہ خیال کیا جاتا ہے کہ جو نقصان افغانون سے لڑنے مین ہوا اور خزانہ ایران خالی
ہوگیا اوسکو کسی زرخیز ملک کی غنیمت سے پورا کرے ماسوائے اسکے نادر نے جو سپاہیانہ
جوش ایران مین پھیلا دیا اور فوجکو ملک گیری کا خیال ہوا اگر دوسری سلطنتونکے فتح کرنے
مین صرف نہ کیا جاتا تو باہمی تکرار سے کٹ مرتے اس لحاظ سے یہ حملہ خالی از دانشمندی
نہ تھا۔ جب ہم پڑھتے ہین کہ ہندوستان کو فتح کیا اور پھر تاج بخشی کی تو اوسکے اولوالعزم
اور صاحب ہمت ہونے کا اقرار کرنا پڑتا ہے۔ اگرچہ لوگ قتل عام دہلی سے نفرت
کرتے ہین مگر قتل عام غدر ۱۸۵۷ء یہ ثابت کرتا ہے کہ جبار بادشاہ اکثر ایسا کرگذرتے
ہین جو نادر کا خط ذیل مین درج ہے اوس سے مختصر دلچسپ حال معلوم ہوگا۔

سنہ نادر نے اپنے بیٹے رضا قلی کو لاہور سے لوٹتے وقت لکھا جسکا خلاصہ یہ ہے
"اوّل خبر سے از جنگ و توجہ ار سپاہ ایران با مقدمہ لشکر ہند غلبہ ایرانیان میسرہ و بعد از گرفتن کہ
برائے منع ملحق شدن لشکر سعادت خان بہ لشکر محمد شاہ نمود و فائدہ بران مترتب نشدہ بود مے نویسد
دلبازان سے گوید بدین مضمون کہ چون این مدد بہ محمد شاہ رسید مستظہر گشت و لشکر خود را مہیا نمودہ در میدان
صف محاربت آراست و ما کہ در آرزوے چنین روزے بودیم قراول بجہت صیانت اردو گذاشتہ

نادر کی سپاہ کو جاتے وقت اس ملک کی گرمی نے سخت تکلیف دی اور پنجاب کے دریاؤں اور اٹک کے پار اوترنے میں بڑی بڑی دقتیں پیش آئیں کیونکہ عارضی پلوں کے بنانے میں بہت دیر ہوئی اور ڈاکو لوٹ مار سے تنگ کرنے لگے جیسا چند صدی پیشتر محمود کو سومنات سے ہٹتے وقت دق کیا تہا جب ہندوستان کی حد سے نکلا کابل کی پہاڑی قوموں نے حملہ کرنے کا عزم کیا۔ راستے کی ناہمواری نے مشکلوں کو دوچند کر دیا +

ایرانی اپنے نیکمند بادشاہ کے واپس آنے پر بڑی بڑی امیدیں کئے بیٹھے تھے۔ انہوں نے اس فتح کا ثمرہ جلدی پالیا۔

$\frac{1743}{1153}$ ء میں نادر نے ایران میں جاتے ہی ہر قسم کا سہ سالہ محصول معاف کر دیا اس سبب سے تمام رعایا مالامال اور خلقت خوشحال اور ذو اقبال ہوگئی۔ جو کچھہ اوس نے غنیمت میں حاصل کیا تہا اوسکو خوب مبالغے سے بیان کیا ہے۔ نادر ہزاروں کاریگروں اور ماہران علم موسیقی کو ہندوستان سے لیگیا جسکے باعث لوگوں نے خیال کیا کہ اب نادر عیش و عشرت سے باقی زندگی بسر کرے گا۔ ایرانی کیا محقق کیا جاہل سب کے سب عجیب الخلقت جانور (ہاتہی) کے دیکھنے کے مشتاق تھے۔ کیونکہ اونہوں نے اس جانور کی صرف تصویریں ہی دیکھی تہیں۔ اس دفعہ اہل ایران نے نادر کا ایسی شان

وازقادر متعال استعانت جستہ بر دشمن حملہ بردیم تا دو ساعت تمام تنور حرب گرم بود و آتش توپ و تفنگ خرمن سوز عمر اعدا بعد ازان بعون الٰہی بہادران شیر شکار صف خصم را برہم زدہ

...برکت سے استقبال کیا دکسرے وجم کے قصے افسانہ ہوگئے اور اس ہیرو کی تعریف میں شاعروں نے ہزاروں قصیدے لکھے *

نادر کی سپاہ بعد مہم ہندوستان کے آرام کی طالب ہوئی اور نادر نے بھی اسکو منظور فرمایا * نادر بعد عبور دریا ے اٹک کے سندہ کے ایک صوبہ دار کو باجگذار بنانے کیغرض سے گیا - اس امیر نے پہلے نادر کو ہندوستان مین آنے کی ترغیب دی اس سے یہ غرض تہی کہ بعد شکست شاہ دہلی کے خود مختار سلطنت قایم کرے مگر جب دیکھا کہ یہ ملک نادر کے قبضے مین گیا تو اپنا تمام مال و اسباب لیکر امرکوٹ مین چلا گیا اور مقابلہ کا ارادہ کیا - اوسکا دار الخلافت فتح ہوا اور لوٹا گیا لیکن وہ نادر کی خدمت مین حاضر ہوا نادر نے خطا معاف فرما کر اوسکو بحال کیا اور اوسنے باجگذاری کا عہد نامہ تحریر کیا -

---

ایشان را مستغرق کردند درین مقام تفصیل ہمہ اعاظم امرا کہ کشتہ و زخمی و اسیر شدند مے نویسد از جملہ مقتولین خاندوران و از ماسورین سعادت خان را ذکر مے کند و بعد مے گوید کہ این جنگ دو ساعت طول کشید دو ساعت و نیم عساکر ما غنیم را تعاقب کردند ہنوز یک ساعت از روز باقی بود کہ معرکہ حرب بکلی از دشمن پاک شد چون استحکامات اردوے ایشان مستحکم و مضبوط بود فرمان دادیم

---

[1] یہان سے ہمایون نے شیر شاہ کے ڈر سے پناہ لی اور ۱۵۴۱ء مین اکبر پیدا ہوا -

نادر نے ۱۱ مئی ۱۷۴۰ء کو ہرات میں داخل ہو کر تمام جواہرات اور عمدہ اسباب اور نفائس ہندوستان کو سجا کے نمایش کی جس میں تخت طاؤس بھی رکھا تھا یہ شاندار جلسہ ۱۴ جون سے شروع ہوا اور کئی روز تک رہا - درباری عیش کرتے تھے سپاہی ناچ رنگ میں مشغول تھے ہر طرف سے صدائے رقص و سرود بلند تھی ہر شخص نے اپنے مقدور بھر عیش کے سامان مہیا کیے غرض اس جشن شاہانہ کی شوکت و عظمت کی افواہ ممالک اور دشت میں پھیل گئی - یہاں سے نادر جانب بلخ روانہ ہوا (یہاں سے رضا قلی کو انعام اور ہدایا عنایت فرمائے) اور دریائے جیحون کے عبور کی طیاری کی شاہ بخارا کو سزا دینے کا ارادہ کیا - کیونکہ جب ہندوستان کی مہم میں مصروف تھا اوس نے خراسان میں کئی حملے کیے - اس مہم سے نادر کا مقصود سلطنت کا وسیع کرنا نہ تھا بلکہ وہ باشندگان ترکستان کو سزا دینا چاہتا تھا - ابوالفیاض خان حاکم قوم ازبک اگرچہ چنگیز خان کی اولاد میں ہونے کا دعوے کرتا لیکن اوس میں سکت باقی نہ تھی نادر نے اپنا وزیر اوس کے پاس روانہ کیا کہ اگر تم بربادی سے محفوظ رہنا چاہتے ہو تو فرمانبرداری اختیار کرو اس عرصے میں لشکر بھی جلدی جلدی منزلیں طے کرتا ہوا ۲۳ - اگست کو بخارا میں

کہ از یورش دست بدارند خزانہ بسیار و چند فیل و قدرے از توپ خانہ بادشاہ ہندوستان و نفائس غنایم از ہر قسم بہ سبب این فتح بدست افتاد و از بیست ہزار متجاوز از دشمن برخاک ہلاک افتادند و خیلے بیش ازین نیز در قید آسار در آمد بعد ازین جنگ فی الفور لشکر

داخل ہوا اور شہر سے ۱۲ میل کے فاصلے پر چھاونی کی۔ ابوالفیاض خان معہ اہل دربار کے حاضر ہوا نادر نے دربار میں اوسکو عزت کی جگہ بٹھایا اور چند روز بعد تخت نشینی کی اجازت دی۔ صلح نامہ لکھوا لیا۔ دریائے جیحون دونوں سلطنتوں کے درمیان حد مقرر ہوئی۔ حاکم بخارے کی لڑکی سے نادر کے بھتیجے کی شادی ہوئی۔ نادر نے بہت سے تاتاری لوگوں کو اپنی فوجوں میں بھرتی کیا۔

پھر نادر نے اپنی فوج کا رخ ملک خوارزم کی جانب کیا جو کہ دریائے جیحون پر واقع ہے اور بحر اخضر (کیسپین) تک پھیلا ہے۔ یہاں کا حاکم البرز نام نہایت سفاک تھا اسنے سرحد ایران پر بہت ظلم کئے تھے ابوالفیاض خان نے اوسکو چند آدمی نصیحت کے لئے روانہ کئے کہ بجز اطاعت کے چارہ نہیں مگر اوسنے ان لوگوں کو قتل کیا اور اپنے قلعوں پر بھروسہ کئے بیٹھا رہا جب نادر سے لڑائی ہوئی تو فوج قتل کی گئی اور خود اسیر ہوا۔ نادر نے البرز کو معہ ۲۰ سرداروں کے قتل کر کے اوس جگہ کا حاکم طاہر خان نوبدی چنگیزی کو جو کہ حاکم بخارے کا بھتیجا تھا مقرر کیا۔ اس سال نادر نے

محمد شاہ را احاطہ کردہ راہ مراودت با اطراف وحوالی را برایشان مسدود ساختیم و توپہا و خمپارہ ہا را بجہت با خاک یکسان کردن استحکامات مہیا نمودیم چون اختلال و اغتشاش عظیمے در اردوے ہندیان راہ یافتہ بہ ہیچ وجہ آوارہ پذیر نبودند۔ محمد شاہ از روے اضطرار لابد شدہ بعد از یکروز در پنجشنبہ ہفتہ ہم ذیقعدہ نظام الملک را باردوے ما فرستادہ روز دیگر خود با اعیان ملک حضور رسید

قلات کا ارادہ کیا وہان جاکر اوسکی ترقی کے اسباب مہیا کیئے شاہی محلات بنوائے اور تمام خزائن وہین جمع کیے اور آرام سے بسر کرنے کا قصد کیا {قلات مشہد سے ایک درجہ شمال کو اندر کوہ مین واقع ہے درۂ کوہ نہایت سر سبز اور شاداب ہے اسمین دو کوٹ اور ایک سنگ مرمر کا محل بادشاہ کے لئے تعمیر ہوئے۔ قلعہ کوہ تک ۵ میل کی چڑھائی ہے۔ پھر ایک میدان ملتا ہے اگرچہ یہ اسقدر شاداب نہین لیکن فرحت بخش ہے۔ یہان ہی دو کوٹ، جو قلعہ قلات کے نام سے مشہور ہے واقع ہین اور کوہ سفید کے موافق مضبوط نیال کئے جاتے ہین۔ یہ ایسی مستحکم جگہ ہے کہ اگر ایک آدمی اوپر سے پتھر لڑکاتا رہے تو دشمن کی بڑی بھاری فوج بھی بمشکل سے کامیاب ہو}

نادر چند روز بعد مشہد مین داخل ہوا اور اوسکو $\frac{۱۷۴۱ء}{۱۱۵۴ھ}$ مین پایہ تخت بنایا اور تین ماہ تک خوب عیش کرتا رہا۔ پانچ سال مین پانچ بادشاہ مغلوب ہوئے (دو افغان سردار اشرف اور حسین۔ محمد شاہ بادشاہ دہلی۔ ابو الفیاض خان شاہ بخارا

زرد وقتے کہ محمد شاہ رد بابد وسے آمد بملاحظہ اینکہ باتر کانیم واو نیز از سلسلہ ترکانیہ وخانوادہ گورکانیہ است فرزند عزیز نصر اللہ میرزا را تا بیرون اردو بہ استقبال فرستادیم۔ وارد خیمہ پادشاہی ما گشت بملاحظہ قرابت ایلی آنچہ لازمہ احترام پادشاہی وے بود معمول داشتیم وادمہر سلطنت حضور ابا سپردہ وما حکم کردیم کہ کسے متعرض سرپردہ شاہی ومتعلقان سرائے سلطنت وامرا وذا عیان

البرز والی خوارزم سلطنت ایران صرف دشمنون سے ہی نہین بچا ے بلکہ
اوسکے حدود وسیع کیے شمال مین دریا ے جیحون مشرق مین دریا ے سندھ
اور مغرب مین دریا ے ارکنیز قایم ہوئی اور نادر نے یہ ارادہ کیا کہ ترکون کو دجلہ
اور فرات کے وادی سے نکال دے۔ اس سے پہلے اوسنے اپنے بھائی ابراہیم خان
کے خون کا بدلہ قوم لسگی سے لینا چاہا جبکہ نادر داغستان مین گذر رہا تھا ایسا حادثہ
واقع ہوا جس سے دفعتًا ایران کی تمام امیدین برباد ہوگئین اور وسیع مملکت کی مستقیم
بنا متزلزل ہوگئی۔ جب کہ نادر معہ فوج کے قوم لسگی سے ملنے کو جاتا تھا دشت مازندران
مین ایک شخص نے درخت کی آڑ مین ہوکر اوسپر گولی چلائی۔ نادر کا ہاتھ زخمی ہوا اور
گھوڑا مر گیا۔ شاہزادہ رضا قلی اور اوسکی فوج نے بہت تجسس کیا۔ لیکن وہ گھنون جنگلون
مین گم ہوگیا چند روز بعد وہ پکڑا گیا میرزا محمدی نے اوسکا نام آقا میرزا بیسر دلاور لکھا
ہے جسکو نیک قدم نے بادشاہ کے جان لینے کیواسطے مقرر کیا تھا نادر نے
اوسکی صرف آنکھین نکلوا کر چھوڑ دیا۔ اس حادثے سے یہ نامور بہادر ایسا پژمردہ دل ہوگیا

مملکت فسود ودر نیت پادشاه وجوم پادشاهی وجمیع اکابر و اعاظم هندوستان که از اردو حرکت
کرده اند بدهلی رسیده اند دما نیز در بیست و نهم ذیقعده بجانب دهلی حرکت خواهیم کرد اراده این است
که نظر بملاحظه نسب محمد شاه وقرابت ایلی که فیما بین است او را دوباره بر پادشاهی هندوستان مقرر
نموده تاج سلطنت بر سرش نهیم حمد خدا را که بانجام چنین کار ما را قدرت داد۔

کہ پھر کبھی خطرناک لڑائی مین شامل ہوا - اس پہاڑی قوم نے بہادری سے مقابلہ کیا اور بسبب ناہموار کوہستانی راہون اور گھاٹیوں کے انکا مغلوب ہونا دشوار تھا - بہت سے کارآزمودہ ایرانی رسالے کام آئے - اور فوج روس نے جو استراخان مین جمع ہو رہی تھی پہاڑی قوم کو اور بھی ہمت دلائی کیونکہ سردار قوم لیسغی نے ایک خط خوشامد آمیز روسی جنرل کو لکھا کہ آپ ہماری مدد کیجئے اور ہم بھی ۶۰ ہزار آدمی میدان جنگ مین لا سکتے ہین آخرکار نادر کو فتح حاصل ہوئی لیکن نقصان بھی بہت ہوا -

جس روز سے نادر پر دشمنی قوم کے قاتل نے حملہ کیا تھا اوسکو رضا قلی پر شک گذرا اوسکو طلب کر کے پا بزنجیر کیا اور پھر نور بصر باپ نے نذر کیا (۴۳ء۱۷ / ۱۱۵۶) مسٹر ہانوے جو دو سال بعد اس واقعہ کے ایران مین گیا بیان کرتا ہے کہ اس قاتل کو رضا قلی نے مقرر کیا تھا اور آپ جبکہ نادر ایران مین تھا خود مختار بنا چاہتا تھا اور مظلوم بادشاہ طہماسپ صفوی کو جو سبزوار مین قید تھا قتل کیا لیکن بادشاہ بموجب حکم نادر قتل کیا گیا - نادر نے پھر رضا قلی سے بہت ملایمت اور نرمی سے گفتگو کی اور معاف کرنے کا بھی ارادہ کیا - اگر رضا قلی جرم سے توبہ کرتا - لیکن غضبناک نوجوان نے کہا بیٹے چاہا کہ دنیا کو ایک سفاک ظالم کے پنجے سے بچاؤن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بہرحال اس مصنف نے کسے ایسے شخص سے سنا جو حکمران بادشاہ کے گناہونکو پوشیدہ رکھنا چاہتا تھا اس وجہ سے زیادہ قابل اعتبار نہین لیکن میرزا مہدی — پرایوٹ سکرٹری اس جابر بادشاہ کا لکھتا ہے کہ اوس قاتل نے رضا قلی کا نام براہ مکاری نادر کے سامنے بیان کیا حکم باطن بسہو (؟)

جو نادر کے دربار میں بہ مقام دربند ۱۷۴۱ء میں حاضر ہوا اور اوسکے ساتھ ۱۷۴۷ء تک جنگ مسل کرتا رہا۔ کہتا ہے کہ رضا قلی بالکل بے گناہ تھا اور نادر اِس حادثہ کے بعد دردِ فرزندی سے دیوانوں کیطرح اظہار غم کرنے لگا اور پچاس امراء کو جو اوسوقت موجود تھے ایسا کہا کہ تمنے اپنے ملک کے چشم و چراغ کی آنکھوں کے واسطے کیون نہ جان قربان کی۔ نادر اِس حادثے سے ہر وقت غمگین اور رنجیدہ رہنے لگا اور بعد کامیابی جنگ لیسغی کے کسکی خوشی کا خواہان نہ ہوا اور باقی زندگی غم و اندوہ میں بسر کی اور جو تین سال تک جنگ ترکان میں مصروف رہا وہ جوش و خروش جو اوسمین بقدرت نے کوٹ کوٹ کر بھرا تھا ظاہر نہین کیا۔

جلدی جلدی ایرانی۔ بصرہ۔ بغداد۔ موصل فتح کرتے چلے گئے اور دوسری سال اروان کے قریب اوسی میدان میں جہان ترکونکے مقابلے مین سب سے پہلے فتح حاصل کی تھی مقابلہ کیا۔ ترکونکا سردار خوف زدہ ہو کر بھاگا قتل ہوا اور نادر کامیاب ہوا۔ یہ اسکی اخیری فتح تھی جو نام کے خوف سے حاصل ہوئی۔

$\frac{۱۷۴۵ء}{۱۱۵۸ھ}$ مین صلح ہوگئی اور اس روحانی مصیبت مین گرفتار ہو کر اوس دعوے سے کہ پانچوان مصلے حرم کعبہ مین بنایا جاوے دست بردار ہونا پڑا اور جانبین کے قیدی رہا کئے اور نیز یہ بھی عہد کیا گیا کہ ایران کے حجاج عرب مین نہ ستائے جائین عراق اور آذربائیجان سوائے ترکی مقبوضات کے سلطنت ایران مین شامل کئے جائین۔ اخیر عمر مین نادر نے اپنی رعایا پر بہت ظلم و ستم کئے جکی نظیرین

دنیا کی تاریخ مین بہت کم ملین گی

نادر خوب آگاہ تہا کہ مذہبی حملہ اور ملّا کے قتل سے اور بہی بدنام ہو گیا
اسیوجہ سے وہ تمام اہل تشیع بلکہ کل باشندگان ایران کیطرف سے تنگ کرنے لگا
اوسکو افغانی رعایا اور افغانی سپاہیو نپر اعتماد تہا جو کہ سنی المذہب تہے ۔ ایرانی امراء
اور سردار ونکے قتل کی فکر اور تدبیرین ہونے لگین اور ہر جگہ آتش فتنہ و فساد
بہڑک اوٹہی ۔ دفعتاً فارس ۔ خراسان ۔ اور مازندران مین بغاوت پہیل گئی
اور نادر کے دیوانہ پن کے حکم سے شہر کے شہر قتل کر کے بے چراغ کردیے
گئے ۔ رعایا نے آبادی چہوڑ کر ویرانو مین رہنا اختیار کیا ۔ اور جب نادر اپنے
باغی بھتیجے علی قلی خان کی سرکوبی کے واسطے چلا تو ہر ایک ایرانی سپاہی کو قتل کیا
خیمہ بڑے افسر ونکے قتل کرنے کے واسطے ایک فہرست مین نام لکہے گئے
اتفاقاً اونکو بہی معلوم ہو گیا اونمین سے چار ۔ محمد قلی خان سردار اقوام افشار ۔
صالح بیگ کپتان باڈی گارڈ ۔ اور دو اور سردار جب کہ اپنی جگہ پر متعین تہے رات
ہوتے ہی جب بادشاہ سوتا تہا خیمے کے اندر گہس پڑے ۔ گو بادشاہ اس شور
و غل سے چونک اوٹہا اور دو کو اپنی تلوار سے قتل کیا ۔ لیکن صالح بیگ کی ضرب نے
اوسکا کام تمام کیا ؎

بیک گردش چرخ نیلوفری
نہ نادر بجا ماند نہ نادری

کسی شخص نے مرنے کی تاریخ فی النار والسقر معہ الجید والبدا لکھی ہے۔ اگرچہ پدر دال کی ترکیب غلط ہے۔

اس عجیب و غریب شخص کے افعال اور عادات پر مختصر ریمارک

نادر نہایت پست حالت مین پیدا ہوا وحشی قوم مین اپنی جسمانی طاقت سے جو المزوی فطرت انسانی سے جو کہ بعد مین تجربہ سے بڑہگئی نام آور ہوا اوسکو وطن کی ذلیل حالت نے اوسمین شریفانہ خیال اور علو ہمتی پیدا کردی اور اشرف کے مقابلے مین۔ کامیابی نے بادشاہی کے رتبہ کو پہونچا دیا۔ افغانونکو نکالکر ترکونکو شکست دیکر اور روسیو نسے صلح کر کے ایران کو پہلی عظمت و شوکت پر پہونچا دیا اور بعد فتح قندہار اور کابل کے بہادر دشمنونکو مطیع اور فرمانبردار کر حامی اور مددگار بنانا چاہا اور مہم ہندوستان کا سبب بخوبی بیان کیا گیا۔ یہانکی دولت اور غنیمت سے ایران کی سلطنت عظیم الشان نظر آنے لگی اور بخارے کا حملہ بہی حذاقت اور دانشمندی سے خالی نہ تہا کیونکہ اوسکو تابع کر کے ہمیشہ کے واسطے سرحد ایران مین امان قایم کیا اور اوسکی طاقت شہرہ سنٹرل ایشیا مین پہیلگیا اور جو سلوک ابوالفیاض خان اور بادشاہ ہند کے ساتہہ کیا اس سے مفہوم ہوتا ہے کہ وہ سب سے غیر ملکون کو قبضے مین لانا نہ چاہتا تہا بلکہ صرف مقصود رعب بٹہانے سے تہا۔۔ کی حب العلی

رفتہ رفتہ کامیابی ۔ شاہانہ اوصاف ۔ شریفانہ حرص ۔ بزرگ اور عظیم مقاصد قابل تعریف ہین ۔ اور پھر کیونکر دفعتاً اوسکے خصائل بدل گئے یہ بھی عجیب واقعہ ہے ۔ جب سے اوسپر حرص اور رشک سنے غلبہ کیا وہ نہایت سفاک اور بے رحم ہوگیا ۔ اور ایسا معلوم ہونے لگا کہ جس ملک سنے اوسکے ہاتھ سے دوبارہ جان بچائی برباد ہوجاوے گا ۔ جب کہ نادر اضطراب اور مجنونانہ حالت مین تھا اون منصوبونپر جنکو ایام خوشی مین سوچا تھا کام کرنے لگا ۔ تجارت کو ترقی دیا جاتا اگرچہ جہازون سے ملک کو دولت تو نملتی لیکن ملکت نہایت طاقتور ہوجاتی ۔ ایک جانباز مگر بیوقوف انگریز **ایلٹن** نامی شخص کی مدد سے بحر اخضر مین بیڑونکا کام جاری کیا لیکن اسرانکو کچھ نفع نہ ہوا اور روسیون سنے حسد کرکے تجارت کے شروع ہی مین خاتمہ بالخیر کردیا ۔ پھر بحر عمان (خلیج فارس) مین جہازونکی تیاری کا حکم دیا اور لکڑی مازندران کے جنگل سے لانے کی تجویز ہوئی جو کہ ساحل سمندر سے ۶ سو میل ہے نہ ریل ۔ نہ نہر ۔ نہ سڑک اور نہ اعرابہ (چھکڑے) دریائی ملکون کے باشندون سے اس کام مین مدد لی گئی مگر تو بھی کچھ نہ ہوسکا چند بدصورت ستون اور دیگر آلات اٹھارہوین صدی کے اخیر مین انگریزی تاجرون سنے ابوشہر مین دیکھے ۔ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ اوسیوقت کے باقیات الصالحات مین سے ہے اور ایسے ہی سبلے سود سعی صوبۂ آذربائیجان سے قلات مین شاہی محلات کے واسطے سنگ مرمر لانے مین کی ۔ سرجان سیلکم کہتے ہین کہ ہمنے سنہ ۱۸۰۰ء مین اس کان کو دیکھا

جو جہیل بحریہ کے کنارے پر واقع ہے اور موضع مرغان سے ۱۰ میل کے فاصلے
پر ہے - یہان بہت سے اونگہر تہپرون کی سلین پڑی ہین جو غالباً نادر کی وفات کے
بعد سے نہین چہو لی گیئن نادر کا مصمم ارادہ واسطے ترقی تجارت کے مسٹر ہانوی
کی حکایت سے بخوبی ذہن نشین ہو سکتا ہے - جب کہ ہانوی (ایک انگریز سوداگر)
لٹ لٹاکر شاہی دربار مین پہونچا اوسنے حکم دیا کہ نقصان کا معاوضہ لیجاوے - ایک
عجیب نقل ایک کتاب مین لکہی ہے کہ کوئی تاجر جو کابل مین لٹ گیا تہا نادر
کے حضور مین گیا اور کہا کہ میرا اسباب چورون نے چہین لیا نادر نے پوچہا کہ کوئی
وہان تہا؟

تاجر سوائے پیڑ و نکے کوئی نہین -

نادر وہان پتہر یا درخت یا جہاڑی ہے -

تاجر صرف ایک درخت جسکے نیچے مین لوٹا گیا -

نادر نے حکم دیا کہ اوس درخت کے درّے لگائے جائین جب تک کہ اوسکا مال
برآمد ہو - جلاد روانہ ہوئے اور درخت کو مارنے لگے - چند روز کے بعد اوسکا
اسباب اوسی درخت کے نیچے سے ملا - جب نادر کو یہ افسانہ معلوم ہوا اوسنے کہا کہ
مین خوب جانتا ہون کہ جو تازیانے درخت پر اثر ہوا - ممکن ہے کہ چورون نے
اس جابرانہ حکم سے ڈر کر اسباب رکھدیا ہو -

نادر کے تبدیل مذہب کی غرض یہ معلوم ہوتی ہے کہ شیعہ اصولون کے

ساتہہ ہی ساتہہ خاندان صفوی کی عزت و توقیر بہی جنہون نے اوسکو شاہی اور قومی مذہب قرار دیا تہا اوٹہادی جاوے اور نیز اوسکو یہ خیال تہا کہ اہل اسلام مین سے مذہبی تفرقہ جاتا رہے جو اوسکی کامیابی مین مدد دے اور یہ سبب باعث اور وجوہ کے زیادہ قوی معلوم ہوتا ہے ۔ درحقیقت وہ کسی مذہب کا پابند نہ تہا ہندوستان سے لوٹتے ہی چارون انجیلونکی فارسی ترجمہ کرنے کا حکم دیا رومن اور آرمینا کے پادریون نے میرزا مہدی کے زیر نگرانی اس کام کو ختم کیا پادری ۔ یہودی راہبون اور مسلمان ملاؤنکو جمع کر کے "نئے عہدنامہ" کو سنا اور توراۃ انجیل پر مذاق اوڑایا ۔ یہودیونکے اصول اور مسلمانونکی روایتونکی ہی عزت نہ کی اور تمام جماعت کو رخصت کر کے کہا کہ اگر خدا نے چاہا تو ان مذہبونسے بہتر ہم نیا مذہب ایجاد کرینگے اور یہ سانحہ سنہ ۱۷۴۱ع مین ہوا ۔ ایسا ہی علاوالدین خلجی کے دماغ مین بھی فتور سمایا تہا پہلے پیغمبر اور پہر سکندر بننے کی سوچی لیکن جب کام نہ چلا تو روزہ نماز ترک کیا اور یہ کہا کہ " مذہب کو سلطنت کے کامونسے کچہہ واسطہ نہین ۔ مذہب فقط گھر کی باتین اور دل بہلانے کے ڈہکوسلے اور حیلے ہین ۔ اور ایسے ہی خیال جلال الدین اکبر کے مشہور ہین کہ اوسنے ایک مذہب "دین الٰہی اکبر شاہی" کے نام سے جاری کرنا چاہا خود اوسکا رسول تہا اور ابوالفضل کو خلیفہ مقرر کیا اور کلمہ لا الٰہ الا اللہ اکبر خلیفۃ اللہ مقرر کیا ۔

شاہان صفوی نے ایک طاقتور صوبہ قایم کیا تہا جسکا سردار صدر الصدور

یا کوئی مجتہد تہا۔ مذہبی جماعت ضعیف العقل اور متعصب شاہ سلطان حسین کی ماتحتی
مین چین کرتے تھے۔ اسکی بدخلقی سے لوگ نفرت کرتے تھے۔ آخر کار
نادر نے خانقاہون اور دینی عمارتون کو بھی لوٹا۔ ملاؤن اور عوام الناس
کو جمع کرکے کہا کہ یہ روپیہ کس جگہ صرف کرنا چاہیے۔ اونہون نے کہا کہ مُلّاؤن
اور مجتہدون مین۔ کیونکہ یہ لوگ بادشاہ کی عمر درازی اور دوام دولت کی دعا
کرینگے۔ نادر نے جواب دیا کہ کیا تمہاری دعائین بے اثر ہین کیونکہ
جب تم کثرت سے تنخواہین اور وظیفہ پاتے تھے اوس سلطنت کو خدا نے
زیر و زبر کردیا اور میری قوت بڑہتی گئی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ میرے
سپاہی برگزیدہ ہین اور اس سے اونکو ہی مدد ملنی چاہیے۔ نادر نے تمام
اوقاف ضبط کرلئے اور مجتہدین کی تنخواہین بند کردین۔ برائے نام روزینہ
یا پنشن مقرر کردی۔ اگرچہ اسوقت کچھہ ہر بونگ نہین ہوا لیکن یہ امر خلاف دوراندیشی
تہا۔ اس گروہ نے فتنہ اوٹھانے کی تدبیرین کین اور رفتہ رفتہ کامیاب ہوتے
گئے۔ مگر نادر بھی　ان فتنہ انگیزون سے خوب آگاہ تہا جب کہ اوسنے ایک
امیر کو دور کے صوبے کا گورنر مقرر کیا تو اوسکو نصیحت کرتے وقت کہا کہ جب تو
ملاؤن سے ملے گا تو وہ میری نسبت کہین گے کہ نادر شاہ تمام دنیا کے بادشاہون سے
برا ہے۔ لیکن یاد رکھنا کہین سفاک اور اونکے حق مین نامنصف ہون۔"
نادر مذہبی فقیرون درویشونکی چالاکیون اور عیاریونکی بہی قدر نہین کرتا تہا

شیعہ لوگوں کا اعتقاد ہے کہ حضرت **امام رضا** علیہ السلام سے جنکا مزار اطہر مشہد مقدس مین ہے ہزاروں معجزے ظاہر ہوتے ہین اور بہت سے نابینا اور مریض بغرض شفا وہاں جاتے ہین - ایسا ہی ایک نابینا شخص عرصے سے وہان مجاور تھا - نادر ادہر سے گذرا اوس سے پوچھا تو کسقدر عرصے سے یہان عزلت نشین ہے او نے عرض کیا" دو سال سے" نادر نے فرمایا کہ "تو اعتقاد نہین رکھتا کیونکہ اچھا ہو اگر تجھکو اعتقاد ہوتا تو اچھا ہو جاتا - اگر تو اس رات مین اچھا نہ ہوگا تو تیری گردن اڑا دونگا"

جب کہ نادر لوٹ کر آیا تو اوسکی آنکھین صحیح پائین - تب تو غل مچگیا کہ معجزہ ! معجزہ !! معجزہ !!! فی الفور خلقت ٹوٹ پڑی اور اوسکے کپڑے ہی تبرک سمجھکر لے گئی - نادر نے یہ ملاحظہ کرکے فرمایا کہ "اعتقاد سے سب کچھ ہو جاتا ہے -

نادر کا عقیدہ تھا کہ خدا کا ارادہ کبھی تغیر پذیر نہین - ایرانیونکا یقین ہے کہ جب سے نادر نے مخلوق کو برباد کرنا شروع کیا تو وہ اپنے آپ کو خدا کی درنعت خیال کرتا تھا - اور ثبوت کے لئے ذیل کی حکایت بیان کرتے ہین -

حکایت

ایک مرتبہ علم پر رقعہ لگا ہوا پایا جسمین لکھا تھا کہ "اگر تو بادشاہ ہے تو رعایا کی محافظت کر اگر نبی ہے تو نجات کا رستہ دکھلا - اگر خدا ہے تو اپنی مخلوق پر رحم کر - اگرچہ نادر نے کاتب کی جستجو کی لیکن کچھ پتہ نہ چلا تو اوسکے جواب کی نقلین تمام لشکر مین مشتہر کی گئین "نہ مین بادشاہ ہون کہ رعایا کی محافظت کرون - نہ نبی ہون جو نجات

کارستہ نیاؤن نہ خدا ہون جو رحم کردن بلکہ مین تمہارے خدا کا آلہ ہون جو تمہارے اعمالونکا بدلہ ہون"

شاید نادر کے خصائل پر ٹہیک ریویو لکھا گیا جو کہ اوسکے افعال اور اعمال سے اخذ ہو سکتا ہے۔ وہ اپنے ملک کے واسطے نجات دہندہ اور زبر باد کنندہ تہا جب کہ اوسکے عظیم الشان کام فخر و مباہات کے ساتہہ بیان کئے جاتے ہین ساتہہ ہی اوسکے اخیر عمر کے فعلونپر تاسف اور حسرت کی جاتی ہے جو اوسنے مذہب مین دست اندازی کی وہ ایسے ہیرو کے لئے چندان کم نہین ہوسکتی اگرچہ اوسنے ظلم کیا لیکن اپنے اہل وطن کے دلون مین حب الوطنی اور عظمت کا مادہ پیدا کر دیا اور ایران کی سلطنت کو خود مختار کر کے پہلی شان و شوکت پر قایم کردیا۔

راقم
سید آغا حیدر

بقیہ

سیر و شکار

سلسلہ کے لئے نمبر (۷) ملاحظہ ہو

۱۹ - روز شنبہ

آجکے روز مین پانچ بجے بیدار ہوا - ساڑھے چھہ بجے ایک پیالی چاء پی - بعدہ گھوڑے پر سوار ہوکر معہ شجاعت خان تھوڑی دور تک ہواخوری کے لئے گیا - ساڑھے سات بجے واپس ہوا - جب اپنی فرودگاہ پر پہونچا - ایک جوڑا تازی کا جو بمبئی مین خرید اگیا تھا اور میرے حسب الطلب اسوقت بلدہ سے یہان آیا تھا مین نے اوسے بندھا ہوا دیکھا - اس جوڑے کی مادہ نہایت تیزرو اور شکاری ہے اسکا نام **برق** ہے - اسکا نر بھی البتہ تیز ہے مگر چونکہ کسیقدر بھاری ہونے سے کم دوڑتا ہے - اور اسکی آواز بہت بلند اور بھاری ہے لہذا اسکا نام **رعد** رکھا گیا - مین نے اپنا لباس بدلا اور آٹھہ بجے کھانا کھایا - مجرائیونکا سلام لیا - چند خطوط جو بلدہ سے آئے تھے اونکے جواب لکھے - ایک خط سے معلوم ہوا کہ میرا لڑکا راجہ چندہ پرشاد روز علی الصباح گاڑی مین ہواخوری کیا کرتا ہے

اور کبھی کبھی گھوڑے کی سواری بھی کرتا ہے۔ میرے جدِ بزرگوار نے میرے لڑکے کو ایک چھوٹا سا یابو مرحمت فرمایا ہے۔

جہاں مین فروکش ہون یہاں سوائے چرند اور پرند کے جو وہ بھی کمیاب ہین کوئی شکار نہین ملتا اسلئے میرا ارادہ ہوا کہ اس چھوٹی سی جاگیر کی حالت کما حقہ دریافت کرون۔ اور ایک دو روز اسکے انتظام وغیرہ کے لیئے وقف کردن مین نے نائب کو طلب کیا اور حکم دیا کہ آجکے روز ٹھیک ایک بجے کل دفتر دیکھا جائے گا۔ معہ اہالیان عملہ کچہری مین حاضر رہو۔ چنانچہ حسب الحکم سب لوگ حاضر ہوئے اور تنقیح شروع کیگئی۔ موضع مزبور کا حساب دفتری قاعدے پر تلنگی مین لکھا ہوا تھا بجنسہ جمع وخرچ اور راونی تھہرک زمین جہاڑہ تختہ نظر انداز انعام تھہرک وغیرہ کا غذات دیکھے گئے اور بمقابلہ دفتر کلکٹری و مقدمان تحقیقات سے معلوم ہوا کہ البتہ سعی سے نائب کی اس سال مین وجہ بہ نسبت سالہائے ماضیہ کچہ افزائش آمدنی عین مال ہوئی ہے۔ اور دہارے کے بارے مین رعایا وغیرہ کو شکایت نہین۔

تلنگان کا قدیم قاعدہ تیاری مال کا پختہ کر کے بٹائی لینے کا جو بعض زراعتو نپر جاری ہے۔ اسکا بھی نرخی اور قرار داد دہارے کی تجویز بنش کر کر نائب کو کہدیا۔

بعض رعایا کی جوڑی زمینو نکی تنقیح ہر ایک قرارہ کو روبرو بلوا کر کرنے سے

یہ بات ظاہر ہوئی کہ بہ سبب ناداری رعایا کے سال حال کے عین مال مین سے رقم وصول طلب رہگئی ہے۔ اسکو جلد حکمت عملی سے وصول کرنے اور آئندہ ایسی رعایا کو تقاوی وغیرہ دلواکر تائید دینے سے ناداری دور ہونے کی تجویز بتلائی گئی۔ اس موضع کا اکثر زمینی رقبہ جو فصل اوّل درجے کا اور بعض دوم وسوم درجے کا قابل فصل آبی وتابی اور ربیع وخریف ہے۔ مگر بعض جا ئے زمین مرم لوک اور افتادہ اور بنجر بھی ہے۔ اسکے آباد اور مفروحہ ہونے کے لئے تجاویز قول معافی چند سالہ دینے ولعدہ دہارہ اور استاوہ کا قول دینے کے لئے نائب کو کہا گیا۔ اور چند کنٹے و باولیان افتادہ ہونے سے زمین لایق تری خشکی کے دہارے سے دی گئی۔ باولیون اور کنٹونکی مرمت کی برآورد اور نقشہ مرتب کرکے بذریعہ معتمد صاحب جاگیرات جدّ الحدکے منظوری اور ملاحظے مین بھیجنے کے لئے نائب کو ہدایت دی اور چند نمونہ جات تختہ جات حسابی بھی مختصر طور پر مفید مدعا رکھنے کے لئے تبلائے گئے۔ یہانکا نائب سیّد مادہو راؤ سنوجہہ ہوشیار اور صاحب فہم اور علے ہذا کلکرنی بھی تیز فہم ہے۔ کلکرنی مزبور نے ایک دو گوشوارہ اور جمع خرچ جو بتلائے وہ قاعدۂ قدیم کے موافق درست تھے بظاہر اسمین کوئی سقم دیکھا نہ گیا۔ لیکن دفتر بے ترتیب اور نامہذب رکھا ہوا پایا۔ چونکہ موضع مزبور چندان کلان نہین ہے ایسے بالونکا اہتمام درست نہین تہا صرف کیقدر سمجہہ کے موافق رکھا گیا

اس موضع مین آبکاری اور محترفہ کی آمدنی بہی من وجہٍ ٹہیک ہے۔ لیکن اہل حرفہ آسودہ نہین دیکہے گئے۔ اج تک کسی نے اس بات پر توجہ نہ کی کہ اہل حرفہ کو ترقی ہر طرح دی جاے۔ کیونکہ یہ ایک نہایت ہی بڑا اصول افزایش آمدنی کا ہے بندوبست اور پیمایش کا ہی قاعدہ جاری نہین ہوا تہا اسی پیمایش قدیمہ سے عمل حسابی رقبے کا جاری ہے۔ انعام تہرک کے دیکہنے سے اور زمین انعامات کی طرف کچہ تہوڑا سا غور کیا گیا تو قرینے سے یہ بات پائی گئی کہ البتہ انعامات کی زمینون مین کسی نوع کی گنجایش دریافت ہے مگر چونکہ فرصت کم تہی اور مین پورا مجاز بہی نہ تہا اسلیئے اسکی مختصر کیفیت حیدر بزرگوار کی خدمت مین بالمشافہ عرض کرنے پر موقوف رکہدی۔

اس موضع مین چند پتیہ ور لوگ بہی ہین نگران کے پیشون اور ہنرون کی افزایش کی جانب کسی نے آج تک التفات نہ کی۔ عدالتی امور دیوانی و فوجداری کی دریافت نائب لوگ بطور سرسری زبانی کر لیا کرتے تہے جسکا کوئی داخلہ دفتر ہی نہین ملتا۔ لہذا وہ کارروائی بہی دفتر مین تحریراً جاری رکہنے کی صورت بتلائی گئی۔ اس موضع مین ایک نہر بہی جاری ہے۔ اور اکثر اسکا پانی بیکار جاتا ہے۔ اسکے اطراف وجوانب کی زراعتون مین باغات اور امرائی لگانے کی کوشش بتائی گئی۔ اور رعایا کو ترغیب دلائی گئی کہ جو کوئی شخص کچہہ اپنا صرف کرکے زمین خشکی کو ترقی اور باغات بناے گا

چند سال زمین کا دوبارہ بطور رعایت معافی خشکی کے نرخ سے دلوایا جائے گا۔ اسموضع کا کل زمینی رقبہ پچاس چاور ہے + اور تعداد مردم شماری تخمیناً دو ہزار ہے۔ اسموضع کی کل آمدنی فی سال تخمیناً تین ہزار کے قریب ہے اور اخراجات صادر سبہ بندی وحق رسومداران و زمینداران وانعامداران تخمیناً سات سو کے قریب ہے۔

چونکہ اون روز ون مین تحصیل اور آمدنی وصول نہ ہوئی تھی اسوجہ سے خزانہ کردی وغیرہ کے دیکھنے کی نوبت نہ آئی۔ اور نہ پورے طور پر اسکی تنقیح کا خیال تھا کیونکہ مین تو صرف ہوا خوری اور شکار کے لئے گیا تھا۔ اتنے امور بھی جو سرسری طور پر دیکھے صرف اس خیال سے کہ اکثر جد امجد کی تاکید اسجانب تعلیم اور رجحان دلانے پر مائل تھی۔ اور خود مجھے بھی مدت سے ایسی باتون کا شوق ہے۔ بہرحال معائنہ دفتر وغیرہ مین ۵ گھنٹے کامل صرف ہوئے اور طبیعت بھی بسر پا ہوگئی۔ لہذا کہین سیر و شکار کا اتفاق نہ ہوا۔ خالی اوقات اسی قسم کی گفتگو اور دریافت حالات مین گذری۔ چنانچہ اسکا تھوڑا سا جغرافیہ بھی معہ کیفیت مجملی درج ذیل ہے۔

یہ موضع منگل پلی بسمت شرق بلدۂ حیدرآباد تعلقہ ابراہیم پٹن ضلع ناگر کرنول مین واقع ہے اور ملک تلنگانہ ہے۔ یہانکی کشتکار شالی زار کی قسم سے ہے۔

سال مین دو فصل

ایک آبی اور دوسری تابی

اسموضع کی جانب شرق ایک ٹیلہ کوہ ہے۔ اسکی سرحد تعلقہ ابراہیم پٹن سے ملحق ہے۔

جانب غرب دو موضع ہین - اڑتیلہ - دیا مجال - یہ دونون علاقہ صرف خاص مین ہین + اور ایک تالاب بہی ہے - جو کالا تالاب کے نام سے مشہور ہے - جسکا طول تخمیناً تین سو گز ہوگا -

جانب شمال - بادن پلی - کوہیڑہ - جاگیرات علاقہ لطیف الدولہ مسلم جنگ بہادر سے ملحق ہے اور ایک نہر روان ہے -

جانب جنوب - لوجارم - بلمیر بڑا - کونگیرا - جاگیرات غالب جنگ و راجہ لچھما راؤ وغیرہ - اور ایک نہر ہے -

اسکی آبادی عرض و طول تخمیناً -

طول ۶۰۰ گز　　　　عرض　　　　تین سو گز

بشکل مربع مستطیل ہے -

اکناف موضع مین درخت تمر ہندی و ثمر - و ذات آبادی موضع مین - درخت نیم بکثرت لیکن - سیندی - و مڑی سب سے زیادہ ہے - زراعت و کاشت کا دار و مدار باؤلیونکے پانی سے بذریعہ موٹ کشی ہے - اکثر اراضی اہل آبادی کے قبضے مین بطریق مقطعہ جو مقطعہ ین کے نام سے وصول ہوا کرتا ہے - لیکن بعض مقطعے جو بندہ کے امراؤنکے ہین اُسکا ین معاف ہے - مثلاً صاحب گوڑہ - و دیوڑی گوڑہ نواب سر خورشید جاہ شمس الامرا امیر کبیر بہادر کے قبضے مین ہین -

اپرا کنٹہ - نواب وقار الامرا بہادر کے علاقے کا ہے - اور کٹاری گوڑہ مہتاب خان افغانی کے علاقے کا ہے و حکیم کنٹہ - محمد شکور جمعدار

کے علاقہ کا ہے۔ ٹپیل گوڑہ۔ دیوان بانہ۔ میرے جدامجد کے علاقے مین ہین
اس موضع کی زیادہ حصہ آبادی مسلمانون کی ہے۔ یہان کی آب وہوا نہایت درست ہے۔
خصوص مرطوب مزاج والونکو نہایت ہی مرغوب و دلکش ہے۔ جتنے روز مین رہا
بہت ہی مزاج درست رہا۔ اور اشتہا بہی خوب رہی۔ فضائیت اسموضع کی نہایت
خوش وضع ہے۔ اگر پورے طور پر باغات کے ذرائع نکالے جاوین تو یہ موضع
قابل رشک دہ ہر خاص وعام ہوگا۔

۲۰۔ روز یکشنبہ

آج صبح مین کسیقدر دیر سے یعنے ساڑہے سات بجے بیدار ہوا۔ اسوجہ سے
کہ شب مین قریب ایک بجے کے جس مکان مین مین رہتا ہون اوسکے عقب مین
ایک ہنگامہ ہوا تہا جسکے باعث تمام گانون مین ہل چل ہوئی اور لوگ سب مضطرب
ہوئے دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ کسیکے مکان کو آگ لگی ہے۔ دوبارہ
چور اور ڈکیتونکی خبر معلوم ہوئی۔ غرض مختلف خبرونکے بعد یہ ثابت ہوا کہ ٹورنجے
نے کسی کنبی کے بیل کو ہلاک کیا۔ اور اوسکی عورت جو کہیت کی حفاظت کیلئے
سوئی تہی اوسکو بہی کچہہ صدمہ پہونچا ہے یعنے اوسکی ران پر خفیف سا زخم آیا جس سے
ہلاکت کا اندیشہ نہین۔ پانچ بجے صبح تک اوسکا ہی شور و واویلا رہا۔ ٹہیک سوا پانچ بجے
مجہے نیند آئی۔ مین نے سونے سے پہلے شجاعت خان سے کہدیا تہا کہ اس ٹورنجے کا
پتہ لگا دین۔ اور چند لوگ اوسپر معین کئے گئے۔ بعد چار بجے کے وہانکے تحصیلدار نے

نے کیفیت دی کہ ابراہیم پٹن کے تالاب کے قریب ایک چھوٹا سا پہاڑ ہے
اور وہاں جہاڑی ہے ایک لومڑ چیتہ وہاں موجود ہے - مین یہ سنتے ہی فوراً
شکاری لباس پہنکر گھوڑے پر سوار ہوا اور شجاعت خان اور دو چار باقاعدہ
سوار اپنے ہمراہ لیکر ادہر روانہ ہوا - جب قریب ادس مقام کے پہونچا
تو مین نے دہانکے کنبیوں سے دریافت کیا کہ لومڑ چیتہ کہاں ہے - معلوم ہوا
کہ وہ واقعی ادس پہاڑ پر موجود ہے - یہ پہاڑ موضع مذکور کے سمت جنوب
مین بطور ایک مختصر سے ٹیلے کے واقع ہے - اسکے اطراف مین سفیدہ
بہی کثرت سے ہے - اور مختلف قسم کے درخت بہی موجود ہین - ایک چھوٹی
سی نہر موضع مذکور کے سمت جنوب مین جاری ہے اور پہاڑ کے دامن
سے نکلکر کسی اور موضع کیطرف جسکا نام اسوقت یاد نہین چلی گئی ہے - اس
پہاڑ کی قریب ایک بہت بڑا نیم کا درخت ہے - مین اور شجاعت خان دونوں
فوراً ادس پہاڑ پر چڑھ گئے - اور شرف الدین نامی سوار جو ہمراہی مین تہا
مین نے اوسکو حکم دیا کہ چند دیہاتی اور کولیوں نے ہانکا کرا دے شجاعت خان
اس ہانکے کا بندوبست رات ہی مین کر چکے تھے - سب لوگ وہان حاضر تھے
اونکو ہانکے کا حکم دیا - ایک شخص (راما) نامی کولی نہایت شجیع اور دلاور شخص ہے
وہ بذات خود ایک نیچہ تیز لئے ہوئے اور چھوٹی سی سپر بائین ہاتھ مین دابے
ہوئے ادس پہاڑ پر نہایت آہستگی سے چڑھا اوسکی کمر مین ایک تفنگچہ بہی گولیکا

بارہ ہوا موجود تھا۔ میں اور شجاعت خان اوس درخت پر سے اوس کوہی کا
تماشا دیکھ رہے تھے۔ ہر چند کہ یہ پہاڑ بلندی میں [illegible] تھا مگر پہاڑ پر
جھاڑی ہونے کے باعث کچھ ہمیں دکھائی نہیں دیتا تھا۔ جس وقت کوہی اوپر
پہنچ گیا اوس نے چاروں طرف دیکھنا شروع کیا۔ تھوڑی دیر کے بعد دفعتاً وہ بیٹھ گیا
اور ہاتھ سے اشارہ کیا۔ اوسکے اشارے سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی شی وہاں ہی تھوڑی
دیر کے بعد ایک دوسرے [illegible] شخص نے دکھائی دیا اور اوس نے ہاتھ کے اشارہ سے
ہمیں بھی بتایا کہ ایک چھوٹا ہے اور ایک بڑا میں اوسکے اشارے سے نہایت
ہی خوش ہوا۔ اور یقین کیا کہ آج ضرور شکار سے کامیاب ہونگا۔ تھوڑی دیر کے بعد
ہانکا شروع ہوا۔ ڈھول کی آواز سے اوس کی مادہ جسکو اب تک ہم بچہ خیال کرتے تھے
جانب شمال ایک درہ میں بھاگ کر چلی گئی اوسکا بچہ جسکا قد (بلڈاگ) کے برابر ہوگا
وہ ہمارے مقابل کے پہاڑ سے اس اضطراب کے ساتھ کودا کہ زمین پر گر پڑا۔
اور صید اجل ہو گیا۔ جبکہ کوہی نے خبر دی کہ وہ مادہ ایک درہ میں گھس گئی فوراً میں اوسکے
دیکھنے کیلئے معہ شجاعت خان درخت سے اوترا۔ اور اوس درہ کے قریب گیا۔ ہر چند سب نے
اس درہ کے اندر بغور دیکھا مگر اوسکا پتہ نہ ملا۔ یہ درہ بہت سات گز طول میں ہے۔ وہاں کے
ایک بوڑھے کہنی نے جو اوس ہانکے میں شریک تھا یہ کہا کہ اس درہ میں اسکا مسکن ہے دو
بو بچہ یا پانچ چار برس کے قبل کسی امور سپاہی نے مارے تھے۔ میں نہایت مایوس ہوا۔ اور یہ حکم دیا کہ اس
درہ کے مقابلہ میں ایک جال جس سے شیر وغیرہ گرفتار کرنے میں رکھدو اور اوسکو زندہ گرفتار کرکے

لے آو انعام دیا جاویگا - ہرچند میرا ارادہ تہا کہ اسکا شکار کرون مگر میری رخصت کا صرف
ایک ہی روز باقی تہا اسلئے مین نے رہنے کا ارادہ فسخ کیا - قریب ایک بجے کے واپس ہوا راستے
مین ایک ہرن کا لیبٹ کا شکار ہوا - غرض محنت کا نتیجہ پایا مگر وہ خوشی حاصل نہ ہوئی - آٹھ بجے
شب کے میرے والد کی چٹھی سے میری نانی صاحبہ کی علالت ظاہر ہوئی - اوسمین یہ بہی
لکہا تہا کہ جسقدر ممکن ہو جلد آو - آجکے روز بسبب راستہ خراب ہونے کے شب وہین بسر
کی مگر طبیعت نہایت ہی سراسیمہ اور مضطرب رہی - دس بجے کہانا کہا کر گیارہ بجے آرام کیا -
چار بجے شب کے بیدار ہوکر تمام اسباب روانہ کیا - آٹھ بجے کہانا کہا کر نو بجے ڈونگے
گاڑی پر سوار ہوا - اسوقت مین بلدہ سے ایک سوار نے چٹھی میرے والد کی لاکر دی
جس سے ظاہر ہوا کہ شب مین بارہ بجے مریض کا مزاج بالکل حد اعتدال سے تجاوز
کر گیا تہا مگر الحمد للہ کہ دو بجے شب کے کسیقدر مزاج سنبہل گیا - مصری معالج ہو رہا ہے
اگر آج نہین آسکتے ہو تو مضائقہ نہین - صحت مزاج کی کیفیت سنکر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا -
چونکہ مین سوار ہی ہو چکا تہا رہنا مناسب نہ سمجہا جملہ رعایا وغیرہ کو خدا حافظ کہکے روانہ
ہوا فقط

راقم

راجہ کشن پرشاد عفی عنہ

ضمیمہ رسالہ حسن

ہم ذیل مین اجرتی اشتہار بجنسہ درج کرتے ہین ۔ محمد یوسف منیجر رسالہ حسن ۔

یہ روغن قوت باہ کے لیے حکم اکسیر اعظم کا رکھتا ہے جس سے پیران ہفتاد وہ سالہ تک کو یکسان نفع ہوا ہی اسکے استعمال مین نہ کسی قسم کے پرہیز کی ضرورت ہی نہ آبلہ وغیرہ کا کچھ خطر ورگ وپٹھہ کو حیرت بخش استحکام بخشتا ہی اور ہر قسم کے امراض نامردی کو خواہ کسی سبب سے ہوں بجز خلقی اور مادر زاد نامرد کے اپنی معجز نما تاثیر سے دفع کرتا ہے اور صرف ایک ہفتہ کے استعمال سے فائدہ کامل ہوتا ہے ۔ ترکیب کا کاغذ ہمراہ تیل کے ملتا ہے ۔ قیمت فی شیشی صمہ محصول ۴ر اور ہر ایک شیشی مین ایک تولہ روغن رہتا ہے

دوائی عجیب یعنی کشتہ زمرد

زمرد کا کشتہ جو باجزائے مناسب تیار کیا گیا ہے چار حصہ چانول کی برابر خوراک ہوتی ہے قیمت فی خوراک عہ ریا پانچ روز یا گیارہ روز کی خوراک مین بفضلہ فائدہ کلی ہوتا ہی ۔ خواص آن یعنی برائے قوت باہ اور تمام امراض متعلقہ اوسکے خواہ وہ کسی قسم کے ہون ۔ اور سوزاک کہنہ ہو یا جدید ۔ دافع جریان مقوی دماغ واعضائے رئیسہ واروداح وضیق النفس وسرفہ کہنہ خواہ خشک ہو یا تر اور لاغری بدن اور دفع وبا کے ہیضہ مین تو حکم اکسیر کا رکھتا ہی یعنی کیسی ہی مریض کی حالت ردی ہو کر خراب ہو گئی ہو بفضلہ صحت ہوگی ۔

اکسیر حیات یعنی عرق نجات ۔ امراض ضعف بصر ودماغ وصفائی خون والواع دیوو اقسام تپ جُر پاچیپتیا ۔ تپ دق ۔ استسقا طحال ۔ آتشک ۔ سوزاک ۔ جریان ۔ سفید داغ ۔ ناسور ۔ بواسیر خونی وبادی اور نشر البحواری ۔ اور چانڈو ونوشی سے جو خشکی لاغری اور ضعف جگر وغیرہ لاحق ہوتے ہین سبکو بغیر پرہیز دفع کرتا ہے ۔ ایک بوتل ایک ماہ کو کافی ہے قیمت فی بوتل صمہ محصول عہ ر

عجیب چیز ۔ تحلیل بواسیر خونی وبادی وتحلیل ودردمہ کیلئے عجیب چیز ہے جیسے ہی لوز

انسانی صفات

پہلا حصّہ - قدرتی نعمات

نمبر (۲)

عقل

(سلسلہ کے لئے نمبر (۱) ملاحظہ ہو)

یہ وہ بیش قیمت جوہر ہے جو سوائے نوع انسان کے کسی مخلوق کو نہین عطا کیا گیا - اور ذات انسان سے ایک ایسا مستحکم تعلق رکھا گیا کہ کوئی کام بلا اعانت اِس کے انجام نہین پا سکتا - دنیاوی ترقی معاش و معاد کے سامان خداشناسی علم و اخلاق ہمّت و شجاعت تمام اوصاف انسانی اسی ایک اعلیٰ قوّت سے وابستہ ہین - انسان اپنی غلطی سے جس کام مین اسکی مدد نہین لیتا دھوکا اوٹھاتا ہے اور جس کام کی انجام دہی مین عقل سے کام لیتا ہے کامیاب ہوتا ہے - عقل کا صرف یہی کام

نہین ہے کہ وہ انسان کو بالضرور ارادہ مین فائز المرام کرے بلکہ کبھی کبھی اسکے ذریعہ سے
ایسے نتائج بھی ظاہر ہوتے رہتے ہین جو آدمی کو تباہی و بربادی و گمراہی کا باعث ہوتے
ہین - اس جگہ پر یہ شبہ ہوتا ہے کہ عقل کا کام ترقی دنیا کے راستے دکھانا و نجات و نصرت کی
راہین بتانا ہے تو منزل راست سے بہکا دینا یہ کیونکر ممکن ہے - اسمین شک نہین کہ قدرت
نے جو نعمتین انسان کو عطا کی ہین وہ ہر حالت مین اوسکے لیے مفید ہین وہ بالارادہ انسانکو
نقصان پہونچانا پسند نہین کرتی - یہ محض انسان کی فطرتی خطا ہے جو قدرت کے عطیون پر تعمق
کی نظر نہین ڈالنے دیتی اسیوجہ سے اوسکو اکثر دھوکہا اوٹھانا پڑتا ہے اور اپنی غلطی سے
اوسکا الزام عقل کے سر رکھتا ہے -

عقل ہر شخص کو مساوی درجہ کی تقسیم کیگئی ہے اور ہر انسان کو ایسی قوت دیگئی ہے
کہ جسکے ذریعہ سے وہ اپنی عقل کو ترقی دیکر ایک ایسے مقام محدود تک پہونچا سکتا ہے جہان تک
قدرت نے اوسے اختیار دیا ہے اور اوس حد معینہ سے آگے اوسکو بالکل رسائی نہین
بچہ جب پیدا ہوتا ہے تب اوسے اسیقدر عقل ہوتی ہے کہ وہ اپنے آرام و آسایش کی
جگہ سے علیحدہ ہونے اور دنیاوی تکالیف کو خیال کرنے سے روتا ہے رفتہ رفتہ اوسکی عقل
کو علم و تجربات کے ساتھ وسعت ہوتی جاتی ہے اور وہ کہانے پینے پہننے اوڑھنے
کہنے سننے کی استعداد حاصل کرتا ہے - جب اس حصۂ عمر سے اور آگے بڑھا معاش کی

تدبیرین ترقیات دنیا کے وسائل تعلیم کے فوائد پر غور کرنے لگتا ہے ان سب باتون کا دار و مدار اسی ایک عظیم الشان قوت پر ہے۔

عالم شباب مین جب کہ تمام انسانی قوتین زور اور اُمنگ پر ہوتی ہین عقل کی تیز روشنی مثل آفتاب نصف النہار کے ہوتی ہے دنیا و دین کے تمام کام اوس روشنی مین انجام پا سکتے ہین - یہ ایسا وقت ہے کہ اگر عقل کا آئینہ علم کی صیقل سے مجلی کیا جائے تو سات آسمانون کو توڑ کر عالم لاہوت کا عکس حاصل کر سکتا ہے اور پیش آیندہ مضامین خدا کے کارخانون زندگی کے فرائض کو بخوبی دکھا سکتا ہے بڑھاپے مین عام خیالات کی بناء پر عقل کو زوال ہوتا ہے اور یہ خیال غالباً اس بناء پر مبنی ہے کہ تمام قوائے انسانی اوس وقت ضعیف ہو جاتے ہین اس لیے عقل کو بھی زوال ہوتا ہے مگر یہ غلطی ہے - انسان کے ظاہری حواس خمسہ وغیرہ مین ضرور ضعف ہو جاتا ہے لیکن عقل کو ہرگز زوال نہین ہوتا بلکہ یہ وہ وقت ہے جب کہ انسان اپنی عقل کو علم و تجربات کی وسعت کے ساتھ انتہائی درجہ تک پہونچا سکتا ہے اور جوانی سے کئی حصہ زائد عقل کو روشن کر سکتا ہے - اوس وقت عقل اپنی حد معینہ تک پہونچنے کی کوشش کرتی ہے مگر ضعیف قوائے انسانی علے الخصوص انسان کا یہ خیال کہ ہم بوڑھے ہوئے عقل بھی بوڑھی ہوئی زور کے حملے کر کے اوسے پیچھے ہٹا دیتی ہے - یہی وجہ ہے کہ بظاہر عقل کو ضعف لاحق ہوتا ہے حالانکہ حقیقتاً عقل اوس عمر

کا نام ہے جسکے لیے ضعف محالات سے ہے وہ ہرگز ضعیف نہین ہوتی بلکہ ہر وقت ترقی کی راہین ڈھونڈہتی رہتی ہے لیکن اوسکے دشمن آدمی کی جہالت اوسکو آگے نہین بڑہنے دیتی ۔ البتہ اگر انسان ابتدا سے اپنی عقل سے کام لیا کیا ہے اور اوسکو علم و تجربات کے ہتہیارون سے آراستہ کر رکھا ہو تو وہ ایک وار مین تمام مخالفون کا قلع قمع کر ڈالتی ہے اور آگے قدم بڑہاتی ہے +

اسمین شک نہین کہ قدرت نے عقل کی تقسیم مین ناانصافی نہین کی ہے کہ کسیکو کم دی ہو اور کسیکو زائد ۔ حقیقت مین ہر شخص نے مساوی درجہ کا حصہ پایا ہے لیکن اوس سے مستفید ہونے کا مادہ کسیکو کم ہے اور کسیکو زیادہ ۔

بیوقوف و کم عقل وہی شخص ہے جسنے اپنی عقل کی قدر نہ کی اور اوسے ایک فعل معطل قرار دے لیا ہے کسی کام مین اوس سے مدد نہین لیتا اور عقلمند وہی ہے جو اپنے تمام کامونکو عقل کی صلاح و مشورہ کے بغیر نہین کرتا +

اہل یورپ مین قوم کو اوسیقدر عقل دیگئی تہی جس قدر ہم لوگونکو عطا کی گئی ہے ۔ مگر اونہون نے جو جو ترقیان کین اور جو جو فائدے اور تجربے اسکی بدولت حاصل کیے وہ محض اونہین کی قسمت تہی ۔ اونمین ترقی و تجربات کے حصول کا مادّہ زیادہ تہا اسیوجہ سے اونہون نے اپنی عقل کو مرتبہ نہایت تک پہونچا دیا ۔ مگر ساتہہ ہی اوسکے جب اونہون نے

اوس حد سے آگے بڑہانے کا قصد کیا اور قوّت بشری سے تجاوز ہوکر نیچر کے نتائج کو اپنی قوّت و امکان کا نتیجہ تصور کرنے لگے - راہ راست سے علیحدہ کر دیے گئے اور فرعون بے سامان بن بیٹھے - اب یہ دیکھنا چاہیے کہ باوصف عاقل و ہوشیار بدرجۂ کمال ہونے کے کیون زمین سے اوٹھکر عرش پر بیٹھنے لگے - کیا اونکی عقل مین کسی قسم کا نقص تہا جو اپنی تعلیمات کو بھول گئے - اس کی وجہ صرف اس قدر ہی کہ جب عقل اپنی نہایت تک پہونچ گئی اور ان لوگون نے آگے بڑہنا چاہا تب عقل نے ساتھہ چھوڑ دیا اور وہ اپنے مقام نہایت سے آگے نہ بڑہ سکی - اسی سبب سے گمراہ ہوگئے *

مگر با این ہمہ یونانی حکما کی زندگی ہمکو اونکی عقلمندیون کا اسدرجہ معتقد بنا رہی ہے کہ ہم صاف طور پر یہ کہینگے کہ جو نتائج اور تجربات اس صفت انسانی کے ذریعے سے اونہون نے حاصل کیے وہ ایسے بڑہے ہوئے ہین کہ یورپ باوصف نمایان ترقی کے اوس میدان مین جسمین یونانیون نے گھوڑے دوڑائے ہین اون کے گھوڑون کی ٹاپون کی خاک بھی نہ پاسکا - اسمین شک نہین کہ اس آخری دور مین یورپ تمام دنیا سے گوے سبقت لیگیا ہی مگر ہنوز اوس بلند حوصلہ اور عالی خیال قوم سے جسکا نسل زمانے نے دوسرا پیدا نکیا بہت پیچھے ہے - یہ خیال محض غلط ہی کہ یورپ نے یونان سے زائد ترقی کی - وہ موجب تہا اور یہ مقلد ہے - مگر پھر بھی ہمارا کانشنس ہین

مجبور کر رہا ہے کہ ہم یورپ کی قدر کرین اور اوسے دعا دین جنکی بدولت ہم کو بھی اپنے پچھلے علوم کے سیکھنے کا موقع ملا - خدا کرے بہت جلد یورپ اپنی عقلی ترقیات کے دعوے مین بہت جلد یونان سے قابل ترجیح ہو +

عقل کے کارنامون پر اگر ہم کچھہ ریمارک کی غرض سے قلم اوٹھانا چاہین تو دو سطر ہی نہین لکھہ سکتے کیونکہ گذشتہ اور موجودہ کارنامے اور اوسکے سلوک و احسان جو تمامی بنی نوع کے سر ہین اس قدر طویل ہین کہ غیر محدود زمانے اور غیر محدود عمرین تحریر پا سکین گے لیکن چونکہ عمر و زمانہ دونون محدود ہین اسلیے عقل کا شکریہ ادا کرنا اور اوسکے نتائج کا دکھانا امکانات سے خارج ہے - عقل کے بڑے ہوئے نمونے دیکھنے کے لیے اگر ہم اون نتائج پر نظر ڈالتے ہین جو ہماری آنکھونکے سامنے ہر وقت موجود رہتے ہین تو کچھہ اوسکے حالات و صفات دریافت کرنے کا موقع ملتا ہے ورنہ رات دن کے سیکڑون ہزارون کام جنمین ہم اوس سے مدد لیتے ہین کہان تک ظاہر کر سکتے ہین +

فلسفہ منطق طب طبیعات ریاضی ہندسہ ہیئت وغیرہ وغیرہ ایسے عالیشان نتائج عقل ہین جنکی ہمکو دل و جان سے قدر کرنی چاہیے - انمین سے کوئی علم و نیز علاوہ انکے دیگر علوم جنکی ایجاد عقل کی تیز قوت کے ذریعے سے ہوئی ہو ایسے

نہین ہین کہ جنکو ہماری زندگی سے ایک بہت ضروری تعلّق نہو۔ ہماری صحت وتندرستی قایم رکھنے کے لیے طب جس قدر ضروری ہے اوسکو ہر شخص جانتا ہے طبیعات کے ذریعے سے ہمکو وہ تجربات حاصل ہو سکتے ہین جو روزانہ پیش نظر رہتے ہین اور جنکی ماہیت کا ادراک اس علم پر موقوف ہے۔ اسیطرح مختلف علوم وفنون جنکے ذریعے سے ہمارے مختلف کام بآسانی نکل سکتے ہین اور جنکی بدولت اپنے کامونکی انجام دہی مین ہم دوسرے کے محتاج نہین رہ سکتے سب ایسی ایک اعلےٰ قوّت سے جسکا نام عقل ہے وابستہ ہین۔

ریل کے ذریعے سے ہم دور و دراز سفر کو سون منزلون کا فاصلہ گھڑیون اور پلون مین طے کرتے ہین۔ تار کے باعث لاکھون کرورون کوس کے اخبار گھر بیٹھے دریافت کرتے ہین اسیطرح سیکڑون ہزارون آلات اس قسم کے تیار ہوگئے ہین جنکے ذریعے سے اپنی دنیاوی ضرورتین بآسانی رفع کرسکتے ہین یہ سب عقل کے کارنمایان ہین +

ان سب باتون پر نظر و فکر کرنے سے ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ بیجر یہ عقل کی عالیشان صفت ہمکو ایسی مفید عطا کی ہے جسکا ہر وقت ہمکو شکر کرنا چاہیے علاوہ اس سے کہ ہمارا شکر اس بیش بہا عطیہ کے مقابلے مین کافی ہو یا ناکافی +

یاد رکھنا چاہیئے کہ عقل ہمکو صرف دو ضرورتون سے عطا کی گئی ہے اوّل خدا کی حقیقت دریافت کرنے کے لیے اور اپنی دنیاوی ضرورتین رفع کرنے کے لیے۔ پس ہمکو لازم ہے کہ ہم اوسکے ذریعے سے سوا اِن دو کامونکے اور کوئی کام نہ لین +
یعنے دنیا کے وہ کام جنکی انجام دہی قوّت بشری مین ہے اوسکے رفع کرنے کے لیے عقل کو ذریعہ قرار دین اور وہ کام جنکی انجام رسانی قدرت نے اپنے ہاتھون مین رکھی ہے اونکے لیے مطلق کوشش نہ کرین بلکہ اونہین کامونکو خدا کی حقیقت کا ذریعہ ادراک تصوّر کرین سو واضح ہو کہ یہی ایسا مقام ہے جہان پر انسانی عقل کا خاتمہ ہے اور اسی جگہ سے آگے قدم بڑہانا باعث خرابی ہے۔ وہ کام جو قدرت کے زبردست ہاتھون سے انجام پاتے ہین اور جنکا سر انجام قوت بشری سے باہر ہے اوسکے لیے ہمکو ہرگز کوشش کی ضرورت نہین ورنہ چونکہ عقل اپنی حد معینہ تک پہونچ چکی ہے اور آگے کام نہین دیسکتی ہمارا کام بے عقلی سے خالی نہ ہوگا اور یقیناً ہمکو خطا اوٹھانا پڑیگی +

مسٹر اڈیٹر! میری غرض اِس وقت ناظرین رسالہ کی ہمع خراشی سے صرف اِس قدر ہے کہ ہماری قوم مین جہالت کو جسدرجہ ترقی ہے اوسیقدر ہماری عقل کی آنکھون پر پردہ پڑ گئے ہین۔ ہم بالکل نہین دیکھہ سکتے کہ زمانہ کس گھبراہٹ

کے بہاگا جاتا ہے اور ہم اپنی ضرورتین رفع کرنے کا مطلق سلیقہ نہین رکھتے - کیا یہ بات شرم و حسرت کی نہین ہے کہ ہم نہ صرف عملی ترقیات مین تمام دنیا سے پیچھے ہین بلکہ عقلی ترقیات مین بھی - اور عقل کی ترقی علم کی ترقی پر موقوف ہی اسیوجہ سے ہماری جہالت ہمکو ترقیات سے بہی روکے ہوئے ہی +

ہماری قوم کے وہ لوگ جو سرکاری کالجون سے بڑی بڑی ڈگریان حاصل کرکے نکلتے ہین اور فوراً صیغۂ ملازمت کیطرف جہک پڑتے ہین - خدا جانے کس خیال مین اور علوم مختلف کی تعلیم سے کیا فائدہ اوٹہاتے ہین - اپنی عمر کا ایک بڑا حصّہ کالج مین صرف کرتے ہین اور کوئی معقول فائدہ اوٹہانا نہین جانتے جسطرح وہ لوگ اپنی موجودہ ضرورتین رفع کرنے کے لیے ضروری وسائل سے غافل ہین اسیطرح اونکو اسکی بہی پروا نہین کہ آیندہ نسل اگر شایستہ ہوگی تو اونہین اعلے درجہ کا بیوقوف قرار دیگی - ہمارے لیے بہت بڑی ضرورت اس امر کی ہی کہ ہم جن علوم کو سیکہین اونسے اوسی قوم کے تجربات حاصل کرین اور اون تجربات سے اپنی فلاح اور اپنی قوم اور ملکی بہائیونکے فوائد کی کوشش کرین فقط

راقم

شریف الدین

جلد سوم — حسن — نمبر ۱

تمہید

جب کہ میں سنہ ۱۲۹۵ فصلی میں عہدہ دوم تعلقداری پر ضلع الگنڈل میں مامور تھا میرے سچے دوست عالی جناب حسن بن عبداللہ صاحب المخاطب بہ نواب [illegible] نواز جنگ بہادر مالک رسالہ حسن نے مجھسے واسطے مرتب کرنے رپورٹ کاشت ٹھسر کی فرمائش کی تھی اور چونکہ میرے مفوضہ تعلقات چنور اور مہادیو پور میں ٹھسر پیدا ہوتی اور بنائی جاتی ہے لہذا میں نے اسکی طرف توجہ کی اور سمیان گڈم نرسیملو اور چنا لونیہ پلو کاشتکاران ٹھسر کو جو اس فن کے اوستاد اور خاص پیشہ ور ہیں بذریعہ اپنے دوست گوبند راؤ جیو تحصیلدار وقت تعلقہ چنور کے طلب کرکے اپنا اوستاد بنایا اور خود اپنی ذات سے از ابتدا تا انتہا اسکا تجربہ کیا اور جہاں تک انکو حالات اور تجربات معلوم تھے ان سے دریافت کرکے لکھا۔ اگرچہ میں نے بہت زیادہ کوشش اس امر کی بھی کی کہ کوئی تاریخی تحریری حال ٹھسر کا مجھکو ملے مگر افسوس ہے کہ اسمیں کامیابی نہ ہوئی جس لحاظ سے میں دعوے نہیں کرسکتا ہوں کہ میری رپورٹ بالکل غلطیوں سے مبرا اور کامل تحریر ہے بلکہ مجھکو یقین کرنا چاہیے کہ بالضرور بہت سہو فروگذاشت ہوئی ہونگی جیسے تالیف میں ہونا ممکن ہے۔ بالآخر میں نے اوسیوقت اس رپورٹ کو مرتب کرکے جناب ممدوح المناقب کی خدمت میں پیش کردی تھی مگر چونکہ اوسوقت رسالہ حسن جاری نہیں ہوا تھا

اس تحریر کو اب تک عزت اشاعت حاصل نہ ہو سکی - بعد جاری ہونے رسالہ حسن کے
مین نے جناب ممدوح کو یاد دہانی کی مگر چونکہ وہ کاغذات مین مل گئی تہی جسکا ڈہونڈنا خالی
از دقت نہین تہا لہذا اوسکی دوسری کاپی مرتب کرنے کی ہدایت ہوئی پس بتعمیل حکم
نواب صاحب موصوف کے اور بلحاظ سچی محبت کہ جو میرے ساتہہ ہے اور سچی ہمدردی
کے جو ملک کے ساتہہ ہے تحریر ہذا دوبارہ با زدیاد مراتب ضروریہ مرتب ہوئی +

ٹہسر کے بنانے کا تاریخی بیان

تعلقہ جنور اور بہادلو پور ضلع الگنڈل مین عرصہ دوسو برس سے ٹہسر پیدا ہوتی ہے
مگر چونکہ اقوام ہنود مین تاریخ لکہنے کی عادت نہین لہذا معلوم نہین ہو سکتا کہ کون شخص اور
کس سنہ مین اس تجارت کا موجد اور بانی ہوا ہے +

اقوام کولی اور نایک پوڑ اور ہتی واڑ ٹہسر کے پیدا کرنے کی تجارت کرتے ہین اور
قوم کوشٹ اور دیانڈ واڑ ٹہسر کا دہاگہ بنانے اور رنگ دینے کا کام کرتے ہین -

چونکہ یہ تجارت کثیر المحاصل ہے لہذا سرکار نظام سے اسپر ٹکس لیا جاتا ہے اور
اس ٹکس کا نام اس ملک کی اصطلاح مین کوس گتہ ہے - وجہ تسمیہ اسکی یہ ہے کہ ٹہسر کے بنانے
اور اوسکے کیڑون کی پرورش کرنے کے واسطے وسیع قطعات جنگل کو سون کی رقبہ مین

خاص قسم کے درختون کا (جنکا بیان آیندہ آ ئے گا) درکار ہوتا ہے اسواسطے بحساب کوسون کے نیلام کی مقدار کا تخمینہ کیا جاتا ہے اور گتّہ کے معنی بتاجری کے ہین لہذا کوس گتّہ مشہور ہوگیا ہے ‡

ٹھسر کے پھل کا بیان

ٹھسر کا پھل بیضاوی شکل کا مرغی کے انڈے سے کچھہ چھوٹا اور کبوتر کے انڈے سے کچھہ بڑا خاکی رنگ کا ہوتا ہے اور قریب چہار انگشت کے اسکے سر پر شل دوسر پھلون کے ڈنٹھلا (ڈیٹ) لگا ہوتا ہی حقیقت مین یہ پھل ایک قسم کے کیڑے کا گھر ہے اور اس ملک مین مخصوص نالہ وندی کے درختون پر کیڑا گھر بناتا ہے اور اگرچہ شاذ و نادر بیر کے درخت پر بھی گھر بناتا ہے مگر اسواسطے وہ کہر کارآمد نہین ہوتا ہے کہ اسکے اندر کے کیڑون کے بچے دستون کی بیماری سے مرجاتے ہین اور آیندہ کو سلسلہ افزایش نسل کا قایم نہین ہو سکتا گھر بنانے کی ترکیب یہ ہے کہ کیڑا اندکور شل کڑی کے اپنے منہ سے ایک تار نکال کر اپنے گرداگرد لپیٹا جاتا ہے اور تیس گھنٹہ کے عرصے مین جب شکل مذکور بالا تیار کرلیتا ہے اور بعض صورتون مین چار روز مین گھر بنا چکتا ہے (جسکا تذکرہ آیندہ کیا گیا ہے) اور کیڑا تار کو اپنے جسم پر اس ترکیب سے لپیٹتا ہے کہ اپنے جسم کو ایک جگہ شل مرکز کے

قایم کر کے منہ سے تار نکالتا ہے اور صرف گردن کی حرکت پرکاری سے اپنے تمام جسم پر تار لپیٹ کر اوسمین بند ہو جاتا ہے اور پہل شل انڈے کے درخت مین لٹک جاتے ہین پہل آم کی گٹھلی سے کچھہ ملایم ہوتا ہے اور کیڑا نسل پہلی (مغز) کے اسکے اندر بند رہتا ہے +

کیڑونکی شکل اور اسکی پیدایش اور نر و مادہ کے شناخت کا بیان

یہ کیڑا انڈے دیتا ہی اور انڈے سے بچے نکلتے ہین اور وہ بچے جب عمر طبعی کو پہونچتے ہین تو بلا نکالنے بال و پر کے پہر اپنے اوپر گھر بنانا شروع کر دیتے ہین جب گھر تیار ہو جاتا ہے تب اوسمین سے پرواز ہو کر شل تتلی کے نکلتے ہین اور نر و مادہ آپسمین جفت ہو کر انڈے دینا شروع کرتے ہین اور اسی دور تسلسل سے انکی پیدایش ہوتی رہتی ہے اور اگرچہ کیڑے کی مادہ بلا جفتی کے بہی انڈے دیتی ہے مگر اون کل انڈون سے بچے نہین نکلتے ہین بعض گندے ہو جاتے ہین اور بعض سے بچے نکل آتے ہین مگر اب تک یہ تحقیق نہین ہوا ہے کہ جو کیڑا اپنے اوپر گھر بناتا ہے آیا وہی کیڑا گھر کے اندر سے پرواز ہو کر نکلتا ہے یا

یا وہ کیڑا مر کر اسکی مادہ سے دوسرا کیڑا پروا ز ہوتا ہے چنانچہ اسکا مفصل بیان اسی رسالہ
مین آیندہ لکھا گیا ہے ۔
کیڑے کا انڈہ مثل دانہ باجرہ کے سفید رنگ اور گول شکل کا کسیقدر چپٹا ہوا
ہے اور نہایت سخت مثل جوار کے غلہ کے ہوتا ہے اگر اسکو دانت مین دبا کر توڑا جاوے
تو اسمین سے ایسی ہی آواز آتی ہے جیسے جوار کے دانہ کے توڑنے سے آتی ہے
اور از روے امتحان ثابت ہوا ہے کہ ایک کیڑا ایک سو انڈے دیتا ہے اور نو روز
کے عرصے مین انڈے سے بچہ پیدا ہوتا ہے مگر ابھی تک یہ بات تحقیق نہین ہوئی کہ
ایک وقت مین یا ایک دن مین سو انڈے دیچکتا ہے یا کہ نو روز تک برابر دیتا ہے
اور کامل نو روز کے بعد تعداد سو کی پوری ہوتی ہے ۔ علی ہذا القیاس یہ امر بھی تحقیق نہین
ہوا کہ خاص نوین روز ہی بچہ نکلتا ہے یا کچھ عرصے کے بعد سے بچہ نکلنے شروع ہوتے ہین یا
اور نور وز مین علی الترتیب کل بچے نکل آتے ہین ۔ وجہ اوسکی یہ ہے کہ جو کیڑے جنگل مین
بطور خود پیدا ہوتے ہین اونکے انڈے بچے نظر نہین آسکتے اور جو بغرض نبانے ٹسر کے
پٹیہ ور لوگ اپنے گھرون مین انڈے بچے پیدا کرتے ہین اونکو معمولاً فوراً انڈا دیتے
ہی معہ مادہ کیڑے کے ایک تپے کے دونا (ڈوبہ) مین بند کر کے نو روز تک نہین
کھولتے ہین اور اگر بخلاف اسکے کھول دیا جائے تو تولید انڈے بچہ نکلنے واسطے مضر

ہوتا ہے۔ میں ناظرین سے اس امر کی معافی چاہتا ہوں کہ میں نے تعداد انڈوں کے پوری ہونے اور بچّہ نکلنے کے وقت کی تصریح کو ناکامل چھوڑ دیا ہے وجہ اسکی یہ ہے کہ تجربہ ابتدائی کے وقت تو یہ امر مناسب نہیں تھا کہ معمولی قاعدے میں کمی و بیشی کیجاوے اور میں نے ان تجربات کے تجربہ کو سال آئندہ پر موقوف رکھا تھا مگر دوسری سال میں بوجہ اسکے کہ سرکاری ضرورتوں سے میرا تبادلہ دوسرے ضلع پر ہوگیا میں اپنے ارادے کو پورا نہیں کر سکا۔

جسوقت کیڑا انڈے سے نکلتا ہے بمقدار ایک دانہ زیرۂ سفید کے سبز رنگ کا ہوتا ہے اور اپنا گھر بنانے کے وقت تک بیالیس روز کے عرصے میں بقدر ربع انگشت کے لمبا اور اڑہائی انچہ کے موٹا سبز رنگ کا ہوتا ہے اور تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ یہ سبزی درخت کے پتوں کے کھانے کے سبب سے پیدا ہوتی ہے اور اسکے دونوں جانب پہلوں پر چار چار نشان چمکدار مدور ہوتے ہیں اور بادی النظر میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا ابرک کے ٹکڑے جڑ دئیے ہیں۔ مگر جسوقت کہ کیڑا گھر بنانا شروع کرتا ہے اوسکو عموماً و عادتاً دست آتے ہیں اور وہ بہت دبلا ہوجاتا ہے اور کل مادّہ اوسکا تحلیل ہوکر صرف پوست باقی رہجاتا ہے اور جب وہ کیڑا گھر بنا چکتا ہے اور اوس سے باہر نکلتا ہے تو بالکل مثل تتلی (باتی) کے بقدر ڈیڑہ انچہ لمبا اور سوا انچہ موٹا ہوتا ہے اور اسکے چار پر ہوتے ہیں اور ہر پر

مین ایک ایک نشان مدوّر چنے کی دال سے کچھ بڑا نہایت چمکدار مثل ابرک کے ہوتا ہے اور یہ وہی نشان ہے جو کیڑا ہونے کی حالت مین پہلوؤن پر دکھائی دیا کرتا ہے اور اسکے چھہ پاؤن ہوتے ہین اور تنہ پر دو دو پر مثل مچھر کے باریک باریک سروکے پتّے کی مانند ہوتے ہین مادہ کا رنگ زردی مائل اور نر کا رنگ سرخی مائل ہوتا ہے۔ مادّہ بہ نسبت نر کے زیادہ موٹی اور تازی مگر بھدی اور سست ہوتی ہے اور نر دُبلا پتلا مگر چالاک ہوتا ہے۔ اور نر کے پرونکے داغ بھی بہ نسبت مادہ کے چھوٹے ہوتے ہین۔ مگر مونچھین بڑی بڑی اور خوشنما ہوتی ہین۔ اور یہ کیڑا نہایت خوبصورت اور خوشنما قابل دیکھنے کے ہوتا ہے۔ قدرت نے اسکی صورت اور سیرت دونون نہایت عمدہ پیدا کی ہین جیسے اسکی صورت اچھی ہو ویسے ہی اوسکے پیٹ مین گن بھی اچھّے ہین۔

مین نے ازراہ تجربہ قبل از وقت پڑے سکے گھر کو کاٹ کر دیکھا تو اوسمین کا کیڑا قبل نکالنے بال و پر کے سوا انچہ لنبا اور ڈیڑہ انچہ موٹا سرخ رنگت کا مخروطی شکل مثل بیر کے برآمد ہوا اور اوسمین کھنداو (ناب) بھی موجود تھی اور اگرچہ ہاتھہ پاؤن نہین تھے مگر مثل جونک (زرلو) کے اسمین حرکت ہوتی تھی اور گھٹتا بڑہتا تھا جب اس مضغہ کو گھر سے علیحدہ کر کے رکھا گیا اور تجربہ کیا گیا تو ایک ہفتہ کے بعد اسمین سے پردار کیڑا پیدا ہوا مگر ناقص الاعضا پیدا ہوا۔ خصوصاً پر اوسکے بہت چھوٹے چھوٹے تھے۔ اور اوسنے

اپنی سرخ رنگت کے خول (پوست) کو سالمًا مثل سانپ کی کیچلی کے چھوڑ دیا تھا اس سے
یہ ثابت ہوتا ہے کہ جسقدر عرصے مین وہ کیڑا معمولًا پروار ہوکر اپنے گھر سے از خود نکلتا
ہے اگر اوسی پہلے گھر کو کاٹ کر کیڑا نکال لیا جاوے تو بعد تکمیل مدت بقیہ کے
پروار کیڑا پیدا ہوتا ہے مگر چونکہ گرمی باقی نہین رہتی اسواسطے کامل اور صحیح الاعضا
نہین بنتا اور وہ اوپر کا سرخ خول مثل لفافہ کے ہوتا ہے اور دراصل اوسکے اندر
کیڑا ایک جاندار چیز ہوتی ہے اور اوسمین کچھ کچھ علامت اعضا بھی ہوتی ہے جس سے
یہ گمان ہوتا ہے کہ پہلا کیڑا گھر بنانے کے بعد مرجاتا ہی اور اوسکے مادہ سے یہ دوسرا
کیڑا پیدا ہوتا ہے یا یہ ہوگا کہ مثل سانپ کی کیچلی کے اوسپر سے پوست اوترتا ہوگا
مگر از روے معائنہ کے امر اول کا گمان زیادہ ہوتا ہے۔

گھر کے بنانیکے واسطے کیڑون کے فراہم کرنیکا بیان

گھر کے کیڑونکے گھر سال مین تین وقت پیدا ہوتے ہین اول ڈیڑھ مہینہ کے
عرصے مین تقریبًا بین ابتدا ۱۵ جون لغایتہ ماہ جولائی دوم دو مہینے کے عرصے مین تقریبًا
لغایتہ ماہ ستمبر سوم تین مہینے کے عرصے مین لغایتہ ماہ دسمبر مگر فصل اول و دوم کے گھر
صرف بطور تخم کے کام آتے ہین اور انکے ذریعے سے دوسرے کیڑے پیدا کیے

جاتے ہین ان سے شہر نہین نکالا جاتا ہے اور اگر ان کیڑون کا شہر بنایا جاوے تو کمزور بھی
ہوتا ہے اور بہت کم نکلتا ہے البتہ فصل سوم کے کل گھر شہر بنانے کے کام آتے ہین
اور اگر اونکو بطور تخم کے بھی رکھا جاوے تو تاہم سال آئندہ تک قایم نہین رہ سکتے اور ان کے
کیڑے قبل از وقت نکلکر اوڑ جاتے ہین اسواسطے ہر سال جنگل سے تلاش کر کے نئے
گھر لانے پڑتے ہین اور یہ گھر جنگلون مین نالہ ندی کے درختونپر بہت تلاش سے ملتے ہین
چنانچہ باوجود کوشش کے اس وسیع جنگل مین جہان کہ مین تجربہ لکھہ رہا ہون پچاس سے
زیادہ نہین مل سکتے - آگے چلکر ناظرین کو معلوم ہوگا کہ پچاس سے زیادہ گھرون کی
کچھہ ضرورت بھی نہین ہے کیونکہ ایک پہل سے صدہا ہزارہا پہل بنائے جاتے ہین +

گھرونکے تلاش کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ یا تو ماہ چیت مین بوقت پت جھڑ
ہوجانے درختونکے جنگل سے تلاش کر کے لائے جاتے ہین یا قبل از بنانے گھر کے
جسوقت یہ کیڑا درختون پر رہتا اور پتے کھاکر بیٹ (پس افگندہ) کیا کرتا ہے اوس
وقت درختونکے نیچے بیٹ دیکھکر پتہ معلوم کر لیتے ہین اور موسم پر جاکر اون درختونسے
گھر اوتار لاتے ہین مگر واضح رہے کہ کیڑا جنگل مین بھی اوسیوقت گھر بناتا ہے جسوقت
کہ فصل سوم مین لغایتہ ماہ دسمبر یہ ریشمی کیڑے گھر بناتے ہین مگر چونکہ یہ گھر خود رو کیڑونکے
بنائے ہوئے ہوتے ہین شاید اسوجہ سے مضبوط اور دیرپا ہوتے ہین -

ماہ چیت مطابق اپریل مین جب کہ درخت بالکل پت جھڑ ہوجاتے ہین کیڑونکے گھرونکو جنگل سے لاتے ہین اور تاوقت پختہ تر برگ سرا (آغاز موسم بارش کے) مٹی کے کورے برتنون یا غلہ بھنا مین دباکر یا گلہری کے گھوسلے مین رکھکر مکانون مین ٹھنڈی جگہ حفاظت سے رکھہ چھوڑتے ہین اور چونکہ اوسوقت تک اس کیڑے کے بال و پر پیدا نہین ہوتے ہین اسواسطے گھرون سے نکلکر اوڑجانے کا اندیشہ نہین ہوتا ہے لیکن اگر احتیاط سے ٹھنڈی جگہ نہ رکھے جاوین اور اونکو گرمی دہوپ کی یا موسم کی پہونچ جاوے تو سب مرجاتے ہین۔ بفور شروع مرگ کے ایک ہی دو روز کے بعد پانچ پانچ چار چار انتہا بیدرہ تک گھرونکے ڈنٹلون (ڈیٹ) کو آپسمین باندہکر ایک لکڑی مین جو بقدر چار پانچ گز کے بلند ہونی چاہئے باندہکر صحن مکان مین تحت السما اس لکڑیکو گاڑ دیتے ہین اور دہوپ و بارش سے محفوظ رہنے کے لیے پلاس وغیرہ کسی قسم کے پتونکی چھتری لکڑی کے اوپر باندہی جاتی ہے بعد تین روز کے خود بخود اون گھرون مین سے ڈنٹلی (ڈیٹ) کیطرف سوراخ کرکے وقتاً فوقتاً پردار کیڑے باہر آجاتے ہین اور زیادہ آپسمین خود بخود جفت ہوتے ہین صبح شام اون کیڑونکی نگرانی کیجاتی ہے جو کیڑے صبحکے وقت جفت ہوجاتے ہین اونکو چار بجے شام کے اور جو شام کو جفت ہوتے ہین اونکو بھی بعد ایک شب و روز کے اوسیوقت چار بجے شام کے علیحدہ

کرتے ہین اور جسوقت کہ کیڑا جفتی کرتا ہی اوسوقت اوسکو اوس لکڑی سے اوتار لاتے ہین یا اور صبح کے جفت شدہ کیڑونکو علیحدہ کرنے کے وقت تک تیونکے ڈوپہ مین اور شام کے جفت شدہ کیڑونکو بانس کی لکڑی کی ٹٹی پر (جو مخصوص اسی کام کے واسطے بنائی جاتی ہی) بٹھا دیتے ہین اور اگر قبل از وقت کیڑے خودبخود علیحدہ ہوجاوین اور انڈے بھی دیوین تو کچھہ مضائقہ نہین ہی لیکن جو کیڑے جفت رہین اونکو قبل از چار بجے کے علیحدہ نہین کرنا چاہئے یہ وقت مخصوص اس کام کے واسطے مفید ثابت ہوا ہے اور از روے تجربہ کے انڈا دینے کا مادہ اوسوقت کامل تیار ہوجاتا ہے۔

علیحدہ کرنے کی ترکیب یہ ہی کہ جو جفت شدہ کیڑے دونا (ڈوپہ) یا ٹٹی پر بیٹھے ہوئے ہوتے ہین اوسکو خوب ہلاتے ہین اس حرکت سے کیڑے خودبخود علیحدہ ہوجاتے ہین یا مادہ کو کیڑی کی نر سے علیحدہ کرنے کے بعد نصف نصف بازو کے پر توڑکر پہینکدیتے ہین اور دونون بازو پکڑکر تھوڑی دیر تک (ایک منٹ) خوب ہلاتے ہین - اس عرصے مین وہ ایک انڈا دیتی ہے اور پھر پے در پے انڈے دینا شروع کرتی ہے بعدہ اس مادہ کیڑے کو مع انڈون کے ایک دونی (ڈوپہ) مین بند کرکے نو دن تک رکھہ چھوڑتے ہین اور کیڑے کے کھانے پینے کی کوئی چیز اسمین نہین رکھی جاتی ہے -

واضح ہو کہ بازو توڑنے سے یہ فائدہ ہے کہ کیڑا دونا (ڈوپہ) کے اندر اور ٹٹی

اور پھر کنے سے باز رہتا ہے اور انڈوں کو اثر نہیں کرسکتا۔ اور وہ دونا (ڈوپہ) تاڑ یا جونجھلا یا ساگوان کے پتوں سے مثل شبوہ کے مثلث شکل کا بناتے ہین اور چارون طرف سے اوسکے تنکون سے سید سیتے ہین اور جب جفتی سے علحدہ کرتے ہین اور مادہ کیڑے کو ہلاتے ہین تو اسکی وجہ یہ ہے کہ اگر پہلا انڈا اوسکے مخرج سے نہ نکالا جاوے تو یقین ہے کہ وہ اوسکے مخرج ہین پہنس جاوے اور وہ ہلاک ہوجاوے۔ جب کہ پہلا انڈا نکل آتا ہے پھر کوئی اندیشہ باقی نہین رہتا اور پے در پے انڈے ہونا شروع ہوتے ہین۔

اوپر بیان کیا گیا ہے کہ جسوقت کیڑے اپنے گھروندے نکلتے ہین آپسمین جفتی کرتے ہین اتفاقیہ اگر وہ کل کیڑے مادہ پیدا ہون تو دوسرے کیڑے جنگل سے آکراون سے جفتی کرتے ہین مگر اب تک یہ تحقیق نہین ہوا کہ جنگل سے کیڑے کس سراغ سے یہان پہنچ جاتے ہین اور اگر بخلاف اسکے کل نر پیدا ہون تو کوئی ترکیب مادہ کے بہم پہونچانے کی اوسوقت نہین ہوسکتی اسواسطے اوّل ہی سے اوسکا بندوبست کرلیا جاتا ہے کہ جنگل سے مادہ کیڑو نکے گھر تلاش کر کے لاتے ہین جنکی شناخت یہ ہے کہ بہ نسبت نر کے مادہ کا گھر بڑا ہوتا ہے۔

بعد نوروز کے دَونہ کو کھولنے کے وقت مادہ مردہ پائی جاتی ہے اور انڈون مین سے بچے نکل آتے ہین اون بچونکو جنگل مین لیجاکر نالہ ندی کے درخت پر اِس ترکیب

سے چھوڑ تے ہین کہ درخت کی چند شاخونکو ایک جگہ باندہ کر اوسکے بیچ مین ڈوبہ کو باندہ دیتے ہین اور چند تنکے (کاڑیان) اوس ڈوبہ مین رکھدیتے ہین اونکے ذریعے سے کل بچّے درخت پر چڑہ جاتے ہین اور پھیل جاتے ہین اور درخت کے پتون کو کہاتے ہین جب ایک درخت کے پتے بالکل تمام ہوجاتے ہین اور اون بچونکو غذا باقی نہین رہتی ہے تب اونکو دوسرے درخت نالہ ندی پر اس ترکیب سے چھوڑتے ہین کہ پہلے درخت کی شاخین جن پر یہ بچے چلتے ہوئے ہون جڑ سے کاٹ کر دوسرے تروتازہ درخت نالہ ندی کی شاخونکو جڑ کے قریب سے نصف نصف کاٹ کر مثل ایک منڈوے یا چہتری کے بنا لیتے ہین اور اگر ضرورت ہو تو اوس منڈوے کے قایم رہنے کے واسطے اوسکے نیچے لکڑیان بہی لگاتے ہین اور بچے ان والی شاخونکو اوس منڈوے پر رکھدیتے ہین اور بچّے بمقتضائے طبیعت اوس درخت پر چلے جاتے ہین اور پتے کہاکر پرورش پایا کرتے ہین علے ہذا القیاس تا وقتیکہ اون بچون میں گھر بنانے کا مادّہ پیدا ہو چند درختون پر بمقدار خواہش تیونکے حسب ترکیب مذکورہ بالا چھوڑنا پڑتا ہے اور اوس پرورش کی مدت پینتالیس روز کی ہے بعدہٗ کارتی چیتا میں ہر ایک کیڑا اتیس تیس گھنٹہ کے عرصے مین اپنے اوپر گھر بنا لیتا ہے گھر تیار ہونے کے بعد آٹھ روز تک اوسکو درخت ہی پر رکھتے ہین تا پختہ ہوجاوے بعدہٗ

کل گھر ذنکو مع ڈنٹھلون (ڈنیت) کے توڑ لیتے ہین اور ٹوکرون مین بند کر کے رکھ چھوڑتے ہین اور اوسوقت پہلی فصل کی کارروائی تمام ہو جاتی ہے ؛

دوسری فصل کا بیان

جو کیڑے ذنکے گھر بابت پیداوار فصل اوّل کے ٹوکرون مین رکھے ہوتے ہین اون گھرون مین سے بوقت آغاز کارتی اسلیے مطابق ماہ اگست کے خود بخود کیڑے بردار شکل تیلیون (رباتل) کے نکلنا شروع ہو جاتے ہین تب صبح کے وقت اونکے نر اور مادہ کو اپنے ہاتھون سے جفت کراتے ہین کیونکہ مثل فصل اوّل کے خود بخود یہ کیڑے جفتی نہین کرتے۔

جفتی کرانے کا طریقہ یہ ہے کہ اول نر اور مادہ دونون کے دم کو ناخن سے ہلاتے ہین اور منہ سے پھونکتے ہین اس حرکت سے وہ کیڑے اپنی دم کو ہلانے لگتے ہین اوسوقت دونون کی دم ملا دیتے ہین۔ نر کی دم مین ایک باریک سا کانٹا ہوتا ہے اور مادہ کی دم مین داخل ہو جاتا ہے گویا یہ نر کیڑے کا عضو تناسل ہے۔ جب یہ دونون کیڑے آپسمین صرف دم کیطرف سے چسپان ہو جاتے ہین۔ اور ایک نر پانچ روز تک پانچ مادہ سے جفتی کر سکتا ہے زیادہ کار آمد نہین ہوتا اور مادہ کو صرف ایک ہی دفعہ جفتی کرائی جاتی ہے پھر کار آمد نہین ہوتی جفتی کے واسطے مخصوص صبح کا وقت ہے

جب کیڑے جفت کرا دیے جاتے ہین تو حسب قاعدہ فصل اول ااّیام کے چار بجے اونکو علیحدہ کرتے ہین اور وہ انڈے دیتے ہین اور نور وزتک پتون کے دَوْنون (ڈونون) مین رکھکر درختو نپر چھوڑکر پرورش کرتے ہین۔ مگر اس فصل دوم مین یہ کیڑے تقریبًا ساٹھ روزتک درختون پر پرورش ہونے کے بعد گھر بنانا شروع کرتے ہین اور جب گھر تیاّر ہوجاتے ہین درختون سے اوتار کر حسب دستور ٹوکرون مین بند کرکے رکھدیے جاتے ہین۔ اور اسیوقت دوسری فصل کی کارروائی تمام ہوچکتی ہے

تیسری فصل کا بیان

آٹھ دس انتہا بارہ روز کے بعد پھر گھرونسے مثل فصل دوم کے کیڑے اوسی معمولی شکل کے نکلنا شروع ہوجاتے ہین اور نکلنے کے روز سے انتہا بارہ روز کے عرصے مین کل کیڑے نکل چکتے ہین اور حسب معمول سابقہ جفت کرائے جاتے ہین اور انڈے ڈالے جاتے اور درختو نپر چھوڑے جاتے ہین اور تقریبًا ساٹھ روز کی پرورش کے بعد گھر بنانا شروع کرکے ابتدائی گھر بنانے سے ایک مہینے کی مدت مین کل کیڑے وقتًا فوقتًا گھر بنا چکتے ہین مگر گھر بنانے کی مدت مین فرق یہ ہے کہ فصل اوّل و دوم کے کیڑے تیس گھنٹہ کے عرصے مین گھر تیاّر

کر لیتے ہین اور اِس فصل سوم مین کم سے کم تین روز زیادہ سے زیادہ چار روز کی مدت مین گھر تیار کرتے ہین وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ یہ تیسری فصل سردی کے موسم مین آتی ہے اور بسبب سردی کے کیڑا رات کو تار نہین نکالتا فقط دن کو گھر بناتا ہے۔ دوسری وجہ یہ ہی کہ بہ نسبت فصل اوّل و دوم کے گھر بڑا بناتا ہی بعد گھر تیار ہوجانے کے آٹھ روز تک درخت پر سے گھرونکو نہین توڑتے کیونکہ بغیر آٹھ روز کے گھر پختہ نہین ہوتا بعد توڑنے کے دہوپ مین خشک کرتے ہین اور ٹسر بنانے والون کے ہاتھ فروخت کرڈالتے ہین۔ فصل سوم کے گھر بطور تخم کے سب آیندہ کے واسطے نہین رکھے جاتے ہین چنانچہ اسکا حال بیان ہوچکا ہی۔

متفرق حالات کا بیان

تخمی پہل فصل اوّل و دوم کے فی روپیہ دو سو انتہا تین سو کے نرخ سے اس مقام متجر یہ مین فروخت ہوتے ہین اور فصل سوم کے پہل یعنے گھر کا نرخ بطور اوسط فی روپیہ چار سو انتہا پانسو تک رہتا ہی مگر شاذ و نادر زمانہ سابق مین آٹھ سو تک بہی فروخت ہونا تحقیق ہوا ہے۔

جسوقت کہ کیڑونکے نیچے درختونپر چھوڑے جاتے ہین۔ چیل۔ کوے۔ گلہری

گرگٹ - چیونٹی سے بہت حفاظت کرنی پڑتی ہے ورنہ بچونکو کہا جاتے ہین -

جو لوگ اس پیشے کو کرتے ہین وہ بطور مذہبی عقاید کے اون کیڑون مین بہ سبب اسکے کہ ایک دور تسلسل کے طور سے اونکی پیدائیش ہوتی ہے کسی باطنی تاثیر کے قائل ہوگئے ہین - ہر فصل اور ہر تغیر کے وقت مثل دوسرے دیوتاؤ نکے کیڑونکی بہی ڈنڈوت اور پوجا کرتے ہین خصوصاً فصل سوم کی ابتدا مین ایک بہت بڑی پوجا اس طریقے سے کیجاتی ہے کہ کل پیشہ ور مع اہل و عیال کے ایک شب نہین سوتے اور شب بیداری کرتے ہین اور منجملہ اونکے ایک شخص جو باعتبار ملک یا مرتبہ وغیرہ کے ممتاز ہوتا ہے اوسکو پوجا کرنے کا کام تفویض کرتے ہین اور اوسکو اوسروز برت (فاقہ) کرنا پڑتا ہے - اور پاو سیر چاولوں کا خشکہ شبنم کے پانی سے پکا کر اوسمین تہوڑی تہوڑی جہاڑو کی گہانس اور چرچٹے کی گہانس اور سروالہ کی گہانس اور دوسہ کی گہانس کے تخم ڈالتے ہین اور تہوڑا خون سیاہ بکری یا مرغی کا اور ایک جوڑا شہر کے کیڑونکا بہی اوسمین ڈالکر پکاتے ہین اور قبل از طلوع آفتاب سب زن و مرد اور بچے اپنے ہاتہونکو پس پشت کرکے کہڑے ہوجاتے ہین اور اور اپنے دیوتاؤنکو یاد کرتے ہین اوسوقت وہ پوجا کرانے والا معزز آدمی تہوڑے تہوڑے چاول بطور تبرک کے سب کے ہاتہون مین رکھدیتا ہے اور وہ لوگ

نہایت تعظیم کے ساتھ اوسکو نوشحان کر لیتے ہین علاوہ اسکے شروع مرگ یعنی ابتدائے کارروائی پرورش کیڑون سے آخر فصل سوم تک پنتیہ ور لوگ مجامعت اور موتہ ڈالنی سے مجتنب رہتے ہین اور زچہ خانے مین نہین جاتے - کوئی عورت بحالت ناپاکی حیض و نفاس کے جہان کیڑے یا اونکے انڈے بچے رہتے ہین نہین آنے پاتی سوتک (ایام تعزیت) کی حالت مین کوئی شخص کیڑونکے پاس نہین جاسکتا - اگر احیاناً پنتیہ ورونکو سوتک عارض ہوجاتا ہے تو دوسرے لوگون سے کام لیتے ہین اور خود نہین جاتے - اگر اصلاح ہوا تے ہین تو ایک شبانہ روز کیڑون کے پاس نہین جاتے - اور اس ایام مین ہرگز ہرگز جھینگا اور بیٹھ رکدو اور گندہ انڈہ نہین کھاتے ہین - مگر دوسری قسم کا گوشت یا شراب یا سیندہی یا کسی ترکاری کے کہانے پینے کا پرہیز نہین ہے -

شروع موسم سے کارتی پورنہا تک کیڑونکو کچھہ بیماری نہین ہوتی مگر کارتی اترا مین جو کہ کیڑونکے گھر بنانے کا وقت ہے اگر بادل زیادہ گرجتا ہے تو کیڑا اہل جاتا ہے اور گھر کمزور اور خراب بنتا ہے اسکے دفعیہ کے واسطے لوہے کا میل اور کودون (کودادن) کا گھاس تھوڑا تھوڑا اور خت پر باندہ دیتے ہین اور خیال کیا جاتا ہے کہ اسکی تاثیر سے کیڑونکو نقصان نہین پہونچتا ہے اور ایسا ہی کارتی

ویسا کہا ہین جو کہ فصل سوم کے کیڑون کی پرورش کا وقت ہے اگر بارش ہوجاوے تو کیڑونکو دست آنے لگتے ہین اور مرجاتے ہین اور اونکے حق مین یہ وبائی بیضہ ہے اسکا کوئی علاج بہی اب تک نہین نکالا ہے اور جس سال مین ایسی صورت پیش آتی ہے اوس سال کی فصل خراب اور پیشہ ورونکو نقصان ہوتا ہے -

بیان کیڑون کے گہرون سے تاگہ بنانے کا

جو لوگ ٹہسر کا دہاگہ بناتے ہین وہ معمولًا ہر وقت تیاری گہرونکی فصل سوم کے وقت خود جنگلون مین جا کر پیشہ ور لوگون سے ٹہسر کے گہر خرید لاتے ہین اور اپنے مکانون مین لا کر فورًا اونکو جوش دیکر رکھتے ہین وجہ اوسکی یہ ہے کہ اگر جوش دیکر ٹہسر کے گہرونکو نہ رکہا جاوے تو کیڑے گہرون سے نکل کر اوڑجاتے ہین چراغ کی روشنی مین بلا جوش ٹہسر کے گہرونکا رکھنا اسواسطے مضر ثابت ہوا ہے کہ کیڑے اوسمین سے اوڑجاتے ہین اگرچہ مناسب حال یہ تہا کہ ٹہسر کے گہر پیدا کرنے والے پیشہ ور گہرونکو جوش دیکر فروخت کرتے مگر وہ لوگ کیڑون کے مارنے

کو نہی گناہ جانتے ہین اسواسطے ٹھسرکا دہاکہ بنانے والے خریداری ہین
ہی جلدی کرتے ہین اور وہ فوراً اونکو جوش دیکر رکھتے ہین ۔

پہلو نکو جوش دینے کی ترکیب یہ ہے کہ ایک مٹی کے گھڑے مین ٹھسر
کے گھرونکو بھرکر اوسکے منہ پر بانس کی چہتری (ٹوکری) یا گھانس باندہ دیتے
ہین تاکہ اوسکو اوندہا کرنے سے پہلی گر نجاوے اور ایک دوسرے گھڑے
مین نصف پانی بھرکر ٹھسر کے گھرون کے بھرے ہوے گھڑے کو اوسپر اوندہا
رکھدیتے ہین اور چولھے پر چڑہاکر آگ جلاتے ہین جسوقت نیچے کے گھڑے کا
پانی جوش ہوتا ہے اور اوسکی بہاپ اوپر کے گھڑے مین پہونچتی ہے تو
اوسکے صدمے سے تمام کیڑے اپنے گھرونکے اندر تقریباً دس پندرہ منٹ
کے عرصے مین مرجاتے ہین بعدہ آٹھہ روز تک متواتر اون گھرونکو دہوپ مین
خشک کیا جاتا ہے اور خشک ہونے کے بعد باقیا مارکھہ چھوڑتے ہین اور تجربہ
سے ثابت ہوا ہے کہ بعد جوش کے ایک مدت تک یہ پہل خراب نہین ہوتے
اور ہر وقت کام مین آسکتے ہین اونکی نگہداشت کا بھی کوئی خاص طریقہ نہین ہر
جب کہ کیڑون سے ٹھسرکا دہاکہ بنانا منظور ہو۔ اوسوقت پھر ٹھسر کے جوش شدہ
کیڑونکو بکر اس ترکیب سے جوش دیا جاتا ہے کہ اول ایک مٹی کے گھڑے مین

پانی ڈالتے ہین اور اوس پانی مین تہوڑی پلاس کی لکڑی کی خاک ملاتے ہین بعدہٗ پانی کے اوپر جہاڑو کے تنکون (کاڑیون) کا ایک کٹا (گٹھا) رکھکر اوسکے اوپر ٹہسر کے گھر ونکو اِس ترکیب سے رکھتے ہین کہ پانی اونکو نہ لگے ٹہسر کے گھرون پر ایک کپڑا (جوڑ) کی مٹی مین لپیٹ کر بچھا دیتے ہین اور گھڑنکو چولے پر رکھکر آگ جلاتے ہین۔ پانچ چھ اوبال آنے کے بعد جب اوسمین بدبو پیدا ہوتی ہے تب ٹہسر کے گھرونکو گھڑے سے نکالکر ایک ایک کو راکھ پر اوندہا رکھتے ہین اور اوسپر چولے کا پانی چھڑکتے ہین جسکے سبب سے اون ٹہسر کے گھرون کا پہل کٹکر سفید ہوجاتا ہے بعد تیس منٹ کے جبکہ پانی خشک ہوجاتا ہے تو ہر ایک پہل کے منہ پر تہوڑا تہوڑا کانجی کا پانی (چانول کے دہودن کا پانی جو رکھنے سے کھٹا ہوجاتا ہے) مین پھٹکری ملاکر لگا دیتے ہین اور آہستہ آہستہ ہلاتے ہین اور پہر کہینچتے ہین تو اوسمین سے ایک تار نکل آتا ہے پہر آٹھ دس انتہا بیس تک جسقدر منظور ہو ٹہسر کے گھرونکو ایک ٹوکری مین ڈالکر اونکے تار ایک ساتھ ملاکر کھینچتے ہین اور بائین (چپ) ہاتھ سے اونکو پکڑ کے سیدہے ہاتھ سے اونکو بل دیتے ہین اور کھینچتے جاتے ہین اور تمام گھر ٹہسر کا بطور سوت کے نیڈے کے کہلتا جاتا ہے اور تمام ہوجاتا ہے اور احیاناً اگر کوئی تار ٹوٹ جائے تو پھر

دوسرا تار نکالکر جوڑ لیتے ہیں اور اوس ٹھسر کے دہاگہ کا لچھا ہاتھہ پر بھی بنایا جاتا ہے اور چرخہ (ایک قسم کا آلہ سوت لپٹنے کا) پر بھی لپٹیا جاتا ہے
اگر بارہ گھر کے تار آپسمین ملائے جاوین تو اوسکا دہاگہ باریک مثل آدمی کے بال کے ہوتا ہے اور سو سو گھر کا دہاگہ علیحدہ علیحدہ رکھنے کا دستور ہے خواہ پانچ پانچ گھر کا جوڑ کر تار نکالا جاوے یا بیس بیس گھر کا ملاکر نکالا جاوے اور ایک سو گھر کا دہاگہ تخمیناً پانچ سے دس تولہ تک ہوتا ہے ۔ کم و بیشی اوسکی گھرونکی عمدگی پر موقوف ہی اور جو گھر ٹھسر کے ایسے ہوتے ہین جسمین بوقت فصل اول یا دوم یا سوم کے کیڑے نکل کر اوڑ جاتے ہین اگرچہ اونسے بھی ٹھسر کا دہاگہ نکالا جاتا ہے مگر اونسمین سے بہت کم نکلتا ہے ۔ قیمت ٹھسر کے دہاگہ کی تقریباً فی سیر بارہ روپیہ ہوتی ہے ایک سیر ادہ پاؤ دہاگہ سے ایک معمولی ساڑہی تیار ہوسکتی ہے اور پندرہ روپیہ قیمت کو فروخت ہوتی ہے ۔

ٹھسر کی رنگت کا بیان

اصلی رنگ اس دہاگہ کا سفید مایل بہ زردی ہوتا ہے اور یہ زردی سفیدی صاف کرنے کی عمدگی سے کم زیادہ ہوتی ہے مگر ہر قسم کی رنگت اوسکو دی جانی ممکن ہے

سرخ رنگت کی ترکیب یہ ہی کہ ڈیڑہ پاؤ ٹہسر کے واسطے ڈیڑہ سیر لاکھہ کو پانی مین خواہ میٹھا پانی ہو یا کھارا تین روز تک بھگونا چاہئے بعدہ اوسکو خوب باریک پیسکر چھان لیوے اور پندرہ تولہ پھٹکر باریک پیسکر اوس پانی مین ملا دیوے اور تین پاو املی (تمر ہندی کا) کو ایک کپڑے مین باندہکر اوس پانی مین ڈالدیا جاوے پہر ٹہسر کے دہاگہ کو اوسمین ڈالکر چولھے پر چڑہایا جاوے اور ایک گھنٹہ تک ملایم آنچ سے پکانا چاہئے ٹہسر خوشرنگ سرخ ہوجاتا ہی اور اگر احیاناً ایک دفعہ مین سرخی کامل طور سے نہ آوے تو دوبارہ یہی ترکیب کرنی ہوتی ہے۔

زرد رنگت کی یہ ترکیب ہی کہ ڈیڑہ پاو ٹہسر کے دہاگہ کے واسطے ڈیڑہ سیر پلاس کے پہول کو تین روز تک پلاک کی راکھہ کے پانی مین ترہونا چاہیے۔ چوتھے روز اوس ٹہسر کو پندرہ تولہ پھٹکری کے پانی مین بھگو دین اور بعدہ دہوپ مین خشک کرین جب قدرے نم باقی رہی ٹہسر کو پلاس کے پہولون کے پانی مین ڈالکر معہ پہولونکے چولھے پر رکھا جاوے اور ایک گھنٹہ تک ملایم آنچ سے پکایا جاوے اس سے زرد رنگ ہوجاتا ہی۔ اگر خوب زردی نہ آوے تو مکرر حسب ترکیب مذکورہ بالا دو آتشہ کرنا چاہئے

راقم
امیر محمد خان

خُلق

اور

اوس کا حُسن و قبح

خالق عالم نے صفحۂ زمین پر ہزار دن ہی قسم کی مخلوق خلق کی ہے جو ہر ایک بقدر حوصلہ اپنی زبانِ حال سے اوسکی یکتائی اور بیچی صنعت کا راگ گاتی ہے۔ مگر خلقت انسان جو اشرف المخلوقات کے معزز خطاب سے مشرف ہے اوس ایک صورت گر کی یکتا صنعت کا مجسم نمونہ ہے۔

اگر اپنی شرافت باطنیہ پر نظر کرکے آپ ملائک آسمانی کیطرف بھی کچھہ توجہ فرمائین تو ازخود نہی عظمت کے جوش مین جو آواز کہ آپ کی زبان سے نکلیگی غالبًا وہی شعر ہوگا ؎

وہ ذرے تیلے ہین کافور کے ہوالے ہالے

رات دن صلّے علی صلّی علی کہتے ہین

شرافت باطنیہ سے قطع نظر کرکے وجاہت ظاہری ہی کو لیجئے دیکھیے انّی جاعلٌ فی الارض خلیفہ اوسکے لیے کسقدر موزون و مناسب خلعت ہے۔

حضرات صوفیہ کا قول ہی کہ کل مخلوق بلحاظ نوعیت خلقت ایک ایک اسم آلہی کا مظہر ہے جسمین جن و ملک بہی شامل ہین بجز نوع انسان کے کہ یہ جناب مظہر کل اور جامع جمیع صفات ہین یعنی سب طرحکی قوتین قدرتاً انکی فطرت مین رکہی گئی ہین حافظ شیراز کا ایک شعر جو ایک مقدس نص قرآنی کی تفسیر ہے انکی شان کا ایک نمونہ اور انکے دعوے کا ایک ثبوت ہی ؎

آسمان بار امانت نتوان ست کشید
قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

چونکہ ہم اپنے جوہر ذاتی سے کام لینے کے عادی بہت کم ہین اسوجہ سے اس شعر کے معنی سے جو ہمت و قدرت و عالی حوصلگی ظاہر ہوتی ہے اوسکو حیرت و تعجب کی نگاہ سے دیکہتے ہین مگر ہماری اصلیت ہرگز اس تعجب اور تحیر کی مقتضی نہین ہے کیونکہ خداے پاک نے اپنی تمام مخلوق مین اگر کسیکو اپنی کل قدرتونکی خوشنما تصویر بنایا ہے تو وہ انسان ہی ہی جہان اسکی فطرت مین اور بہت سی صنعتین رکھی گئی ہین وہان ایک صنعت خلق بہی ہی جسکی حقیقت ہم بیان کرتے ہین +

بیشک اوس حکیم علے الاطلاق ہی کا کام ہے کہ اس قالب خاکی مین اقسام کی صنعتین پیدا کی ہین نہ صرف پیدا کی ہین بلکہ اونسے کام لینے کی قدرت بہی عطا فرمائی

ہے ۔

کتب اخلاق مین لکھا ہی کہ انسان دو صورتون سے مرکب کیا گیا ہی ایک صورت **ظاہر** اور دوسری **باطن** یا یون کہو کہ خَلق بالفتح صورت ظاہر کو کو کہتے ہین اور خُلق بالضم صورت باطن کو۔

جسم صورت ظاہر ہے جو چشم ظاہر سے دیکھا جاتا ہی اور **روح** صورت باطن ہے جو بصیرت دل سے دیکھی اور پہچانی جاتی ہے ۔

جیسا جسم کو ایک ہیئت و صورت نمایان ہی ایسا ہی روح کو بہی ایک صورت و ہیئت ہوتی ہے بہلی یا بُری ۔

الحاصل صورت باطنیہ یا ہیئت روحانی کا نام خُلق ہے ۔

جسطرح صورت ظاہر کو بہلائی یا برائی یعنے حسن و جمال یا بدصورتی و کریہ المنظری لازمی ہے اوسیطرح صورت باطنیہ یا ہیئت روحانی کو بہی حسن یا قبح ضرور ہے ۔

جس ہیئت سے افعال و حرکات شایستہ جو { شرعًا و عقلًا پسندیدہ ہون } سرزد ہوتے ہین تو اوسکو خلق حسن کہتے ہین ۔ مگر ان حرکات و افعال کا وقوع بلا تکلّف اور بغیر تصنع و باسانی ہونا چاہیے کیونکہ کسی غرض یا نمایش کے لیے بہ تکلف کوئی شایستہ کام کیا جاوے تو وہ خلق حسن مین محسوب نہ ہوگا بلکہ ریاکاری پر جو خلق قبیح ہے محمول کیا جاوے گا

لہذا اوس ہئیت کا نفس مین راسخ و ثابت ہونا لازمی ہے اسیوجہ سے ہئیت راسخہ نفسانی کو خلق کہتے ہین خواہ نیک ہو یا بد +

اگر اوس ہئیت راسخہ نفسانی سے افعال و حرکات مکروہ و ناشائستہ سرزد ہونگے تو اوسکو خلق قبیح کہین گے +

ظاہر ہے کہ حسن ظاہر صرف انکھہ ناک رخسار کے درست ہونے سے کامل نہین ہو سکتا تا آنکہ سراپا حسن نہ ہو ایسا ہی صورت باطنیہ { خُلق } کا حسن بہی اوسوقت تک کامل نہین ہو سکتا جب تک کہ اربعہ ارکان ذیل سے بلا افراط و تفریط کام نہ لیا جاوے +

اربعہ ارکان

قوّتِ علم [۱] قوّتِ غضب [۲] قوّتِ شہوت [۳] قوّتِ عدل [۴]

قوّتِ علم [۱] - اِس قوّت کو نفسِ عاقل اَور نفسِ ملکی بھی کہتے ہین - یہ قوّت فکر تمیز ادراک حقائق کی مبدا ہے - اسکا حُسن یہ ہے کہ اقوال و افعال کی بہلائی و برائی بخوبی و بلا تکلف سمجہہ سکے یعنی قول کے جہوٹہ و سچ اور فعل کے حُسن و قبح مین امتیاز و افتراق کر سکے اور ایسا ہی اعتقادات کے حق و باطل مین تمیز کرے جب یہ قوّت کامل ہوتی ہے تو آدمی حکیم ہوتا ہے حکمت کے بہی دو نوع ہین -

نظری[۱]　　　عملی[۲]

نظری یعنی چیزوں کی ماہیت و اصلیت کو جیسا کہ فی نفسہ ہو جاننا۔

عملی یعنی جیسا کہ چاہئے بقدرِ طاقت و حوصلہ بشری کام کرنا +

قوتِ غضب کو نفسِ سبعی بھی کہتے ہیں یہ نفس مبداء ہے خشم۔ دلیری۔ تکبر۔ جاہ دفعِ مضار کا۔ اسکا حسن یہ ہے کہ علم و حکمت کے تابع رہے تاکہ علم و حکمت کی اجازت سے بر سر موقع سختی و نرمی عمل میں آوے۔ نہ سختی بیوقت اور حد سے متجاوز ہو نہ نرمی ضرورت سے زیادہ ظہور پذیر ہو + ۵

درشتی و نرمی بہم در بہ است
چو رگ زن کہ جرّاح و مرہم نہ است

اس اعتدال کا نتیجہ یہ ہوگا کہ حلم پیدا ہوگا اور ساتھ ہی شجاعت نمودار ہوگی جو تابع حلم ہے۔

قوتِ شہوت۔ معروف بہ نفسِ بہیمی جو مبداء ہے شوقِ مباشرت و خواہشِ اکل و شرب و طلبِ منفعت کا اسکا حسن بھی یہی ہے کہ متابعت علم و حکمت کی کرے اور بپابندی عقل و حکمت کے حظوظ و لذائذ نفس کے حاصل کرنے میں میانہ روی اختیار کرے جب یہ اعتدال راسخ ہوگا صفت عفت پیدا ہوگی اور فضیلت سخاوت بھی جو عفت کی تابع ہے حاصل ہوگی +

قوت ثالثہ عدل ۔ اس قوت کی نسبت بعض حکما کے مختلف بیانات کا یہ نتیجہ نکلتا ہو کہ یہ قوت اور قوتونکی طرح انسان مین نہین رکھی گئی ہو بلکہ جب قوتہائی ثلاثہ مذکورہ سے بدرجۂ اعتدال بلا افراط و تفریط کام لیا جاتا ہو تو یہ قوت رابعہ یعنی عدل پیدا ہو جاتی ہے، یا ان ہرسہ قوتونکی ترکیب کے بعد جو حالت اعتدالیہ پیدا ہوتی ہو وہی عدل ہو +

مگر اکثر علما و حکما اس قول کی مخالفت کرتے ہین وہ کہتے ہین کہ جسطرح علم۔ غضب۔ شہوت ہرسہ قوتین انسان کی فطرت مین رکھی گئی ہین ایسی ہی چوتھی قوت عدل بھی اوسکی فطرت مین موجود ہو اور وہی قوت عدل ہو جو قوت غضب و شہوت کو علم و حکمت کے تابع کر دیتی ہو جس سے انسان علم و حکمت سے کام لینے کی سکت پاتا ہو اور ایک نتیجہ بلا افراط و تفریط پیدا کرتا ہو جو فضیلت عدل کے نام سے موسوم ہوتا ہے۔

چونکہ یہ امر مسلمہ ہے کہ اجناس و اصول و فضائل چار ہین یعنی حکمت [۱] شجاعت [۲] عفت [۳] عدالت [۴]۔ لہذا قول ثانی ہی زیادہ اعتبار کے قابل ہے۔

ہم نے اوپر بیان کیا ہو کہ خلق کے حسن کی تکمیل کے لیے ارکان اربعہ مذکورہ سے بلا افراط و تفریط کام لینا چاہیے پس افراط و تفریط ہی خلق قبیح ہین۔ اگر ان ارکان اربعہ مین افراط و تفریط ہو گی تو حسن خلق کی تکمیل نہ ہو سکے گی۔ مثلاً

قوت علمیہ کی افراط و تفریط کبر زبری و بلہ ہین۔ کبر زبری یعنے بے ضرورت و بیجا

فکر و تردّد کرنا اور عقل دوڑانا۔ بلہ۔ بوقتِ ضرورت عقل سے کام نہ لینا استعمالِ عقل کرنا یہ دونوں خلق قبیح ہیں اسکا متوسط حکمت ہے جو خُلقِ حسن ہے +

قوّتِ غضبیہ کی افراط و تفریط تہوّر و جبن ہے۔ تہوّر یعنی بے موقع دلیری کرنا اور جبن یعنی نامردی و پستِ ہمتی یہ دونوں خلق قبیح ہیں اور متوسط شجاعت ہے۔ جو خُلقِ حسن ہے +

قوّتِ شہویہ کی افراط و تفریط شرہ و خمود شہوت ہے۔ شرہ یعنے بلا نگہداشتِ حکمت حظوظ نفس کی زیادہ پیروی کرنا۔ خمود شہوت۔ یعنی شہوت کا سرد و گرم ہوجانا۔ یہ دونوں خلق قبیح ہیں اسکا متوسط عفت ہے اور خُلقِ حسن ہے +

اسیوجہ سے اجناسِ اصول فضائل یہی چار ہیں جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اور فروعات انکے تحت ہیں چند بیان کیے جا سکتے ہیں +

فروعِ حکمت۔ فہم۔ ذکا۔ سرعت۔ حسنِ تعقل۔ صفائی ذہن۔ تحفظ۔ سہولت تعلم

فروعِ شجاعت۔ تواضع حلم۔ بلند ہمتی۔ ثبات۔ سکونِ نفس۔ تحمل۔ حمیت۔ شہامت رقت۔

انواعِ عفت۔ صبر۔ قناعت۔ رفق۔ حیا۔ وقار۔ ورع۔ حسن۔ سخا۔ سماحت ہدیٰ۔

فروعِ عدالت۔ عبادت۔ صداقت۔ تسلیم۔ توکل۔ رضا۔ مکافات۔ الفت۔

تودد - وفا - حسن قضا - صلۂ رحم - حسن شرکت -

اس تفصیل کے بعد ہم اس بیان کو اس مسرت کے ساتھ ختم کرتے ہین کہ ہمارے ہمعصر ابنائے جنس جو خوش خلقی کے خوشنما خطاب سے مخاطب ہین اونکو زیادہ خوش ہونا چاہئے نہ صرف اسوجہ سے کہ اونکو ایک خطاب خوش اخلاقی حاصل ہوا ہے بلکہ اسوجہ سے بہی کہ خدا کے عطیۂ معزز نعمتون سے متمتع اور اونپر محیط ہو کر اپنے معاصرین کو اپنا مبارک و مقدس نمونہ دکہاتے ہین فقط

راقم
محمد عزیز اللہ

توکل

گفت پیغمبر بآواز بلند
بر توکل زانوے اشتر بہ بند

چند اصول فی زمانا نہایت شد و مد سے اسلام کے بعض گروہ مین جاری ہین - علی الخصوص اوس گروہ مین جسنے اپنی ناقص العقل کے باعث تعلیم سے بہت کم فائدہ اوٹھایا ہے - وہ اگرچہ دنیا کی نظم ونسق کے لیے نہایت ضروری اور لازمی ہین مگر ساتھہ ہی اوسکے یہ کہنا بھی ضروریات سے خالی نہین کہ اگر اون اصولون نے دانائی اور سمجھہ کے مہد مین پرورش پائی ہے تو اون سے وہ مادہ استقلال کا پیدا ہوجاتا ہے جسسے ہر لحظہ امید بڑہتی ہے کہ سوائے کامیابی کے اور کوئی برا نتیجہ ہرگز پیدا نہ ہوگا - اگر برخلاف اسکے اون اصولونکو غلط معنی پہنائے جائین تو اونسے شبہہ بکہ بغیر ترقی اور بہبودی آیندہ کے سدراہ کوئی چیز نہین - اس چہوٹی سی تمہید پر اکتفا کرکے ناظرین کو مضمون سے آگاہی دیتا ہون - بے شغلی جو بلفظ توکل تعبیر کیجاتی ہے - اکثر کم ہمت اور تساہل شعار جنکی سرشت مین تن آسانی اپنا قبضہ جالیتی ہے توکل کو وہ معنی پہناتے ہین جو خلاف عقل اور مذہب ہین - تن آسانی ایک ایسی خوشگوار اور مزہ دار شے اللہ نے بنائی

ہے جسکے لیے ہر مخلوق تہ دل سے جویان وخواہان رہتی ہے - یہ وہ چیز ہے جسکی جستجو اور
تلاش سے کوئی ذی روح خالی نہین - گو وہ صاحبِ ادراک ہو یا نہین - لیکن اسموقع پر مین فقط
انسان پر بحث کرنا چاہتا ہون - ہر فردِ بشر کا مقصد اصلی یہ ہے اور ہونا چاہیے کہ دنیا مین آسایش
سب سے بڑی چیز ہے - لیکن یہ خیال اوس حد تک درست اور بجا ہے جہان تک کہ وہ
مضرِ خلایق اور مضرِ اپنی ذاتِ خاص کے لیے نہ ہو - اسکا ہرگز یہ منشا نہین کہ کسی بنی نوع کو (خواہ
وہ عزیز ہو یا غیر) نقصان پہونچا کر اپنی آسایش کے سامان فراہم کیے جاوین - دنیا کے
حالات اور اسباب پر جہان تک غور وخیال کیا جاتا ہے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہمارے
صانع کا کوئی فعل خالی از حکمت اور مصلحت نہین - اور کوئی شے جسنے خلقت پائی ہے
بیکار نہین - خدا نے - آنکھہ - ناک - کان - زبان - ہاتھہ - پاؤن - جو انسان مین پیدا
کیے ہین ان مین کچھہ بھید ضرور ہے - اور نہ کوئی چیز دنیا مین خالی از فائدہ ہے - ضرور
ہر ایک شے سے کوئی عمدہ نتیجہ نکلتا ہے - ہاتھہ پاؤن اسلیے نہین ہین کہ وہ مثل فضول
کاٹ کباڑ کے کسی گوشے مین پڑے رہین - اور اون سے کچھہ کام نہ لیا جاتے - بلکہ وہ
اسلیے عطا ہوئے ہین کہ وہ ہمارے ارتفاعِ ضروریات مین ممد اور معین رہین - پاؤن کا
کام یہ ہے کہ وہ ہمکو اوس چیز تک پہونچائین جسکی ہم کو خواہش ہے اور وہ ہمارے احاطۂ
قدرت سے باہر ہے - ہاتھہ کا کام یہ ہے کہ اون سے ہم اپنے مطلوب پر قبضہ حاصل

حاصل کرتے رہیں - آنکھ - ناک - کان - کو خدا نے ہمارا معلم مقرر کیا ہے اور انہیں سے ہر ایک شے کی ماہیت اور کیفیت کا ہمکو علم ہوتا ہے - ان سب کے اوپر خدا نے ہمکو دو قوتیں عطا کی ہیں جو اس دنیا میں ہمارے افعال و حرکات کی ہادی ہیں اونکا نام قوت مدرکہ اور قوت ممیزہ ہے - چنانچہ پہلی سے ہر ایک شے کا علم اور دوسری سے برے بھلے کا امتیاز ہوتا ہے - قوت ممیزہ کا صرف یہی کام نہیں ہے کہ وہ ہمکو نیک و بد میں فرق بتاوے بلکہ اوسکا یہ بھی فرض ہے کہ وہ ہمکو اون امور سے آگاہ کرے جنکا کرنا ہمکو قدرتی طور پر لازمی اور ضروری ہے - یعنی اون افعال سے جو مقتضی بشریت اور لوازمہ انسانی ہیں جنکا نکرنا موجب اذیت اور نقصان ہے - اگر ان اصولوں کی فروگذاشت کی جاتی تو کچھ ہمارا ہی نقصان نہیں ہے بلکہ اوس خاندان کا بھی جسکے ہم رکن ہیں اور اوس قوم کا بھی جسکے ہم ممبر ہیں - اور یہ امور وہ ہیں جنکی جوابدہی ہماری گردن پر ہے اور ایک صریحی نتیجہ یہ ہے کہ دوسرے کو (خواہ وہ ہمارا دست نگر ہو یا ہم اوسکے) نقصان پہونچانا گناہ ہے خلقت انسانی پر غور کرنیوالے خوب جانتے ہیں کہ خدا نے انسان کو اس غرض سے پیدا کیا ہے کہ وہ اپنی ذات کو اور اپنے ابنائے جنس کو نفع پہونچاتے - اور ان سب سے بالاترین امر یہ ہے کہ غلطی کل سے نافرمانی اور ناشکری خدائے برتر کی ہوتی ہے جسکی احسانات سے عہدہ برائی کسیطور پر ممکن نہیں -

جوارح انسانی جو عطیات رحمانی ہیں اونکو توکل کے غلط معنی پر بیکار رکھنا حقیقت مین خدا کے مقدس ارادونکو توڑکر قومی ادبار کی مجسم زندہ تصویر بننا اور مرتکب کفران نعمت کا ہونا ہے۔ نقصان دینی اور اخلاقی کے سوا ایک اور نقصان ہے اور وہ ایسا ہے جس سے مین خیال کرتا ہون کوئی انکاری نہ ہوگا۔ ہر چیز کا قاعدہ ہے کہ جب تک استعمال مین رہتی ہے عمدہ رہتی ہے اور اوسکی درستی کا خیال پیش نظر رہتا ہے اور جب کوئی شے بیکار ہوجاتی ہے تو اوسکا کوئی خیال ہی نہین کیا کرتا۔ حتے اکہ مالک ہی اوسکی طرف سے نظر توجہ پھیر لیتا ہے۔ علے ہذا اگر انسان بھی ایسا ہی کرے اور اپنے تمام اعضا کو معطل کردے تو کیا نتیجہ ہوگا۔ سوائے اسکے اور کیا ہوسکتا ہے کہ وہ سب بیکار ہوجائین اور اوسکی فرمانبرداری سے سرتابی کرنے کو ہر دم آمادہ اور طیار رہین مثلاً اگر آدمی چلے پھرے نہین کھانا ہضم نہین ہوگا۔ صدہا قسم کی بیماریان پیدا ہوجائین گی اور ہزارہا نقصان اوٹھانا پڑین گے۔ ایک مرتبہ تمام اعضائے جسمانی کو یہ خیال پیدا ہوا کہ کُل کام پرورش اور حفظ بدن کا ہمارے سپرد ہے اور حضرت شکم کچھہ بھی نہین کرتے۔ ہمکو کیا ضرورت ہے کہ ہم مصیبت اوٹھائین اور دردسری کرکے شکم پری کیا کرین۔ پس سب نے متفق ہوکر تن آسانی اختیار کی اور کچھہ کام نہین کیا چند ہی روز مین یہ نتیجہ ہوا کہ نہ ہاتھہ پاؤن مین قوت رفتار۔ نہ آنکھہ مین قوت بصارت

سب کے سب معطل اور بیکار ہو گئے۔ غرض مجبور ہو کر شکم سے صلح اختیار کی اور اپنا اپنا کام سنبھالا۔ پھر بدستور وہی کارخانہ جیسا کہ پہلے تھا جم گیا۔ انسان کی مدنی الطبع ہونے کی اس سے زیادہ موثر مثال دوسری کم ملتی ہی دنیا دار المکافات اور عالم اسباب کا موزون مترادف ہی جب انسان حسب منشائے قانون قدرت اپنے بے مثل قدرتی آلات سے کام لیتا ہے جسمین ہر طرح کی صلاحیت ہی تو اوسکے مکافات و نتائج سے بقدر محنت بہرہ مند ہوتا ہے۔ اگر بالفرض کوئی کم عقل کسان بغیر تردد کئے ہوئے زمین مین تخم ریزی کرے اور مزید غور سے بلکہ واجب غور سے بباعث تساہل دست کش ہوجائے تو کیا وہ اپنی مزروعہ سے کسی قسم کے مفاد کی امید رکھ سکتا ہے۔ ہرگز نہین۔ وہ زمین جسکا تردد اچھی طرح ہوا ہوگا عمدہ طور پر باردر ہوگی اور وہ مالک جو اس ہندی مقولہ کا کاربند رہا ہوگا کہ۔ کھیتی خصم ستی اور رہن آس پاس زیادہ نفع اوٹھاوے گا۔ الحاصل جو کرے گا سو پاوے گا۔ جو سووے گا وہ کھووے گا کوشش اور جستجو نہ کرنے کا نام ہرگز توکل نہین۔ بلکہ توکل اوسکو کہتے ہین کہ تمام ذرائع اور وسائل اختیار کرکے اپنے آپ کو اوس لیاقت تک پہونچائے جو کسی کام کے اکتساب کے لیے ضروری ہو اور جب کل سامان اور اسباب ضروری فراہم ہوجائین تب اپنے خالق کی ذات ستودہ صفات پہ بھروسا کرے اوسوقت ضرورت

کہ وہ بہی ایسے ہی شخص کی مدد سب سے پہلے کرے گا کیونکہ خدا اونکی مدد کرتا ہے جو اپنی مدد آپ کرتے ہین ۔

ہر کام کو نہایت استقلال کے ساتھ درجہ بدرجہ طے کرنے اور کسی حالت مین گو وہ کسی سبب سے یاس کی ہو ۔ یا کامیابی کی دست ہمت سے نہ چھوڑنے کو توکل کہتے ہین ۔

عنوان آرٹیکل ہذا کے مقدس شعر کو غلط معنی سے بہت اشاعت دیگئی ہو کہ بہت سارے لوگون کا معتمد علیہ قرار پایا اور جو فی الواقع خسر الدنیا والاخرہ کا سبب ہوا ۔

اس تحریر سے ہمارا ہرگز یہ بہی مطلب نہین کہ توکل بے اثر شے ہے نہین وہ سب سے بڑا تسکین اور تشفی کا آلہ ہے ۔ خدا پہ بھروسا کرنا عین سعادت کی دلیل ہے اور علامت کامیابی کی ہے لیکن اوسی حالت مین جب کہ اوسکے احکام کے مطابق کاربند ہو فقط

راقم
قاضی سید حامد علی

انتخاب تاریخ طب

یعنی

طب کا وجود اور اوسکی ابتدائی حالت

اسباب کی تحقیق کرنا کہ علم طب کب پیدا ہوا اور اوسکے پیدا ہونیکا سبب کیا ہوا چند وجوہ سے بہت مشکل ہے -

اوّلاً اسوجہ سے کہ اوسکو پیدا ہوکر ایک زمانہ دراز گذر ا ہے ایسی حالت مین اوس امر کا دریافت کرنا جسکے ابتدا زمانہ کا ٹھیک طور پر پتہ نہ لگ سکے نہایت دشوار ہے

ثانیاً اسوجہ سے کہ سچّے قدیم مورخین کا اس امر کے متعلّق ایک ہی متفق علیہ قول نہین ہے جسکو ہم سچا سمجھکر اوسکی پیروی کرین -

ثالثاً اسوجہ سے کہ جن لوگون نے اسکے متعلّق اپنی رائے ظاہر کی ہے وہ بہی مختلف الآرا اور مختلف الطبقات ہین اس صورت مین اگر ایک کے قول کو بلا ترجیح سچّا قرار دین تو کوئی تسلیم نہ کرے گا اور حقیقت مین کسیکو تسلیم ہی نکرنا چاہیئے -

حکیم جالینوس نے اپنی تفسیر مین جو اوسنے بقراط کی کتاب الایمان پر

لکھی ہے یہ بیان کیا ہے "یہ بحث کہ سب سے پہلے علم طب کسنے ایجاد کیا کچھہ آسان بحث نہیں ہے جسکو عوام کی رائے طے کر سکے۔

مذکورۂ بالا وجوہات سے یہ ظاہر ہے کہ ہم طب کے وجود کا پتہ نہ وجہ اول سے لگا سکتے ہین اور نہ وجہ ثانی سے اس امر کے متعلق ہمکو جو کچھہ مدد مل سکتی ہے وہ وجہ ثالث ہی ہے یعنے جب ہم مورخین کی مختلف رایوں پر نظر ڈالینگے تو ہم طب کے وجود کے متعلق کچھہ نہ کچھہ اونکی مختلف رایون سے نتیجہ نکال سکین گے وجود طب کے حکماؤنکے دو فریق ہین جو فریق حدوث اجسام کا قایل ہے وہ طب کے بھی حادث ہونے کو تسلیم کرتا ہے اور اوس فریق کی یہ دلیل ہے کہ جن اجسام مین طب مستعمل ہوتا ہے وہ حادث (فانی) ہین تو طب بھی حادث ہو۔ اور جو فریق اجسام کے قدیم ہونے کا معتقد ہے وہ طب کو بھی قدیم جانتا ہے۔ اور اونکا قول ہے کہ تمام اجسام قدیم (غیر فانی) ہین تو بالفرد طب بھی قدیم ہے۔ ہمکو اس مقام پر عالم کے حدوث و قدوم کو منطقی اور فلسفی مسائل کی رو سے ثابت کرنا منظور نہین ہے ہان اسبات کا تو ہم ضرور اعتراف کرتے ہین کہ جب ہم عالم کے قدیم ہونے کو تسلیم کرلین گے تو ہم طب کے وجود کا پتہ نہ لگا سکین گے۔ طب کے وجود کا پتہ تو جب ہی لگیگا جب ہم عالم کے

حدوث کو تسلیم کرین پس جو فریق حدوث اجسام کا قائل ہے اونکے بہی دو گروہ ہین +

ایک گروہ کا یہ اعتقاد ہے کہ طب انسان کے ساتہہ ہی پیدا ہوئی اسلئے کہ طبیعت انسانی کا صحت و علالت سے محفوظ رہنا نا ممکن ہے - اور طب ہی انسان کی صحت و علالت کے لیے کافی معیار ہے -

دوسرے گروہ کا اعتقاد یہ ہے کہ طب انسان کے بعد پیدا ہوئی اور انسان ہی طب کا موجد ہے - چنانچہ فیلن اور تاسلس وغیرہ کی یہی رائے ہے پہر اسبابات کے دریافت کرنے مین کہ پہلے پہل طب کس ملک مین ایجاد ہوئی اور اسکے پیدا ہونے کا سبب کیا ہوا - اور کسنے ایجاد کی - مورخین نے بہت اختلاف کیا ہے - اون موجد مرد اور قوم کے نام حسب ذیل ہین -

مصری[1] ہرامسہ ثلثہ[2] !! اہل فونوس[3] اہل موسیا[4] - اہل افروجیا[5] !!! -

---

!! حکمائے قدیم مین تین شخص ہم نام گذرے ہین جنکا نام ہرمس تہا اور وہ ہرامسہ ثلثہ کے نام سے یاد کیے جاتے ہین ہرمس اوّل کو مورخین نے اہرام مصری بانی قرار دیا ہے +

!!! مورخین کا بیان ہے کہ اہل افروجیا نے مختلف قسم کے مزامیر (باجے) ایجاد کیے

حکمائے فو[*] بابل[8] کے ساحر - یمن[4] کے ساحر - فارس[9] کے ساحر - اہل[10] صفالیہ ہندی[11] - اہل افریطیس[12] - سومانی[13] - کلدانی[14] - کسدانی[15] - بقول علمائے اسرائیلی کے یونانی[16] بن لامخ بن متو شالخ - سلیمان بن[17] داؤد علیہ السلام - موسے[18] علیہ السلام ادریس[19] علیہ السلام - شیث بن آدم[20] علیہ السلام - بقول مجوسیوں کے زردشت[21] - بقول صابیون (ستارہ پرستوں کے) قدیم کاہن[22] (نجومی یا غیب کی باتین بیان کرنیوالے)

غرض کہ کسی خاص شخص یا خاص قوم کو اس فن کا موجد کہنا سخت غلطی ہے کیونکہ ممکن ہے کہ فن طب کوئی اور شخص یا اور قوم نے ایجاد کیا ہو یا پہلے کسی خاص مقام مین پیدا ہوا ہو افراد انسانی کو اس علم کی جیسی حاجت ہے وہ ظاہر ہے - جب افراد انسانی کی کثرت ہوئی اور مختلف مقامات مین لوگ آباد ہونے لگے تو چونکہ اس مقام کی آب وہوا اور غذا انسان کی صحت کے لیے مختلف التاثیر تھی اسلئے کسی ایک ملک کے باشندے بہ نسبت دوسرے

جس سے نفس انسانی (مدبر بدن) کے اندرونی آلام دفع ہوئے جب اس چیز سے مدبر بدن کے آلام زائل ہوتے ہین تو بدن کے آلام وفسادات بطریق اولےٰ دفع ہو سکتے ہین -

[*] فو ایک جزیرہ کا نام ہے حکیم بقراط اور اوسکے آبا واجداد یعنے آل اسقلیبوس اسی ملک

ملک کے باشندون سے زیادہ تندرست تھے اور بعض زیادہ امراض مین مبتلا تھے اس اعتبار سے کسیکو طب کی ضرورت کم تہی اور کسیکو زیادہ بہر طور ہر شخص اسکا محتاج تھا اس کسینے مشاہدات اور تجربات سے حاصل کیا اور کسینے اتفاقات اور خواب سے سیکھا۔ جب انسان کو مدت مدید مین متعدد اور مختلف ادویہ کے استعمال کی معلومات ہوئی تو وہ اوسمین تامل کرکے اونکی علتین اور مناسبتین دریافت کین جس سے قوانین کلیہ کی بنیاد پڑی جب اوسکو اوسمین کمال ہوا تو معرفت کلیات سے جزئیات کا علم حاصل ہوا اور استنباط جزئیات سے کلیّات کا علم ہوا۔

زمانہ کے انقلابات اور بادشاہونکی ملک گیری اور غلبہ سے اسمین تبدیلیان ہوتی رہین مفتوح قوم کے فنا ہوجانے سے فاتح قوم ہی اوسکی موجد سمجہی جانے لگی کیونکہ اکثر مورخین کو ایسے واقعات کے پتہ لگانے مین غلطی ہوجاتی ہے اور

کے رہنیوالے تھے اور راون کا یہ بہی بیان ہے کہ پہلے علم طب اقلیم رابع کے تین جزیرون مین پیدا ہوا اون جزیرونکے نام یہ ہین۔ رودس۔ قنیدس۔ قو۔ حکیم بقراط اسی جزیرے مین پیدا ہوا۔ عیون الانبیاء جلد اوّل صفحہ (۵)

اور وہ ناواقفیت سے کہہ دیتے ہین کہ فلان قوم اس علم یا فن کی موجد ہے اسیوجہ سے
عام لوگ مغالطہ مین پڑجاتے ہین ۔ ممکن ہے کہ کسی اور قوم نے ایجاد کیا ہو ۔
چنانچہ امیر ابوالسوف بنشر بن فاتک نے اپنی کتاب (مختار الحکم ومحاسن الکلم)
مین بیان کیا ہے کہ جب سکندر دارا کے ملک (فارس) پر فتحیاب ہوا تو اوسنے
حکم دیا کہ مجوسیونکے دین کی کل کتابین جلادیجائین ۔ لیکن نجوم ۔ طب اور فلسفہ کی
کتابونکی نسبت اوسکا حکم ایسا نہین تہا ۔ بلکہ اوسنے ان علوم کی کتابونکو نہایت احتیاط
سے فراہم کیا اور اپنے ملک کو لیجاکر اونکا رواج دیا ۔ اوسی زمانہ کے لوگ اسکے موجد
سمجھے جانے لگے ۔

جالینوس وغیرہ کا بیان ہے کہ جب بقراط نے یہ دیکھا کہ چونکہ طب مدوّن نہین
ہوا ہے اندیشہ ہے کہ زمانہ کے انقلابات سے چند روز مین مفقود ہوجاوے اور
اسکا مفقود ہونا آیندہ آنیوالی نسلونکے لیے ایک خطرناک امر ہے اگر یہ علم کتابون
مین مدوّن ہوجاوے تو یہ اندیشہ نہین رہیگا ۔ اس خیال سے اوسنے علاوہ
اور علوم کے اس فن کو کتابون مین لکھا اور عوام کو اسکی ترغیب بہی دی ۔ ایسے
واقعات کو دیکھکر ناواقف لوگ یہ خیال کرتے ہین کہ اسکا موجد بقراط ہی ہے مگر حقیقت
مین اونکا یہ کہنا تاریخ کے فلسفہ سے غلط ثابت ہوتا ہے لیکن یہ کہا گیا ہے کہ اسل

اسقلیبوس سے بقراط سے پہلے کسیکو اس فن کی تدوین کا خیال نہین ہوا اور یہ بھی
بیان کیا گیا ہے کہ سب سے پہلے طبیب کے لقب سے اسقلیبوس ہی یاد کیا گیا ہے ۔
شیخ موفق الدین اسعد بن الیاس بن مسطران نے اپنی کتاب "بستان الاطبا
وروضۃ الالباء" مین ابو جابر المغربی سے یہ قول نقل کیا ہے "کہ نوع انسانی بالضرور
ایک مبداء کی (جس سے نوع انسانی کا سلسلہ چلا) محتاج ہے اسلیے کہ نوع انسانی
معدود ہی اور ہر معدود کی ایک ابتدا ہونی چاہیے جس سے تعداد کا سلسلہ قایم ہوا ہو
یعنی واحد ۔ یہ کبھی تسلیم نہین کیا جا سکتا کہ افراد انسانی نا معدود (بے نہایت) ہین اسلیے
کہ افراد انسانی معدود ہو سکتی ہے گو اوسکو عملاً ہم نہ گن سکین لیکن عقلاً اوسکا شمار
ہو سکتا ہے"

ابو جابر یہ بیان کرتا ہے کہ جب اشخاص بالضرور ایک مبدا کے محتاج ہین
تو طب بھی ایک مبدا کی محتاج ہے ۔ یہ ظاہر ہے کہ جسطرح مبدا انسانی اس علم کا
محتاج تھا اوسیطرح تمام افراد یعنے موجودہ لاکھون کرورون آدمی طب کے محتاج ہین
ہم کسیطرح اوسکو اس بسیط علم کا موجد نہین کہہ سکتے کیونکہ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے
کہ اوسکے معلومات کی تعداد انگلیون پر تھی پس طبی معلومات کا یہ حال ہوا تو اوسکو
اس غیر محدود معلومات کا مخزن کیونکر کہہ سکتے ہین ۔ اگرچہ اوسکی جو کچھ معلومات تھی

ادسمین استنباط کو دخل تھا مگر پھر بھی طبیات کے قریب تھی اور آجکل تو طبی معلومات کا درجہ یقین کے درجے کے مقابل سمجھا جاتا ہے۔ گو آجکل کے عملی اور عقلی معلومات پر نظر ڈالنے سے عام لوگ اس مغالطہ مین پڑ سکتے ہین کہ اب انسان اپنی تمام ضرورتون کی تکمیل کر چکا مگر جون ہی اس امر پر غور کیا جائے تو صاف ظاہر ہوگا کہ جسطرح عہد انسانی اپنی ضرورتون کی تکمیل نکر سکا اسیطرح کسی آیندہ غیر محدود زمانہ تک بھی تمام اشخاص انسانی اپنی ضرورتون کو تمام نہ کر سکین گے۔ کیونکہ اگر تکمیل ضروریات کا قول تسلیم کر لیا جائے تو اوسپر ایک بڑا یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ کیا افراد انسانی سے ایک یا چند اشخاص کو امراض مختلفہ۔ ادویہ۔ ترکیب ادویہ۔ اونکی اصلی قوتین۔ اونکے امتزاجات۔ ترکیب استعمال۔ اونکی تاثیرات کے نتائج۔ جمیع بلاد۔ ان لوگونکے مختلف مزاجات۔ تفریق دیار۔ کا نونکے مقامات۔ اونکی قسمین۔ اونکی خاصیتین حیوانات بری و بحری و ہوائی۔ اُن کی قوتین۔ اونکی خاصیتین۔ اون کے نتائج۔ مضار۔ وغیرہ وغیرہ کا علم ہو سکتا ہے۔ کبھی نہین اس قول کا قایل مجنون خیال کیا جائے گا۔

غرضکہ انسان کو مختلف ذرائع سے طبی معلومات حاصل ہوئے۔ کبھی اتفاقیات[1]۔ اور تجربات[2]۔ سے۔ کبھی قیاسات[3] اور تشاہدات[4] سے اور کبھی

خود مدبّر بدن (نفس) کی امداد سے - اب ہم طب کے اتفاقیات - تجربات - قیاسات وغیرہ سے حاصل ہونے کی قدیم زمانہ کے لوگون کی چند نظیرین پیش کرتے ہین ؛

اتفاقیات

(۱) مصر مین ایک عورت تھی جو مہلک بیماریون مین مبتلا تھی یعنی اوسکا معدہ ضعیف ہو گیا تھا - سینہ اخلاط ردیہ کا مخزن بن گیا تھا ایام بھی بند ہو گئے تھے اتفاق سے وہ راسن* کھا گئی جسکی تاثیر سے اوسکی تمام بیماریان بہت ہی تھوڑی مدت مین زائل ہو گئین - جب ایسے امراض کے لیے وہ دوا استعمال کیگئی تو اوس سے بہت فائدہ ہوا -

(۲) بادشاہ یوسن کا ایک غلام نہایت ظالم - شریر اور غماز تھا - تمام امراء وزراء یہ چاہتے تھے کہ کسیطرح اوسکو مار ڈالین چونکہ بادشاہ اوسکو بہت عزیز رکھتا تھا اسلیے کسیکو اوسکے قتل کرنے کیے جرات نہ ہوتی تھی آخر کو تنگ ہوکر اونھون نے یہ تدبیر نکالی کہ اوسکو بقدر دو درہم کے افیون کھانے یا پانی مین ملاکر کھلادین - اس سے بادشاہ کو کسی پر الزام قتل کا موقع نہ ملے گا اونھون نے ایک باغ مین جشن کرکے اوسکو مدعو کیا اور افیون پانی مین گھولکر پلادی گئی - تھوڑی دیر مین

---

*راسن ایک قسم کی گھاس ہے

قریب مرگ ہوگیا اور چونکہ وہ بے ہوش ہوگیا تھا اونہوں نے اوسکو باغ کے ایک کمرے مین ڈالکر مقفل کر دیا اور محافظین بھی مقرر کر دیے اور اونہوں نے یہ سمجھکر کہ وہ اب چند منٹ مین مرجائے گا۔ بادشاہ کے پاس اس واقعہ کی اطلاع کی غرض سے گئے۔ ابھی یہ لوگ بادشاہ کے پاس پہونچنے بھی نہین پائے تھے کہ اوس کمرے کے قریب سے ایک سانپ نکلا اور براہ راست اوس کمرے مین گھس گیا جسمین وہ قریب الموت غلام مقفل تھا تھوڑی دیر کے بعد غلام نے آواز دی کہ مجھے سانپ نے کاٹ لیا جلد دروازہ کھولو اور وہ مجھپر حملہ کر رہا ہے۔ محافظین نے فوراً دروازہ کھولدیا اور وہ صحیح وسالم نکلا۔

(۴۲) حکیم اندرو اخس بیان کرتا ہے کہ مقام بورنوس مین میری ایک زمین تھی مین کسانونکو نوکر رکھکر اونسے کام لیا کرتا تھا۔ چونکہ میرا مکان اوس کھیتی سے دو فرسنگ کے فاصلہ پر تھا ہر روز مین اپنے ساتھ توشہ لیکر جایا کرتا تھا اور کسانونکو بھی تھوڑا بہت کھانا دیدیا کرتا تاکہ وہ میرے کام مین سستی نکرین۔ ایک روز مین اپنے ساتھ شراب کی بڑی بوتل جو مدت سے میرے یہان سربند تھی لیتا گیا جب کسانونکو تشنگی ہوئی تو وہ پیالہ اسکے کراسمین پانی ہو اوسپر ٹوٹ پڑے اور اوسکا سر بند توڑکر ایک چھوٹا پیالہ ڈبوکر پانی اپنا چاہا اتفاق سے اوسمین ایک سانپ بیٹھا ہوا تھا اوسنے اوسپر

حملہ کیا اور کسان ڈر کر کود کر دور کھڑے ہو گئے اور سانپ نکلکر جنگل مین چلا گیا۔ اونہون نے مجھسے کہا کہ اگر یہ شراب ہمکو دیدیجائے تو ہم بہت انعام پا سکتے ہین۔ مین نے اوسے انعام کا حال دریافت کیا تو اونہون نے بیان کیا کہ ہمارے وہیان مین ایک شخص مرض لاعلاج مین مدت سے مبتلا ہے۔ طول مرض سے اوسکے عزیز و اقارب تنگ ہو گئے ہین اور وہ کہتے ہین کہ اگر اس مریض کو کوئی شخص کسی حیلے سے مارڈالے تو ہم انعام دیتے ہین۔ اور مرض کی سخت تکلیف سے مریض نے بھی کئی وقت خودکشی کا ارادہ کیا۔ لیکن وہ اپنے ارادے مین کامیاب نہ ہو سکا۔ یہ سنکر مین نے شراب کی بوتل اونکو دیدی۔ اونہون نے مریض کو وہ شراب پلائی۔ رات کو اوسکا جسم پھولنے لگا اور پھولتے پھولتے اوسکے جسم کا تمام پوست پھوٹنے لگا اور صبح تک تمام پوست اوسکے جسم سے نکلکر گرپڑا اور وہ ایک خوبصورت نوجوان بن گیا۔ بیماری کا نام و نشان باقی نہ رہا۔

(۳) حکیم اپولونیوس کا بھائی پیمایش کے ایک عہدے پر مامور تھا وہ اپنے فرائض منصبی کے ادا کرنے کے لیے جنگل مین پھرا کرتا تھا۔ وہ ایک روز کسی گانو کو جا رہا تھا۔ چونکہ موسم گرمی کا تھا تھک کر ایک درخت کے نیچے لیٹ رہا اور اوسکو نیند بھی آگئی سوتے ہی اوسکو ایک سانپ نے کاٹ کھایا اس صدمہ سے اوسکی آنکھ کھل گئی اور اوسمین اتنی طاقت بھی نہ رہی کہ اوٹھکر سانپ کو مارے۔ چونکہ اوسکے پاس کاغذ۔ دوات قلم موجود تھا

اوسنے اپنا نام ونشان ۔ مقام سکونت اور سانپ کا کاٹنا ایک رقعہ پر لکھکر درخت سے باندہ دیا ۔ اسکے بعد اوسپر زہر کا اثر غالب ہونے لگا اور بے ہوش بہی ہو گیا ۔ اتفاقاً اودہر ایک شخص آ نکلا اور رقعہ پڑہنے کے بعد اوسکو بہت افسوس ہوا چونکہ بظاہر شدت تشنگی سے اوسکی زبان خشک ہوتی ہوئی معلوم ہورہی تہی وہ شخص پانی کی تلاش مین نکلا اوس درخت کے پاس ایک میلے اور گدلے پانی کا چشمہ تہا اوسی چشمہ سے تہوڑا سا اوسکو پانی پلایا پانی پیتے ہی وہ اوٹہہ بیٹہا اب دونوں کو بہت تعجب ہوا اور جستجو ہوئی کہ اوس پانی مین کیا شے ہے اور اس خوف سے کہ اگر بلا واسطہ کسی چیز کے پانی مین ہاتہہ ڈالا جائے تو کوئی موذی جانور کاٹ لے گا اوسنے اوس درخت سے ایک شاخ کاٹ لی اور پانی مین ڈالکر ہلانے لگا اوسمین دو سانپ نکلے جو لڑتے ہوئے اوسمین گر پڑے تہے اون سانپون نے اوسپر حملہ کیا لیکن وہ نہایت سرعت سے بہاگ گیا ۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سانپ کا زہر جو ایک سم قاتل ہے بعض امراض اور سمیات کے دفع کرنے کے لیے اکسیر اعظم کا حکم رکھتا ہے +

(۵) بصرے مین ایک شخص مرض استسقا کی بیماری مین مبتلا تہا طول مرض اور طبیبونکے علاج سے دست بردار ہونے کے سبب سے وہ اپنی زندگی سے مایوس ہو گیا طبیبونکے دست بردار ہونے سے وہ اپنے عزیز واقارب سے کہنے لگا کہ اب تم مجھکو

کسی چیز کے کھانے پینے سے منع نہ کرو جو میرے جی مین آئے کھانے دو۔ چاہے مین مر جاؤن یا جیون۔ اونھون نے اوسکو اس امر کی اجازت بھی دیدی۔ ہر روز وہ اپنے دروازہ پر بیٹھا رہتا اور اقسام کے ماکولات مطعومہ اور غیر مطعومہ خرید کر کے کھالیا کرتا۔ ایک شخص بلح مطبوخ (پکائے ہوئے ٹڈی) بیچ رہا تھا مستسقی نے بلح خرید کر کے کھالیا جس سے اوسکو اسہال شروع ہو گئے اور تین روز تک زرد رنگ کا پانی بہتا رہا اور پھر بالکل تندرست ہو گیا۔ یہ دیکھکر اطبا نے اون بلح کو دریافت کیا اور معلوم ہوا کہ وہ بلح نبات مازریون کھایا کرتے ہین جو استسقا کے لیے نہایت مفید ثابت ہوئی ہے۔ اطبائے یونانی نے بلا ترکیب مازریون کے استعمال کو خطرناک لکھا ہے۔

تجربات

(۱) جمال الدین نقاش مسعودی بیان کرتا ہی کہ شہر اسود کے پہاڑ پر اقسام کے نباتات (گھاس) پیدا ہوتی ہے۔ سیاحون کی ایک جماعت کا ادھر گذر ہوا اور اونکو وہان شب باشی کا بھی اتفاق پڑا۔ رات کو وہ ایک گھاس پر سو رہی جسکی تاثیر سے اون کی ناکون سے خون جاری ہو گیا۔ اور وہ بے خبر سوہی رہے تھے چند اور لوگ وہان پہونچے اور اونکو اس حالت مین دیکھکر جگایا اور اسکا سبب پوچھا اونھون نے بیان کیا۔

ہمکو نہین معلوم کہ کیون ہمکو نکسیر شروع ہو گئی اونہون نے خیال کیا کہ یہ گھاس کی تاثیر کا سبب ہے۔ یہ سنکر مین اوس مقام پر پہونچا اور اوس گھاس کو دیکھا اوسکی شکل ہندبا (کاسنی) کی سی تھی لیکن ہندبا مین اور اوس گھاس مین صرف اسیقدر فرق تھا کہ اوس گھاس کے کنارے اولٹے ہوتے تھے اور مزہ تلخ تھا اور مین نے اوسکو آزمایا چنانچہ جو شخص اوسکو سونگتا تھا فوراً اوسکو نکسیر شروع ہو جاتی تھی۔

(۲) ایک شخص کے تلی مین ورم حار تھا جسکے درد سے مریض بے چین رہا کرتا ایک روز وہ نہر کے کنارے پر جا بیٹھا وہان ایک قسم کی گھانس تھی جسکو اطبا "حی العالم" کہتے ہین۔ مریض نے تجربہ کے خیال سے اوس گھاس پر اپنا ہاتھ رکھا اوسکے درد کو کسیقدر آرام ہوا وہ دیکھکر بلاناغہ اوسکا استعمال کرنے لگا اور چند روز مین اوسکا مرض زائل ہو گیا۔ اسی شخص کی نسبت کہا گیا ہے کہ سب سے پہلے اسنے اوویہ کی معرفت حاصل کی +

قیاسات

(۱) حنین ابن اعثم کا بیان ہے کہ کسینے جراز* سے اونٹ کا جگر خرید کیا اور اوسکو لیجاکر ایک قسم کے پتون پر رکھدیا۔ تھوڑی دیر مین وہ جگر گلگلکر بہ گیا پھر اوسکو اوس درخت کی تلاش ہوئی چند روز کی تلاش مین اوسکو وہ درخت ملگیا۔ اسنے قیاس کیا کہ اگر

* اونٹ کے گوشت بیچنے والے کو جرار کہتے ہین۔

اسکا بیہ کسیکو کہلایا جائے تو وہ مر جائے گا او سکے قیاس کی بدولت چند جانین

نذرِ اجل ہوئین !!

(۳) کسینے ایک قسم کی گھاس !!! خوب چبا کر کھائی جس سے اوسکو تے اور

اسہال ہونے لگے اور تہوڑی دیر مین بند بہی ہوگئے ۔ اوسکو اوسنے قیاس کیا کہ کوئی

دوا ایسی ہی ضرور ہوگی جسکی تاثیر اسکے خلاف ہوگی ۔ چند روز کی جستجو مین اوسکو سماق

ملگیا جو مسہول (جسکو کہ اسہال ہون) کے لیے نہایت مفید ثابت ہوا ۔ چونکہ سماق مین

حموضت (ترشی) اور قابضیت تہی اوسنے قیاس کیا کہ آیا صرف حموضت سے

مسہول کو فائدہ ہوا ہے یا قابضیت سی پہر اوسنے صرف حامض ادویہ کا استعمال کیا

مگر مسہول کو اوس سے فائدہ نہین ہوا ۔ اس تجربہ سے اوسنے قیاس کیا کہ مسہول کے

لیے ادویہ قابضہ مفید ہونگی ۔ پہر اورون نے اپنے خاص تجربہ سے اوسکے متعلق

قواعد مرتب کیئے اور ایک مدت کے بعد "تعرف الاشیاء باضدادہا" کا کلیہ بنایا گیا

!! یہ واقعہ حکیم جالینوس کے وقت کا ہے ۔ چنانچہ جالینوس نے اپنی ایک کتاب مین بیان کیا ہے

کہ بادشاہ نے اوسکے قتل کا حکم دیا جب اوسکو قتل کرنے کے لیے چلے تو اوسی وقت مین بہی

!!! اس گھاس کو اطبا یتوعات کہتے ہین اور یتوعات کی سات قسمین ہین ۔ عشر شبرم ۔

۲ سا ایک درخت کے پتے ہوتے ہین ۔

مشاہدات

(۱) رازی نے اپنی "کتاب الخواص" میں بیان کیا ہے کہ جب خطاف کے بچونکو یرقان ہوتا ہے تو وہ کہیں سے حجر یرقان ڈھونڈھ لاتا ہے اور اپنے گھونسلے میں گھاس کے نیچے بچھاتا ہے جسکی تاثیر سے اوسکے بچوں کا یرقان جاتا رہتا ہے آخر یرقان کا علاج انسان نے اسی سے سیکھا ہے جسکو کہ یرقان ہو جائے اگر اوسکے گلے میں یہ پتھر باندھ دیا جائے تو یرقان دفع ہو جاتا ہے۔

(۲) جب مادہ عقاب کو بعض وقت بیضہ رکھتے وقت تکلیف ہوتی ہے تو اوسکا نر حجر قافل کو جسکو حجر عقاب بھی کہتے ہیں لاکر مادہ کی پشت پر رکھتا ہے جس سے اوسکی تکلیف دور ہو جاتی ہے۔ جب عورت کو ولادت کیوقت تکلیف ہوتی ہے تو اطبا اسکا استعمال کراتے ہیں اور بچہ آسانی سے پیدا ہوتا ہے۔ عقاب ہی سے

اور اسکے ساتھ تھا یادشاہ کا یہ حکم تھا کہ اوسکی آنکھوں پر ایک ٹپی باندھ دیجائے تاکہ وہ کسیکو نہ بتلا سکے مگر خاص مجھے بتلانے کا حکم تھا۔

۲ لاعیہ۔ ۳ ماہودانہ۔ ۴ عرطنیثا۔ ۵ مازریون ۶ خنجشت۔

* سفید رنگ کا ایک چھوٹا پتھر ہوتا ہے۔

اونھون نے اسکا استعمال سیکھا۔

(۳) حکیم ذیفوریدوس کا بیان ہے کہ شہر اقریطس کی جنگلی بکریون کو جب شکار مین تیر مارتے ہین تو گو تیر اونکے بدن مین گھس جاتا ہے لیکن وہ بلا تکلف چرتی رہتی ہین اور تھوڑی دیر مین وہ تیر خود بخود اونکے بدن سے نکل پڑتا ہے۔ اسکا سبب یہ ہے کہ اوس جنگل مین مشکطرامشیرا !! بہت ہوتا ہے اور یہی اونکی غذا ہوتی ہے۔ اسکی تاثیر سے اونپر زخم کا اثر نہین ہوتا

(۴) قاضی نجم الدین عمر بن محمد الکبرندی بیان کرتا ہے کہ تقلق !!! پہاڑونکی چوٹیون اور بلند مقامون مین اپنا گھونسلا بناتا ہے ایک اور پرند اوسکا دشمن ہوتا ہے اور ہمیشہ تقلق کا شکار کر کے کھاتا ہے اور اوسکے انڈے بھی پھوڑ دیتا ہے تقلق اپنے گھونسلے مین ایک قسم کی گھانس لاکر بچھاتا ہے جسکی بو سے اوسکا دشمن اندھا ہو جاتا ہے اور پھر وہ اوسکو مار ڈالتا ہے +

مرایائے صادقہ
یعنی
سچے خواب

(۱) حکیم جالینوس نے اپنی کتاب مین فصد کی بحث مین بیان کیا ہے کہ مجھکو بچپن سے

!! جسکو اطبار لو مشکطرمشیع بھی کہتے ہین یعنی جنگل پودینہ۔ !!! ایک پرند کا نام ہے۔

ہوا　اور تمام غلیظ مادہ نکل گیا اور زبان جو پھولی ہوئی تھی پتلی ہوگئی مگر بالکلیہ
مرض کو آرام نہ ہوا - خواب مین اوسکو کسی نے یہ کہا کہ اگر زبان پر عصارہ انجبس رکھا
جائے تو آرام ہوگا اور عصارہ انجبس کے استعمال سے اوسکو آرام ہوگیا -
(۴) حکیم اریباس نے اپنی کتاب "کناشتہ الکبیر" مین بطور استدلال کے یہ حکایت لکھی ہے
کہ ایک شخص کے مثانہ مین پتھر پیدا ہوگیا تھا جسکے سخت درد سے مریض تنگ ہوگیا تھا اینے
اوسکو بہت سی دوائین دین جنکی ایسی تاثیر تھی کہ وہ پتھر ٹکڑے ہوجائے یا گل جائے
مگر میری ادویہ سے کچھہ بھی فائدہ نہ ہوا - خواب مین ایک شخص اوسکے پاس آیا اور
اوسکے ہاتھہ پر ایک خوبصورت چڑیا بیٹھی ہوئی تھی اوسنے مریض سے کہا کہ اس پرند
کا نام صفراغون* ہے یہ جانور بڑے بڑے جنگلون اور زمین شور مین ہوتا ہے جلاکر
اسکی راکھ کھایا کر اسی راکھ کے استعمال سے اوسکے مثانہ کا پتھر ٹکڑے ہوکر نکلگیا -
(۵) ممالک مغرب کا ایک خلیفہ بھی سخت بیماری مین گرفتار تھا - ایک شب کو اوس نے
خواب مین جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھکر اپنے مرض کی شکایت کی حضرت
نے اوس سے چند الفاظ فرمائے جنمین ایک لفظ "ادہن" بھی تھا باقی الفاظ کے معنی
اوسکی سمجھہ مین نہ آسکے - معبرین سے اس خواب کی تعبیر پوچھی گئی چونکہ اوس جگہ کے

* یہ بھی ایک جانور کا نام ہے +

ہوا اور تمام غلیظ مادہ نکل گیا اور زبان جو پہولی ہوئی تہی تپلی ہوگئی مگر بالکلیہ مرض کو آرام نہ ہوا - خواب مین اوسکو کسینے یہ کہا کہ اگر زبان پر عصارہ الجبس رکھا جائے تو آرام ہوگا اور عصارہ الجبس کے استعمال سے اوسکو آرام ہوگیا -

(۴) حکیم اریباس نے اپنی کتاب "کناشتہ الکبیر" مین بطور استدلال کے یہ حکایت لکہی ہے کہ ایک شخص کے مثانہ مین تپہر پیدا ہوگیا تہا جسکے سخت درد سے مریض تنگ ہوگیا تہا مینے اوسکو بہت سی دوائین دین جنکی ایسی تاثیر تہی کہ وہ پتہر ٹکڑے ہوجائے یا گل جائے مگر میری ادویہ سے کچہہ بہی فائدہ نہ ہوا - خواب مین ایک شخص اوسکے پاس آیا اور اوسکے ہاتہہ پر ایک خوبصورت چڑیا بیٹہی ہوئی تہی اوسنے مریض سے کہا کہ اس پرند کا نام صفراغون* ہے یہ جانور بڑے بڑے جنگلون اور زمین شور مین ہوتا ہے جلاکر اسکی راکہ کہایا کر اسی راکہ کے استعمال سے اوسکے مثانہ کا تپہر ٹکڑے ہوکر نکلگیا -

(۵) ممالک مغرب کا ایک خلیفہ بہی سخت بیماری مین گرفتار تہا - ایک شب کو اوسنے خواب مین جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکہکر اپنے مرض کی شکایت کی حضرت نے اوس سے چند الفاظ فرمائے جنمین ایک لفظ "ادہن" بہی تہا باقی الفاظ کے معنی اوسکی سمجہہ مین نہ آسکے - معبرین سے اس خواب کی تعبیر پوچہی گئی چونکہ اوس جملہ کے

*نوٹ: یہ بہی ایک جانور کا نام ہے +

معنی پورے طور پر کسیکی سمجھہ مین نہین آتے تہے اسلیئے کوئی اوسکی تعبیر نکرسکا مگر ایک شخص نے کہا یا امیر المؤمنین حضرت نے روغن زیت کا استعمال بتایا ہے خلیفہ نے پوچھا تجھکو کیونکر معلوم ہوا اوسنے کہا قرآن کی اس آیت سے "من شجرۃ مبارکۃ زیتونۃ لا شرقیۃ ولا غربیۃ یکاد زیتھا یضیئ ولو لم تمسسہ نار" پھر خلیفہ نے اسکا استعمال کیا جس سے وہ تندرست ہو گیا۔

مزاجیات

(۱) استلاء دموی (کثرت خون سے) ایک شخص کا جسم ثقیل ہو گیا آنکھین بہی سرخ ہوگئین وہ یہ نہین جانتا تہا کہ کیونکر اسکا ازالہ کرے یکایک خون کے جوش سے اوسکو نکسیر لگی جسکی وجہ سے وہ تندرست ہو گیا دوسرے وقت وہ پھر اوسی بیماری مین پھر مبتلا ہوا تو اوسنے اپنی ناک مین زخم لگایا خون کے نکلنے کے بعد پھر وہ تندرست ہو گیا۔

(۲) کثرت اکل سے ایک آدمی کا پیٹ پہول گیا۔ ہچکی بہی شروع ہو گئی۔ پیٹ مین درد ہونے لگا۔ باد مخالف بہی پیٹ مین کودنے لگی۔ ان تمام فسادات کے دور کرنے کے لیے خود اوسکی طبیعت ہی اوسکی معالج ہوئی اور قے یا اسہال شروع ہو گیا اس استفراغ کی وجہ سے اوسکو آرام ہو گیا۔

راقم

سید جلال

ضمیمہ رسالہ

ہم ذیل میں اجرتی اشتہار بجنسہ درج کرتے ہیں۔ محمد یوسف منیجر رسالہ حسن۔

یہ روغن قوت باہ کے لیے حکم اکسیر اعظم کا رکھتا ہے جس سے پیران ہفتاد و سالہ تک کو یکیان نفع ہوا ہے۔ اسکے استعمال میں نہ کسی قسم کے پرہیز کی ضرورت ہے نہ آبلہ وغیرہ کا کچھ خطر و رگ و پٹھہ کو حیرت بخش استحکام بخشتا ہے اور ہر قسم کے امراض نامردی کو خواہ کسی سبب سے ہوں بجز خلقی اور مادر زاد نامردی کے اپنی معجز نما تاثیر سے دفع کرتا ہے اور صرف ایک ہفتہ کے استعمال سے فائدہ کامل ہوتا ہے۔ ترکیب کا غذ ہمراہ شیشی کے ملتا ہے۔ قیمت فی شیشی ۵ مع محصول ۴ اور ہر ایک شیشی میں ایک تولہ روغن رہتا ہے۔

دوائی عجیب یعنی کشتہ زمرد

زمرد کا کشتہ جو با جزائے مناسب تیار کیا گیا ہے چار حصہ چانول کی برابر خوراک ہوتی ہے قیمت فی خوراک عہ پانچ روز یا گیارہ روز کی خوراک میں بفضلہ فائدہ کلی ہوتا ہے۔ خواص آن یعنی برائے قوت باہ اور تمام امراض متعلقہ اوسکے خواہ وہ کسی قسم کے ہوں۔ اور سوزاک کہنہ ہو یا جدید۔ دافع جریان مقوی دماغ و اعضائے رئیسہ و ارواح و ضیق النفس و سرفہ کہنہ خواہ خشک ہو یا تر اور لاغری بدن اور دفع وبا سے ہیضہ میں از حکم اکسیر کا رکھتا ہے یعنے کیسی ہی مریض کی حالت ردی ہو کر خراب ہو گئی ہو انشاء اللہ صحت ہو گی۔

اکسیر حیات یعنی عرق بجاہ۔ امراض ضعف بصر و دماغ و صفائی خون و انواع درد و اقسام تپ خواہ کہنہ ہو یا تپ دق۔ استسقا طحال۔ آتشک۔ سوزاک۔ جریان۔ سفید داغ۔ ناسور۔ بواسیر خونی و بادی اور منیر الجواری۔ اور جانڈو و لونتی سے جو خشکی لاغری اور ضعف جگر وغیرہ لاحق ہوتے ہیں سبکے بیخ بیخ دفع کرتا ہے۔ ایک بوتل ایک ماہ کو کافی ہے قیمت فی بوتل عہ محصول عہ

عجیب چیز تحلیل بواسیر خونی و بادی و تحلیل و ورم کیلئے عجیب چیز ہے جو

مین ایک دو بار کے استعمال سے درد و جریان خون دفع ہوتا ہے اور تین ہفتہ مین بفضلہ
درد سر بالکل دفع ہو جاتے ہین اور پھر کبھی عود نہین کرتے وزن عرق ۶ ماشہ قیمت مع محصول ۳ر

جہان شہا اس عرق کے لگانے سے انکھونکی روشنی تیز ہوتی ہے پھولے درد دھند
سرخی چشم جملہ بیماریونکو دفع کرتا ہے قیمت مع محصول ۴ر وزن عرق ۶ ماشہ

خضاب نایاب

بے مثل رنگ ڈھنگ ہے نادر خضاب ہے ۔ گویا کہ آمد آمد فصل شباب ہے

جیسے کہ عوام الناس مین خضاب سے دقتین واقع ہوتی ہین ہر شخص پر ظاہر ہین یعنے چوتھے پانچوین روز مہندی لگاکر باندھنا اور بعد تین گھنٹے کے پھر وسمہ لگاکر باندھنا اسمین قریب چھ گھنٹے کے وقت ضائع ہوتا ہے اور بال سیاہ ہونیکے بجائے اور کوئی فائدہ نہین اور نقصان بہت ظاہر ہے کہ مہندی اور وسمہ کا پانی جب دماغ مین جذب ہوگا تو اوس سے سوائے نقصان کے اور کوئی فائدہ نہین جیسا کہ ایام سرما مین مثل سردی وغیرہ کے جسقدر کہئے بجا ہے۔ انہین دقتونکے سبب سے یہ خضاب نایاب تیار کیا گیا ہے جسقدر تعریف کیجائے بجا ہے ناظرین سے امید ہے کہ قیمت بھیجکر طلب کرین اسمین کوئی مبالغہ نہین تھوڑی تعریف اسکے اجزا کی ظاہر کرتا ہون۔

دافع بالخورہ خارشت سر ضعف دماغ۔ علاوہ برین خوشبو مین بے نظیر مثل کیوڑہ باعث درازی مو مفرح دماغ ہے۔ بالون مین سختی نہین دیتا ہے بلکہ ملایم رکھتا ہے۔ سیاہی مین بالونکو اصل بالونکے کرتا ہے۔ دوسرے روز بطور روغن چنبیلی لگانا ہوتا ہے کسی چیز سے باندھنے کی ضرورت نہین دوسرے تیسرے لگائے تو بال سیاہ مثل اصل بالونکے ہونگے کوئی تمیز نہ کر سکے گا۔ ایک بوتل مین ۳۰ روپیے بھر یعنے ڈیڑھ پاو ہوتا ہے قیمت فی بوتل عہ علاوہ محصول نصف شیشی عہ چہارم شیشی عہ اس سے کم غیر ممکن ہے میرے شفاخانہ مین علاوہ اسکے ہر قسم کا علاج ہوتا ہے۔

اطلاع ضروری واقع ہو کہ بہت سے سندی خطوط یعنے سرٹیفکٹ جو صاحبان بلند پایہ بہادران نے میرے عمدہ علاج کے ثبوت مین عطا فرمائے ہین اور نیز ہندوستانی خطوط قریب ہزار بارہ سو کے موجود ہین جو شاید اور کسی خاندان مین نہونگے چاہیے کہ طلب فرماکر ملاحظہ ہون میری ادویہ سے ہزارون نے صحت پائی ہے اور بغیر سفارش بہت ملکونکے سارٹیفکٹ موجود ہین آدہ آنہ ٹکٹ بھیجکر طلب کرین کیونکہ بعض حکیمون

نے اپنے شہر کے رئیسوں کی خوشامد کر کے سارٹیفکٹ بناتے ہیں رئیس بیرسٹر سارٹیفکٹ منگا کر ملاحظہ
فرمائیں تا کہ دھوکا نہ ہو - ایک طویل فہرست ادویہ کی جو اخبار میں طبع کی گنجایش نہیں رکھتی اور جن سے
لطف زندگی تا دم مرگ انسان قایم رہتا ہے قابل ملاحظہ ہے جو صاحب چاہیں کارخانہ سے طلب
کریں مفصل کیفیت ادویہ کی فہرست سے ظاہر ہوگی -

المشتہر حکیم ابوالحسن شفاخانہ حکیم محمد حسین صاحب شہر بنارس محلہ دالمنڈی -

مجرب آزمودہ شرطیہ دوائین

امراض ذیل کی ادویہ شفاخانہ زبدۃ الحکما ڈاکٹر غلام نبی اڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور میں جو ۱۸۸۲ع سے
جاری ہیں ملتی ہیں مفصل فہرست و سارٹیفکٹ ٹکٹ آدہ آنہ سے مل سکتی ہیں -

طلاء جو اتصال بچپن کے نقص رگوں کی رطوبت و بگاڑ کو دور کرتا ہے فی تولہ للعہ ضعف اعصاب رئیسہ
و معدہ تاریکی چشم درد سر وغیرہ جو کثرت سکرات و اقسام فواحش سے کمی آتی ہا ضعف جگر دستی لاحق ہو دور کرتا ہے -

سوزاک نیا ہو یا پرانا علی العموم ۴۸ گھنٹہ میں اپنا اثر سرعت زیم وغیرہ کو دور کرتا ہے فی تولہ عمہ

اسیر تیل خوشبودار بالوں کو سیاہ رکھتا ہے نزلہ زکام - ریزش درد سر ضعف دماغ و بصر
کو مٹاتا ہے فی شیشی ۱ روپیہ

حب آتشک بلا ضعف آنے کے تے و دست دور کرتا ہے پھر پھوٹتا نہیں دو ہفتہ للعہ ر

کحل الجواہر سرمہ مقوی البصر حافظ بینائی دافع نزول و دھند جالا خارش پانی جانا
۳ ہفتہ سے ر

عجیب الاثر منجن دانت کا ہلنا کیڑے کا لگنا بدبو میل خون جانا مسوڑوں کی
خرابیاں ۴ تولہ عمہ

حب بواسیر بادی خونی سونکی تکلیف قبض کو مفید دو ہفتہ عمہ

حب ذیابیطس بار بار آنا پیشاب کا پیاس و کمزوری کو دلاغری کو دافع ہے فی تولہ للعہ

عرق قایم مقام افیون و چانڈو و بلا ضرر و مرح نشہ چھوٹ جاتے فی تولہ عمہ ر

عرق ماء اللحم انگوری مفرح مولد خون مقوی دماغ ضعف جگر دل و دماغ معدہ و درد سر
تاب تلی وجع مفاصل لاغری ضیق النفس سرفہ کہنہ بے قاعدگی ایام حیض لقوہ فالج رعشہ

فی بوتل عہ ۳ بوتل سے کم —

روغن اعجاز — ناسور — بھگندر — تالو کا سوراخ خنازیر — بدکیڑے زخمونکے کالی کھانسی سے ایام حمل خسرہ چیچک کو دفع کرتا ہے ۲ تولہ عہ

رسالہ دافع آتشک و سوزاک	رسالہ ہیضہ	رسالہ البواسیر	مفرحات و مسکرات	رسالہ حافظ صحت
۱۰/ عصہ	۱/	۱/۰	/۹	۳/ عہ

اشتہار فروخت مقطعہ

...یر آباد میں ایک مقطعہ دو سو بیگہ کا فروخت ہونیکو ہے جسمین دو کنٹے اور تین باولیاں اور ہلہ خشکی کی زراعت گھانس کا کنجہ اور جو بنیہ وغیرہ بہت کچھ ہو سکتے ہیں قیمت اس مقطعہ کی ستر ہزار روپیہ ہے جو صاحب خریدنا دیکھنا یا تفصیلی حالت دریافت کرنا چاہیں دستخط کنندہ سے رجوع کریں بصورت تعویق یہ عمدہ مقطعہ ہاتھ سے نکل جاویگا فقط

ساڑھے چار روپے میں

ربڑ کا چھاپہ خانہ

کوئی دفتر محکمہ عدالت کارخانہ اس ضروری چیز سے خالی نہ رہنا چاہیے اہل قلم کا معین و مددگار بہت آسان کوئی جھگڑا نہیں — معمولی کاغذ پر لکھکر پریس کے ربڑ پر چسپاں کردو سب حروف ربڑ پر اوتر آوینگے فوراً بلا امداد کسی کے سو پچاس کاغذ جتنا درکار ہوں چھاپ لو عجیب منظر طلسم ہے مختصر و سبک ہر دم ساتھ رہ سکتا ہے مکمل ربڑ پریس تقطیع ۱۲+۸ انچہ کی قیمت ساڑھے چار روپیہ — الفاکلان تقطیع ۱۵+۱۰ انچہ کی قیمت سات روپیہ محصول ڈاک مجموعی نرخ دو روپیہ — المشتہر سایک حسن تاجر و مہتم کشف الاخبار بمبئی —

لکچر*

ٹرکونکی گذشتہ موجودہ اور آیندہ حالت

پر

صاحب صدر انجمن و دیگر صاحبان مجلس

محمد ثانی ۲۹ مئی ۱۴۵۳ء کو بوقت سہ پہر فتح کے پھریرے اوڑاتا ہوا داخل قسطنطنیہ ہوا۔ ایوان قیصری کے عبرت انگیز اور سنسان عالم نے سلطان کے دلپر ایسا اثر ڈالا کہ اوس کی زبان سے بیساختہ یہ اشعار نکلے ؎

چشم عبرت بین کشا و حال شاہان را نگر
تا ببینی از گردش گردون گران اشند خراب

پردہ داری میکند بر قصر قیصر عنکبوت
چغد نوبت میزند بر گنبد افراسیاب

یہ وہ حسرت بار اشعار ہین جو زمانہ موجودہ اور آیندہ کے عظیم الشان سلطنتون کی عبرت تباہی کے لیے دلون پر ایسا ہی اثر رکھتے ہین کہ گویا اسی موقع کے واسطے

---

* یہ لکچر بمقام لندن انجمن اسلامیہ کے سامنے ۱۲ مارچ سنہ ۹۸ء کو دیا گیا۔

لکھے گئے ہین ٭

ترکان عثمانیہ کی تاریخ ارتغرل کے وقت سے شروع ہوئی ہے لیکن اس فتحمند قوم کا سب سے پہلا امیر عثمان سمجھا جاتا ہی - جب کوئی نیا سلطان تخت نشین ہوتا ہی تو ترک ہاتھ اوٹھاکر دعا مانگا کرتے ہین کہ خدا کرے یہ بھی ویسا ہی ہو جیسا کہ عثمان تھا"- اور عثمانیہ کا لقب بھی اوسیکے مبارک نام کا پرتو ہے ٭

ایک دن عثمان ایک مقدس درویش ادیب علی کے یہان مہمان تھا- درویش کی باعصمت بیٹی کو دیکھکر دل سے اوس کا فریفتہ ہو گیا- جب رات کی سہانی خود فراموش تاریکی چھائی تو بستر استراحت پر آرام کیا اور عالم رویا مین کیا دیکھتا ہی کہ ادیب علی کے سینے بے کینے سے ماہ کامل طلوع ہوا اور خود اوس کے سینے کی طرف جھک کر غروب ہو گیا - اور جس مقام پر غایب ہوا تھا وہان سے ایک لہلہاتا ہوا پودا نمودار ہوا جو بڑھتے بڑھتے اس قدر بڑھا کہ اوس کی سایہ افگن شاخین دور و نزدیک کوہ و صحرا آبادی و ویرانہ پر چھا گئین اور اوس کے پتون نے تلوارون کی شکل پائی تھی استنے مین آہستہ آہستہ ہوا چلنے لگی اور تلوارون کا رخ قسطنطنیہ کی طرف پھر گیا- یہ قدیم شہر اپنے خوشنما سواد اور دلچسپ مضافات کے لحاظ سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا ایک خوبصورت انگوٹھی ہے جسکے بیچ مین ہیرے

کا نگ ہے اور اوسکے دونون طرف دو لعل لگے ہوئے ہین اور دو زمرد ۔ عثمان اس دلفریب انگوٹھی کو پہننا ہی چاہتا تھا کہ اتنے مین اوسکی آنکھ کھل گئی +

درویش نے اس خواب کی بہت اچھی تعبیر دی اور چند ہی روز مین عثمان کی شادی اوسکے میزبان کی لڑکی سے ہوگئی ۔ اس بابرکت نکاح سے موجودہ سلاطین کے خاندان کی بنیاد پڑی ۔ محمد ثانی نے قسطنطنیہ کو فتح کیا اور اس جوہر بے بہا (یعنے قسطنطنیہ) کو دولت عثمانیہ کا پایہ تخت بنا کر عثمان کے خواب کو پورا کیا ۔ تاریخ عالم کے اس عظیم الشان واقعہ کے ساتھ تاریخ عثمانیہ کے سات زمانون مین سے پہلا زمانہ ختم ہوتا ہے ۔ وان ہامیر مؤرخ جرمنی نے تاریخ عثمانیہ کو سات زمانون مین سے حسب ذیل تقسیم کیا ہے ۔

(۱) عثمان کے خود مختار ہونے کے وقت سے ۱۵۰ برس تک ۔ اس زمانہ مین ترقی کے قدم مستعدی کے ساتھ آگے بڑھتے رہے یہان تک کہ قسطنطنیہ کی فتح کے ساتھ ترکون کے ایشیا اور یورپ کے فتوحات پورے ہوئے +

(۲) سلطنت کی روزافزون ترقی جو سلیمان اول کی تخت نشینی یعنے سنہ ۱۵۲۰ء تک رہی +

(۳) عہد سلیمان قانونی و سلیم ثانی جو ۱۵۲۰ء سے ۱۵۷۴ء تک قایم رہا اس زمانے مین ٹرکی کی بحری و بری قوت کو تمام دنیا نے مان رکھا تھا +

(۴) مراد ثالث کے زمانے مین زوال سلطنت کا آغاز اور بعہد ۱۶۲۳ء مین مراد رابع کا اپنی جرات اور دلاوری سے سلطنت کی گذشتہ شوکت کو قایم کرنا +

(۵) بدنظمی اور ابتری جو کوبرلی اوّل کے زمانہ وزارت یعنی ۱۶۵۶ء تک رہی +

(۶) اوس زمانے سے جب کہ وزیر اعظم کوبرلی اور اوسکے خاندان نے سلطنت کو نئی رونق دی اوس زمانے تک جب کہ آسٹریا سے نہایت ہولناک جنگ ہوئی اور کارلووٹز کی صلح کی گئی ۱۶۹۹ء +

(۷) زوال تیز رفتار کا آنا اور اوس سے مقام کینارڈجی پر صلحنامہ لکھنا جو صلحنامہ پروتھ کے انتقام مین لکھا گیا تھا اور جسکے واسطے پیٹر اعظم اور اوسکی بی بی کیتھرائن خار کھائے بیٹھی ہوئی تھی +

مین کہہ سکتا ہون کہ ایک آٹھوان زمانہ بھی ہے یعنے عہدنامہ کناڑجی سے لیکر عہدنامہ برلن اور اوسوقت سی اس زمانے تک - یہ زمانہ بہم درجا مین گذرا ہی لیکن اب اس باوقار سلطنت کی بقا کے لیے نئی امیدون نے اپنی دلربا صورت دکھائی ہے +

وقت اس قدر تھوڑا ہی کو کتنا ہی اختصار کیا جاے لیکن ہر زمانے کا کچھہ حال بیان کرنا بھی ممکن نہین معلوم ہوتا - اسلیے مین اسپر قناعت کرونگا کہ خاص خاص زمانون کا جنمین کچھ بڑے بڑے اہم اور سنگین واقعات ہوے مختصر بیان کرون - پہلے زمانے کا جو فتح قسطنطنیہ پر ختم ہوا ذکر کرنا ضرور نہین کیونکہ یہ وہ زمانہ ہی جب کہ قصر سلطنت کی تعمیر ہو رہی تھی +

اسکے بعد سلیمان کے زمانے کی تاریخ قابل لحاظ ہے اور آپ صاحبون کی اجازت سی اوس پر ایک نظر ڈالنا چاہتا ہون جس سے سلطنت عثمانیہ کی عظمت و شان کا پتہ لگے گا اور آخر مین برلن کے عہدنامے کا ذکر کرونگا جس سے معلوم ہوگا کہ اب اوسکا کیا حال ہے +

سلیمان کا عہدنامہ صرف ترکونکی تاریخ مین بلکہ تمام دنیا کی تاریخ مین ایک نمایان اور اہم واقعہ ہے - اس زمانے مین یورپ کے عیسائیون کی روز

قوت کا شباب تھا۔ اندلس مسلمانون سے خالی ہوگیا تھا اور یورپ کی نظرین پھر بیت المقدّس کیطرف پھرنے لگی تھین۔ اعلی درجے کے ہمعصر بادشاہ ہونیکے لحاظ سے بھی یہ زمانہ قابل وقعت تھا شہنشاہ چارلس پنجم بادشاہ فرانسیس اوّل پوپ لیو دہم ہنری ہشتم بادشاہ انگلستان ویسلی الوار لوچ روس کی آیندہ عظمت کا بانی سجسمنڈ شاہ پولینڈ اینڈریس گرٹیٹی وینس کا فلاسفر مزاج حاکم۔ شاہ اسمعیل صفوی فارس اور ہمارے ہندوستان کا شہنشاہ اکبر۔ یہ سب رفیع المنزلت عالی ہمت بلند حوصلہ بادشاہ دنیا کی ناٹک مین اوسوقت نمودار ہوسے جب سلیمان ٹرکی مین ظاہر ہوا +

مورّخ دان ہیمر لکھتا ہے " یہ عالی مراتب لوگ جنکے نقش قدم صفحہ ہستی سے محو نہین ہوسکتے۔ شہرت اور عظمت کے لحاظ سے عثمانیہ سلطان کے سامنے سرنگون ہین۔ اوسکی قبا سے شہرت مین جو چمک تھی وہ دیگر شہنشاہی آنکھون مین خیرگی پیدا کرتی تھی۔ کورنرکے ان اشعار سے سلیمان کے مزاج کی اصل کیفیت معلوم ہوگی۔ زریچ کی ناٹک مین سلیمان اپنی نسبت لکھتا ہے + ۵

اشعار

جانتا ہون مین کہ بیشک زندہ جاوید ہون　　میری شہرت نسبت انجم ہی نہین جنکو فنا

فتح کرلیتا مین آسانی سے ہفت اقلیم کو　　گر زمانے مین نہ ہوتا مجھہ سا کوئی دوسرا

پر کرون کیا تھی مری تقدیر مین سختی بہت　　اور ضدی ملو تھی اون لوگون میں جنمین زور تھا

جو مقابل تھے مری تعداد تھی اون کی بہت　　اور ہر ایک زور و قوت مین بھی مجھہ سے کم نہ تھا

یون تو حاصل کرنے کو حاصل کیا مینے بھی　　پر نہ مانون گا کہ قسمت کا تھا مین مجھہ لاڈلا

میری ہمت مین تھی وہ قوت کہ جسکے زور سے　　مین نے قسمت کو بھی استقلال سے پسپا کیا

اور لی وہ چیز اوس سے جس سے انکار اوسکو تھا　　گو خوشامد مین دقیقہ ایک بھی چھوڑا نہ تھا

اوسکی فوج کے سپاہی اکثر کلام اللہ کی یہ آیت پڑہا کرتے تھے ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلَّا تَعْلُوْا عَلَیَّ وَاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ +

ترجمہ میرے خلاف سرتابی کرنے کی مجال نکرو ملکہ آو اور میری اطاعت اور سچا دین اختیار کرو +

سلطان کی فوج جہان جاتی تھی فتح و نصرت علم اقبال کے نثار ہوتی تھی

اور بحری فوج جس سمندر کیطرف رخ کرتی تھی اوسکو اپنا کر لیتی تھی اور لوگ
اس دعوے سے لڑائی پر جاتے تھے کہ گویا فتح کا پہلے ہی اونکو یقین ہوتا
تھا۔ سلیمان کو (خداوند زمان) کا لقب دیا گیا ہے اور یہ لقب نہایت ہی
موزون ہے۔ کیونکہ یورپ کے گردن افراز بادشاہون مین سے ایک بھی ایسا
نہ تھا جسنے سر عجز کو اوسکے سامنے نہ جھکایا یا اوس سے مدد طلب نہ کی ہو
فرانسیس اوّل بادشاہ فرانس اکثر اوسکی مدد کا خواستگار رہتا تھا اور
سلطان نے جرمنی اور آسٹریا کے خلاف مین مدد دیکر سلطنت فرانس کو اوسکے
دشمن کے پنجے سے بچایا اور بادشاہ فرانسیس کو قید سے رہائی دی۔ آسٹریا
کی تو اوسوقت ٹرکی کے مقابلے مین ایسی ذلیل حالت تھی کہ بادشاہ فرڈینینڈ
اپنے آپ کو وزیر ابراہیم کا بھائی کہنا فخر سمجھتا تھا۔ اس سے ظاہر ہے
کہ وہ اپنے مرتبے کو سلطنت عثمانیہ کے وزیرون کی برابر سمجھتا تھا +
شہنشاہ چارلس بادشاہ فرانس پوپ اور سلطنت جمہوریہ وینس سب
سلیمان کو اپنا آقا سمجھتے تھے۔ سنہ ۱۵۲۵ء مین فرانس نے سلیمان سے مدد طلب
کی اسکے جواب مین جو خط سلیمان نے لکھا تھا وہ اب تک فرانس کے دفاتر
مین محفوظ ہے۔ یہ خط تمکنت آمیز فیاضی کے سب سے بلند تشدید مین لکھا گیا

ہے اور بادشاہ فرانس کو اطلاع دیگئی کہ "چونکہ تمہاری عرضی پایہ تخت کے
جو منطلو مونکا مامن ہے رکھی گئی ہے اسلیے اب اوس دشمن سے ہراسان نہو
جسنے تمکو دھمکایا تمہارے ملک کو تباہ کیا اور خود تمکو قید کر لیا ہے" ایک
فرانسیسی عالم - ایم - ہیلرٹ سلیمان کا ایک دوسرا خط نقل کرتے ہین جو
اوسنے بادشاہ فرانس کے اوس خط کے جواب مین بھیجا تھا جسمین اوسنے علیسائیان
بیت المقدس کی سفارش کی تھی - ہیلرٹ کا کھنا سچ ہے کہ اوس سے ایسی
حق پرستی اور مذہبی بے تعصبی کی بو آتی ہے جو اوسیقدر قابل قدر ہے جسقدر
کہ وہ کمیاب ہی خصوصاً اوس زمانے مین جسمین کہ سلیمان گذرا ہے جزیرہ رہوڈز
کے محاصرے اور فتح کا واقعہ مذہبی بے تعصبی کی ایک اور نمایان یادگار رہا ہے
یہ جزیرہ سینٹ جان کے نائٹ لوگون کا ملجا و ماوا تھا سلیمان نے اوسکو
ایک طول وطویل محاصرے کے بعد فتح تو کیا لیکن نائٹون نے بھی خوب داد
شجاعت دی اور دل کھولکر مقابلہ کیا *

سلیمان نے اونسے ایسی آسان شرایط پر صلح کر لی کہ کبھی کسی محاصر نے
محصورین کو عطا نکی ہونگی - نائٹون کو اجازت دی کہ وہ بلا خوف و ہراس
جزیرے سے چلے جائین اونکے مال و اسباب کے ایک تنکے کو بھی ہاتھ

نہ لگایا گیا - اور سلطان نے خود اپنی طرف سے جہاز اور دوسرا سامان ضروری دیا - گرینڈ ماسٹر - ولیرز ڈی - لائل ایڈم سے رخصت ہوتے وقت سلطان نے اپنے وزیر اعظم سے مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا "مجھے سخت صدمہ ہے کہ اس بہادر شخص کو پیرانہ سالی میں اوسکے گھر سے نکالنا پڑا" اگرچہ اس واقعہ کو گذرے ہوے چار صدیوں کا عرصہ ہوا لیکن نائٹون کے مکان کے دروازون پر جو قومی نشانات بنے ہوئے تھے وہ بدستور موجود ہین اور عالم تصور مین یہی خیال پیدا ہوتا ہے کہ گویا ابھی تک سینٹ جان کے شجاع نائٹ آباد ہین - اس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ سلیمان قانونی وفداوندزمان ایک بہادر سپاہی کے سچّے دل اور متحمل ہمّت کی کسقدر قدر کرتا تھا اوس زمانہ کے ترکون کی عظمت وشان اس بیان سے معلوم ہوتی ہے کہ پہلی پہل ترکون ہی نے قلعہ دشمن تک رفتہ رفتہ خندق کے ذریعے سے پہونچنے کا طریقہ ایجاد کیا ہے - اس محاصرے مین پہلی دفعہ ترکون ہی نے بم کے گولے چلائے - صرف ترک اور انگریز ہی وہ قومین ہین جنھون نے سب سے پہلے پیدل فوج مرتب کی - لیکن انگریزون کے تیر وکمان کا ترکون کی شمشیرون سے کبھی مقابلہ نہین ہوا اور تمام یورپ کی قومین رزمی باجے

کے لحاظ سے ترکونکی قوت ایجاد کے ممنون احسان ہین - سقون کی ایک پلٹن فوج کے ساتھ رہنے کے لیے سب سے پہلے ترکون ہی نے قایم کی اور محکمہ کمسریٹ سپاہیونکی رسد رسانی - زخمیونکی خبر گیری - اور سامان جنگ کی حفاظت کے لیے سب سے پہلے ترکون ہی کے یہان مقرر ہوا - اس زمانہ مین ترکی فوج ایسی جرار تھی کہ اوسکی نسبت کہا گیا ہے کہ "کوئی ایسی جگہ نہ تھی جہان وہ نہ جاسکتی ہو اور کوئی ایسا کٹھن کام نہین تھا جسکو وہ نہ کرسکتی ہو" اس زمانے مین ترکون اور دوسری قومونکے کمپوؤن مین نہایت نمایان فرق ہوتا تھا - ترک تو صاف ستھری اعتدال پسند تندرست اور مہذب ہوتے تھے اور دوسری قومونکا بعینہ ویسا ہی حال ہوتا تھا جیسا کہ آجکل کسی جبشیونکی چھاونی کا جہانکہ ہر شخص کو اپنے کام کی فکر کرنی پڑتی ہے اور جو کچھہ ملجاتا ہے وہ کھالیتا ہے - ترکی فوج مجرمون اور بڑے آباد شہرون کے ردو اخیل فرقون سے نہ کبھی بھرتی ہوئی ہے اور نہ اب ہوتی ہے +

بحری فوج کا ذکر بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا ایک مستند شخص کا قول ہے کہ بحری فوج نے بحر روم و بحر احمر و بحر ہند کے دور و دراز ساحلون پر

شہرت کے ڈنکے بجا دیے تھے - امیر البحر ونکی شجاعت اور ہنرمندی نے ترکونکی عظمت کو سمندرون مین اوسیقدر بلند کر رکھا تھا جتنا کہ خشکی مین ۔۔
خیرالدین پاشا جس سے اسپین اور پرتگال کے لوگ باربروسا کے نام سے زیادہ واقف ہین - اس صدی مین شجاع ترین بحری سردار تھا وہ کپتان پاشا کے عہدے پر سرافراز تھا اور تمام بحری فوج اوسکے تابع تھی - کوئی بحری فوج ایسی نہ تھی جسکو اوسنے زیر نہ کیا ہو اور اسکے علاوہ ستر ہزار مسلمانونکو اندلس سے جہانکہ ظلم وستم کا بازار خوب گرم تھا الجزایر مین پھونچادیا - اندلس کے عیسائیونکے متعصب ظلم کی نسبت ایک معتبر مورخ لکھتا ہے کہ اونہون نے مسلمانونکو نہین نکالا بلکہ اسنے مرغ زرین کو مار ڈالا اور جو شائیستگی کہ مسلمانونکے زمانے مین تھی وہ بدنصیب غرناطہ کو نصیب نہ ہوئی"
عثمانیونکی بحری قوت کی ایک مثال نہایت پر اثر ہے - ۲۸ ستمبر سنہ ۱۵۳۸ء مین خیرالدین پاشا نے - پوپ - اور - وینس - اور شہنشاہ چارلس خامس کے متحدہ بیڑون کا جنگ پریوسا مین مقابلہ کیا - پاشا نے اس موقع پر پر خطر و تعجب انگیز تہوّر سے کام لیا - جہازونکے بیڑے کی قطار کو توڑ کر گھس گیا یہ وہ دلیرانہ رفتار تھی جسکے نقش قدم چلنے سے پچھلے زمانے

مین راڈنی سنٹ ونسنٹ - اور نلسن نے انگریزی بحری فوجکے کو اسے
بلند نامی کے سر بفلک کیا - ترکی بیڑے کی تعداد بہت قلیل تھی - جہاز بھی بڑے
نہ تھے اور وزن بھی کم تھا - لیکن اسپر بھی ترکونکو کامل فتح نصیب ہوئی - اور
دشمن کے چند جہاز صرف رات ہوجانے سے محفوظ رہ گئے - ہند کے سمندرون
مین ترکون نے پرتگیزون کو شکستین دین اور ہند کے شمالی مغربی ساحل کے
کئی مقامات پر قبضہ کر لیا جنمین سے غالباً کراچی بھی تھی - اونکے ایک امیر البحر
سیدی علی نے بحر ہند کی جہازرانی کی نسبت ایک کتاب لکھی اور گجرات
سے قسطنطنیہ کو خشکی کی راہ گیا تھا اوسکا بھی ایک سفرنامہ تیار کیا - بحر شام اور
بحر احمر کی نسبت بھی بہت سی سائین ٹیفک کتابین تصنیف ہوئین - عدن
کے مشہور اور معروف وقابل تعریف حوض جنکی برٹش گورنمنٹ نے اب
پھر مرمت کرائی ہے اور جنکی سوا سے عدن کے آبرسانی کا کوئی اور ذریعہ
نہین ہی ترکونکی انجنیری ترقی اور علمی قوت کی شاہد ہے - سلسٹریا
شملہ - دسلچک اور وارنا کے قلعے آجتک اونکی داد شجاعت دیرہے
ہین - پلیونا - اور عثمان پاشا سے میرے کان بچپن ہی سے جبکہ
جنگ روم و روس - ہورہی تھی آشنا ہین - اور پھر سے ہرا کیا

سب لوگونکے کان آشنا ہونگے ✦

یہ مشہور ہے کہ ٹرکی محصورین اوسوقت مقابلہ شروع کرتے ہین جب کہ دوسری قومونکے محصورین مقابلے سے دست بردار ہو جایا کرتے ہین - اور مین یقین کرتا ہون کہ ترکی مین اصلاح بھی اوسوقت شروع ہوتی ہے جب کہ دوسری قومون اور دوسرے ملکون مین اصلاح کی امید بھی جاتی رہتی ہے -

ٹرکی کی گذشتہ شان وشوکت کے ذکر مین صفحہ سیاہ کردینا ممکن ہے مگر اس سے نہ اوسکی موجودہ مصیبتین کچھہ کم ہونگی اور نہ ایک ایسے مضمون کا اعادہ مناسب ہی کہ جس سے آپ سب لوگ بخوبی واقف ہین اور جسکے کما حقہ بیان کرنے کے لیے مجھہ سے زیادہ قابل لوگونکی ضرورت ہے لیکن قبل اسکے کہ مین ٹرکی کی موجودہ حالت پر بحث کرون مناسب معلوم ہوتا ہی کہ آپ لوگونکے ذہن نشین کرون کہ ترکون اور اونکے قدیمی دوست انگریزون مین قدیم سے کیسے تعلقات چلے آتے ہین وہ تعلقات جو بے شک سولھوین صدی مین خاندان عثمانیہ کے لیے نہایت قابل فخر تھے اب اونکا خیال کرنا بھی حسرت انگیز ہے -

مراد ثالث کے وقت تک انگلستان کو ٹرکی سے کوئی تعلق نہ تھا لیکن سنہ ۱۵۷۹ع مین تین سوداگر ولیم ہیرمین - ایڈورڈ ایلس اور

رچرڈ اسٹیپل قسطنطنیہ کو بھیجے گئے اور انہون نے ترکی مین انگریز سو
داگرون کے لیے بھی وہی حقوق حاصل کیے جو کہ دوسری قومونکو حاصل
تھے سنہ ۱۵۸۳ء مین ان سوداگرون مین سے ولیم ہربن کو ملکہ الیزبتھ نے
اپنا سفیر مقرر کیا۔ انگلستان کی ملکہ سے فلفوس ثانی والی اسپین کو نہایت
ہی نفرت تھی اسلیے ملکہ نے کوشش کی کہ بادشاہ اسپین اور اوس کے
مددگار پوپ روم کے مقابلے مین سلطان اوسکے شریک حال ہون
جو خطوط کہ ملکہ الیزبتھ نے باب عالی کو لکھے تھے اونکے ملاحظے سے معلوم
ہوتا ہے کہ مسلمانونکو جو بت پرستی سے مشہور و معروف نفرت ہے اوس سے
ملکہ نے فائدہ اوٹھانے کی پوری کوشش کی تھی۔ ملکہ انگلستان نے ان خطوط
مین یہ لقب اختیار کیا ہے "مشہور اور سچے مذہب کے سبب سے
قوی حامی اون بت پرستونکے مقابلے مین جو کہ دغا بازی سے حضرت عیسیٰ
کے نام کو بدنام کرتے ہین" ایک اور خط بھی ابھی تک موجود ہے جو کہ
سفیر متعینہ باب عالی نے سلطان کو نومبر سنہ ۱۵۸۷ء مین لکھا تھا جب کہ
انگلستان کو بادشاہ اسپین کے جہازونکے بیڑے نے خطرے مین ڈالدیا
تھا۔ اسمین سلطان سے درخواست کی گئی ہے کہ اگر وہ اپنی عظیم الشان

سلطنت کی کل فوج جرار کو نہ بھیج سکیں تو بھی کم سے کم ساٹھ یا اسی جنگی جہاز اوس
بت پرست بادشاہ اسپین کے استعمال کے لیے بھیدیں جسنے یورپ اور
تمام بت پرست بادشاہوں کی مدد سے قوت پاکر ارادہ کیا ہے کہ پہلے ملک
انگلستان کا قلع قمع کرے اور اوسکے بعد اپنی تمام قوت کو سلطان کی تباہی میں
صرف کرے اور ہفت اقلیم کا بادشاہ ہوجاے" انگریزی سفیر نے اسبات
پر زور دیا کہ اگر سلطان اور ملکہ الزبتہ شریک حال ہوگئے اور اونہوں نے
اپنی بحری قوت کو مستعدی اور ہوشیاری کے ساتھ اسپین کے مقابلے میں
استعمال کیا تو مغرورانہ کس اور جھوٹی پوپ اور اوسکے پیروں کا خاتمہ ہوجائیگا
اور انگلستان اور ٹرکی کی باہمی امداد سے خدا اپنے خاص بندوں کی حفاظت
کرے گا اور روے زمین کے بت پرستوں کو سزا دے گا۔

پہلا خط مقام ونڈسر سے ۵ نومبر سنہ ۱۵۹۳ء کو الزبتہ کیطرف سے
وزیر اعظم محمد کے نام لکھا گیا تھا دوسرا خط ملکہ کے سفیر کیطرف سے
سلطان کے نام ۹ نومبر سنہ ۱۵۸۰ء کا لکھا ہوا ہے۔ میرے علم میں دو
اور خط بھی لکھے گئے تھے ایک سنہ ۱۵۸۰ء میں بعض قیدیوں کو الجزائر سے
رہا کرانے کے لیے اور دوسرا ۲ نومبر سنہ ۱۵۸۰ء کا لکھا ہوا ہے

جسمیں اسپین کی شکست کا ذکر ہے اور شہنشاہ عثمانیہ سے درخواست کیگئی
ہے کہ وہ اسپین پر حملہ کریں ۔ ایک مورخ لکھتا ہے "اگر انگلش چینل
میں ایک ترکی بیڑا ۔ ریلی اور ڈریک کی حمایت میں پہلو بہ پہلو
اسپین سے لڑتا تو اندلسی بیڑے کی حیرت افزا تاریخ میں یہ بھی ایک عجیب واقعہ
ہوتا" لیکن ترکی کا آفتاب غروب ہو رہا تھا ۔ اگرچہ ظاہری شان وشوکت
بحال تھی مگر اصلی عظمت جو کہ سلیمان قانونی اور سلیم ثانی کے عہد میں ترقی
کے نصف النہار پر پہونچی تھی اوسکو گھن لگ گیا تھا ۔ جسطرح کہ حضرت سلیمان
کا مردہ جسم لکڑی کے سہارے سے برسوں کھڑا رہا اسیطرح ترکی
کی شان وشوکت بھی غیر قوموں کی نگاہ میں ویسی ہی قایم رہی جیسی اوسوقت
تھی نہ کہ جیسے کسی زمانہ سابق میں تھی اور جسطرح کہ حضرت سلیمان کے
جسم کو ساکنان آب وخاک وآتش وباد زندہ سمجھکر پرستش کرتے تھے
یہانتک کہ جس لکڑی کے سہارے سے کہ جسم بے جان کھڑا تھا اوسکو
دیمک نے کھا لیا اور وہ آخر کار گر پڑا اسیطرح ترکی کی بھی پہلی ہی سی
عزت ہوتی رہی ۔ یہانتک کہ دفعتاً دنیا کو معلوم ہو گیا کہ شان وعظمت
استنبول سے رخصت ہو گئی ۔

ترکوں کی حماقت ہی نے روس کو اون کا اس قدر قوی دشمن بنا دیا
ہے۔ ہمنے خاصکر روس کا ذکر دو وجوہ سے کیا ہے۔ اوّل تو یہ کہ روس
ہی نے سلطنت عثمانیہ کی قوت کو یورپ مین مستاصل اور ایشیا مین
ضعیف کیا ہے۔

دوسرے یہ کہ روس کے حامیوں کی تعداد کچھہ کم نہین ہے بڑی
خوشی ہو اگر ترک یورپ سے بالکل نکل جائین اور یہ اور بھی اچھا ہو اگر
روس ہی کے ہاتھہ سے نکلین۔

تاریخ بتاتی ہے کہ ایک دفعہ ترکون نے روس پر پورا غلبہ
حاصل کر لیا تھا لیکن اپنی کمزور حکمت عملی سے اوسکو خاک مین ملا دیا
اور پروتھہ پر روس سے معاہدہ کر کے صلحنامہ لکھدیا۔ وزیر اعظم نے
پٹر اعظم اور اوسکی بی بی ملکہ کیتھرائن کو مقام کوشی مین گھیر لیا تھا جو دریا
پروتھہ کے نزدیک واقع ہے۔ اور روسی بالکل ترکی فوج کے چنگل مین آ گئے تھے
کہ اتنے مین کیتھرائن نے جسکو از روے انصاف روس کے "فرشتہ
نجات دہندہ" کا لقب دیا گیا ہے۔ فوجین خزانہ و جواہرات سب کو
جمع کر کے وزیر اعظم کے پاس بھیجدیا اور اطاعت گزینی کا پیغام دیا۔ وزیر نے

ایسی شرائط پر صلح کو قبول کیا کہ جو زار کے لیے نہایت حقارت آمیز تھیں لیکن جنسے ٹرکی کو کوئی ذاتی مفاد حاصل نہین ہوا صلحنامہ ایک جانب تو ایسا سخت تھا کہ سلطان کے فیض وکرم کا اوسپر اطلاق نہ ہو سکتا تھا دوسری جانب نرم اسقدر تھا کہ اونکو کوئی دیر پا فائدہ بھی نہ تھا۔ عہدنامہ اسطرح شروع ہوا۔ خدا کی عنایت بے غایت سے فتحمند اسلامی سپاہ نے زار روس کو مع اوسکی ساری فوج کے دریاے پرتھ کے نزدیک اسطور پر گھیر لیا کہ اوسکو سواے امن طلب کرنے کے کوئی چارہ نہ رہا اور خود اوسکی درخواست سے مندرجہ ذیل شرائط پر صلح کیجاتی ہے اسکے بعد حقارت آمیز شرائط درج ہین۔ عہدنامے کے اخیر میں وزیر اعظم کیطرف سے درج ہے کہ "وہ اعلیحضرت تو شوکت خداوند نعمت کی پیشگاہ عالی مین اس امر کی التجا کرتا ہے کہ پیشگاہ خداوندی سے ازراہ الطاف خسروانہ زار کے قصورات سابقہ کی معافی اور ان شرائط کی تصدیق فرمائی جاے۔

تھورنٹن مورخ لکھتا ہے "جب عہدنامہ پر وتھد پر دستخط ہوے تو اوسوقت سلطنت عثمانیہ کی ذکاوت وفہم وفراست خواب

ادبار میں تھی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کیونکہ پولٹوا کے واقعہ جانکاہ کے بعد جو جو اصلاحیں پیٹر نے کی ہیں جنکی بدولت روس نے موجودہ ترقی حاصل کی گو یہ ترقی ایسی ہوئی ہے کہ اسوقت بھی رعایا میں سے فی صدی بارہ سے زیادہ پڑھے لکھے نہیں ہیں اور جو جو سامان جنگ کے ذخیرے جمع ہوئے جنکے ذریعے سے روس کو کم سے کم تمام ابتدائی فتوحات حاصل ہوئی ہیں۔ اوس زمانے میں ان اصلاحوں اور سامان جنگ کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ اسمیں شک نہیں کہ اگر اوسوقت پیٹر اعظم قتل ہوتا یا گرفتار کرلیا جاتا تو سلطنت زار کو یہ دن نصیب نہ ہوتا اور وہ قعر وحشت وجہالت میں پڑی رہتی۔

میری رائے میں اسباب کی ارزور کھنا شاید بدنما ہوگا کہ ترکوں کو ایسے موقع پر ذرا سوچ سمجھکر کام کرنا تھا۔ گو روس جیسے وسیع ملک کی بربادی ہو جاتی لیکن اصل یہ ہے کہ سلطنت روس اپنی زبان حال سے کہے دیتی ہے کہ جرار و شائستہ فوجیں کسی حکومت کی شائستگی اور تہذیب کا وثیقہ نہیں ٹھہرائے جاسکتی ہاں تباہی و بربادی میں اونکو دستگاہ کافی حاصل ہوجاتی ہے۔ روس میں ظلم وستم کی کوئی

حد ہی نہین ہے۔ حال ہی مین جو وحشت انگیز برتاؤ سامے سرپاؤ
مین بیکس عورتون کے ساتھہ کیا گیا ہے اوسکی وجہ سے ہائیڈ پارک
مین بھی ایک پرجوش جلسہ ہوا اور بیشیہ وروفرقونکے سرگروہ نے اسموقع
پرکہا وو یہ مشہور ہی کہ جس سر پہ تاج رکھا جاتا ہے وہ نہایت ہی بےچین
رہتا ہے مگر مجھے افسوس ہے کہ تاج پہننے کے لیے ایک ہی سر روس
مین موجود ہی"

مین اس موقع پر عرض کرونگا کہ یہ سمجھنا بالکل لغو ہوگا کہ وزیراعظم
نے پروتھہ مین رشوت لی کیونکہ اسباب کا خیال کرنا نادانی سے خالی
نہ ہوگا کہ جو کچھہ کیتھی رائن نے وزیراعظم کو دیا اوس سے سو چند بھی ایک
ایسے مقام اور ایسے وقت مین لیکر وہ اسبات پر آمادہ ہوجاتا
کہ جس سے نہ صرف ملک کو نقصان پہونچا سکے۔ بلکہ اپنی جان کو مبتلاے
غضب سلطانی کرے مگر اس مین شک نہین کہ اوس روز سے آجتک
زار کی یہی کوشش رہی ہے کہ سلطنت عثمانیہ کی بیخ کنی کرے اور
غالباً یہ پروتھہ کی مصیبت ناک شکست کا انتقام ہے +

کیتھی رائن کے دوسرا پوتا ۱۷۷۸ء مین پیدا ہوا اوسکا نام

قسطنطین رکھا گیا۔ اور یونانی دائیان دودہ پلانے کے لیے مقرر کی گئین مسٹر ایٹن روس کا بڑا طرفدار تھا اور اوسوقت وہین رہتا تھا لکھتا ہے کہ "قسطنطین نے دایہ کے دودہ کے ساتھہ یونانی زبان بھی پی جسکو بعدہٗ اوسنے یونانی اوستادونکی مدد سے پختہ کیا مختصر یہ ہے کہ اوسکو پوری تعلیم ایسی دی گئی تھی کہ وہ ہر طرح پر قسطنطنیہ کے تخت کے لایق ثابت ہو جائے اوسوقت ملکہ کے تکمیل منصوبے کی نسبت کیسکو شبہ باقی نہ تھا"

اسمین شک نہین کہ ٹرکی کے حقمین کتھی رائن قہر ایزدی تھی اوسکے عہد مین صوبہ **کریمیا** شرمناک طریقے سے فتح ہوا اور اس سے زیادہ شرمناک واقعہ پیش آیا کہ اوّل تو اوسنے اپنے مغلوب دشمن کو امن دی لیکن تھوڑی دیر بعد بڑی بے دردی اور بے رحمی سے قتل عام کرڈالا جسمین نہ تو بچے اور بڈھے کا لحاظ کیا اور نہ عورتون کا پاس رکھا۔

کون ہے جو اس عہد نامے سے واقف نہین جسکا یہ منشا تھا کہ کریمیا کی ایک خودمختار سلطنت بنائی جائے اور وہان کے

باشندے خود اپنے بادشاہ کو منتخب کرین - یہ عہد نامہ لکھا روس نے
تھا اور روس ہی نے اوسکو توڑا - عہد نامے کے چند ہی سال بعد روس
نے کریمیا کو تہ و بالا کر دیا اور صرف ایک شہر اسمٰعیل مین چالیس ہزار
ترک اور دوسرے مسلمان مرد عورتین بچے قتل کیے گئے سورو
خود کھتا ہے کہ گو اوسنے ایک پر مضمون نشعر اسمٰعیل کے فتح ہونے
کی نسبت کتھی رائن کو لکھا لیکن جب ہنگامے سے فارغ ہوکر وہ اپنے خیمے
مین گیا تو اوسکو اپنے سپاہیونکی سفاکی اور خونریزی پر رونا آگیا لیکن ایسے
جھوٹے آنسو خون کی ندیون کے معاوضے نہین ہو سکتے +
جب کہ بادشاہ آسٹریا جو مشکل سے بہادر کے لقب کا مستحق ہے
اور جسنے ٹرکی کے خلاف روس کی فریب آمیز نظیر کو اختیار کیا اور گویا
اسکے انتقام مین خود اوسنے اپنے ہاتھ سے ایک ایسی سخت شکست
کھائی کہ جسکی مثال تاریخ عالم مین بھی مشکل سے ملتی ہے - کتھی رائن کی
بزم عشرت مین کریمیا کے ایک دریا کے کنارے شریک ہوا تو دونون
نے ملکر ٹرکی کے استیصال کے منصوبے باندھے - اسیر ملکہ روس نے
ہنسکر اپنے شریک بزم عشرت سے پوچھا دو پھر آخر ان بیچارے ٹرکون

کا کیا حال ہوگا" لیکن وہ یہ بیچارے ترک" ابھی تک زندہ ہین اور اونھون نے ثابت کر دیا ہے کہ کوئی اونکو کمست کم اونکی دار الخلافتہ سے بے دخل نہین کرسکتا کیتھی رائن کے بعد سے دو دفعہ ترکی کے استیصال کے مشورے ہوئے ہین ایک دفعہ نپولین کے زمانے مین جسکا الٹا نتیجہ یہ ہوا کہ روسی بیڑہ ترکی بحری فوجکی مدد سے نپولین کا مقابل ہوا اور دوسری دفعہ خود زار نے انگریزی سفیر سے مشورہ کیا تھا جسکا معقول جواب سفیر نے صاف دیا لیکن یہ جواب کسیقدر جنگ کریمیا کا بھی باعث ہوا۔ معلوم ہوتا ہے کہ جو زار تخت نشین ہوتا ہے اوسکی دلی خواہش یہی ہوتی ہے کہ قسطنطنیہ کو فتح کرے +

مین بلا تامل یہ کہسکتا ہون کہ ہم کو برٹش گورنمنٹ کا مشکور ہونا چاہیے کیونکہ بغیر اوسکے بروقت امداد کے شاید قسطنطنیہ کی یہ نوبت پہونچ جاتی کہ روسی جھنڈے ایاصوفیہ پر لہراتے ہوتے اور بندر گولڈن ہارن سے روسی جہاز سلامی اوتارتے +

پانچ برس پہلے ٹرکی کی حالت اس قدر خراب تھی کہ یہ ممکن نتہا کہ اوسکی فوجکی کیا تعداد ہے کتنے جہاز اوس کے بندرون مین ہین۔

اور قرضے کی کیا حالت ہے وہ قرضہ جو سب سے بدتر چیز ہے اور جسکی وجہ سے
ٹرکی کو دیوالیہ بننا پڑتا لیکن چونکہ قرضخواہوں سے معاملہ ہو گیا تھا اس لیے
سلطنت ٹرکی کے دامن اعتبار پر ناداری کی گرد بیٹھنے نہ پائی - میری
رائے میں ترقی کی یہ یقینی علامت ہے کہ اب ہم کو قریب قریب سلطنت
کے تمام محکموں کا حال معلوم ہے - میں اب اس امر کی کوشش کرتا ہوں کہ
ٹرکی کی موجودہ حالت کا ایک خاکہ آپ کے سامنے کھینچ دوں تاکہ اوس سے
خزانے کی کیفیت تجارت کی ترقی اور بحری فوج کی قوت معلوم ہو جائے

ٹرکی دو بڑے حصوں میں منقسم ہے ایشیائی ٹرکی اور یورپین ٹرکی
پچھلا حصہ اگلے زمانے میں بہت وسیع تھا لیکن اب صرف ۶۶۵۰۰ مربع
میل کا رقبہ رہ گیا ہے جسکی آبادی ۴۶۶۸۰۰۰ ہے جس میں قریباً بیس لاکھ
مسلمان ہیں گو کہ کوہ بلقان دائرہ حکومت سے خارج ہے لیکن ایک
عہدنامہ کے لحاظ سے زمانہ جنگ میں ترک اوس پر قبضہ کر سکتے ہیں -
زمین بطور خود زرخیز ہے مگر بعض خارجی اسباب کے لحاظ سے زراعت اچھی
حالت میں نہیں ہے - یہ خارجی اسباب زیادہ تر اس وجہ سے ہیں کہ
ٹرکی کو تیرہ برس سے زیادہ ہوئے کہ کبھی جنگ سے مہلت نہیں ملی اور

اب دیکھنا یہ ہے کہ موجودہ امن اگر فی الواقع اسے امن کہا جائے کب تک قایم رہتی ہے ؛

بھیڑونکی پرورش بہت اعلے درجے پر پہونچ گئی ہے اور اونکی درآمد بکثرت ہوتی ہے ۔ لوہا بھی بکثرت دستیاب ہوتا ہے ۔ دوسرے اشیاء معدنی جو اس ملک مین موجود ہین یہ ہین ۔ سیسہ چاندی مین ملا ہوا ۔ تانبا ۔ گندہک ۔ نمک اور کوئلہ ۔

صنعتونکی یہ کیفیت ہی کہ اونی اور سوتی کپڑے بنے جاتے ہین ۔ قالین ۔ شال ۔ توپ ۔ بندوقین ۔ اور چمڑا تیار ہوتا ہے ۔ اور رنگنے اور چھاپنے کے کارخانے کھلے ہوے ہین ؛

یورپین ٹرکی مین ۶۰۰ میل ریل جاری ہے اور ایک ٹرین سیدہی قسطنطنیہ سے پیرس تک جاتی اور وہانسے آتی ہے اور چار سو میل تک ایشیا مین ریل جاری ہے اور ۵۸۳ میل اور ریل تیار ہو رہی ہے ۔ ایشیائی ٹرکی کا رقبہ یورپین ٹرکی کی بہ نسبت زیادہ ہے ۔ آجکل کے ترکون نے ٹرکی کا نام " امین آباد مسلمین " رکھا ہے لیکن مجھے یقین نہین کہ ترک کبھی یورپ سے بے دخل ہوسکین گے کم سے کم جو

حالت کہ آجکل ہے اوس سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ وہ ناگہانی طور نہین مر سکتے کیونکہ بظاہر وہ اپنے آپ کو اسقدر قوی بنا رہے ہین کہ اتنی قوت پچھلی دو صدیون مین کبھی نصیب نہین ہوئی اور اب تو وہ یورپ سے بہت ہی مانوس معلوم ہونے لگے ہین کیونکہ ٹرکی کو یورپ کی سلطنتون مین بھی جگہ دی گئی ہے اور اونکے سفیر انٹی سلیوری کانفرنس (کانفرنس انسداد بردہ فروشی) وغیرہ مین بھی شریک کیے گئے ہین۔ اس کانفرنس مین سفیر ٹرکی نے دلی خوشی سے انگریزی سفیر کی اس تجویز کی تائید کی کہ وسط افریقہ مین ہتھیارون اور شراب کی تجارت کی منادی کردی جائے ٹرکی تہذیب پھیلانے کے لیے افریقہ مین مشنری بھی بھیج رہی ہے۔ خوشی کی بات یہ ہے کہ دوسری قومین بھی اب اسکی پیروی کر رہی ہین کیونکہ مین نہایت فخر کے ساتھ کہتا ہون کہ مسلمانون کی مشنریون نے افریقہ کی قومون کے لیے وہ کیا ہے کہ جو کسی نے نہین کیا یعنے اخلاق ذمیمہ سے محفوظ رکھکر خالص اور پاک جوہر تہذیب سے مالا مال کیا ہے۔ یہ ایک ایسی بات ہے کہ جسپر ہم نہ صرف اپنے آپ کو بلکہ دنیا بھر کو مبارکباد دے سکتے ہین کہ مسلمان اور عیسائی جو اتنے زمانے تک ایک دوسرے کے رقیب رہے اب

کم سے کم دنیا کے ایک حصے مین ایک ہی کام دل لگا کر کر رہے ہین یعنے
بنی نوع انسان کو فوائد دارین اور ایک تاریک بر اعظم کو نور ایمان سے متمتع
کر رہے ہین - یہ قدم بہت ہی ٹھیک اوٹھا ہے - اور ظاہر کرتا ہے کہ
مذہب ہمکو ایک دوسرے کی محبت اور ہمدردی سکھاتا ہے نہ یہ کہ مقدس

محاربون اور جہادون مین شریک ہون +

اب مین دوبارہ اپنے اصلی مضمون کیطرف رجوع کرتا ہون - ایشیاٹک
ٹرکی مین ایشیائے کوچک شام جسمین فلسطین آرمینیا کا بڑا حصہ اور کردستان اور
ماوراالنہر شامل ہین اور عرب کا مغربی حصہ جو کہ ساحل بحر احمر کے نزدیک
واقع ہے اور الحسا کا بحری ضلع جو کہ خلیج فارس کے شرقی ساحل پر واقع
ہے داخل ہین - مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ بھی سلطان ہی کی حفاظت مین ہین
اور اونکی اوسیقدر عزت و عظمت کرتے ہین جیسی کہ ہونی چاہئیے اور ہم صرف
اتنا اور چاہتے ہین کہ کاش صحرائی بدو زیادہ تر پابند قوانین ہوتے +

ایشیاٹک ٹرکی کا رقبہ ۶۸۰۰۰۰ مربع میل ہے اور آبادی
۱۶۲۳۳۰۰۰ - اسمین جزیرہ سیماس کو اور شریک کرنا چاہئیے جسکا
رقبہ ۱۸۰ میل اور آبادی ۴۰۵۱۳ ہے اور جزیرہ سائپرس جہانتنے

۸۷۰۰ پونڈ سالانہ خراج بعوض مالگذاری اور ۵۰۰۰ پونڈ بابت اراضیات نزول ۲۲۰ ۱۶۶ ۴-۱ اوقیہ نمک وصول ہوتا ہے (ایک اوقیہ قریباً ڈیرہ سیر کے ہوتا ہے) مگر یہ محاصل انگلستان اور فرانس کو اوس نقصان کے معاوضے مین دیا جاتا ہے جو اونکو ٹرکی کے ضمانت کردہ قرضہ بابت ۱۸۵۵ع کے متعلق ہوا تھا - اس جزیرے کا رقبہ قریباً ۳۵۸۴ میل مربع ہے اور آبادی ۲۳۷۱۸۶ جسمین سے قریباً ایک چوتھائی مسلمان ہین اور باقی کلیسائے یونانیہ کے پیرو ہین - انگریزی پولیٹکل افسر اضلاع کی عدالتون کے حاکم ہین اور ہر ضلع مین دو دو دیسی حاکم اونکے مددگار ہین جنمین سے ایک مسلمان ہوتا ہے اور ایک عیسائی - یہ جزیرہ ابھی تک سلطنت عثمانیہ مین داخل ہے +

ایشیائی ترکی مین مسلمانون کی تعداد ایک کرور بیس لاکھ منجملہ ایک کرور آٹھ لاکھ پچاس ہزار کل آبادی کے ہے - اس مین سے یونانیون کی تعداد دس لاکھ ہے +

افریقہ مین ٹری پولی اور بارقہ ٹرکی کے زیر فرمان ہین - اور ان دونون کا رقبہ کل ۳۹۹۰۰۰ مربع میل اور آبادی دس لاکھ دس ہزار

مصر ٹرکی کا باجگذار ہے - مصر کچھہ ایسے موقع سے واقع ہوا ہے کہ وہ اپنے آپ کو ٹرکی کی حکومت سے آزاد نہین کرسکتا - گوکہ مصر عملی طور پر خود مختار ہے لیکن ظاہرا ماتحتی کا دم بھرتا ہے - کیونکہ اگر دولت عثمانیہ کے سایہ عاطفت مین نہ ہو تو کسی دوسری سلطنت کا شنکار آسانی سے ہو جائے اور خدیو کو اپنی واقعی خود مختاری سے دست بردار ہونا پڑے - خراج کی مقدار ۶۹۵۷۹۲ پونڈ سالانہ ہے - خدیو کا خطاب سلطان کے فرمان مورخہ ۱۴ مئی ۱۸۶۶ء کے بموجب دیا گیا تھا اور موروثی ہے - جب کہ انگریزی فوج مصری فوج کی مدد سے عرابی پاشا کی مشہور بغاوت کے فرو کرنے مین کامیاب ہوئی تو ایک اور انقلاب ہوا ایک شخص جسکا نام (مین نہایت افسوس کے ساتھہ کھتا ہون) محمد احمد تھا اوٹھا اور اوسنے مہدی ہونے کا دعوے کیا اور سوڈان مین بغاوت پھیلا دی - مصریونکو میرے ہمنام نے شکست دی اور جنرل گارڈن اپنے فرائض کو حد درجہ عمدگی اور شرافت کے ساتھہ انجام دینے مین قتل ہو گئے - اگرچہ اوسوقت تک (انگلستان مین) کنسرویٹو اور لبرل فرقون مین بحث ہو رہی تھی کہ

خرطوم کو کمک بھیجنی چاہیے - اِن واقعات کے بعد وادی نیل کا بالائی حصّہ اور دیگر وسیع قطعات ممالک تا خط استوا جو تحت حکومت مصریہ آگئے تھے نکلگئے اسلیے اب مصر کا رقبہ صرف ۴۰۰۰۹۴ مربع میل رہ گیا ہے اور ستر لاکھ آبادی ہے جسمین سے نوّے ہزار آٹھ سو چھیالیس یورپین ہین +

ممالک - نیوبیہ - سنینار - کردفان - دارفور - اور دوسرے اضلاع عبد اللہ الطاشی محمد احمد کے جانشین کے مطیع فرمان ہین - محمد احمد نے خلیفہ کا بھی لقب اختیار کر لیا تھا اور مرتے وقت یہی خطاب اوسنے اپنے وفادار مرید عبد اللہ الطاشی کو عطا کیا - ڈاکٹر امین پاشا اگست ۱۸۸۸ء تک اوس صوبے پر مصر کیطرف سے گورنر تھے جو کہ خط استوا کے نزدیک واقع ہے لیکن آخر کار مسٹر استینلی نے اونکو اس بلا سے نجات دی - مصر کی مالی حالت نے انگریزی نگرانی کی بدولت بے انتہا ترقی کی ہے ۱۸۸۸ء مین کل مداخل ایک کرور پونڈ تھا اور مخارج مین تین لاکھ پونڈ کی کمی تھی جس سے کسیقدر تسلی ہوتی ہے +

عہدنامہ مورخہ ۲۴ - اکتوبر ۱۸۸۸ء کے بموجب نہر سویز کسی کی ملک نہین ہے - ہر قوم کے مسلح اور غیر مسلح جہاز زمانہ امن و جنگ مین بے روک

جا سکتے ہین - لیکن کون ایسا ہے جو اسکا مطلب نہین سمجھتا - فرض کرو کہ فرانس اور انگلستان مین جنگ ہو تو کیا یہ سمجھ مین آسکتا ہے کہ اونکے جہاز بے خوف ایک دوسرے کے پاس سے گذرا کرینگے اور کسی قسم کی روک تھام نہ کی جائے گی - عملی طور پر انگلستان خدیو کے دانشمند وزیر کا منصب ادا کر رہا ہے اور خدیو بھی اتنی عقل رکھتے ہین کہ ہست نیست کو بخوبی سمجھتے ہین -

صوبہ ٹونس پہلے سلطان کا ماتحت تھا لیکن اب فرانس کا دست نگر ہے +

فرانس کو اسمین بڑا مزا آتا ہے کہ جہانتک امکان مین ہو دوسرے ممالک کو اپنے اغوش حفاظت مین جگہ دے - اسکی ایک نمایان مثال میڈاگاسکر ہے جسکو فرانس نے اپنی حفاظت مین لینا چاہا تھا لیکن وہانکے باشندون نے دوسرون کی مدد سے اس مہربان دور اندیش کی سرپرستی کو پسند نہ کیا - لیکن ٹونس مین عہدنامہ مورخہ ۱۲ مئی ۱۸۸۱ء کے بموجب "فرانس کا عمل اوسوقت برخاست ہو جائے گا جبکہ حکام فرانس و ٹونس اسکو بالاتفاق تسلیم کرین گے کہ مقامی گورنمنٹ انتظام و سیاست ملک کو قایم رکھ سکتی ہے" مین نے ٹونس کو سلطنت عثمانیہ کے دائرہ حکومت مین شامل نہین کیا کیونکہ اصل یہ ہے کہ وہ اب فرانس

کا ایک صوبہ ہو گیا ہے ؀

سلطنت عثمانیہ کا کل رقبہ ستر لاکھ دس ہزار مربع میل ہے اور آبادی ..... ۲۳۵ ہے۔ سلطنت عثمانیہ کے محکمہ کروڑگیری کے تختہ جات کے معائنہ سے معلوم ہوتا ہے کہ گذشتہ ۱۸۸۷ء میں ٹرکی کی کل تجارت دو کروڑ اسّی لاکھ تیس ہزار پونڈ (بیالیس کروڑ روپیہ) کی ہوئی۔ اسمین سے ایک کروڑ اسی ہزار پونڈ کی برآمد اور بقیہ کی درآمد ہوئی۔ برآمد و درآمد پر سرکاری محصول ۱۵۰۱۹۴ پونڈ (سوا دو کروڑ روپیہ) وصول ہوئے۔ اشیاء برآمد۔ تمباکو۔ میوہ جات۔ ریشم افیون۔ روئی۔ قہوہ۔ کھالین۔ اون۔ سرسون۔ ویلونیا۔ اور قالین وغیرہ ہین۔ ان مین سے بہت سی اشیاء ایشیا سے حاصل ہوتی ہین۔ حال مین شراب کی برآمد بھی شروع ہوئی ہے اور ممکن ہے کہ یہ البانیا کے انگور کے باغونکے مالکون کے لیے آمدنی کا ایک معقول ذریعہ ہو ؀

درآمد کی اشیاء خاصکر سوتی اور اونی کپڑے ہین۔ دخانی جہازوں کی دو کمپنیان ہین۔ ایک کا نام محسوسہ اور دوسری کا ڈنجا۔ اول الذکر ۳۲ دخانی جہازون کی مالک ہے اور آخر الذکر ۲ جہازون کی۔ ٹرکی کے تجارتی جہازونکے متعلق کوئی قابل اعتبار اطلاع نہین ملی لیکن گمان غالب ہے کہ انکی

معقول تعداد ہے۔ فرانس مین ۱۵۲۶۶ تجارتی کشتیان ہین اور کل تجارت
کیقدر اڈتیس کرور پونڈ سے زیادہ ہے۔

اوپر کے بیان سے ظاہر ہے کہ سنہ ۱۸۹۶ء مین کل بحری تجارت
روم دو کرور اسی لاکھہ کی ہوئی جو تجارت فرانس کا گیارہوان حصہ ہے۔ اگر
اسکو ہمیں حصہ بھی کم کر دیتے ہین تو بھی ٹرکی مین ۳۴۷ تجارتی کشتیان ہونی
چاہئین۔ لیکن پھر بھی یہ خیال کر کے کہ کچھہ تجارت دوسرے ملکون کے
جہازون کی مدد سے ہوتی ہوگی اور اسلیے ۳۴۳ کو کل تعداد مین سے تفریق
کر دینے سے ۴۰۰ کشتیان رہجاتی ہین۔ یہ ممکن ہے کہ میرا قیاس غلط
ہو۔ مگر آجکل تجارتی جہازون کی تعداد کی نسبت کوئی اطلاع بغیر وہان گئے
نہین مل سکتی[1] سنہ ۱۸۹۳ء مین بلجیم مین ۷۲ تجارتی کشتیان تہین جنہین
سے پچپن دخانی تہین۔ صرف انہین اعداد پر بھروسہ کر کے ہمنے
قیاس کو دخل دیا ہے *

پچھلے سال مارچ کے مہینے مین ٹرکی قومی قرضے کی یہ صورت تھی
(۱) گلاٹا کے ساہوکارون کی دستاویز کی بابت ۰۰۰۰۰۰ پونڈ

[1] اسکے لکھنے کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ ٹرکی مین تجارتی کشتیون کی تعداد فی الواقع ۴۰۰ کے قریب ہے۔

(۲) راس المال مجتمع ۔ ۱۰۰۰۰۰۰۰ پونڈ

(۳) قرضہ ضمانتی خراج مصری بکفالت دول فرانس و انگلستان ۵۰۰۰۰۰۰ ۱۴ پونڈ

(۴) دستاویزات ریلوے ۱۴۰۰۰۰۰ پونڈ

(۵) اندرونی قرضہ قریباً ۱۸۰۰۰۰۰ پونڈ

(۶) بقایائے تاوان جنگ روسی جسکی بابت سال بسال اقساط ادا کیجاتی ہیں۔ ۳۰۸۰۳۵۷ پونڈ

میزان کل ۱۴۳۸۰۳۵۷۰ پونڈ

عہدنامہ برلن کے بموجب بلگیریا جو کہ ٹرکی کے ماتحت ہے اور سرویا۔ جبل اسود یعنے مانٹی نیگرو اور یونان پر اس گرانبہا قرضے کی جزوی ادائی واجب کی گئی ہے ۔ اور اصل یہ ہے کہ یہ قرضہ انھیں کی بدچلنی کیوجہ سے ہوا ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ ان ستمر ریاستوں نے اس لحاظ سے اپنے فرائض کو بہت ہی جزوی طور پر انجام دیا ہے ۔

مشرقی رومیلیا کا خراج جسکی تعداد قانون انتظامی کے بموجب ۲۱۹۱۰۰ مقرر کی گئی تھی لیکن بعد میں ۲۰۴۳۰۰ کر دی گئی بلگیریا سال بسال ادا کرتی

رہتی ہے کیونکہ شرقی رومیلیا دراصل بلگیریا ہی کے ایک حصے کا نام ہے
کل آمدنی علاوہ اوسکے جو قرضے کی ادائی مین گئی ۱۹۰۹-۱۰ عیسوی مین
۶۳۶۳۶۳۸۶۱ پونڈ تھی اور خرچ آمدنی پر تخمیناً تیس لاکھ زیادہ تھا لیکن تاہم
اور قرضے کی ضرورت نہ پڑی اور سرکار نے کسی نہ کسیطرح تمام خرچ کو پورا
کردیا - اس زائد خرچ کی یہ وجہ تھی کہ شاہی بیڑے کی توسیع اور مرمت کیگئی
تھی +

۱۸۸۵ء مین قسطنطنیہ کی آبادی ۸۷۱۵۶۱ یا ہندوستان کے
آباد ترین شہر بمبئی سے ایک لاکھ زیادہ تھی - قسطنطنیہ مین انگلستان کا سفیر
مقرر ہے اور سلطنت عثمانیہ کے قریباً ساٹھ شہرون مین انگریزی کانسل اور
وائس کانسل رہتے ہین - ان مین سے تین مسلمان ہین -

بحری اور بری فوج مین سوائے چند انگریزونکے کل مسلمان ہین یا اور
چند فرانسیسی اور جرمن استاد ہین اونکا نام جنگی فہرست مین درج نہین
ہے - امن مین فوجکی تعداد ۱۰۰۰۰۰ - افسر ۸۰۰۰ غیر کمیشن یافتہ اور
کم درجے کے عہدہ دار ہین - اسمین اون فوجون کا شمار نہین ہے جو کہ افریقیہ
اور جزیرۂ اقریطس (کریٹ) اور ملک عرب مین متعین ہین جنگی مجموعی تعداد

معتدبہ ہے - فوج مین ۲۷۵ پلٹنین پیادونکی ہین ۲ ۱۹۲ رجمنٹین سوارونکی
اور ۱۵۹ میدانی اور ۳۰ پہاڑی توپخانے (ہر توپخانے مین چھ توپین
ہوتی ہین) اورچھ پلٹنین انجنیرونکی ہین اوراسکے علاوہ ۵۰۰۰ تلنگے
توپچی ہین ؁

کل فوج ۷ دستون مین منقسم ہے جنکے صدر مقام قسطنطنیہ - ایڈریانو
پل - مناسطر - ارض روم - بیروت - بغداد - اور صنعا (واقع ملک
عرب) ہین - ٹری پولی مین ایک علحدہ دستہ ہے اور ایک بریگیڈ اقریطش
مین معین ہے جسکی قوت کو حال کی بغاوت کیوجہ سے دوگنا کردیا گیا ہے
شاید اسموقع پر یہ کہنا کچھہ بیجا نہو کہ چند سال پیشتر جزیرۂ اقریطش کے باشندون
کو اوسی قسم کی خودمختاری (ہوم رول) دی گئی تھی جسکی آجکل آئرلینڈ
کو بعض لوگون کے قول کے بموجب بیحد ضرورت ہے - لیکن اقریطش
نے یہ نظیر قایم کردی ہے کہ ابھی خودمختاری نے اچھی طرح جڑ بھی نہ پکڑی
تھی کہ اپنی بالادست سلطنت کے مقابلے مین بغاوت کا ڈنکا بجایا
اور یونان سے چشم حمایت کی لیکن امید ہے کہ شورش کبھی کامیاب
نہ ہوگی کیونکہ تمام اعلے سلطنتون نے نہایت دانشمندی اور حق پسندی

سے یونان کو بخوبی سمجھا دیا کہ اگر اوسنے ہاتھہ پاؤن ہلاے تو ترکی کے قومی غیظ و غضب کے بد نتیجے اوسکو تن واحد برداشت کرنے پڑینگے اور کوئی دوسری سلطنت اوسکی حمایت کے لیے کھڑی نہ ہوگی +[1]

زمانہ جنگ مین باقاعدہ ترکی فوج کی تعداد قریباً دس لاکھہ کے ہوتی ہے جسمین ہر قسم کی سپاہ داخل ہے - علاوہ اسکے ردیف ہین جنکے بارہ دستہ ہین اور تعداد بھی غیر محدود ہے مگر یہ (مستحفظ) بیقاعدہ ہین اور مناسب ہوگا کہ سلطان انکو علٰحدہ کر کے اپنی بے قاعدہ فوجکی تعداد بڑہا ئین +

تعداد کے لحاظ سے مشہور ہی کہ ترکی فوجکا یورپ کی سلطنتون مین ساتوان نمبر ہے لیکن مین خیال کرتا ہون کہ دنیا بھر مین اوسکا پانچوان نمبر ہے اور اس خیال کی تائید مین معقول دلائل بھی پیش کر سکتا ہون اس بات کا زبان پر لانا ہی فضول ہے کیونکہ تاریخ گواہی دے رہی ہے کہ لڑنے کی قابلیت کے لحاظ سے ترکون سے بہتر سپاہی ون نے

---

[1] اسکے لکھنے کے بعد سے اقریطش مین امن و امان قایم ہوگیا ہی - بعض انگریزی اخبارون نے شاکر پاشا حاکم اقریطش کی بہت تعریف کی ہی +

کبھی میدان جنگ میں قدم نہیں رکھا - حال ہی میں جب شہنشاہ جرمن قسطنطنیہ گئے تھے تو ایک مشہور ہفتہ وار اخبار نے لکھا تھا کہ "شہنشاہ جرمن نے حال ہی میں کہا ہے کہ ترکی فوج نہایت عمدہ طور پر مرتب ہے اور سلطنت کی فوجی ضرورتوں کا مقابلہ بخوبی کر سکتی ہے - آیندہ زمانے میں ترکی سے جنگ کرنا ایک پرہمت اور مشکل مہم ہوگی - ہر سلطنت کو ایسی مہم کے خطروں میں مبتلا ہونے سے پہلے بہت پس و پیش کرنا ہوگا" اگر اون گرانبہا تحائف کا بھی پورا پورا لحاظ کر لیا جائے جو کہ سلطان نے شہنشاہ کو دیے تو بھی کہہ سکتے ہیں کہ اونھوں نے جو کچھ کہا وہ نہایت ایمانداری سے کہا +

دولت عثمانیہ کی بحری فوج میں ۴۲ جنگی جہاز ہیں جو ہر طرح سامان جنگ سے آراستہ ہیں اور جنمیں سے ۱۵ - آہن پوش ہیں اور بارہ تارپیڈو کی کشتیاں ہیں - زمانہ امن میں بحری سپاہ کی تعداد بارہ ہزار ہوتی ہے اسمیں وہ دو آہنی جہاز اور تین تارپیڈو کی کشتیاں شامل نہیں ہیں جو پچھلے سال کے آخر میں اور تیار ہو گئیں - اسطرح کل میزان ۴۶ جنگی جہاز جنمیں سے ۱۷ آہن پوش اور پندرہ تارپیڈو کی کشتیاں ہوئیں [۱]

---

[۱] اس لکچر کے لکھنے کے بعد سے چند اور جہاز بھی تیار ہوئے ہیں +

چنانچہ ہندوستان کی حکومت کی عمدگی مین کلام نہین لیکن وہان بھی ملکہ معظمہ کے
فیاضانہ اعلان کی تمام باتین یا وہ وعدے جو ایام غدر کے بعد کیے گئے تھے
ابھی تک پورے نہین ہوئے - مین تو بتا ہی چکا ہون کہ یہ باتین زیادہ تر صورتحال
پر منحصر ہین اور ایسی باتون پر نکتہ چینی کرنا خودسری اور حماقت پر دلالت کرتا ہے
گورنمنٹ ہند اپنے وعدونکے پورا کرنے کی کوشش مین کوتاہی نہین کرتی اسیطرح
گورنمنٹ ٹرکی کا بھی عملدرآمد ہے - لیکن اگر اوسکو یکبارگی کامیابی نہین ہوتی تو
کیا یہ انصاف کی بات ہے کہ ہم اوسپر ظالم و جابر ہونے کا الزام لگائین - دوسرے
لوگونکے کام مین نقص نکالنا بہت آسان ہے لیکن کر دکھانا نہایت ہی مشکل چیز ہے
یہ یقین ہے کہ دولت عثمانیہ کی نیت بخیر ہے اور یہ مشہور ہے کہ نیت خود راستہ
پیدا کر لیتی ہے - اصلاح کوئی آسان چیز نہین ہے بلکہ ایک نہایت ہی مشکل کام ہے
ٹرکی مین ایک اور چیز بھی ہے جو میری ازراہ انصاف رائے مین نہایت ہی قابل اعتراض
ہے اور چونکہ وہ بالکل سلطان ہی کے ہاتھ مین ہے اسلیے مین اونکو اس الزام
سے بری نہین کر سکتا - میرا مطلب حرم سے ہے - حرم سرا کا تصور نہ صرف ہمارے
بزرگ مذہب کے پاک اصولون کے خلاف اور اوس امتیازی اخلاق کے
متضاد ہے جو تہذیب تو مونکے ساتھ پیدا ہوتا ہے اسکی وجہ سے نہایت

چنانچہ ہندوستان کی حکومت کی عمدگی مین کلام نہین لیکن وہان بھی ملکہ معظمہ کے
فیاضانہ اعلان کی تمام باتین یا وہ وعدے جو ایام غدر کے بعد کیے گئے تھے
ابھی تک پورے نہین ہوئے۔ مین تو بتا ہی چکا ہون کہ یہ باتین زیادہ تر صورت حال
پر منحصر ہین اور ایسی باتون پر نکتہ چینی کرنا خود سری اور حماقت پر دلالت کرتا ہے
گورنمنٹ ہند اپنے وعدونکے پورا کرنے کی کوشش مین کوتاہی نہین کرتی اسیطرح
گورنمنٹ ٹرکی کا بھی عملدرآمد ہے۔ لیکن اگر اوسکو یکبارگی کامیابی نہین ہوتی تو
کیا یہ انصاف کی بات ہے کہ ہم اوسپر ظالم و جابر ہونے کا الزام لگائین۔ دوسرے
لوگونکے کام مین نقص نکالنا بہت آسان ہے لیکن کر دکھانا نہایت ہی مشکل چیز ہے
یہ یقین ہے کہ دولت عثمانیہ کی نیت بخیر ہے اور یہ مشہور ہے کہ نیت خود راستہ
پیدا کر لیتی ہے۔ اصلاح کوئی آسان چیز نہین ہے بلکہ ایک نہایت ہی مشکل کام ہے
ٹرکی مین ایک اور چیز بھی ہے جو میری ازراہ انصاف راے مین نہایت ہی قابل افسوس
ہے اور چونکہ وہ بالکل سلطان ہی کے ہاتھ مین ہے اسلیے مین اونکو اس الزام
سے بری نہین کر سکتا۔ میرا مطلب حرم سے ہے۔ حرم سرا کا تصور نہ صرف ہمارے
بزرگ مذہب کے پاک اصولون کے خلاف اور اوس امتیازی اخلاق کے
متضاد ہے جو تہذیب تو مونکے ساتھ پیدا ہوتا ہے اسکی وجہ سے نہایت

ناموزون طور سے روپیہ ضایع ہوتا ہے[۱] میری رائے مین اسکی بدولت
عثمان کے اسلے خاندان کی شریفانہ صفات نسلًا بعد نسلًا گھٹتی چلی جاتی ہین
مین ٹرکی کا تو دلدادہ ہون مگر اس رواج سے دلی نفرت ہی اور میری نفرت
کی بھی یہی وجہ ہے کہ مین اوسکی بہبودی کا دل سے ہوا خواہ ہون - یہ کہا جاتا ہے
کہ اسکا الزام موجودہ سلطان پر نہین ہے اور اونکے حرم سرا اونکی ذات سے
بالکل جدا ہے - جب جرمنی کی شہنشاہ بیگم محلسرا مین تشریف لے گئین تو سلطان
کی دو بیٹیون نے پرشیا کے فوجی گیت پیانو پر بجایا اس سے ظاہر
ہوتا ہے کہ ایک حد تک سلطان اپنے خاندان کی خبر گیری کرتے ہین اور
اس لحاظ سے مین خیال کرتا ہون کہ وہ حرم کو بھی پسند نہین کرتے کیونکہ
حرم سرا مین سوا ولیعہد کے اور کسی بچے کی بہت ہی کم خبر گیری کیجاتی
ہے - کم سے کم ہمکو دل سے امید کرنی چاہئے کہ یہ رواج بہت جلد نیست و
نابود ہو جائیگا دنیا بھر مین کسی چیز سے اسکی تائید نہین ہوسکتی اور جسقدر
جلد یہ دھبہ مٹ جائے اوتنا ہی ٹرکی کے لیے اچھا ہوگا -

---

[۱] صرف خاص زیادہ ۱۵ لاکھ پونڈ سالانہ کا ہے اور پانچہزار لوگ محلسرا مین پرورش
پاتے ہین +

سلطان کے ہاتھ مین گورنمنٹ ہی اور اونکے بعد وزیر اعظم اور دوسرے وزراء کا درجہ ہے اور اجتماعاً یہ سب لوگ " باب عالی" کہلاتے ہین - شاہی پارلیمنٹ بھی ہے جو کہ بالکل انگریزی اصولون پر مبنی ہے بالفعل مندرجہ ذیل وزراء باب عالی مین داخل ہین +

(۱) وزیر اعظم — ہز ہائینس کامل پاشا

(۲) وزیر صیغہ خارجہ (خارجی ناظری) — ہز ایکسلنسی سعید پاشا

(۳) وزیر صیغہ داخلیہ — منیر پاشا

(۴) وزیر صیغۂ مال — اگوال پاشا

(۵) وزیر صیغہ تعلیم — نیف پاشا

باب عالی سے بالکل وہی کام لیا جاتا ہے جو کہ انگلستان مین کیبنٹ وزراء سے لیا جاتا ہے -

باب عالی کی وجہ تسمیہ عام طور پر معلوم نہین ہے لیکن اصل یہ ہے کہ ترک اپنے سرکار کو جنگی اصطلاحات کے استعارہ سے خیمہ کہتے ہین یا اگلے زمانے مین سرکاری مہر کو " باب عالی خیمہ شاہی" کہتے تھے - اہل اطالیہ نے ترکی الفاظ کا ترجمہ کر لیا اور " لاپورٹا سبلائما" کہنے

لگے اور بھی اصطلاح یورپ کے مختلف ملکون مین مختلف زبانون کے خاص تناسب کے لحاظ سے مروج ہو گئی - باب عالی سے مراد سرکار شہنشاہی عثمانیہ سے ہے - اب ہم اس استعارے کو اور بھی توسیع دیتے ہین - سلطنت کا ایوان چار ستون پر قایم ہے وہ یہ ہین اولاً وزراء ثانیاً قاضیان عسکر - ثالثاً دفتردار (خزانچی) اور رابعاً نشانندی (معتمدین) علاوہ انکے آغایان بیرون یعنے حکام فوجی اور آغایان اندرون یعنے عہدہ داران محل و دربار - انکے بعد علما کا طبقہ ہے جنکی وہی حالت ہے - جو کہ ہندوستان اور اس ملک (انگلستان) مین فرقۂ وکلاء کی ہے - عالم کا درجہ حاصل کرنے کے لیے تعلیم کی ایک خاص اور مشکل سلسلہ کو طے کرنا بہت سے امتحانون مین کامیاب ہونا اور کئی ڈگریان حاصل کرنا ضروری ہے - قانونی فرقہ صرف لایق ہی لوگونہیں محدود رکھنے کے لیے بہت ہوشیاری سے کام لیا جاتا ہے - طبقۂ علما مین سے تمام مدرس اور حکام عدالت اور چھوٹے شہرون اور ضلعون کے قاضی اور بڑے شہر دسکے ملا اور "استنبول آفندی" یعنے قسطنطنیہ کے ناظم مقرر کیے جاتے ہین ٭

اناطولیا اور روسیلیا کے تاتیان عسکریئے یعنی اعلیٰ حکام عدالت اور مفتی
بھی ایسیا فرقے سے ہو سکتے ہیں - یہ بھی قابل گذارش ہے کہ فرقہ
علما و کو سوا اسکے کہ شرع اسلام کلام اللہ پر مبنی ہے - مذہب سے
اور کوئی تعلق نہین ہے - دنیا مین کوئی ملک ایسا نہین ہے جہان علما
مذہبی کی قوت اس قدر محدود ہو جتنی کہ ترکی مین ہے یا جہان طبقہ
علما ء زیادہ سربرآوردہ ہو - دنیا مین عثمانیون سے زیادہ کوئی قوم
اپنے استادون یا ان لوگون کا ادب نہین کرتی جو کہ زیور علم
سے آراستہ ہین یعنی دوسرون کی رہبری کے قابل ہین -

عثمانیون مین ایک اور بات بھی ہے جو خاص مہذب ہونے کی
دلیل ہے اگرچہ بہت ہی کم لوگ جانتے ہین - یہ میونسپل یعنے مقامی
معاملات مین اپنا انتظام آپ کر لینے کا مادہ ہے -

ہر پیشے کے متعلق ایک انجمن ہوتی ہے جسکو وہ اصناف کہتے
ہین اور ہر شہر اور ہر قصبہ اور ہر موضع مین میونسپلٹی ہے - اہل دیہہ
اپنے مقدمون کو آپ ہی منتخب کرتے ہین - مقدم سے وہ لوگ مراد
ہین جو سرکاری محاصل وصول کرتے ہین - وہ میونسپلٹی کے روپے کو

جنکی تعداد بعض اوقات بہت زیادہ ہوتی ہے خرچ کرسکتے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے معاملات کا پنچایت سے فیصلہ کرتے ہیں۔ اہم معاہدون کی تصدیق کرتے ہین اور جب عہدہ دارونکی طرف سے زیادتی ہوتی ہے تو وہی دادو فریاد کا ذریعہ بنائے جاسکتے ہین۔

یہ قانون صرف عثمانیون پر ہی ختم نہین ہے بلکہ آرمینون اور عیسائیون سے بھی متعلق ہے +

اعلے طبقے کے مدرسونکی تعداد بہت ہے۔ اور محمد ثانی کے زمانہ سے یعنے پندرہوین صدی کے وسط سے کوئی ایسا شہر یا قصبہ یا بڑا گاؤن نہین ہے جہان متعدد مکتب نہ ہون۔ جو لوگ ودانشمند یعنے ایم اے کا درجہ حاصل کرنا چاہتے ہین اونپر واجب ہے یا یہ کہئیے کہ پندرہوین صدی مین واجب تھا کہ صرف ونحو منطق علم مابعد الطبیعت تشریح اعضاے انسان معانی وبیان بلاغت اقلید اور فلکیات مین امتحان پاس کرین۔ اوس زمانے کے پیرس یا آکسفورڈ کی یونیورسٹی کے سلسلہ تعلیم سے اگر اسکا مقابلہ کیا جائے گا تو یہ کچھہ کم نہ ثابت ہوگا۔ اگر دانشمند طبقہ علماء مین داخل ہونا چاہتا تو اوسکو

شرع شریف مین تعلیم پانا بھی ضروری ہوتا ۔ یا یہ ممکن تھا کہ وہ کسی چھوٹے درجے کی اعلے مدرسی قبول کرلیتا مگر اس سے وہ علما کے حقوق یا آیندہ اپنے پیشے مین اعلے عہدونپر ترقی کرنے سے محروم ہوجاتا ۔ ترکی کی موجودہ حالت کی آجکل یہ صورت ہے اور مین کہہ سکتا ہون کہ سلطنت مین ترقی کے سارے آثار نمایان ہین ۔ کوئی شخص انکار نہین کرسکتا کہ ابھی بہت سے باتین تدارک کے قابل موجود ہین لیکن چونکہ اس تقریر کی غرض یہ ہے کہ ترکی کی حالت کا نقشہ انکھونکے سامنے لایا جائے نہ یہ کہ خرابیون کے رفع کرنے کے لیے علاج اور تدبیرین بتائی جائین اسلیے اب مین اس داستان کو ختم کرتا ہون ۔ لیکن ختم کرنے سے پہلے مین آپ کی اجازت سے موجودہ سلطان کے خاندان کے حالات بیان کرنا چاہتا ہون ۔

عبد الحمید (سلمہ اللہ تعالے) ۲۲ ستمبر ۱۸۴۲ء مطابق ۱۵ شعبان المعظم ۱۲۶۵ھ (؟) کو پیدا ہوے اور سلطان عبد المجید کے دوسرے بیٹے عبد الحمید اپنے بھائی مراد خامس کے تخت سے اوتارے جانے کے بعد ۳۱ ۔ اگست ۱۸۷۶ء عیسوی کو تخت نشین ہوئے ؛

سلطان مراد خامس ابھی تک زندہ ہین مجنون ہو جانے کی وجہ
کاروبار سلطنت سے سبکدوش کیے گئے ٭

سلطان موجودہ کے مزاج مین نہایت ہی اعتدال پسندی ہے اور
اپنے کام کو ایسی تندہی سے کرتے ہین جیساکہ بادشاہ کو کرنا چاہیے —
مشہور ہے کہ سلاطین یورپ مین وہ خلیق ترین بادشاہ ہین —
سلطان کی ایک نکاحی بی بی ہین مگر حرم کا سلسلہ بھی جاری ہے اور اس کی
یہ وجہ ہے کہ حرم لوازمات سلطنت مین داخل ہے نہ یہ کہ سلطان کی
ذاتی خواہشون کا نتیجہ ہو۔ لیکن باوجود اسکے سلطان کو اس الزام سے
بری کرنا ایک نہایت مشکل کام ہے اور نہ میری خواہش ہے کہ ایسی کوئی
کوشش کرون ٭

سلطان کے سات بچے ہین —

(۱) محمد سلیم آفندی جو ۱۱ جنوری سنہ ۱۸۷۰ء کو پیدا ہوئے —
(۲) زکیہ سلطانہ جو ۱۲ جنوری سنہ ۱۸۷۱ء کو پیدا ہوئین —
(۳) نعیمہ سلطانہ جو ۵ - اگست سنہ ۱۸۷۶ء کو پیدا ہوئین —
(۴) عبد القادر آفندی جو ۲۳ فروری سنہ ۱۸۷۸ء کو پیدا ہوئے —

(۵) احمد آفندی جو ۱۴ مارچ ۱۸۶۸ء کو پیدا ہوے۔

(۶) نائب سلطانہ جو ۱۸۶۳ء میں پیدا ہوئیں۔

(۷) محمد برہان الدین آفندی جو ۱۸۸۵ء میں پیدا ہوے۔

سلطان کے ولیعہد اونکے بھائی محمد رشید آفندی ہیں۔ جو ۳۔ نومبر ۱۸۴۴ء کو پیدا ہوے۔ آپ ملاحظہ فرما چکے کہ ترکوں کی کیا حالت تھی اونکا قدم ترقی یورپ کی تمام قوموں سے آگے رہتا تھا اور ہر کس و ناکس اونکے آگے سر جھکاتا تھا اور آخرکار کسطرح گذشتہ زمانے کے تمام عالیجاہ عالی حوصلہ قوموں کی طرح تنزل و ادبار میں مبتلا ہوگئے اور اب پھر اون لوگوں کے قدم بقدم چلنے کی کوشش کر رہے ہیں جنکے ذی ہمت ارادوں اور پر زور کوششوں نے زمانہ جنگ میں ہلاک کا خوف اور زمانہ امن میں ہلال کی محبت دول یورپ اور بنی نوع انسان کے دلمیں پیدا کردی تھی +

عہدنامہ برلن

عہدنامہ برلن پر دستخط ہونے سے پہلے روس نے اپنی حکمت عملی سے ترکوں سے ایک اور عہدنامے کی تصدیق کرائی جو کہ سین اسٹیفانو میں

ہوا تھا اور جسکی شرائط کچھ ایسی برباد کن تھین کہ سلطنت عثمانیہ کا خاتمہ ہی ہوجاتا لارڈ سالسبری نے نہایت بیدارمغزی اور لیاقت سے اوس عہدنامے پر ایک عام گشتی مین نکتہ چینی کی اور یورپ کو بتادیا کہ اس عہدنامے کے ذریعے سے روس نے ٹرکی کے پورے انہدام کی بنیاد رکھی ہے اس سے یورپ کی سلطنتون کو بہت ہراس ہوا اور اونہون نے روس کو اس بات پر مجبور کیا کہ وہ اس عہدنامے کو منسوخ کرکے ایک اور عہدنامہ ازسرنو کرے +

اس لحاظ سے تمام بڑی بڑی سلطنتون نے تجویز کیا کہ ایک مجلس شورے قایم کیجائے چنانچہ اسکا برلن مین جون اور جولائی کے مہینون ممبر مجلس پرنس بسمارک انعقاد ہوا۔

رومیلیا سرویا اور مانٹی نیگرو کی حدود وسیع کئے گئے اور یہ ریاستین خودمختار کردی گئین۔

اون ممالک کا ایک بڑا حصہ جو دریاے ڈینوب اور کوہ بلقان کے مابین واقع ہے۔ ایک خودمختار ریاست بلگیریا کے نام سے قایم کیا گیا اور تجویز ہوا کہ رعایا اپنے بادشاہ کو آپ منتخب کرے لیکن سلطان کی حکومت

کا سایہ او سپر قایم رکھا گیا اور کچھ خراج بھی مقرر ہوا -
بلگیریا کے نام قلعے سوا ے رسچک سلسٹریا - اور وارنا کے سمار
کردے گئے - کوہ بلقان کے جنوب مین مشرقی روومیلیا کے نام سے ایک
ریاست قایم کی گئی جسپر سلطان کی براہ راست حکومت قایم ہے -
باسنیا اور ہرزیگو وینیا کا انتظام آسٹرو ہنگری کے سپرد کیا گیا
اور رومانیا نے بسار بیا کا وحصہ روس کی نذر کیا جو ۱۸۵۶ء مین زار کی حکومت
سے علیحدہ کر لیا گیا تھا اور اسکے معاوضے مین اوسکو ڈوبرشا کا ضلع دیا گیا
ایشیا مین قرص اردہان اور باطوم روس کے حوالے کیے گئے
ایک دوسرے عہدنامے کے بموجب انگلستان کو جزیرہ سائپرس اس شرط
سے حوالہ کیا گیا کہ ایشیا تک ٹرکی کی حفاظت کی ذمہ داری کرے - مین
پہلے بیان کر چکا ہون کہ سائپرس خراجگذار ہے اور در اصل سلطنت عثمانیہ
کا ایک جزو ہے - یہ عہدنامہ جون ۱۸۷۸ء مین لکھا گیا - آپ کو اس سے
معلوم ہوگا کہ عہدنامہ برلن کے لکھے جانے سے پہلے ہی انگلستان نے
سلطنت عثمانیہ کی ایشیا مین حمایت کرنے کے بیے مصمم ارادہ کر لیا تھا
انگریزون نے جزیرہ سائپرس پر جولائے ۱۸۷۸ء مین قبضہ کیا *

اب مین آپ سے اجازت چاہتا ہون کہ جس مہربانی اور توجہ سے
کہ آپ نے اس تقریر کو سنا ہے اوسکا شکریہ ادا کرون اور اس مضمون کو ختم
کرنے کا سب سے بہتر طریقہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ لوگون سے درخواست
کرون کہ آپ میری اس دعا مین شریک ہون ۔ اے خدا ! اے خدا !!
ٹرکی کو جو کہ اسلام کا اخیر حصن حصین اور ہمارے مذہب کا مرکز ہے پھر وہ
مبارک دن نصیب کر کہ وہ مہذب دنیا مین اپنے مرتبے کو حاصل کرے اور
یہ مریض شفا پا جائے اور مدتہائے دراز تک بخوشی و شادمانی سلامت و برقرار
رہے ۔ آمین ! فقط

راقم

محمد احمد (دستخط)

لندن
مورخہ ۲ مارچ ۱۸۹۶ء

تعلیم و تربیت اطفال

تمام گھر کی خوشی مجسم صورتون مین تمام خاندان کی عزت چلنے پھرنے والے پتلون مین - ملک کی آئندہ قسمت قوم کی اچھی یا بری ہونے والی حالت بچے ہوتے ہین - انکی بری حالت ملک کی بد قسمتی کی دلیل - اور انکی عمدہ کیفیت قوم کی سرخروئی کی نیک فال ہے - دنیا مین جتنے آدمی نامور گذرے اونھون نے بہت بڑا ذخیرہ اپنی آئندہ عزت و عظمت کا طفلی ہی سے جمع کر لیا تھا گو اونکو خود نہ معلوم ہوا ہو کہ انکی ذہنی دامن نیرنگستان عالم کے کیسے کیسے خوشنما پھولون سے پر ہو گئے ہین - اور گو انھون نے قدرت کی تخم ریزی کو جو انکی مزارع قلوب مین ہوئی وقعت سے نہ دیکھا ہو جو حقیقت مین آگے بڑھ کے ان کی ناموری کی اصل الاصول ہوئی - اشرف المخلوقات کے عظیم الشان لقب سے ممتاز ہونے والے گو تمام جنس انسان بحیثیت مجموعی ہے کیونکہ جوہر عقل منجملہ اور عطیات نامتناہی کے بہت بڑا مابہ الامتیاز رکھا گیا ہے - مگر درحقیقت اسی ممتاز لقب کے شایان حضرات کامل الانسان ہین ؎ بسکہ ہر کام کا دشوار ہے آسان آدمی کو بھی میسر نہین الشان ہونا - اور یہ کاملیت خصائل حمیدہ اسی عہد طفلی کے پوشیدہ قوتون کا بڑا ہوا اثر ہے مثل ہے کہ ہونہار بروے کے چکنے پات عہد طفلی کے جزئیات نخی آئندہ عظمت کے مبصرونکی نظرون مین کھلے آثار ہوتے ہین شیخ کا قول تخفیصی درحقیقت تعلیمی تاثیر لیے ہوے ہے ؎

بالائے سرش ز ہوشمندی　　　می تافت ستارۂ بلندی

یہ مختصر کیفیت جو اوپر بیان ہوئی قدرتی عطیات کا جو روز ازل ہر خمیر انسانی
مین قضا و قدر کے ہاتھوں تفویض ہوئی۔ ایک مختصر خلاصہ ہے جب عہد طفلی
ایسا عمدہ زمانہ اور ایسا محمود وقت ہے تو ہر شخص خیال کرسکتا ہے کہ اگر ان
نعماے قدرت مین بمناسبت حالات صدہا سال اور پشت ہا پشت سکیے انسانی
تجربات سے امداد پہونچائی جائے۔ تو یہ پتلہ انسانی جو بعض اوقات عدم تعلیم
و تربیت سے چہ خفتہ وچہ بیدار مساوی ہوتا ہے۔ کل درجات عزت و شہرت
جو مختلف صیغون مین اوسکے لیے امانتاً رکھے گئے ہین طے کرڈالے۔ زمانہ
طفولیت ہی ایک ایسا وقت ہے جسمین ہر قسم کی تعلیم و تربیت کی صلاحیت
ہوسکتی ہے۔ خیالات مین لچک اور عادات مین خامی کچھ ایسی پائی جاتی ہے
کہ جدہر قوت کے ساتھ موڑ دیے جائین اوسیطرف ترقی ہوگی۔ اور اگر اپنے
ہی حال پر چھوڑ دیے جائین تو ایک روز پختگی حاصل کرنے پر ناقابل اصلاح
ہو جایئنگے۔ تعلیم و تربیت جو ہمیشہ سے جزو لاینفک تسلیم ہوے ہین۔ اور اندنون
عملاً اوسپر اور زور دیا جارہا ہے اسکے لیے عہد طفلی نہایت موزون موسم سمجھا گیا
ہے۔ جب کہ ہر قسم کی تخم ریزی کی صلاحیت غیر مزروعہ اراضی دل مین

پائی جاتی ہے۔ اچھے اور بُرے سے تخم اور تخم ریزی کی ذمہ داری ظاہر ہے کہ دیپر نہین ہے ہان اوسکو قبولیت سے انکار بھی نہین ہے ورا گر اوسکو چندے اپنی حالت پر چھوڑ دیا جائے تو پھر اوسمین صلاحیت زراعت تعلیمی بھی باقی نہین رہجاتی غرض انسان کا دل حالت طفولیت مین بالکل غیر مزروعہ اراضی کیطرح ہے اور سہ

از مکافات عمل غافل مشو گندم از گندم بروید جو ز جو

جسطرح ایک کے یہ مطابق ہے اسیطرح دوسرے سے منطبق۔

تعلیم بلا تربیت اور تربیت بلا تعلیم ہر دو فرداً فرداً ناقص ایک بغیر دوسرے کے ایسی ہی ہے جیسے دولت بغیر علم کے اور علم بغیر دولت کے۔ قوم اور ملک پر وہی مجموعی اثر دولت و علم کا ہوتا ہے جو تعلیم و تربیت کا مجموعی فائدہ شخص واحد پر ہوتا ہے۔ ہمارے ملکی و قومی ادبار کی بہت بڑی وجہ یہ ہے کہ اوسمین علم و دولت مفقود ہوگیا ہے اور ذاتی خصوصیت اعلے سوسائٹی مین اسلیے نہین ہوتی کہ تعلیم و تربیت ناقص ہماری دو قدم آگے رہتی ہے۔

انسان جب پیدا ہوتا ہے تو اسکے حواس خمسہ ظاہری بکمال نہین ہوتے

اور قواے باطنی تو اور بھی مخفی اور ساکن حیثیت مین ہوتے ہین مگر انکی ترقی
دن دو نی رات چوگنی ہوتی ہے - جسقدر مناظر ایک بچے کی نظر سے گذرتے
ہین وہ بغیر خفیہ اثر کیے ہوے نہین رہتے گو اوسکا اظہار طفل بے زبان کی
زبان سے نہین ہوتا مگر بہت جلد وہ قدرتی جذبات سے متاثر ہوکر پیارے
لہجون اور اشارون مین تبلاتا اور مزید وقفیت کی کوشش کرتا ہے - اور
اسکی یہ کیفیت روز افزون ترقی پر ہوتی ہے - والدین اور دوسرے
اعزا کا یہ کام ہے کہ اسکی خواہشات اور سوالات کو پوری اور سچی جواب دیکر
اسکے قواے روحانی کو بڑہائین بخلاف اسکے اکثر ہوتا ہے کہ بچون کے
سوالات کو بے حقیقت اور نہایت معمولی اور بعضے وقت تکلیف دہ سمجھکر
والدین اوسکے منہ کو گھڑک کر یا دوسری طرح سے بند کر دیتے ہین - اور بہت سے
سوالات کو جو یکے بعد دیگرے وہ کرتا - یکبارگی تاریکی مین ڈالدیتے
ہین حقیقت مین یہ فعل اُبھرے ہوے شوق کو روکنا - اور کھلتی ہوئی
کلی کو توڑ لینا ہے جس سے اوسکے دیگر اندرونی زور دار قوا کو آیندہ
کے لیے سخت نقصان پہونچتا ہے - اور پھر کسی عجیب اور جدید چیز کو دیکھکر
جسکا سلسلہ روز اوسکی نظر سے گذرتا ہے پوچھتے ہوے تکلف کرتا ہے -

اور بالآخر بہت سی ضروری باتونسے جو پہلے ہی معلوم ہو گئی تھین وقت پر
محروم رہجاتا ہے لڑکا جیون جیون بڑہتا جاتا ہے اوسکا ذخیرۂ علم وسیع ہوتا جاتا ہے
مگر بے ترتیب - وہ عالم کے دلفریب سمان کو دیکھکر خوش ہوتا ہے اور اپنے
ہی لہجہ مین خوشی کا اظہار کرتا ہے - اسکے اندرونی قوا جو قدرتاً تعلیم پذیر مین
اوسکو مجبور کرتے ہین کہ اپنے بڑون سے جو نزدیک ہین ماہیت اشیاء
اور حقیقت حال دریافت کرے مگر افسوس ہے کہ بعضے اوقات اسکے ضروری الوقت
اور مفید مطلب سوالات کا جواب زجر و توبیخ مین دیا جاتا ہے اور بعضے وقت
اناپ شناپ کچھ کا کچھ کہکر دفع الوقتی کیجاتی ہے آگے چلکر کند ذہنی کھوٹ
اور عدم تشویق کی شکایت بہت کچھ انھین وجوہ سے سنی جاتی ہے کیونکہ
جو مادہ آیندہ کیلیے مفید نتائج پیدا کرنے کی راہ پر نکلا تھا اوسکا نشو و نما ہی مین گلا گھونٹ دیا گیا
پھر اوس سے اور امید رکھنی فضول -

جب لڑکا پڑہنے کے قابل ہوتا ہے تو اوسپر ایک عجیب مہیب
پہرہ قایم ہو جاتا ہے کبھی سختگی حد سے زیادہ اور کبھی رعایت ضرورت سے
سوا کیجاتی ہے دونون بے ترتیب ہونے سے اپنے اپنے موقع
پر نقصان دہ ہوتے ہین ظاہر ہے کہ جب ایک پودا لگایا جاتا ہے تو

اوسکو موقع دیا جاتا ہے کہ وہ اپنی پوری قدرتی قوت سے کام لے
اور قدرت نے جسقدر سامان اوسکی نشو نما کا رکھا ہے اسکے لیے بہم پہونچایا
جاتا ہے - اسی پودے کو مناسب حال گرمی و روشنی پہونچائی جاتی ہے - آس
پاس کی گھانس نکال ڈالی جاتی ہے مبادا قوت تقسیم ہوجاے - مگر ہماری طرز
تربیت کا اثر ہمارے بچون پر برعکس پڑتا ہے اسکے قدرتی جوش کو روکتے
اور اسکے حوصلونکو جو قدرتی تحریک سے ہوتا ہے پامال کراتے ہین - اسکو
بولتے ہوے اسلیے خاموش کردیتے ہین کہ کہین گستاخ نہ ہوجاے -
بات پوچھتے ہوئے اسواسطے چپ کردیتے ہین کہ بے ادب نہ ہوجاے -
کھیل کود سے منع کرنے کی وجہ یہ ہے کہ مبادا آوارہ نہ ہو - جسطرح ایک پودا
جو عمدہ زمین پر نہین ہوتا اپنی معمولی قد و قامت حاصل نہین کرسکتا اور زراعت
کافی غذا نہ پانے سے اپنی حد تک بار آور نہین ہوتی - انسانی پودے
بھی ناموزون روک تھام سے پوری حد تک دماغی نشو و نما نہین کرسکتے
اس تحریر سے میری یہ غرض نہین ہے کہ قواے اندرونی کی ترقی کیلیے
انکو مطلق العنان کردینا چاہئیے جو فی الواقع ایک دوسری سخت بلا لانیوالی
ہے بلکہ غرض یہ ہے کہ رعایت و مزاحمت دونون باقاعدہ اپنے اپنے

موقع پر ہے جو تربیت کا خاص منشا ہے ۵

درشتی و نرمی بہم در بہ است　　　چو رگزن کہ جراح و مرہم نہ است

بعض اوقات تو خیر طالب علمون کو بدقسمتی سے وہ مہیب صورت تلخ مزاج اوستاد
ملتے ہین جو انکے قواے اندرونی کی پامالی اپنے دل بہلاو لمبی کھجور کی چھڑیون
سے کرتے رہتے ہین۔ تربیت تو درکنار انکو تعلیم کا مذاق بھی نہین ہوتا کیونکہ
یہ جبر و درشتی تو انکو روکنا نہ ملکی مدارس کا اقتضا ہے اور نہ علمی مکاتب کا۔ جو
لوگ زیادہ تر اپنے طالب علمون پر ہاتھ صاف کرتے ہین یقیناً وہ اوس عزت کے
مستحق نہین ہوتے جو ایک مدبر لایق اوستاد کو شایان ہے اور جو بغیر اندرونی
جوارح کو نقصان پہونچائے ہوے اور ابھرتے ہوے شوق کی دستگیری کرتے
ہوے مصروف تعلیم ہوتا ہے۔

مین نے اوپر بیان کیا ہے کہ تعلیم بلا تربیت قریب قریب فضول کے
ہے۔ میں اسموقع پر جناب نواب عماد الدولہ بہادر کی مشہور اسپیچ کے
چند فقرے جو پہلے رسالہ حسن مین چھپ چکے ہین یہان لکھنا چاہتا ہون
جس سے معلوم ہوگا کہ ہمارے ناظم صاحب تعلیمات نے تعلیم و تربیت کو کسقدر
ایک دوسری سے وابستہ کیا ہے۔ وہ فرماتے ہین "ایک طالب علم کی ہیئت

درست اور باقاعدہ طور پر ہوئی ہو۔ دُنیا میں ہزار درجہ زیادہ اعتبار حاصل
کرے گا بہ نسبت دس بے تربیت طالبعلموں کے جنھوں نے طوطے کی طرح
سبق یاد کر کے یونیورسٹی کے امتحانوں میں کامیابی حاصل کی ہو۔ جو لڑکے انتظام
کی سختی سے مدرسہ چھوڑ دیتے ہیں اونکا مدرسے سے باہر ہی تشریف رکھنا
بہتر ہوگا۔ عمدہ اور عاقلانہ تربیت کا یہ کام ہے کہ بچوں کو کم سنی میں اسطرح پرورش
کرے کہ جوانی کی خطاؤں سے بچتے رہیں"۔

عہد طفلی میں اگر تربیت کی بنیاد مضبوط پڑ جاتی ہے تو آئندہ زندگی
کے مختلف پیچیدہ مراحل عزت و امتیاز سے بسر ہو جاتے ہیں جو محض تعلیم سے
حاصل نہیں ہو سکتے جیسا کہ ہمارے ناظم صاحب تعلیمات فرماتے ہیں۔
"ایک تربیت یافتہ سے ہمیشہ یہ امید ہے کہ وہ مردانہ وار اپنے فرض
منصبی کو ادا کرتا رہے گا۔ اور غیر تربیت یافتہ شاید عبارت آرائی کریں گے
شکسپیر کے اشعار صفحہ کے صفحہ زبانی سنا دیں گے مگر اونکو نہ کبھی اپنے
اوپر اور نہ دوسروں پر حکومت کرنے کی لیاقت ہوگی"۔

تعلیم کا مسئلہ درحقیقت ایک نہایت اہم مسئلہ ہے جو ہنوز باوجود
اسقدر وسعت تجربہ مکمل نہیں ہوا۔ گورنمنٹ انگلشیہ جو ایک نہایت تجربہ کار

اور تعلیم دہندہ حکومت ہے۔ اسپنے ہی تعلیمی مسئلہ کو ہنوز ایک حد معیّن اور
راہ مستقیم پر نہیں پہونچایا۔ اور روزمرہ کے تغیرات سے پایا جاتا ہے کہ تجربہ حاصل
کیا جا رہا ہے اور کوئی مستقل صورت اب تک پیدا نہین ہوئی۔ محاسن کی
تائید اور معائب کی تردید کیجاتی ہے اور جو تعلیمی پالسی عرصے سے قایم ہوچکی
ہے اوسمین اب قصور نکالا جاتا ہے اور دوسرا طریقہ جو کسیوقت متروک
کر دیا گیا تھا ضرورتاً تسلیم کیا جاتا ہے۔ یہ کیفیت ظاہر کرتی ہے کہ ہنوز مسئلہ تعلیم
امتحان کی حالت مین ہے۔

بہر حال جو کچھہ حالت ہو تعلیمی فواید سے کوئی زیرک انکار نہین کرسکتا
اور اسلیے جو طریق سب سے زیادہ ازروے تجربہ ملکی ضرورتون سے مستحسن
ثابت ہو اوسکو اختیار کرنا چاہیے اور طفلی ہی سے مناسب تربیت کے ساتھہ
شاہراہ پر لگا دینا چاہیے کیونکہ اسوقت اگر طبیعت کو میلان ہوگیا جو ازخود ہونا
محال ہے تو چسکا پڑ جائے گا اور پھر رفتہ رفتہ خود پڑہنے کی کوشش کیجاے گی
پابندی وقت ایک نہایت ضروری امر تسلیم کیا جاتا ہے جسکی ضرورت
سب سے زیادہ ہم لوگون مین پائی جاتی ہے۔ جس فیاضی سے ہم گران بہا
اوقات کو صرف کرتے ہین شاید حاتم کو اپنی دولت صرف کرنے مین بھی

اسقدر وسعت کی ضرورت نہ رہی ہوگی۔ چونکہ ابتدائی عمر مین اوقات کی عزت کا کوئی خیال پیدا نہین کرایا جاتا اسلیے اوسکی بے حرمتی مدت العمر عاگزین خاطر رہتی ہے۔ لطف یہ ہے کہ بیکاری سے اسقدر فرصت نہین ملتی کہ تنگی اوقات کی شکایت کم کیجا ے۔ یہ مستند مقولہ ہے کہ وقت زر ہے ایک سکے ہونے سے دوسرا بھی جاتا رہتا ہے شاید الفاظ مین یہ کہا جا سکتا ہے کہ پورا ایک گھنٹہ گلاب کے ایک پورے پھول کی مانند ہے پھول کی دو چار پنکھڑیاں ضایع ہوجانے سے اوسکی عزت نہین کیجاتی اور نہ وہ پھول ہی رہجاتا ہے۔ اسی صورت سے ایک گھنٹے کے چند لمحے کھودینے سے اوسکی عزت پوری نہین ہوتی اور پورے گھنٹے کا صحیح الاطلاق اوسپر نہین ہوسکتا۔ اوقات منضبط ہونے سے درحقیقت بہت کام ہوتے ہین۔ اور لطف یہ ہے کہ ہر کام وقت پر عمدگی اور سہولیت کے ساتھ ہوتا ہے اور پھر بھی وقت تفریح و دیگر مشاغل کا باقی رہجاتا ہے جو غیر انضباط حالت مین ممکن نہین۔ مین نے ایک تذکرے مین دیکھا کہ مسٹر گلیڈ اسٹون وزیر اعظم انگلستان اپنے اوقات کو نہایت عمدگی سے بسر کرتے تھے۔ وزارت عظمے کے عظیم الشان کام کے سوا پارلیمنٹ مین شرکت اور مختلف مباحث کی جوابدہی کے علاوہ رات دن کے کم و بیش ایک درجن

مختلف انجمنون مین تشریف لیجایا کرتے تھے - اور پھر بھی تفریح و سیر کا کافی وقت
نکال لیتے تھے - ہم لوگون کو اب تک وقت سے زیادہ کوئی کم قیمت شے نہین
ملی اور جس بیدردی سے اوس کو مدت العمر صرف کرتے ہین اوسکا کبھی اندازہ بھی
نہین کرتے اور اسلیے اکثر کام بے ترتیب و ناکمل رہجاتے ہین - میری بادداشت
مین کم عمر لوگونکو پہلا اور موثر سبق انضباط وقت کا دیا جاتا ہے -

اگرچہ ہندو مسلمان عملاً اپنے دنیاوی کامون مین پابند اوقات علے العموم
نہ ہون مگر معلوم ہوتا ہے کہ ہر دو مذاہب کے پیشواؤن نے اسی ضروری مسئلہ کا بڑا
لحاظ کر رکھا تھا - صبح و شام اشنان و پرارتھنا ہندون مین - اور پانچوقت کی
موقت نماز مسلمانون مین اس امر کا کافی ثبوت ہے - کہ اسی مذہبی طریقے سے
ہمارے پیشواؤن نے ہمکو اپنے دنیاوی کامون مین بھی منضبط رہنے کے لیے
ہدایت کی ہے - غالباً عیسائی مذہب مین ایسی پابندی مذہباً نہین رکھی گئی -
لیکن قضیہ بالکلس ہوا کہ جہان مذہبی پیرایہ مین ارشاد انضباط اوقات تھا وہان
خاموشی رہی - اور جہان کوئی قطعی حکم نہ تھا اون لوگون نے اپنے ہر کام
کو ایک ایک منٹ سے وابستہ کر رکھا ہے -

ماں باپ کا فرض ہے کہ وہ اپنی اولاد کی آیندہ بہبودی کی حتی الوسع

او[ر] سکے رکین میں بنیاد قایم کردیں ۔ اور السعی منی والاتمام من اللہ تعالے
[ملحو]ظ خاطر رکھیں ۔ عمدہ تعلیم و تربیت کا اثر کبھی ضایع نہیں ہوتا بشرطیکہ اوس کی
[نگہد]اشت مناسب وقت پر ہووے ۔ یہ بڑی بے حمیتی اور سخت غلطی ہے کہ ماں
یا کسی عارضی وجہ سے باپ یا دیگر اولیا کم عمر بچے کی تعلیم و تربیت سے اغماض
کریں اور اوسکی زندگی کے اصول جس سے وہ آیندہ فائدہ اوٹھانے والا ہے
بگاڑیں ۔ یہ تو ضرور ہے کہ بچہ انسان وہی کرے گا جو اپنے بڑوں کو
کرتے دیکھے گا ۔ اوسکو بجاے خود نیک و بد کی تمیز ہوتی نہیں ۔ پس مناسب
وقت نگرانی والدین خصوص باپ پر فرض قطعی ہے ۔

اب تعلیم پر نظر کرتے ہوئے اسکی مختلف شاخوں اور طرز تعلیم پر غور
کیا جاتا ہے ۔ انسانی ضروریات اس قدر وسیع اور اسکے تعلقات ایسے بسیط
ہیں کہ علم کی کسی ایک شاخ کے حاصل کرنے سے اوسکی ضرورتوں کی تکمیل
ممکن نہیں ۔ لہذا عام طور سے عملدرآمد اُن شاخوں کا زیادہ ہوتا ہے جو ارباب
دانش کے نزدیک ضروری الوقت ہیں مگر تاہم بعضے ملکی مصلحتوں سے اور
بعضے کسی اور خیال سے ضروری تعلیمی امور فروگذاشت بھی کردیے جاتے ہیں یا
ہندو مسلمان ۔ پارسی ۔ یہودی ۔ جینی وغیرہ ان کے مذاہب کے لحاظ سے

رسم و رواج اور اخلاق مین بھی فرق عظیم اور حکومت انگریزی تعلیم دہندہ ان سب سے
نرالی۔ یعنے عیسوی۔ جو اپنے ملکی مصالح سے مختلف نکتون پر غور کرتی
ہے۔ ادہر ملکی باشندون کا اقتضا کچھہ اور اودہر ملکی مصلحتون کی ضرورتین
کچھہ اور۔ ہندو مسلمانون کے مذہبی خیالات تعلیمات سے جدا ہو نہین سکتے
گورنمنٹ انگریزی مذہب اور علم کو بالکل متغائر خیال کرتی ہے۔ مگر وہی ہوتا ہے
جو بالادست کی خواہش ہو۔ چنانچہ آج مدارس مین گورنمنٹی تعلیم جاری ہے
جو بہت کچھہ مضر خیالات مذہبی و قدیمی رسم و رواج ہے۔ لیکن جو کچھہ ہو تعلیم
و تربیت کیطرف اولیاے اطفال کا پوری کوشش سے متوجہ ہونا اور ضروری الوقت
تعلیمی عزت حاصل کرنا فرض عظیم ہے۔ بعض زبردستی سے بچہ ہوانے والے
حضرات کے لیے سرمایہ فخر اور کل اعتراضات کا جواب یہی ہوتا ہے کہ انکے
اپنے بچے کو تو مدرسے مین داخل کر دیا۔ گو انکی عنایت اسقدر بھی
فی زمانہ غنیمت ہے۔ مگر تعلیم و تربیت کے لیے جس سے مفید نتیجے
کی خواہش ہو اسقدر مختصر عنایت کافی نہین جب تک ماں باپ بچون کی نگرانی
اپنے طور سے خود نہ رکھین اور عمدہ تعلیم و تربیت کے جو بانی نہ ہون
کامیابی عنقا ہے۔ کیونکہ گو مدرسون نے اب بہت کچھہ ترقی کی ہے
اور تعلیم و تربیت اطفال کے بڑے بڑے نتیجہ خیز دستور العمل بنائے

ہین مگر تاہم خاص نگرانی ضروری ہے چندسال پیشتر تو یہ بھی کیفیت نہ تھی - اگر کچھہ حاصل ہونے کو تھی تو انگریزی دوسری زبانین بالکل تاریکی مین ڈالدی گئی تھین - چنانچہ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ مین مدرسۂ عالیہ مین بغرض تعلیم علوم مختلفہ داخل کیا گیا - اسوقت مین عربی مین کتب ہائے متداولہ سے فارغ ہوکر منطق وغیرہ شروع کرچکا تھا مگر وہان داخل ہونے پر مجھکو از سر نو میزان دیگئی ہرچند مین نے اپنی عربی قابلیت کا ثبوت پھونچایا امتحان دیا - مگر پابندی جماعت کے لحاظ سے تمام سال اوسی میزان کا ورق رہا - قافیہ تنگ ہوگیا - سال بھر کے بعد وہ اوستاد بدل گئے - جب دوسرے صاحب تشریف لائے تو پھر از سر نو میزان شروع ہوئی - الغرض اسی میزان کے گردان مین دو تین برس سرگردان رہا - جو کچھہ پہلے کا کمایا ہوا تھا وہ بھی پیٹہ کھاتے مین رہا - فارسی مین علی ہذا تاریخ فرشتہ کے سوا اور کچھہ پڑھایا نہ جاتا تھا - جو کچھہ مفید ایام بسر ہوے وہ انگریزی تعلیم مین لیکن اوسکا چوتھائی حصہ کرکٹ اور ٹنس وغیرہ کے نذر ہوجاتا گو مین خوب جانتا ہون کہ طرز تعلیم اور کورس مین اب ترقی ہوگئی - لیکن شاید یہ کھنا غلط نہ ہوکہ ہمارے اس ملک کی تعلیم اب تک ملکی ضرورتون کے پایہ سے

گری ہوئی ہے

تعلیم و تربیت اطفال کے لیے ذاتی خصوصیات سے متجاوز ہو کر
اول درجہ ہمسایون کی تعلیم و تربیت کا لحاظ ضروری ہے یہ بحث ایک قومی
تعلیم کا پہلو لیے ہوے ہے مگر یہان خارج از بحث اسلیے نہ سمجھی جاےگی
کہ تعلیم و تربیت کے سوا ایک دوسرا بہت قوی اثر صحبت کا ہوتا ہے جو
نفس انسان پر پڑتا ہے۔ یہ ممکن نہین کہ بچونکی طبیعت اس اندازپر ابتدا
سے قایم کیجائی کہ وہ اپنے ہم عمر بچون سے بالکل ملنے نہ پائین۔ یہ تو
ایک جائز قدرتی میلان ہے۔ اور اس راہ سے قطعاً سختی سے علحدہ
رکھنا غالباً اور بعض اثر کم عمر بچونکے دل پر ڈالتا ہو۔ علاوہ اسکے اگر
ایک گروہ مین ایک شخص کا خاص مذاق پیدا ہوا جسکا کوئی مائل نہین تو
وہ صاحب مذاق کو کیسے ہی ہون پتلۂ وحشت ہو جائینگے۔ اب تک
اور غالباً ہمیشہ سوسایٹی کا بڑا اثر ہے اور رہے گا۔ اگر ایک شخص کے
علم و فضل و تہذیب و شائستگی کی قدرشناسی اوسکی سوسایٹی مین نہین ہے
اور اوسکو اوسکی ہمراہی اور برابر والے نظر اعزاز سے نہین دیکھتے
عام اس سے کہ اونمین جوہر شناسی بوجہ لاعلمی کے نہین ہے۔ یا خیالات

باہم متبائن ہین تو وہ شخص ملک اور قوم کو کوئی فائدہ نہین پہونچا سکتا اور کوئی محبت اور دلچسپی اپنے ملک سے نہین ہو سکتی پس ضرور ہے کہ اپنا اغراض اپنی سوسائٹی ہی مین قربان کرے اور اونھین سکے خیالات کو درجہ بدرجہ ترقی دیتا رہے اوسوقت مابین کی خوشی اور مسرت کا جو اندازہ ہوگا وہ اپنے ہی مکان کو سجانے سے زیادہ ہوگا اور یہ اوسیوقت ممکن ہے جب کہ اپنے دوسرے ہمقوم علم و فضل سے آراستہ ہون اور اونکو بصیرت اچھے اور برے افعال کی ہو۔

اندنون جب کہ انگریزی تعلیم کو بخوبی اشاعت ہو رہی ہے امرا و دیگر اولوالعزم عہدہ دار اپنے ہونہار بچونکو تکمیل و تعلیم و تربیت کے لیے انگلستان بھیجتے ہین۔ انگلستان بھیجنا درحقیقت بچونکو ایک پسندہ شاہراہ پر لگانا ہے کیونکہ امید کیجاتی ہے کہ یہ طلبا زیور علم و تربیت سے آراستہ ہوکر ہمارے ملک کی عزت افزائی کرینگے مگر چونکہ گل کے ساتھ خار ہونا اقتضاے قدرت ہے اور گل کی محبت مین اکثر کانٹا نظر انداز ہو جاتا ہو۔ مگر عجیب کہ گل توڑنے مین اکثر کانٹے جو نمایان نہین رہتے چبھ جاتے ہین۔ قریب قریب انگلستان بھیجنے کا یہی نتیجہ ہوتا ہے۔ ہم بھی جانتے ہین کہ ہندوستان سے نیا

ایسے بہت سے نیک نہاد - رفاہ جو - مہذب انگریز ولایت سے آتے
ہین جو تاج انگلستان کے چمکتے ہوئے ہیرے اور باشندگان ہندوستان کیلیے
سایہ رحمت ہوتے ہین اسلیے قطع نظر عہدہ اور جاہ و عزت کے انگریزون
کے عمدہ عادات و خصائل کی خواہش کیجاتی ہے - مگر اسکے خاردار
پہلو کیطرف جوش خواہش مین کم نظر کیجاتی ہے - اوّل تو ہندو مسلمان
دونون کے مسلہ [illegible] مذہبی کی تکمیل دشوار - اگرچہ ہندون سے مسلمان
مذہبًا بہت کم مقید پابندی ہین مگر یہ کمی بھی شاید وہان پوری نہین ہو سکتی
دوم یہ کہ انگلستان کے باشندون کے خصائل ذمیمہ کیطرف اگر ذہن عالی
جھکا جب کا شدت ممنوع [illegible] ت و مشروبات مین بخوبی پایا جاتا ہے تو یہ امر
ملک اور قوم کے لیے بجائے مفید ہونے کے سخت مضر ہے - محاسن کی
نسبت رذائل کا اثر انسان کے خصوص ناتجربہ کار کے دلپر عجلت اور مضبوطی
سے ہوتا ہے اور محاسن کی تحصیل رفتہ رفتہ عرصے مین ہوتی ہے - اگر
ولایت مین جاکر اقتباس معائب کیطرف نادانستہ طبیعت جھکی اور ملک و
رسم ورواج کی انتہائی آزادی سے ایسا میلان طبع ہونا مشکل نہین تو
بھی ملک کی بدقسمتی ہین ایسے لوگ زیادہ شرکت کرین گے اور سوسائیٹی

مین ذمایم کی کثرت ہوگی - آزادی خیال اور اعمال کا سبق کچھ ایسا مرکوز خاطر ہو جاتا ہے کہ ہر موقع پر جہان کچھ بھی رکاوٹ کا خوف ہوتا ہے پڑہکر سنا دیا جاتا ہے - اس سے یہ مراد نہین ہے کہ انگلستان جانا کلیتاً نہین چاہیے بلکہ ہمری غرض تعلیم و تربیت اطفال ہے - یعنے ابتدائی عمر مین ایسی عمدہ تعلیم اور تربیت پختگی سے دینی چاہئے کہ انگلستان ایسے آزاد اور طبع خیز مقام مین طبیعت ہمارے بچون کی اسم وقوعہ پر اگر موجود ہ دور سلطنت حیدر آباد کو تمام ازمنہ ماسبق پر ترجیح دیجاے تو غالبًا بے موقع ہوگا - جبکہ ہمارے پیر و مرشد اعلیٰحضرت بندگانعالی مدظلہ العالی کے شاہانہ الطاف رعایا سے سلطنت رفعیہ کے تعلیم و تربیت مین مبذول ہے - شریف لڑکیون کے لیے نہایت عمدہ مدرسے اور معلمہ کا بندوبست کر دیا جو ایک دن اپنے بچون کی لایق فایق مائین بنین گی اور عہد طفلی مین تعلیم و تربیت سے وہ فائدہ پہونچا ئین گی جو دوسری تعلیمات مین برسون میسر نہین - خوردسال بچون کے لیے کنڈرگارٹن - نوجوانون کے لیے مدرسہ عالیہ نظام کالج اور دوسرے بہت سے اعلیٰ مدارس نہایت دریا دلی سے قایم فرمائے اور ہر جگہ تعلیم کے ساتھ تربیت کا لحاظ رکھا گیا علاوہ طالب علمون کے لیے بیشتر ماہوار وظائف مقرر کیے - قدرتی جائز امنگون

اور جو ملون کے لیے ہر طرح کے کھیل و تفریح کے سامان فراخ دلی
سے شاہانہ دستگیری فرمائی - مزید برآن انگلستان کیطرح سولہ سرٹ
کا نہایت گران خرچ درجہ نوجوان طالب علمون کے لیے قایم کیا اور اسی بلکی
عہدے کے لحاظ سے ہر ضروری شاخ کی عمدہ تعلیم کا بندوبست
اسکو اور وسعت دیجائے عمدہ اور لایق پروفیسر ولایت سے طلب کیے
طالب علمونکو زیادہ وسعت سے موقع تحصیل علم و فن کا دیا جائے - تعلیم
کا موجودہ حالت سے زیادہ اہتمام ہو - صحبت بد سے بچنے اور عمدہ
چلن اختیار کرنے کے لیے وسیع بورڈنگ ہوس قایم ہو - جیسے
جو عمدہ خصائل کے لیے مشہور ہون مامور بورڈنگ ہوس ہون - غرض
جو کچھہ ولایت مین عمدہ تعلیم و تربیت کا اثر ہو سکتا ہے اوسکا سامان
کیا جائے تو ملک کے زیادہ نوجوان تھوڑے خرچ مین انتظام حکومت
عالیہ کے لیے پیدا ہو سکتے ہین - اس سے ہمارے ملک کے اعزاز
تمام ہندوستان متفق الخیال ہو جائے گا اور اعلے حضرت بندگان
کا دور مبارک ممالک دور و دراز مین ضرب المثل ہوگا فقط

راقم
کشن پرشاد

محمد یوسف منیجر رسالہ حسن۔

ہم ذیل میں اجرتی اشتہار مجلسہ درج کرتے ہیں۔

یہ روغن قوت باہ کے لیے حکم اکسیر اعظم کا رکھتا ہے جس سے پیران ہفتاد وہ سالہ تک کو نفع کیا ان
ہوا ہے اسکے استعمال میں نہ کسی قسم کے پرہیز کی ضرورت ہے نہ آبلہ وغیرہ کا کچھ خطر ورگ وریشہ کو حیرت بخش
استحکام بخشتا ہے اور ہر قسم کے امراض مردی کو خواہ کسی سبب سے ہوں بجز خلقی اور مادر زاد نامردی کے اپنی معجزنما
تاثیر سے دفع کرتا ہے اور صرف ایک ہفتہ کے استعمال سے فائدہ کامل ہوتا ہے۔ ترکیب استعمال کاغذ
ہمراہ تیل کے ملتا ہے۔ قیمت فی شیشی عمہ محصول ۴ر اور ہر ایک شیشی میں ایک تولہ روغن ہوتا ہے

دوائی عجیب یعنی کشتہ زمرد

زمرد کا کشتہ ہو باجزاے مناسب تیار کیا گیا ہے چار حصہ چانول کی برابر خوراک ہوتی ہے قیمت
فی خوراک عہ پانچ روز یا گیارہ روز کی خوراک میں بفضلہ فائدہ کلی ہوتا ہے۔ خواص آن یعنی بڑے خوش
باہ اور تمام امراض متعلقہ اوسکے خواہ وہ کسی قسم کے ہوں۔ اور سوزاک کہنہ ہو یا جدید۔ دافع جریان
مقوی دماغ و اعضاے رئیسہ وارواح وضیق النفس وسرفہ کہنہ خواہ خشک ہو یا تر اور لاغری بدن
اور دفع وباے ہیضہ میں تو حکم اکسیر کا رکھتا ہے یعنے کیسی ہی مریض کی حالت ردی ہو کر خراب ہو گئی ہو
بفضلہ صحت ہو گی۔

اکسیر حیات یعنی عرق نجاہ۔ امراض ضعف بصر و دماغ و صفائی خون و انواع و اقسام تپ
جڑیا چوتھیا۔ تپ دق۔ استسقا طحال۔ آتشک۔ سوزاک۔ جریان۔ سفید داغ۔ ناسور۔ بواسیر خونی
و بادی اور شیر انجواری۔ اور جاندو نوشی سے جو خشکی لاغری اور ضعف جگر وغیرہ لاحق ہوتے ہیں
سکو بغیر پرہیز دفع کرتا ہے۔ ایک بوتل ایک ماہ کو کافی ہے قیمت فی بوتل عمہ محصول عمہ ر

عجیب چیز تحلیل بواسیر خونی و بادی و تحلیل و وردسر کیلئے عجیب چیز ہے پہلے ہی روز

مین ایک دوبار کے استعمال سے درد و جریان خون دفع ہوتا ہے اور تین ہفتہ مین بفضلہ
درد مسہ بالکل دفع ہوجاتے ہین اور پھر کبھی عود نہین کرتے وزن عرق ۶ ماشہ قیمت صمہ محصول ۴ر

جہان نما اس عرق کے لگانے سے انکھونکی روشنی تیز ہوتی ہے پھولے درد دھند
سرخی چشم جملہ بیماریونکو دفع کرتا ہے۔ قیمت صمہ محصول ۴ر وزن عرق ۶ ماشہ

خضاب نایاب

بے مثل رنگ ڈھنگ ہے نادر خضاب ہے　　گویا کہ آمد آمد فصل شباب ہے

جیسے کہ عوام الناس مین خضاب سے دقتین واقع ہوتی ہین ہر شخص پر ظاہر ہین یعنے چوتھے یا پانچوین
روز مہندی لگاکر باندہنا اور ایک تین گھنٹے کے بعد وسمہ لگاکر باندہنا اسمین قریب چھ گھنٹے کے وقت
ضائع ہوتا ہے اور بال سیاہ ہوجانیکے سوائے اور کوئی فائدہ نہین اور نقصان بہت ظاہر ہے
کہ مہندی اور وسمہ کا پانی جب دماغ مین جذب ہوگا تو اوس سے سوائے نقصان کے اور کوئی فائدہ
نہین جیسا کہ ایام سرما مین مثل سردی وغیرہ کے جسقدر کہئے بجا ہے۔ انہین دقتونکے سبب سے
یہ خضاب نایاب تیار کیا گیا ہے جسقدر تعریف کیجائے بجا ہے ناظرین سے امید ہے کہ قیمت بھیجکر
طلب کرین اسمین کوئی مبالغہ نہین تھوڑی تعریف اسکے اجزاکی ظاہر کرتا ہون۔

دافع بالخورہ خارشت سر ضعف دماغ۔ علاوہ برین خوشبو مین بے نظیر مثل کیوڑہ باعث درازی مو
مفرح دماغ ہے۔ بالون مین سختی نہین دیتا ہے بلکہ ملایم رکھتا ہے۔ سیاہی مین بالونکو اصلی بالونکے
کرتا ہے۔ دوسرے روز بطور روغن چنبیلی لگانا ہوتا ہے کسی چیز سے باندہنے کی ضرورت نہین
دوسرے تیسرے لگائے تو بال سیاہ مثل اصلی بالونکے ہونگے کوئی تمیز نہ کرسکے گا۔ ایک بوتل مین
۱۲ روپیے بھر یعنے ڈیڑھ پاو ہوتا ہے قیمت فی بوتل عہ علاوہ محصول نصف شیشی عہ چہارم شیشی
عہ اس سے کم غیر ممکن ہے میرے شفاخانہ مین علاوہ اسکے ہر قسم کا علاج ہوتا ہے۔

اطلاع ضروری واضح ہو کہ بہت سے سندی خطوط یعنے سرٹیفکیٹ جو صاحبان یورپین بہادران
سے لئے ہین جو عمدہ علاج کے ثبوت مین عطا فرمائے ہین اور نیز ہندوستانی خطوط قریب ہزار بارہ سو کے موجود
ہین جو شاید اوس کارخانون مین نہونگے چاہئے کہ طلب فرماکر ملاحظہ ہون میری ادویہ سے ہزارون نے صحت
پائی ہے اور بغیر سفارش بہت لوگونکے سارٹیفکیٹ موجود ہین آدھ آنہ ٹکٹ بھیجکر طلب کرین کیونکہ بعض حکیمو

نے اپنے شہر کے رئیسونکی خوشامد کر کے سارٹیفکٹ بنائے ہین ریس ہیر سے سارٹیفکٹ منگاکر لا
فرمائین تاکہ دہوکا نہ ہو - ایک طویل فہرست ادویہ کی جو اخبار مین طبع کی گنجایش نہین رکھتی اور جس سے
لطف زندگی تادم مرگ انسان قایم رہتا ہے قابل ملاحظہ ہے جو صاحب چاہین کارخانہ سے طلب
کرین مفصل کیفیت ادویہ کی فہرست سے ظاہر ہوگی -

المشتہر حکیم ابوالحسن شفاخانہ حکیم منفد حسین صاحب شہر بنارس محلہ دالمنڈی -

مجرب آزمودہ شرطیہ دوامین

امراض ذیل کی ادویہ شفاخانہ زبدۃ الحکماء ڈاکٹر غلام نبی اڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور مین جو ۱۸۸۲ء سے
جاری ہین ملتی ہین مفصل فہرست و سارٹیفکٹ ٹکٹ آدہ آنہ سے مل سکتی ہین -

طلاء جو استمال بچپن کے نقص رگونکی رطوبت و بگاڑ کو دور کرتا ہے فی تولہ للعہ ضعف اعضائے رئیسہ
و معدہ تاریکی چشم درد سر وغیرہ جو کثرت مسکرات و اقسام خواہش ہی کی انتہا ضعف جگر وسستی لاحق ہو دور کرتا ہی .

سوزاک نیا ہو یا پرانا علے العموم ۴۸ گھنٹہ مین اپنا اثر سوزش رحم وغیرہ کو دور کرتا ہی فی تولہ عہ

ہیرآئیل خوشبودار بالونکو سیاہ رکھتا ہے نزلہ زکام - ریزش درد سر ضعف دماغ و بصر
کو مٹاتا ہے فی شیشی ۔ لے روپیہ

حب آتشک بالمنہ آجانے تے و دست نعدہ کرتا ہے پر ہوتا نہین دو ہفتہ عہ ر

کحل الجواہر سرمہ مقوی بصر حافظ بینائی دافع نزول دو ہند جالا خارش پانی جانا
۳ ماشہ سے ر

عجیب الاثر منجن دانت کا ہلنا کیڑے کا لگنا بدبو میل خون جانا مسوڑونکی
خرابیان ۴ تولہ عما

حب بواسیر بادی خونی سونکی شیمین قبض کو مفید دو ہفتہ عما

حب ذیابیطس باربار آنا پیشاب کا پیاس و کمزوری کو و لاغری کو دافع ہے فی تولہ للعہ

عرق قایم مقام افیون و چانڈو بلا ضرر و مرچ نشہ چھوٹ جائے فی تولہ عمہ ر

عرق ماء اللحم انگوری مفرح مولد خون مقوی دماغ ضعف جگر دل و دماغ معدہ و درد سر
تاپ تلی وجع مفاصل لاغری ضیق النفس سرفہ کہنہ بے قاعدگی ایام حیض لقوہ فالج عہ

فی بوتل ۳ تولہ سے کم۔
روغن اعجاز - ناسور۔ بھگندر۔ تالو کا سوراخ خنازیر بد کیڑے زخمونکے کمانی اکہاننی نے ایام حمل حسرہ چیچک کو دفع کرتا ہے ۲ تولہ ۱۲

رسالہ دافع آتشک وسوزاک رسالہ ہیضہ رسالہ بواسیر مفرات ومسکرات رسالہ حافظ صحت

عہ ۱۰ / ۱ / ۱۰ / ۹ / ۳ / سہ

اشتہار فروخت مقطعہ

حیدرآباد مین ایک مقطعہ دو سو بیگہ کا فروخت ہونیکو ہے جسمین دو کنٹے اور تین باولیان تا ہا خشکی کی زراعت گہانس کا لنچہ اور چو بینہ وغیرہ بہت کچھ موجود ہے قیمت اس مقطعہ کی ستر ہزار روپیہ ہے جو صاحب خریدنا دیکھنا یا تفصیلی حالت دریافت کرنا چاہین دستخط کنندہ سے رجوع کرین بصورت تعویق یہ عمدہ مقطعہ ہاتھ سے نکل جاوے گا فقط

ساڑہے چار روپے مین

ربڑ کا چھاپہ خانہ

کوئی دفتر محکمہ عدالت کارخانہ اس ضروری چیز سے خالی نہ رہنا چاہیے اہل قلم کا معین ومددگار رہتا آسان کوئی جھگڑہ نہین۔ معمولی کاغذ پر لکھکر پریس کے ربڑ پر چسپان کردو سب حروف ربڑ پر اوتر آوینگے فوراً بلا امداد کسی شے کے سو بچاس کاغذ چکیدار حرفون مین چھاپ لو عجیب منظر طلسم ہے مختصر وسبک ہردم ساتھ رہ سکتا ہے مکمل ربڑ پریس تقطیع ۱۲ + ۷ انچہ کی قیمت ساڑہے چار روپیہ۔ الفبا کلان تقطیع ۱۵ + ۱۰ انچہ کی قیمت سات روپیہ محصول ذمہ خریدار

ملاحظہ طلب

(۱) جن حضرات نے ہنوز قیمت رسالہ بابت ایام گذشتہ عنایت نہین فرمائی ہے امید ہے کہ جلد تر عنایت فرما کر شکر گذاری کا موقع دین گے۔

(۲) مقامات کے تبدیل و تغیر سے دفتر کو براہ راست اطلاع ہونی چاہیے تاکہ آسانی سے رسالہ پہونچا کرے ورنہ دیر یا عدم رسی کی شکایت معاف۔

(۳) رسالہ ہر انگریزی مہینے کی کسی تاریخ کو شایع ہو جاتا ہے اگر احیانا کوئی رسالہ تا اختتام ماہ انگریزی نہ پہونچے تو دفتر کو فوری اطلاع ضروری ہے تاکہ عدم رسی کا تدارک ہو و بشرط گنجایش دوسری کاپی بھیجی جائے۔

(۴) مضامین نویس حضرات کی توجہ اپنی تحریرونکی جانب خاصکر اس معنی کی ہونی چاہیے کہ تحریر صاف دوسرون کے بے تکلف پڑھنے کے قابل ہو اور جتنے الوسع الفاظ و عبارت جابجا قلمزد نہ کیجائے۔

(۵) ہر ایک مضمون معمولا رسالے کے بارہ صفحون مین ہونا چاہیے کوئی مضمون جو بہت مطول نہ ہو برآیندہ نہ اٹھا رکھا جائے۔ ایک سلسلہ کا کل مضمون یکبارگی دفتر میں بھیج جانا چاہیے۔

(۶) مضامین مین غیرمانوس یا غیر ضروری انگریزی الفاظ کا استعمال ناظرین کی زبان پر ثقالت پیدا کرتا ہے امید ہے کہ اس واجبی شکایت پر مضامین نویس حضرات خیال رکھین گے۔

(۷) دفتر کے انتظامی استقامت سے احباب مطلع فرماتے رہین ہر اصلاح پیش کردہ پر شکر گذاری سی توجہ کیجاتی ہے۔

(۸) نیجر سابق سے اب کوئی واسطہ نہین لہذا کل خط و کتابت و ترسیل مضامین وزر بنام عالی جناب عماد نواز جنگ بہادر خواہ راقم ہونی چاہیے۔

محمد یوسف منیجر

بنگلہ نواب عماد نواز جنگ بہادر

جلد سوم — حسن — نمبر ۱۲

اعلمونی اذا احسنت امرا
وان اخطأت فاتونی صلاحا

ماه دسمبر سنہ ۱۸۹۰ء

مضامین

حیدرآباد دکن

مطبع حسن میں چھپا

حیدرآباد و نظام

ذیل کی کیفیت جو حیدرآباد کے متعلق ہے نہایت خوشی سے کتاب انڈیا ریزیٹڈ
(ہندوستان کی دوبارہ سیر)
مصنفہ مسٹر اڈون ارنالڈ
ایم اے سی اس آئی
سے

ترجمہ کی جاتی ہے

دامن کوہ نیلگری سے ملک سرکار نظام تک ایک بڑا لنبا سفر کرنا پڑتا ہے مگر وہ کبھی دلچسپی سے خالی نہین کیونکہ مسافرون کو جنوبی ہند کے ایک عمدہ خطہ سے گذرنا ہوتا ہی اور ہندبھرمین کہین ایسے اختلافات آب و ہوا و شکل شمائل نظر نہین آتے ۔ جیسے کہ یہان چھوٹے چھوٹے قصبے اون مین تاڑ کے پتون کی جھونپڑیان ۔ جوار ۔ روئی ۔ تنباکو ۔ زعفران* ۔ ارنڈی ۔ چانول ۔ اور

* زعفران کا کھیت تو یہان کہین نہین ہے ۔

دوسرے غلے کے کھیت جا بجا موجود ہیں۔ جہاں کہیں پانی کا چشمہ پایا ایسا
یا جھیل ہے ۔ وہیں لوگ آ بسے ہیں کہ پانی سے نفع اوٹھاویں ۔ قدیم سے بہت
سی تدابیر عمل میں آئی ہیں کہ جن سے اوس پانی کو قرب وجوار کے کھیتوں میں
پہونچاتے ہیں اور وہ تھوڑے ہی دنوں میں زرخیز سبزہ زار ہو جاتے ہیں
مدراس میں ہر جگہہ کہیں تو متبرک برگد کے درختوں کے نیچے ایک گھوڑونکا
اصطبل نظر آتا ہے جسمیں گھوڑے نہایت خوبصورتی سے پتھروں میں ترا شے
ہوے ہیں یا نقش کیے گئے ہیں یا رنگے گئے ہیں اور بعض جگہہ بیس بیس
تیس تیس سنگ خارا اور معمولی پتھروں میں مجموعہ کے طور پر ۔ راستوں پر کے
مندروں اور دیولوں میں بھی اسی قسم کی شکلیں نظر آتی ہیں ۔ تمام جنوبی ہند
میں یہ وہ گھوڑے ہیں جو اولی اور دان کو چڑہاے گئے تھے یا
تشبیہہ ہے او سے مراد اکی جو دنیا کی ابتدا میں پیدا کیا گیا یا علامت
ہے اسوامد یا گھوڑے کی قربانی کی ۔ اسکے سوا تو مجھے اور کچھہ
نہیں معلوم ہوتا کیونکہ مجھے اس قدر فرصت نہیں ملی کہ میں ان عجیب مورتونکو
بغور دیکھتا غالبا آرکیولوجسٹ یعنے علماے آثار قدیمہ اون سے خوب
واقف ہوں گے ۔

یہان جب فصل پکنے کے دن قریب ہوتے ہین کھیتون مین مچان بنائے جاتے ہین
ہین جن پر کاشتکار و نکے لڑکے گوپن سے جانورونکو اوڑایا کرتے ہین
اور جب تھک جاتے ہین تو ایک لکڑی پر اپنی چادر ڈالدیتے ہین جس سے
پرندڈر تے رہین اور کھیتون مین جابجا لکڑیون پر سفید ٹھلیان رکھدیتے ہین
جس سے جانورون کو یہ خیال ہو کہ کھیت مین آدمی بیٹھے ہوئے ہین -
بعض لوگ اِن علامتون کو فال نیک بھی تصور کرتے ہین - یہان اور تہامی
مین ریل کے نزدیک بڑی ہل چل ہوا کرتی ہے دیسی لوگون سے ہمیشہ
گاڑیان بھری رہتی ہین لاکھون غریب خوشدل اور صابر آدمی تفریح طبع یا
بغرض رسم ورواج مذہبی یاکسی اور کام کاج کے واسطے سفر کرتے ہین اپنے
پاس کچھ سامان نہین رکھتے مگر کہ دو پیسے یا ساڑی کے پلو مین باندہ لین
راستے مین مفت کا پانی اور سستی چیزین کھاکر بہت خوش رہتے ہین مثلاً
چنے - مرمرے - کچے ناریل - اور تہامی - اور تشنہ لب مسافر ایک قدرتی
پیالے مین شہد اور دودہ سا عرق (ناریل) جو ہیچ اونکے واسطے سرد فرحت بخش
اور خوشگوار پیدا کیا ہے کیون نہ پئین جسکو بیچنے والا اپنے چاقو سے ایک
ہی ہاتھ مین صاف کردیتا ہے اور اندرونی سطح سفید نظر آنے لگتی ہے -

آسام کی نہر پر جو مدراس سے تقریباً چالیس میل ہے ریل کی سڑک شمال
و غرب کی جانب پھرتی ہے اور مسافر کئی سو میل طے کر کے دکن میں
واڑی جنکشن تک پہونچتا ہے۔ جس وقت ہم ان میدانوں اور پہاڑوں
اور جنگلوں میں سے گذرے سفید چاندنی چھٹکی ہوئی تھی۔ پہاڑیوں پر کہیں کہیں آگ
نظر آتی تھی اور سوکھے جنگلوں میں کچھ آواز بھی سنائی دیتی تھی۔ ہند میں صبح اور رات کا وقت دوپہر
کی گرمی کی بخوبی تلافی کرتا ہے جیسے کہ دُمی گرگ (ستارہ کا نام) سحر میں نظر آتا ہے اور جبتک کہ آفتاب افق سے
ایک نیزے برابر رہتا ہے ہوا اور کھیت تمام سال بھر سب خوشگوار معلوم ہوتے ہیں
اور جب آفتاب غروب ہوتا ہے تمام مشرقی حصہ سنہرا اور مغربی گلاب کا پھول
نظر آتا ہے اس وقت آرام و آسایش اسدرجہ بڑھجاتی ہے کہ بیان سے باہر ہے۔ شب ماہ
میں (جیسے کہ ہم کو آدھونی سے واڑی تک گذری) ایک قدرتی بہشت معلوم
ہوتی تھی۔ درختوں کے نیچے سایہ میں پتھروں کی عجیب صورتیں معلوم ہوتی ہیں
جہاڑیوں میں لاکھوں جگنو چمکتے ہوئے نظر آتے ہیں اور اپنی قدرتی آوازمیں
یہ کیڑے خدا کی حمدیں گیت گاتے ہیں جیسا کہ بعض شاعر نے اسکی تعریف
کی ہے۔

چاندنی رات میں جب کہ ہوا سرد ہوتی ہے اور جنگل ایک عجیب برستان

نظر آتا ہے تو ہندوؤں کے محاورے کتنے بھلے معلوم ہوتے ہیں مثلاً
رات ماں کا بیٹا جو رات کی آسایش کے بارے میں کہا جاتا ہے یا چاند کا
ٹکڑا جو کسی پیارے محبوب کی شان میں کہا جاتا ہے۔ جوشی اپنے مکانوں
میں۔ لومڑی۔ چرخ اور دوسرے جنگلی جانوروں سے محفوظ ہیں کہیں کہیں
آگ جلتی ہوئی نظر آتی ہے اور کہیں مٹی کے چراغ کی روشنی بتلاتی ہے کہ
کوئی مسافر اوترا ہے۔ یا کوئی چھوٹی جھونپڑی ہے درختوں میں طبیعت نہیں
چاہتی کہ دوڑتی ہوئی گاڑیوں کی کھڑکیوں میں سے مسافر منہ پھیر لے اور
گدیوں پر اونگھتی ہوئی نیند کے مزے جھولے۔

دوپہر کو کاویری دریا اور رائچور سے گذر کے ملک نظام میں ہم وادی
چنکلیں پر پہونچے۔ یہ ایسی جگہ ہے جس سے دکن کا پورا افق تو معلوم ہوتا ہے
چٹیل۔ خشک۔ کانٹوں دار جھاڑیاں۔ خفیف سا درگانوں۔ کہیں
کہیں پہاڑیاں سیاہ بغیر درخت کے چھپر ٹوٹے پھوٹے قلعے نظر آتے ہیں۔
پانی کے نزدیک گاؤں کی آبادی اور بڑے بڑے بلند درختوں کی کثرت ایسا
کہ جنہیں شہزادی دمانتی کی (دمن) راجہ نل کی تلاش میں بھٹکتی پھرے۔
کیونکہ یہ وہی جگہ ہے جہاں خوش نہیں اوگتا کیونکہ او چکے ایک تنکے سے

کسی ایک بزرگ کی آنکھ پھوٹ گئی تھی اور اونھون نے بد دعا دی تھی -
یہین ہین وہ اسوکا کے درخت جنکی شہزادی موصوفہ نے تعریف کی ہے
اور یہین ہین وہ جنگل جہان رشی مہر - اور شکاری - اور بہت سے قافلے سودا گرون
کے اوسکو ملے - مین لفٹنٹ گورنر بنگالہ کے ساتھ تھا کہ نل اور دمن کا
ناٹک ایک کلکتہ کی کمپنی نے نہایت خوبصورتی سے میرے سامنے کیا
اوسکے سوانگ بہت ہی قابل تعریف تھے مگر دیسی لوگون مین قصّون کو ایسے
دبے ہوے آواز سے ناٹک مین بیان کرتے اور گاتے ہین کہ مغربی
کان بہت جلد تھک جاتے ہین واڑی سے پونا اور گھاٹ سے گذر کر
بمبئی تک صرف چوبیس گھنٹے کا راستہ ہے اور ہم فوراً مغرب کی جانب پھر جاتے
مگر یہان پر حضرت بندگان عالی نظام حیدرآباد کی طرف سے پیام پہونچا کہ حیدرآباد
مین حضرت کی طرف سے ہم لوگون کی دعوت ہے - حیدرآباد یہان سے اکیسویں
میل مشرق کیطرف ہے بس ہم کو وہی آرام گاڑی مین ملا جب کہ اوسکو لین سے
دوسری لین پر بدلتے رہتے تاکہ صبحکو حیدرآباد کی ٹرین مین شامل ہو سکے -
موسم گرما اب اچھی طرح سے شروع ہو چکا اور دکن کے وسیع میدان تمازت آفتاب
سے تمتماتے تھے - ہماری ٹرین حیدرآباد کے پہاڑی اور جنگلی اضلاع

مانڈو اور دھارور کے گھنے جنگلون مین سے گذری - بلدہ حیدرآباد
کے اطراف مین کوہساری ملک ہی - ٹوٹی اور اونچی پہاڑیان سیاہ اور سرخ کھڑی نظر
نظر آتی ہین - یہی پتھر (لوگنڈا) جب کبھی کارنوال اور اسکوٹ لینڈ مین
نظر آتے ہین تو کیسے عجیب معلوم ہوتے ہین مگر یہان ہزارون ہین - پتھر کی بڑی
چٹانین دھوپ سے گرم ہوکر اور پھر بارش یا رات کی سردی سے سرد ہوکر
جابجا آڑے یا ترچھے طور پر شق ہوئی ہین - اور پھر انھین درارون مین سے
پانی اور ہوا نے گھسکر اپنا کام کیا - یہان تک کہ وہ چٹانین ایسی معلوم ہوتی ہین
کہ بڑے بڑے پتھرونکی سلین ایک دوسری پر رکھی ہین گویا دیوتا نے اپنی گڑھی
یا دیول بنانے کے واسطے پہاڑ پر پہاڑ لاکر رکھدیے ہین کہین انھین چٹانون
کے ٹکڑے ایک دوسرے پر مینار کی شکل مین بہت بلند ہین اور چوٹی کا پتھر
ہزارون برس کے موسم کے اثر سے ایسا نقش و ار ہوگیا ہے کہ مشکل سے یقین
ہوتا ہے کہ یہ قدرتی طور پر ایسا ہی ہے اور قدیم ٹائٹنک معمارون کا بنایا ہوا
نہین ہی سیکڑون جگہ پر ایسا دیکھا گیا ہے کہ ایک بہت بڑا جنگی پہاڑ ایک چھوٹے
سے پتھر کے ایک نقطہ پر ٹھیرا ہوا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ اگر ایک بچہ ذرا
ڈھکیل دے تو ہزارون من کا بوجھ لڑکڑا کر جنگل مین گر پڑے -

آتش فشان کے سنگ ریزون مین سونا اور لوہا قیمتی پتھر ملتے ہین حیدرآباد کی نزدیک داہنی جانب گولکنڈہ کا پہاڑ نظر آتا ہے یہان بادشاہ کی گرمیون مین رہنے کی جگہ ہے جسکا ذکر الف لیلے مین ہے اور جسکے ہیرونکی شہرت تمام دنیا مین پھیلی ہوئی ہے۔ اگر وہ قصے صحیح ہین تو یہ وہی جگہ ہے جہان سندباد نے دیکھا تھا کہ جواہرات کی گھاٹیون مین سوداگر گوشت کے ٹکڑے پھینکا کرتے تھے تاکہ چیل اور عقاب اپنے گھونسلون مین لیجائین اور پھر جب اونکے گھونسلے تلاش کرتے تو بڑے بڑے جواہرات گوشت مین لپٹے ہوے ملتے تھے یہان پر ہر شخص مسلح رہتا ہے۔ نیزہ عرب شمشیر سندھ۔ ہر شخص کے پاس موجود ہے ہر چند کہ یہ بڑا دستور ہے مگر اوس سے کوئی زیادہ خطرہ نہین۔ بڑی بڑی بندوقین اور قرابینین جو حیدرآبادوالےکے کندھے یا کمر سے لٹکتی رہتی ہین ایسی ہین کہ اگر چلائی جادین تو بمقابلہ دشمن کے خود چلانے والے کو زیادہ مضرت بخشینگی۔

اسمین شک نہین کہ گو حیدرآباد کوئی قدیم شہر نہین ہے اور نہ عمارات اسکی بڑی ہین مگر ہند مین ایک عجیب اور دلچسپ شہر ہے قطب شاہ نے سنہ ۱۵۸۹ء مین گولکنڈہ عمدہ پانی کے نہ ہونے کیوجہ سے چھوڑکر حیدرآباد کو پایہ تخت بنایا

الف لیلہ مین اسکا ذکر نہین ہے۔

اور اسنے ایک خواص محبوبہ کے نام سے اسکا نام بھاگمتی رکھا۔
اور اسکی آراستگی کے واسطے نفیس مسجد اور چار مینار بنا ے سلطان
کی خواص کا نام یادگار تو باقی نہین رہا صرف اب حیدرآباد کے
نام سے مشہور ہے۔ فصیل کے باہر دریاے موسٰی بہتا ہے بارش
مین تو کسیقدر اسمین زور ہوتا ہے مگر دوسرے موسمون مین کچھہ تھوڑا
پانی رہتا ہے اور اوسکے بیچ مین کہین کہین پانی مثل تالابون کے
جابجا اکھٹا ہوجاتا ہے یہان پر ہاتھی نہلاے جاتے ہین علاوہ
ان کے اور عوام لوگ بھی نہایا کرتے ہین۔ اس دریا پر تین بڑے
پل ہین جنکے سبب سی بیرون کے ہندؤنکی* آبادی خاص شہر سے علیحدہ
ہوتی ہے۔ شہر مین سب چیز مسلمانون کے ڈہنگ پر ہے۔ لانبی
سفید گلیان جنکے سامنے کماندار دوکانین تھوڑے تھوڑے فاصلہ
پر مسجدین جنکے نقشین بلند منارے چھتون سے بلند نظر آتے ہین
فارسی۔ عربی۔* ہندی کتبہ اونپر موجود ہین۔ دوکاندارون کی دوکان

---

* مذہب کے لحاظ سے آبادی تقسیم نہین۔

* ہندی اردو کتبہ مساجد مین یہان کہین نہین۔

اور مسجد کی سیڑھیون اور دروازون پر فقیرونکی کثرت سے یہ شہر ایسا
معلوم ہوتا ہے کہ گویا ہندی دمشق ہے یا قاہرہ - راستے پر آمدورفت
کی کثرت ہے - مسلمانون کی سفید پگڑیان - حبشیونکی سرخ رومی ٹوپیان
اور حاجیون کے سبز عامے ہر طرف نظر آتے ہین جیسا کہ پیشتر بیان
ہو چکا ہے - یہان کے لوگ سر سے پاؤن تک مسلح
رہتے ہین - سچ تو یہ ہے کہ پستول - تلوار - جنبھیا - بندوق - برچھے
باندھنے کا حیدرآباد مین ویسا ہی فیشن ہے جیسا پکاڈیلی مین چھڑی
رکھنے کا - بہرہ پر عرب لوگ اپنی لانبی بندوقین گھٹنون پر تسل برچھون
کے لیے ہوئے اور توڑے سلگتے ہوئے ٹہلتے ہین - خوش باش
مسلمان جو بازار مین نکلتے ہین تو تلوار کے پھل سے اپنی موچھون کو تاؤ
دیتے ہین - امرا ہاتھی پر اپنی تلوار کو زانون پر رکھ لیتے ہین -
ایلچی جب کسیکا خط پہونچانے جاتا ہے تو اوس خط کو اپنی چھری کے
میان مین رکھ لیتا ہے - جوتون کی منڈی مین دوکاندار جو بیٹھے ہین
اون کے روپیون مین پھرے ٹھہرتے ہین اور فیصدی بیس یا اونیس دوکانون پر
ہتھیار بکتے ہین - تمام شہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا آدھے پایہ پر

چڑھا ہوا ہے - اور بلوے کے وقت مین ذرا سی ٹھیس سے اُڑ جاتا ہے
مگر صرف یہ خیال ہی خیال ہے - اسمین شک نہین کہ یہان کی آبادی کی
طبیعت مین ایک خود مختاری اور آزادی ایسی ہی ہے کہ جو اور کہین نہین پائی
جاتی اور اگر کوئی بدوی کسی مجمع اور بازار مین جاوے تو تعجب
نہین کہ کشمکش مین بے پروائی سے دھکے کھاوے - مگر کوئی فساد کیصدور
یا کج اخلاقی مجھے نظر نہین آئی - بلکہ کہتے ہین کہ جھگڑے فساد یہان بہت
ہی کم ہوتے ہین - تلوار اور ہتھیارون سے اسقدر الفت ہے کہ گویا اُسکی
پرستش کرتے ہین اسطرح جیسے کہ چیوسی ڈائیس جسنے اپنی پہلی کتاب مین
مہذب قومون کو ہتھیار بندی کی ممانعت کی ہے - البتہ دیکھکر بہت ناراض ہوتا

اسلحہ مین جوہردار پانچ ہزار روپے کی سروہی خمدار - عباسی
یعنے ایران کا اختراع - اصیل - نیمچہ - تیغہ - کرچ - دھوپ - نواز خانی
قسم اخیر نہایت خونخوار شکل کی تلوار ہے - قرابینون کے بھی مختلف نام
ہین جیسے - شیر بچہ - اور صف شکن - جنبیون مین اونٹ کی ہڈی
کے دستے اور سکین ہر عرب کے پاس رہتے ہین - پٹھانون کے
پاس کٹار - اور روہیلون کے پاس پیش قبض رہتی ہے - اِن کے

سوا بچھوے - قرولی - جو ایسے چھوٹے ہوتے ہین کہ ہتھیلی مین چھپائے جائین - ہرن کے سینگ کا بنا ہوا مرس لوکدار چھرا - اور بانکہ صفدرہ -

مجھے ان ہتھیارون کی تشریح امیر کبیر بہادر کے یہان معلوم ہوئی امیر کبیر بہادر کے یہان ایسے ہتھیار بہت سے ہین بلکہ مجھسے بھی ان ہتھیارون مین سے چند منتخب کرنے کے لیے اصرار کیا گیا - حقیقت تو یہ ہے کہ حیدرآباد کے خونخوار ہتھیارون پر ایک مستقل کتاب لکھی جاسکتی ہے -

مین نے پہلے گولکنڈہ کا ذکر کیا ہے اور اوسکے نزدیک ایک بڑے پہاڑ کا - گولکنڈہ مین جو ایک مختصر ڈنر ہمکو دیا گیا وہ البتہ قابل یادگار رہیگا سنگ خارا کا گنبد جو قطب شاہیون مین سے کسی ایک بادشاہ کا مقبرہ ہے اوسکے بیرونی حال مین منبر آراستہ ہوا تھا - افسوس ہے کہ اس گنبد پر سفیدی کر دی گئی ہے مگر تاہم اوسکی عظمت مین فرق نہین آیا یہ مقام رنگین چراغون اور قمقمون سے آراستہ ہے اور یہ وہی ہے جسکو مارکوپولو نے سنہ ۱۲۹۲ عیسوی مین شہزادی رددراما دیبی سے ملاقات کے وقت دیکھا تھا مارکوپولو نے اوسکو اسطرح پر بیان کیا ہے

یہان بعض اونچے پہاڑ ہین کہ جب بارش شدت کی ہوتی ہے تو پانی
اونپر سے شدت سے بہتا ہے جب بارش موقوف ہوتی ہے اور پانی
کا بہنا بند ہوجاتا ہے تو لوگ پانی کی گذرگاہ تلاش کرتے ہین اونکو وہان
ہیرے دستیاب ہوتے ہین - موسم گرما مین بھی قیمتی پتھر پہاڑون پر سے
سے ملتے ہین - مگر گرمی اس شدت کی ہوتی ہے کہ وہان جانا دشوار ہے
پھر اسی مسافر نے وہی قصہ سندباد عقاب اور گوشت کا بیان کیا ہے
قسو (نشید) بھی یہان ہیرونکی تلاش مین آیا تھا اوسنے ساٹھہ ہزار آدمیون کو
کھودتے ہوئے دیکھا - اسیطرح کوہ نور جو ایک مشہور پتھر ہے دستیاب ہوا
ہمین شک نہین کہ قرب وجوار مین بہت سے جواہرات ملین گے مگر اون کا
ٹھیک مقام معلوم نہین اور وہ مشہور ہیرا جو سب سے آخر مین دستیاب ہوا
نظام کے نام سے مشہور ہوا اور گو ایک کاشتکار نے اوسکو توڑ ڈالا تھا تاہم
اوسکے ایک ٹکڑے کی قیمت سات لاکھہ بیس ہزار پونڈ قرار دی گئی تھی -
فی الحقیقت اگر یہان اچھی طرح سے تلاش کیا جائے تو اوسکا نتیجہ ایسا
ہوگا کہ جنوبی افریقہ اور برازیل کے معدن والے متحیر ہون گے ہمین
تو گولکنڈہ مین کوئی سنگین کام نہ تھا سوائے دعوت کے جسمین ہمارے

نہایت مہربان دوست کپتان اور مسس کلارک بادشاہ مرحوم کے عظیم الشان گنبد میں ہمارے ساتھ تھے تاکہ ہند کی چاندنی رات کا لطف اوٹھاویں اس مکان میں آنے کے بعد سمجھ میں آتا ہے کہ قلندر اور دارا و بہزاد جنکا ذکر الف لیلہ میں ہے کیوں اکثر گنبدوں میں مسکن اختیار کرتے ہیں۔

حیدرآباد کا شاہی رنگ زرد ہے اور شاہی جھنڈے کے بیچ میں ایک گول قرص کی شکل ہوتی ہے لوگوں نے اسکو چاند یا ڈھال کی شکل تصور کی ہے مگر دراصل وہ چپاتی کی شکل ہے۔

جب کہ نظام اوّل ایک خطرناک مہم پر جا رہے تھے تو ایک بزرگ نے اونکو اپنے کھانے کی روٹی دی۔ بادشاہ نے اوسکو اپنے ساتھ رکھا اور فتح پائی۔ اوسی تاریخ سے نظام نے اپنے جھنڈے پر چپاتی کی شکل قایم کی رسٹر تھوی نوٹ نے ۱۶۶۵ء میں اس چار مینار عمارت کا حال بیان کیا ہے جس سے بہتر ہو نہیں سکتا وہ کہتے ہیں "چار مینار ایک مربع شکل کی عمارت ہر طرف سے ساٹھ فیٹ چوڑی اور بیالیس فیٹ اونچی۔ اسکے چاروں طرف چار کمانیں ہیں تقریباً بیس فیٹ اونچی اور ۲۴ فیٹ چوڑی۔ اور ہر ایک کمان کے

سامنے اوسی قدر چوڑا راستہ ہے۔ اوسمین تلے اوپر دو برآمدے ہین اور
سب کے اوپر ایک چھت۔ کنارونپر پتھر کے چھجے ہین۔ ہر کونے پر ہشت پہلو
مربع ۸ فیٹ اونچا اور ہر ایک مین چار برآمدے ہین۔ تمام عمارت مین گلاب
کے پھول اور عمدہ نقش کندہ کیے ہوتے ہین۔ تمام راستے اسی عمارت سے
نکلتے ہین۔ اور یہان ہند کی مختلف قومین اور ہاتھی اس قدر نظر آتے ہین
کہ ایشیا ورسے راس کماری تک کسی شہر مین نہ ہونگے۔ پستہ قد اور چوڑے
چکلے عرب جنکے پاس چاندی کی منڈھی ہوئی بندوقین اور جنکے سیاہ رو
سندی۔ روہیلے نیلے جامے اور قبرا بن کے پٹھان سب لمبے
لمبے بال اور سیلے کپڑے پہنے ہوئے۔ راجپوت روغنی چمڑے کی ڈھالین
لیے ہوتے۔ ایرانی بنجارا کے لوگ۔ ترک۔ مرہٹے۔ مدراسی۔ پارسی
وغیرہ۔

چارمینار کے نزدیک ہی حضرت بندگان عالی کا جو محلہ ہے
جہان مسلمان عہدہ دار امرا اور سکندرآباد کی چند میم صاحبون کے ساتھ
ہمین ڈنر مین شریک ہونے کا اعزاز حاصل ہوا اعلیحضرت نے اپنے
مہمانون کو بالاخانہ کے سنگ مرمر کے چبوترے پر دعوت دی تھی جس کے

اطراف سفید محل کی عمارات ہین - حضرت کا قد میانہ ہے - آنکھین سیاہ جس سے
ذراست ٹپکتی ہے اور نرم چہرہ - اونکا کوٹ سیاہ تھا جبپر ستارہ ہند کے آسمانی
زمین چمکتی تھین - اور ہیرے جڑے ہوے قبضے کی تلوار - اسٹاف کے
خوش وضع افسر اطراف مین کھڑے ہوئے جنمین سے ہر ایک نے اس
عظیم الشان شہزادہ ہند کو جھبہ جھبہ سلام زمین بوس کیے اور اونکی پذیرائی
مین حضرت نے اشارہ فرمایا - سپر ہیون کے نیچے سلح عرب شمشیر برہنہ لیئے
ہوئے پہرہ دے رہے تھے - اور جب کوئی معزز مہمان آتا تو سلامی دیتے
تھے - تھوڑی ہی دیر مین وزیر اعظم نواب سر سالار جنگ بہادر جوان اور
طویل التمامت تشریف لائے جنکے چہرے سے آثار دانائی اور فراست
نمایان تھے اور جنکی وضع نہایت خوشنما تھی - طریقۂ آداب بجا لائے اون کے
بعد مسٹر کارڈوری رزیڈنٹ - اور جنرل سلیٹا جو دہلی مین اٹلی کیطرف سے
وکیل ہین

یہ شاہی دعوت سنہری برتنون مین کشادہ ھال مین بالکل یورپین طرز
پر تھی - سوا اسکے اقسام کے پلاؤ اور سالن موجود تھے اور ان کھانون مین
باورچی خانہ مبارک سے کوئی سبقت نہین لیجا سکتا - بعد ڈنر اور چائی لوہی کے

منگار اور یہان آ کے جلسہ برخاست ہوا۔ اور سب سے پہلے حضرت انگلینڈ کو
روانہ ہوئے جہان وہ مقیم تھے۔ ڈنر کے پہلے اور بعد مجھے حضرت سے
گفتگو کا اعزاز حاصل ہوا اور مین نے اونکو نہایت عالی خیال عقلمند اور
خلیق پایا۔

دوسرے روز وزیر اعظم کے یہان برکفاسٹ (ناشتہ) قرار پایا
یہ اپنے باپ کے نام سے مشہور ہین اور سالار جنگ کی کارکردگی کی لیاقت
اور ذہانت وغیرہ کے مورث ہین۔ مدار المہام کا محل ایسا ہی ہے جیسا کہ
حیدر آباد مین اور امرا کا باغ نہایت شاداب کشادہ جھال جیمین ہوا اور روشنی
کا بخوبی گذر ہو مگر چکا چوند نہ آ سکے۔ مسلمان عہدہ دار مدار المہام کے
نزدیک تھے اور اس سے زیادہ خوشگوار مجلس ہو نہین سکتی۔ اونکی ترکی ٹوپیان
سیاہ اور نیلگون پنچھرے کمربند لگے ہوئے جنکو سپید اور رنگین پگڑیون
کے ساتھ بہت عمدہ مناسبت تھی۔ منجملہ اونکے ایک سید علی تھے
جو سررشتہ تعلیمات کے ڈائرکٹر تھے۔ انگریزی اور ہندی زبان فصیح
عربی دانی اور مرہٹی مین فارغ التحصیل سنسکرت مین اونھون نے چند اشلوک
نہایت صحت کے ساتھ پڑھے۔ اوسی روز ہم نے رزیڈنسی مین ٹیفن کھایا

یہ عمارت بھی بڑی عالی شان ہے اور دو منزلہ شل برونس بری کے
عجائب خانے کے معلوم ہوتی ہے آکسفرڈ کی قدیم باتیں مجھکو اور ر. ڈ. نٹ
صاحب کو یاد آئین اتنے برس کے بعد اون پرانی باتون کا یاد آنا کیسا بھلا
معلوم ہوا یہان پر حیدرآباد کے پولیٹکل معاملات کا ذکر کرنا مناسب نہ ہوگا
خلاصہ یہ کہ ہمارے زمانۂ قیام مین بعض اہم مسائل پیش تھے اور زمانہ نازک تھا
مگر پولیٹیکل معاملات کے تفکرات ہماری مہمانداری کے کسیطرح مانع نہ ہوئے
اور اس شریف اور خلیق مسلمانون کے شہر مین ہماری دعوت پہ دعوت ہوئی
ایک شام کو میر عالم کے تالاب پر شامیانہ مین مدارالمہام کیطرف سے دعوت
ہوئی۔ یہ خوبصورت شفاف تالاب گولکنڈہ کی پہاڑیون کے نیچے باندھا
گیا ہے۔ سیکڑون رنگین قندیلین شام کی ہوا مین عجیب لطف دیتی تھین
کھانے کے پہلے اور بعد رقص و سرود رہا آدھی رات کے قریب چاندنی
رات مین جب کہ جگنون اودہر اودہر چمکتے تھے ہم گاڑیون پر سوار ہوکر قدیم
گنبدون سے گذر کر واپس آئے۔ دوسرے روز لنگم پلی کے باغ مین
امیر کبیر کیطرف سے جو حضرت سے قرابت قریبہ رکھتے ہین بڑی کفایت
تھی یہان کا سما نہایت دلچسپ تہا۔ کھانے کے بعد نواب صاحب نے مجھے

اپنی بارہ دری کو لے گئے جہاں حسین اور تربیت یافتہ گارڈلوں کا پہرہ تھا۔ نواب صاحب کا احاطہ۔ عقاب۔ ہاتھی۔ وغیرہ کے سبب سے بادشاہ معلوم ہوتا تھا جیسا کہ مین نے پہلے ذکر کیا ہے۔ نواب صاحب نے مجھے اپنا سلح خانہ دکھلایا۔ اسمین پورانی اور نئی تلوارین نہایت آبدار بیش قیمت سنہری اور جڑاو کام کی کہ جنکے دیکھنے سے قتل کا خیال بھی آ ئے۔ اسکے بعد بہت سی دعوتین ٹیفن اور ڈنر ایسی ہوئین کہ بیطلے الاعتقاد مہمان بھی قایل ہو جاۓ کہ بادشاہان گولکنڈہ کی قدیم امارت کی سراپات ہنوز معدوم نہین ہوئی ہین +

ہماری روانگی کے قبل جو نواب صاحب کیطرف سے دعوت ہوئی اس فیاضانہ مہمان نوازی کی کیفیت بیان کرنے کے لیے لفظ کافی نہین ملتے ہین کہ پورے طور سے ادا کرون یہ ڈنر مدار المہام کے محل کے دیوان خانے مین دیا گیا۔ آئینہ خانے کے بڑے ہال میں ہزارون رنگین قندیلین اطراف کی کمانین اور بیچ کا حوض پھولون کے گلدستون سے گھرا ہوا بالا خانے پر سیاہ خانم تھیٹرے جسوقت ان کا عکس آئینون مین پڑتا تھا عجیب کیفیت پیدا کرتا تھا۔ سنگ مرمر کے

فرش پر ناچ ہو رہا تھا اور قطب شاہی خاندان کی بہادری کے گیت
گائے جاتے تھے ۔ عہدہ دار اور بڑے خدمتگار زرین چمکدار
پوشاکین پہنے ہوئے ۔ سنہری اور ریشمین کوچون پر بے تکلف بیٹھے
ہوئے تھے ۔ اس محل کے اطراف عجیب مکانات ہین ۔ مثلاً ایک
چینی خانہ جسمین ہر زمانہ ہر طرز کا چینی کا کام تہا ۔ غزنی ۔ اور بیبیان کے
سبز نیلگون رنگ ایسے ہین کہ جو ان کا شوقین ہو عاشق ہو جائے
دوسرا اسلحہ خانہ قدیم و قیمتی ہتھیارون سے معمور ۔ ایک اور عمارت ۔
جسکی چمکدار دیوارین نقش کاری اور جنگی اور محبت آمیز تصویرین دکھلاتی
ہین ۔ ڈنر کے وقت مدار المہام نے ملکہ معظمہ کا جام تندرستی نوش کیا
اور اونکے بھائی نے حضرت بندگان عالی کا ایسی صحیح فصیح اور بامذاق
اسپیچ جیسی نواب سالارجنگ نے بیان کی کم سننے مین آئی ہے ۔
ہم نے کس مشکل سے اپنے تئین اس سلطانی جلسے سے علیحدہ کیا دل تو
ہرگز نہین چاہتا تھا کہ ایسی عنایت آمیز صحبت سے علیحدہ ہون ۔ یہان مہمان کے
واسطے اگر خطرہ تھا تو صرف اس قدر تھا کہ عنایت اور نوازش کا ہجوم اوسکو
مار نہ ڈالے اسلئے اس عظیم الشان سلطنت کے شہزادے سے مل

تک اور مہربان ہی بیگم محل کے نوکرون تک سی ہمپر اس قدر عنایت
اور التفات کا اظہار رہا کہ اس جلسے کو چھوڑ کر مغرب کیطرف لمبی کے
طول و طویل سفر کے لیے آمادہ ہونا نہایت گران گذرتا تھا مگر ہندوستان کے
شہرون او محلات کی سیر اور تفریح اب عنقریب ختم ہونے کو ہے اور
ہم دکن کے میدان اور گھاٹیون مین پانسو میل اوتر کر لمبئی پہونچے
جہان سے ہمارا سفر تقریباً سات ہزار میل کا سمندر اور خشکی کے راستے
سے شروع ہوا تھا ۔

تحریر و تقریر

اندرونی جذبات اور خیالات کے ظاہر کرنے کے واسطے قدرت نے ہر ایک جاندار کو کم یا زیادہ بولنے کی طاقت دی ہے - اور یہی ایک فطرتی ذریعہ ہے کہ جو ہمجنس جانداروں کے آپسکے میل جول اور تعلق کو قایم رکھتا ہے - بولنے کی طاقت جاندار مخلوقات کو درجہ بدرجہ ملی ہے اور جسقدر کہ ادنے درجہ کی مخلوقات مین ناکمل ہے اوسیقدر بتدریج ترقی کرتے کرتے انسان مین جو اشرف المخلوقات ہے کمال کو پہونچی ہے - بولنے مین ترقی کا سلسلہ انسان مین محدود نہین کر دیا گیا ہے بلکہ برابر جاری ہے - پیدایش کے وقت سے مرنیکے وقت تک جس شخص کو دیکھو تو معلوم ہوگا کہ اوسکے بولنے کی طاقت ابتدا سے آخر عمر تک حالت سکون مین نہین رہی بلکہ ایک کم حقیقت ابتدا سے ترقی کرتے کرتے ایک خاص حد تک پہونچی - اور اگر مختلف انسان کے بولنے کی طاقت کا آپسمین مقابلہ کرو تو ظاہر ہوگا کہ گو فرداً فرداً ہر ایک نے اپنی عمر کی ترقی کے ساتھ ساتھ

اس خاص صفت مین بھی ترقی کی لیکن آپسمین ایک دوسرے کی ترقی کی رفتار مختلف ہوئی ۔ یہان تک کہ اگر زمانے کی کسی ایک وقت کے بولنے کی طاقت کا اوسکے کسی دوسرے وقت کے بولنے کی طاقت سے مقابلہ کیا جائے تو دونون یکسان حالت مین پائی نہ جاسے گی یعنے قدرت نے بولنے یا تقریر کی طاقت تھوڑی بہت سب جاندارونکو دی ہے اور اوسکی تکمیل انسان مین ہوئی ہے ۔ اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قدرت نے ہم کو صرف تقریر ہی سکھائی ہے ۔ اور جہان جہان اوسکا پورا عمل دخل ہے وہان اظہار خیالات کا ذریعہ محض اور صرف تقریر ہے ۔ غیر ذی روح مخلوقات البتہ بولنے سے معذور ہے لیکن اوسکے صم بکم کی حالت کچھہ ظاہر ضرور کرتی ہے بشرطیکہ دیکھنے والی آنکھہ اوسپر ڈالی جائے ۔ کیا درختون کا ساکت کھڑا رہنا خزان مین اسپنے پتے تبدیل کرنا ۔ مقررہ وقت پر برہنہ ہونا ۔ پہلوان کے بوجہ سے اپنی شاخین جھکا دینا ۔ جسطرف کوئی روک ہو اوسطرف اپنی شاخین نہ لیجانا ۔ خراب آب وہوا مین سرسبز نہ رہنا ۔ وغیرہ وغیرہ ہم کو ان باتون کا سبق نہین دیتے ہین کہ اپنے اوپر

بھروسہ کرنا چاہیے - خموشی اولی ہے - رسم و رواج - لباس
وغیرہ ایک خاص مدت کے بعد تبدیل ہونے چاہئیں - دوسرون کو
اپنے اوپر تکلیف گوارا کر کے فائدہ پہونچانا چاہیے - جسقدر ہنسی زیادہ
ہوا اسیقدر زیادہ انکساری کی عادت کرے - بڑے پروس
ہیر اور بری صحبت سے بچنا چاہیے - وغیرہ وغیرہ - چاند سورج کا گرد
کرنا اور زمین کو روشن کرنا - چاند کا روشنی سورج سے حاصل کرنا -
سے حقیر بادل کا دونون کو کبھی کبھی ڈھک کر بے نور کر دینا - وغیرہ وغیرہ
کیا اُن باتون کا اشارہ نہین کرتے ہین کہ وقت کی پابندی چاہیے
بڑون پر لازم ہے کہ اپنے سے چھوٹون کے رہنما ہون - تعلق کا سلسلہ
ایک کا دوسرے کے ساتھہ لگا ہوا ہے - تھوڑی سی کدورت بڑے
روشن دل کو معطل کر سکتی ہے وغیرہ وغیرہ - خلاصہ یہ کہ کم یا زیادہ
ہر ایک خموش مخلوقات کچھہ نہ کچھہ ضرور بتلا دیتی ہے - بیشک وہ بولتی
نہین ہے لیکن اونکے حالات قدرت کی کتاب کی سطرین ہین یا خدا
کی گلستان کا آٹھوان باب ہین کہ خاص حروف کے لباس مین
والے پہچانتے ہین ہمکو بہت کچھہ سکھاتے ہین - اسی کو تو دیکھہ

شعرا کا بلبل جوش مین آ کر چہک اوٹھا تھا کہ ؎

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ÷ ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

سب سے اوّل زمانے مین جس تحریر کا ابتدا ہوا اور جسکا پتہ اسوقت بھی لگتا ہے وہ قدرت کے پر معانی حروف کی — نقل تھی ۔ اسلیئے اوس زمانے مین ذی روح یا غیر ذی روح مخلوقات کی پوری تصاویر کے ذریعے سے اپنے مطالب کو ادا کیا جاتا تھا ۔ یہ تحریرات اب تک مصر کے پیرامڈون کے کتبون مین موجود ہے اور جہان تک دریافت ہوا ہے یہ پیرامڈین بعید سے بعید زمانے کے یادگار ہین ۔ اس قسم کی تحریر کو جو علامات کے لباس مین مروج ہوئی تھی ہائروگلفکس کہتے ہین ہائروگلفکس کے قدمون کے آثار بالکل درست اس وقت تک ہمارے سکون مین موجود ہین ۔ اور اون قومی صفات مخلوقات کی تصاویر کے لباس مین برابر دکھائی جاتی ہین ۔ چین بھی ایک قدیم ملک ہے اور اوسنے ہمیشہ سے دیگر ممالک سے کسی قسم کا تعلق نہین رکھا ۔ اوسکے حروف دوسرے درجے پر ہائروگلفکس کی ترقی کا ثبوت دیتے ہین ۔ چین کے حروف مختلف اقسام کے پھولون کی کسقدر سچی تصویرین ہین ؎

یہ پھول کیقدر شگفتہ ہوکر درمیت الکبرا کے حروف ہوئے۔ اور
ان سے یونانی اور یونانی سے برمی حروف نکالے گئے ہونگے
اور اسکے بعد سنسکرت۔ عربی۔ انگریزی۔ اور اردو حروف مختلف طور
پر ترکیب پاکر پیدا ہوئے ہونگے۔ یعنے کل ممالک اور زبانون کے
حروف کا ایک دوسرے سے مقابلہ کرنے سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے
کہ حال کے موجودہ حروف سب ایک ہی خاندان مین ہین اور مورث اعلی
ان سب کی قدرت ذی روح اور غیر ذی روح مخلوقات ہے۔

اوپر کے بیان سے یہ بات ثابت ہوئی کہ تقریر انسان کے ساتھ
پیدا ہوئی ہے اور اوسکی معلم بلا واسطہ قدرت ہی اور انسان اوس کو
اپنے دیگر قوا کے ذریعے سے ترقی دے لیتا ہے اور تحریر فدا صل
قدرتی اشیاء کی نقل ہے اور انسان نے اوسکو اپنی کوشش سے
اوسکی موجودہ حالت تک ترقی دی ہے۔ تقریر چونکہ انسان کی پیدا یش
کے ساتھ ساتھ پیدا ہوئی ہے۔ اسلیے اوّل اوسکا ظہور ہوتا ہے
اور تحریر چونکہ انسانی کوشش کا نتیجہ ہے اسلیے وہ پیدایش کے
بعد ایک خاص وقت پر نمودار ہوتی ہے۔ تقریر ایک عام عطیّہ

قدرت کا ہے اور ہر شخص کو کم یا زیادہ ملتا ہے اور تحریر ایک کسبی شے ہے اسلیے خاص ہی خاص اوس سے مستفید ہوتے ہین - اور قدرتی اور مصنوعی لوازمات مین اسقدر فرق بھی چاہیئے -

تقریر کے ذریعے سے خیالات ظاہر کرنے کے واسطے یہ امر لازمی تھا اور ہے کہ مخاطب متکلم کے پاس موجود ہو۔ غائب مخاطب تک اپنے خیالات پہونچانے کی ضرورت نے انسان کو تحریر کے ایجاد کرنے پر مجبور کیا - اور یہ ایک ایسی سخت ضرورت تھی کہ ہر جگہ اور ہر زمانے مین انسان کی ساتھ رہی اور انسان کو سوائے اس کے کبھی چارہ نہین ملا کہ اوسکو پورا کرے - جو باتین صرف زبان پر رہتی ہین وہ بہت جلد مٹ جاتی ہین - جو تحریر مین آجاتی ہین وہ ایک ملک سے دوسرے ملک کو اور ایک زمانے سے دوسرے زمانے کو پہونچتی ہین - اگر تحریر نہ ہوتی تو علوم کے خزانے جو اسوقت ہمارے قبضے مین ہین ہم سے صدیون پہلے زمین مین دفن ہو گئے ہوتے اور جو معلومات ہم نے حاصل کی ہین وہ ہم ہی تک محدود رہتین اور ہمارے ہی ساتھہ آخر کار پیوند زمین ہو جاتین - ہماری ترقی بالکل

تحریر کے ذریعے سے ہوئی ہے۔ دوسرے ملک کے واقعات اور
حالات کو اور گذشتہ زمانے کے کارناموں کو صرف تحریر کی بدولت
ہم اسطرح دیکھہ رہے ہیں کہ گویا وہ ہمارے سامنے گذر رہے ہیں اور
انہیں پر ہم اپنی آیندہ بہبودی کی بنیاد قایم کرتے ہیں۔ تحریر ایک جہاز
یا ریل ہے جو معلومات اور علوم کے بیش قیمت مال کو ایک ملک سے
دوسرے ملک میں پہونچاتی ہے۔ اگر تحریر نہ ہوتی تو کچھہ شبہ نہیں ہے
کہ انسان اسوقت تک گو زمانے کا آغاز ہوے صدیاں گذر گئی ہیں
ضرور ڈاروں کی بتائی ہوئی سیڑھی پر ہوتا۔ ان باتوں پر لحاظ کرکے
ضرور تحریر کو تقریر پر فوقیت کا قطعی فتوے خاص اس معاملے میں
دیا جاسکتا ہے۔

تقریر کا پورا اثر اونہیں لوگوں تک محدود ہوتا ہے جو مقرر
کے سامنے موجود ہوتے ہیں بلکہ اونہیں سے بھی صرف اوسیقدر
اشخاص تک جو مقرر کے دس بیس گز کے فاصلے پر چاروں طرف
بیٹھے یا کھڑے ہوتے ہیں اور جنکے کان تک اوسکی آواز پہونچتی
ہے۔ مقرر کی آواز اگر بلند نہیں ہے تو اوسکا اثر اور بھی سمٹ جائیگا

ایک خفیف سا شور مقرر کی کوشش کو بے سود کر دے گا بلکہ اوس کی زبان بند کر دے گا پس معلوم ہوا کہ تقریر اس معنی کر بہت ہی نازک اور جلد بگڑ جانے والا آلہ اثر پہونچانے کا ہے - برخلاف تحریر کے کہ جسکے واسطے تمام میدان دنیا کا صاف ہے اور اوسکا اثر بجلی کی سرعت کے ساتھ عالم کے چاروں کونوں تک پہونچتا ہے - کوئی پہاڑ کوئی سمندر اوسکی اشاعت کو روک نہیں سکتا - اوسکا اثر ایک ٹبر سے زرد اور سیاہ بادل کیطرح جھوم کر ایک خاص جگہ سے اوٹھتا ہے اور بہت تھوڑے عرصے مین تمام دنیا مین چھا جاتا ہے اور ہر ایک ملک کی کھیتی کو اپنی گولا دھار بارش سے نفع پہونچاتا ہے - اوسکا پانی بہکر ندیون اور سمندرین نہین چلا جاتا ہے بلکہ جگہ جگہ گویا حوضون مین جمع ہوکر آئندہ زمانہ کی زراعت کی بھی آبپاشی کرتا ہے - علاوہ اسکے تقریر اگر اپنے محدود طبقے سے نکلکر باہر جانا چاہے تو سوا اسکے کہ تحریر کے پاؤن سے چلے اور کوئی ذریعہ ممکن نہین - تقریر کے واسطے تحریر میرے خیال مین ایسی ہی ہے کہ جیسے ایک بوڑھے کے واسطے عصا - اس صورت خاص مین بھی برتری کا تاج تحریر ہی کے

سرپر رکھا جاتا ہے۔

یہ امر مسلم ہے کہ اگر وہی ایک مضمون تقریر اور تحریر دونوں کے ذریعے سے ادا کیا جائے تو تقریر ہی کا ذریعہ نسبتاً زیادہ اثر پیدا کرے گا بلکہ اگر مضمون فی الواقع نادر ہے تو تقریر سامعین کو وجد میں لا سکتی ہے برخلاف اسکے تحریر وجد یا پوری پوری محویت پیدا نہین کرسکتی۔ جس حالت مین کہ مضمون ایک ہی ہے اور تحریر یا تقریر دونون ذریعون سے وہ دل تک پہونچایا جاتا ہے اور دل بھی انسان کا ایک ہی ہے تو کسقدر تعجب معلوم ہوتا ہے کہ دونون ذریعون کے اثر مین زیادہ فرق کیون ہوتا ہے۔ تحریر آنکھونکی اور تقریر کانون کی راہ سے دل تک پہونچتی ہے پس اگر فرق ہے تو اسقدر ہے کہ دلمین مضمون کے باریاب ہونیکی راہین جدا ہین۔ اور ان آنکھ اور کانونکی راہون کے اثر مین کمی اور بیشی کر دینے کی کوئی خصوصیت ذہن مین نہین آتی۔ چاہیے تو یہ تھا کہ بقول اسے ع

شنیدہ کے بود مانند دیدہ

بمقابلہ کان کے آنکھ کا ذریعہ زیادہ موثر ہوتا مگر یہ بھی نہین ہے۔ شاید

راستے دور اور قریب کے ہون۔ کان سے دل قریب ہو اور آنکھون سے
دور۔ اور اسلیے کانون کی راہ سے مضمون جلد دل تک پھونچ جاتا ہے
اور آنکھون کی راہ سے پھونچتے پھونچتے مضمون کی گرمی کم ہوجاتی ہے
یہ وجہ بھی اطمینان نہین دیتی کیونکہ دل کان اور آنکھہ دونون سے برابر
فاصلے پر معلوم ہوتا ہے شاید اس قیاس سے عقدہ کشائی ہو کہ جیسے
موتی یا سونا سیپ یا گھریا سے نکلنے کے وقت اپنی آب و تاب مین بےمثل
ہوتا ہے لیکن کچہہ وقت تک رکھے جانے سے اوسکی چمک ماند ہوجاتی
ہے اور ان دونون حالتون مین جب وہ دیکھے جائین تو دلپر مختلف
اثر کرتے ہین۔ وہ زیادہ جب ہی خوشنما معلوم ہوتے ہین کہ جب سیپ
یا گھریا سے نکلنے کے بعد فوراً ہی دیکھے جائین۔ مضمون مین بھی زبان
سے نکلتے وقت سونے یا موتی کی سی آب و تاب ہوتی ہے کہ فوراً
سامعین کو بھالیتی ہے لیکن تحریر مین آتے آتے اور ناظرین تک پھونچتے
پھونچتے زیادہ دیر ہوجانا لازم ہے اور یہ دیر اوسکی چمک اور رنگ کم
کردیتی ہے اور اسلیے اوسکا اثر اسقدر نہین ہوتا جسقدر تقریر کے
ذریعے سے ہوتا ہے۔ علاوہ اسکے قدرتی ذریعے اداے مضمون

کا زبان یا تقریر ہی ہے اور قلم یا تحریر مصنوعی ذریعہ ہے۔ پس دونوں
ذریعوں میں زیادہ فرق ضرور ہونا چاہئے۔ اور یہ ہی وجہ معلوم ہوتی
ہے کہ تحریر کو صرف آنکھیں دل تک پہونچاتی ہیں۔ اور تقریر کو آنکھیں
اور کان دونوں۔ کان کے ذریعے سے تو مقرر کی آواز دل تک
جاتی ہے اور آنکھوں کے ذریعے سے مقرر کے مختلف حرکات جسمانی
جو تقریر کے ساتھ ساتھ مضمون کی ظاہری تصویر بھی کھینچتی جاتی ہے
خلاصہ یہ کہ مقرر اپنے مضمون کو ادا کرتے ہوئے اپنی آواز سے کان
کی اور اپنی حرکات جسمانی سے انکھوں کی دعوت کرتا ہے اور اسی واسطے
دلپر بمقابلہ محرر کے دوگونہ زیادہ اثر کرتا ہے۔ اس خاص صفت اثر
مین تقریر کو برتری ہے۔
مضمون پیدا کرنے کی طاقت انسان میں دو حالت سے خالی ہوگی
یا تو وہ اوسنے سے غور کرنے سے عالی خیالات پیدا کرسکتی ہے
یا عالی خیالات بڑی مشقت اور خوض کے بعد اوسکے ہاتھ لگتے ہیں
پہلی حالت کو آمد اور دوسری حالت کو آورد کہتے ہیں۔ مقرر کیواسطے
آمد ایک لازمی شئے ہے لیکن جسکی دسترس صرف آورد تک ہے

وہ کبھی عمدہ مقرر نہین ہو سکتا - کیونکہ تقریر کرنے کے وقت اتنی مہلت
کہان ملتی ہے کہ آنکھین بند کر کے کچھ دیر سوچا جاے اور پھر کہا جاے
اوسمین تو خیالات بجلی کی سرعت کے ساتھ پے در پے دلمین پیدا
ہون اور زبان کے تار پر روان رہین - تحریر مین آمد اور آورد دونون
ایکسان نتیجہ دے سکتی ہین صرف فرق اسقدر ہے کہ آمد والا جلد اور
آورد والا دیر مین اپنے خیالات کاغذ پر جمع کرتا ہے - آمد کی طاقت
اس خاص عطیۂ قدرت کا ہے اور اسلیے خاص ہی لوگ اوس سے
بہرہ یاب ہوتے ہین - بدیہی ثبوت اسکا یہی ہے کہ مقرر یعنی فصیح و بلیغ
اسقدر کم پیدا ہوتے ہین کہ اونکا شمار اونگلیون ہی پر کیا جا سکتا ہے لیکن
محرر (اگر یہ لفظ ان مضمون مین استعمال کیا جاسکے) اس کثرت سے
ہوے اور ہوتے جاتے ہین کہ چاہے سمندر کے کنارے کی
ریگ کے ذرّون کا شمار کر لیا جاے لیکن اونکی تعداد کا قیاس مین آنا
ممکن نہین - مضمون لکھنے والے کو اسقدر آسانی ہوتی ہے کہ وہ
تنہائی مین بیٹھکر اطمینان سے اپنے خیالات کاغذ پر لاتا ہے اور
اوسکو دوبارہ سہ بارہ پڑھکر جس پہلو سے چاہتا ہے قایم کرتا ہے

اور جب وقت چاہتا ہے لکھتا ہے اور جب وقت چاہتا ہے نہیں لکھتا ہے
ضرورت سمجھتا ہے تو کتابیں اپنے مضمون کے متعلق دیکھتا ہے اور
اور لوگوں سے رائے لیتا ہے اور مضمون کو ختم کرکے بھی دوسروں
سے اصلاح لے سکتا ہے لیکن یہ سب دروازے مقرر پر بند
ہوتے ہیں۔ اوسکی زبان سے تو وقت پر جو کچھہ نکلگیا وہی ٹھیک
ہے اگر اوسنے کوئی بیجا بات کہدی تو اوسکا کچھہ دفعیہ نہیں کرسکتا
اوسکا فقرہ یا لفظ تیر کی طرح کمان سے نکلتا ہے اور پھر واپس نہیں
آسکتا۔ فے الواقع مقرر کی حالت نہایت نازک ہوتی ہے اور بڑی
ہی ذمہ داریاں اوسکے سر پر ہوتی ہیں اسی لیے ایسے بہادر بہت کم
پیدا ہوتے ہیں جو تقریر کے بوجھ کو اوٹھا سکیں۔ تقریر کے وقت
سیکڑوں نگاہیں مقرر پر تلی ہوتی ہیں۔ سب کی نگاہوں کا وہی فوکس
ہوتا ہے اوسکے کل حرکات وسکنات سخت نکتہ چینی سکے نخشہ مشق
ہوتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ وہ سخت آزمایش میں پڑتا ہے اور اس میں
سے بلا شبہ عام آدمی کا کام نہیں کہ اپنے نام اور عزت کو سلامت
لیکر نکلے۔ تقریر کے ضروری نتایج کچھہ خاص باتیں مان لی گئی ہیں

جس تقریر مین وہ پیدا نہین ہوتین اوسی پر ناکمل اور لچر ہونے کا فور اً ٹھپہ لگا دیا جاتا ہے۔ تقریر ایک نازک چیز ہے کہ کم لوگ اوسکی تکمیل کی جانب متوجہ ہوتے ہین۔ اوسمین نام پیدا کرنا ہر ایک انسان کا کام نہین ہے لاکھون مین ایک آدہ مقرر ہوجاتا ہے۔ جب ہم اوسکی مشکلات سے واقف ہوگئے تو کیا ضرورت ہے کہ خواہ مخواہ اوسکی تکمیل کی کوشش مین وقت ضایع کیا جائے۔ اس سے تو یہ ہی بہتر ہے کہ کوئی اور مناسب راہ کوشش کے سہل ہونے کی نکال لیجائے۔ اگر کسیکے پاس وہ سب مادے اور مصالحے موجود ہون کہ جو عمدہ مقرر بننے کے واسطے لازمی ہے تو اوسکی پیشقدمی واجبی ہے۔ اوسیکو کوشش بھی کرنا چاہئے اور وہی عمدہ مقرر ہوجائے گا۔ لیکن صرف ہوس بے ذاتی قوت کے کیا نتیجہ پیدا کرسکتی ہے۔

مقرر کی پہلی سیڑہی لکھنا پڑہنا سیکھنا ہے۔ اوسکو پہلے اپنی تحصیل علم کو تکمیل کرنا چاہئے اور اوسکے بعد اوسکی مدد سے بذریعہ تحریر کے اپنے خیالات ضبط کرنے مین مہارت پیدا کرنا چاہئے۔ اس کے بعد تیسرا درجہ تقریر کرنے کا ہے۔ اسی سلسلہ سے تقریر کی ترقی اور

تکمیل باقاعدہ ہو گی۔ اور بلاشبہ تحصیل علم اور تحریر جب تک تکمیل نہو جائیگی
تقریر خامی کی حالت مین رہے گی۔ عمدہ منشی یا محرر مقرر ہو سکتا ہے
جو عمدہ منشی یا محرر نہین وہ کس بنیاد پر اور کس زور پر عمدہ تقریر کر سکتا ہے
لہذا جسکو تقریر کا شوق پیدا ہو وہ پہلے لکھنے مین پوری مہارت حاصل
کرے اور اسکے بعد تقریر کے میدان مین قدم رکھے۔ تقریر کے لیے
تحریر ایسی ہی ہے کہ جیسے روح کے واسطے جسم جب جسم ہی نہ ہو تو روح کس چیز
مین قیام کرے گی۔ جب تک معلومات کا پورا پورا ذخیرہ جمع نہ ہو جائے
اور انسان اپنے خیالات جستی کے ساتھ تحریر مین نہ لا سکے تو تقریر
مین مہارت پیدا کرنے کی اوسکی کوشش ایسی ہے جیسے کہ کوئی شخص بلا
قانون یاد کیے صرف کبھی کبھی لکچر سنکر وکالت مین نام پیدا کرنے
کی کوشش کرے۔

اس امر کا تصفیہ کسیقدر بے موقع معلوم ہوتا ہے کہ تقریر اور تحریر دونون
مین برتری کسکو ہے۔ مین دونون کو مختلف کامون کے لیے سمجھتا
ہون۔ اور اون سے دو مختلف کام نکلتے ہین۔ اگر دونون ہم جنس
ہوتین تو البتہ ایک کے حق مین ضرور ڈگری دیجاتی۔ اگر کوئی پوچھے

کہ چاند اور سورج دونون مین کون ترجیح کے لایق ہے تو اسکا
کیا جواب دیا جا سکتا ہے۔ یہی کہا جائے گا کہ دونون اپنے اپنے
کام مین اچھے ہین۔ دونون مین علاقہ اسقدر ہے کہ چاند کو روشنی
سورج کی بدولت ملتی ہے۔ جیسا کہ تقریر کی امداد تحریر سے ہوتی
ہے۔ لیکن بجائے ایک کے دوسرا کام نہین دے سکتا۔ ایک
کو دوسرے پر فضیلت دینے مین یہ ضرور لازم آئے گا کہ جو پسند
کیا جائے وہ قایم رکھا جاتے۔ اور دوسرا جو زیادہ بکار آمد ثابت نہ ہو
خارج کر دیا جائے۔ لیکن جیسے کہ چاند و سورج کے معاملے مین یہ
بات ناممکن ہے اسیطرح تقریر اور تحریر کے متعلق بھی محال ہے
پس اگر بڑی عرق ریزی کے بعد کوئی شخص اپنے خیال مین اسبات
کے ثابت کرنے کا فخر کرے کہ ان دونون تقریر یا تحریر مین سے ایک کو
برتر ٹھرایا تو اس سے کیا عملی فائدہ نکل سکتا ہے۔ مین تو خیال کرتا ہون
کہ اوسکی محنت "کوہ کندن اور کاہ برآوردن" سے زیادہ مفید نہ ہوگی
جسکو شاید ہی کوئی عقل سلیم پسند کرے۔ پس میرے خیال مین
دونون چیزین قدر کی نگاہ سے دیکھے جانے کے قابل ہین۔ اور

تحریر میں ضرور مہارت پیدا کرنے کی کوشش کرنا چاہیے اور اگر
استطاعت مقتضی ہو تو تقریر پہ بھی کما حقہ دسترس حاصل کی جائے فقط

راقم

فریدالدین احمد خاں۔

رانڈوں کے نکاح کا ثبوت

عقلی دلائل سے - گو ضمناً کچھ نقلی کی بھی آ گئی ہو

میرے عزیز بھائی بہنو تم خوب جی لگا کے سوچو سمجھو اور فکر کرو کہ تمہارا خالق حکیم مطلق ہے - اوس نے کوئی چیز خالی از حکمت نہیں پیدا کی زمین و آسمان - جن و انس - چرند پرند بلکہ ہر پھول پتے اور ہر رگ و ریشے کو نہایت عجیب و غریب صنعت سے بنایا ہے اور اون میں غیر محدود حکمتیں رکھی ہیں جنمیں غور کرنے سے بڑے بڑے عقلا یہاں تک کہ ملائکہ بھی متحیر ہو گئے سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم پکار اوٹھتے ہیں - اگر کوئی شخص ہزارہا اور لکھوکھا برس کی عمر پائے اور نہایت غوض اور بڑی محنت کے ساتھ اون اون صنعتوں اور اون اون حکمتوں کو جو انسان کے ہر عضو عضو میں ہے بلکہ تمام درختوں کے ہر پھول پھول اور ہر پتے پتے میں خالق نے رکھی ہیں اون کو بیان کرنا چاہے تو یقیناً وہ شخص تھک کر مر جائے - دنیا بھر کے درختوں کے

قلم ٹوٹ جائین اور سات سمندر کی روشنائی سوکھ جائے لیکن وہ ایک پتی کا بیان بھی ہرگز پورا نہ کر سکے گا۔ جب کان دھر کے ہم سنتے ہین تو صرف انسان ہی نہین بلکہ تمام حیوانات کے روئین روئین چھوٹے بڑے سب درختون کے پتے پتے جنگل پہاڑ ویران اور آباد سارے زمین کے ذرّے کنوئین تالاب نالہ ندی اور سب دریا کے قطرے قطرے سے ربنا ما خلقت ھذا باطلاً کی سہانی آواز سنائی دے رہی ہے۔

میرے بھائی بہنو۔ تم لوگونکو حکیم علے الاطلاق یعنے خداوند تعالے نے نکاح کا حکم بغیر حکمت اور مصلحت کے نہین فرمایا ہے بلکہ اوسمین نہایت قیمتی قیمتی بیش بہا منافع رکھے ہین جنمین سے پہلا بلکہ یون کہئے جسکے لیے نکاح بنایا گیا ہے وہ اولاد ہے کیونکہ اصل مقصود نکاح سے یہی ہے کہ تناسل کا سلسلہ قیامت تک قایم رہے۔ انسان کی کثرت سے دنیا آباد رہے اور انسان سچے خدا کے پہچاننے اور اوسکی پرستش کرنے مین سرگرم رہے اگر نکاح نہ ہوتا تو دو حال سے خالی نہ تھا یا حرام کاری ہوتی یا سرے سے

دنیا داری ہی نہ ہوتی - پہلی صورت مین نسب کا پتہ نہ چلتا نہ یہ معلوم ہوتا کہ کون کسکا باپ اور کون کسکا بیٹا ہے اور اس حالت مین جانورونکی طرح نہ ایک کو دوسرے کی پروا اور محبت ہوتی نہ وہ بے انتہا عجیب و غریب فائدے حاصل ہوتے جو اب نہایت قلذر کے ساتھہ دیکھے جاتے ہین - نہ انسان کو جانورونپر شرافت ہوتی نہ آپسمین ایک کو دوسرے پر عزت ہوتی نہ شاہزادے کو گدازادہ پر فضیلت ہوتی نہ دنیا مین چندین ہزار مختلف قومین ہوتین اور انتظام معیشت بالکل درہم و برہم ہو جاتا - غرض ایسے ہی وجوہات ہین جنکے باعث زنا مطلق حرام کر دی گئی - اور حق سبحانہ تعالے کی مقدس ذات جسطرح تمام نقصانات سے پاک ہے اوسی طرح اس سے بھی پاک ہے کہ وہ زنا ایسی قبیح چیز کو انسان جیسے اپنے ذی عقل بندون کے لیے روا رکھتا - اور دوسری صورت مین انتظام معیشت درکنار انسان کا نام و نشان تک باقی نہ رہجاتا حاصل یہ کہ انسان کا وجود قیامت تک قایم رہنے کے لیے حکمت الٰہیہ اسطرف متوجہ ہوئی کہ اوسنے نکاح کو مقرر فرمایا - گو حق تعالے

کو سب طرح کی قدرت ہے۔ وہ حضرت عیسے کیطرح بغیر باپ کے اور حضرت آدم کیطرح بغیر باپ اور بغیر ماں کے اسقدر انسان پیدا کر سکتا ہے جسکی حد اوسیکو معلوم ہے لیکن اوسکی حکمت آمیز عادت یوں جاری ہوئی ہے کہ ہر چیز کے لیے اوسنے کوئی نہ کوئی سبب بنایا ہے اور دنیا کا انتظام انہیں اسباب پر جاری فرمایا ہے جو اوسکی وحدانیت اوسکی قدرت اور اوسکی عجیب و غریب صنعت و حکمت وغیرہ وغیرہ پر کامل درجے کا ثبوت ہے اور بڑی طاقت اور بڑے زور سے اوسکی سچی الوہیت پر شہادت دے رہا ہے جسکی بے شمار آوازیں زمین سے آسمان تک گونج رہی ہیں۔ اس انتظام اور ظاہری اسباب میں جو غیر محدود حکمتیں حکیم شاہنشاہ نے رکھی ہیں وہ کسیکی سمجھ میں جیسا کہ چاہیئے نہ آئی ہیں اور نہ آسکتی ہیں مگر جہاں تک مقدور بشری میں ہے کچھ نہ کچھ سمجھنے اور سمجھانے کا مقصد کیا ہی جاتا ہے اور اسوجہ سے اون حکمتوں کا نہایت مختصر نمونہ اگر ہدیہ ناظرین کیا جاوے تو غیر مناسب نہ ہوگا بلکہ امید ہے کہ غافل دلوں سے غفلت کا پردہ اوٹھ جاتے اور اپنی طاقت سکے

موافق اونکو غور کرنے کا موقع ملے۔ اور غالبًا ذکر ہم اونہین امور کا
کرین گے جن پر دن رات اونکی نظرین پڑ رہی ہین پر وہ سوچ نہین
کرتے ہان مگر اے دوستو جب تم سوچ کرو گے تو جون جون غور کی
نگاہ سے دیکھو گے اوسکی بے انتہا حکمتین اور عجیب و غریب صنعتین
تمپر کھلتی جاینگی اور تم اونکی قدر کرو گے۔ اے سچے خدا کی پرستش
کرنے والو ذرا تم اپنے نرالے معبود کی نرالی قدرت کا تماشا دیکھو۔
ہزارہا قسم کے بیج جنکی قسمین اوسیکو معلوم ہین زمین مین بوئے جاتے
ہین یا از خود درختون سے گر کر زمین مین جگہ لے لیتے ہین جب اونمین
زمین کی رطوبت اپنا اثر کرتی ہے تو کچھ عرصے وہ بڑے ہو جاتے ہین
اور اون مین سے دو سرے پیدا ہو جاتے ہین گو ہر ایک بیج کی طبیعت
ایک ہے اور اوسیکے ساتھ زمین اور آسمان کی نسبت ایک ہے۔
چاند سورج اور سب تارونکا اثر برابر پڑتا ہے لیکن خدا تعالی
کی عجیب و غریب قدرت اون دونون سرون مین سے ایک کو اوپر
کھینچ لاتی ہے اور دو سرے کو نیچے گھسیٹ لیجاتی ہے۔ پھر کچھ روز
بعد اونمین دونون کو وہ درخت بنا دیتی ہے۔ اوپر والا درخت

ہوا مین چڑھتا ہوا آنکو آسمان کیطرف دکھائی دیتا ہے اور نیچے والا جسکو تم زمین کی تہ بنا سکتے ہو زمین کے گھراؤ مین ہر چہار طرف گھومتا اور پھیلتا ہوا چلا جاتا ہے - حضرات پہلے تم زمین کو دیکھو گو وہ بہت سخت نہین ہے تا ہم اسقدر ہے کہ اوسمین نہایت مشکل سے جا سکتی ہین اور کدال پھاوڑے وغیرہ لوہے کے اوزاروں کی مار ہین مڑ جاتی ہین - پھر اون باریک جڑون پر نظر ڈالو جو نہایت ملایم اور کمزور دکھائی دیتی ہین ایسا کہ اگر تم اونکو ملایم چٹکی سے مل ڈالو او آٹا سی پس جائین - اب اس تمہید کے بعد خدا کی کامل قدرت پر غور کرو کہ زمین ایسی سخت چیز ہین بلکہ پہاڑ جیسے نہایت سخت پتھرون مین جنمین لوہے کی نہایت قوی سلاخین بھی ٹوٹ جائین اون مین یہ کمزور دہاگا سی جڑین کیونکر پھاڑتی اور دراتی ہوئی چلی جاتی ہین - اور جون جون ٹرہتی اور موٹی ہوتی ہین زمین تو زمین پہاڑ بھی موم سے زیادہ ملایم نکلے اپنے پتھریلے دلون مین جگہ دیتے ہوئے چلے جاتے ہین اور اوپر وا لے سرے کو دیکھو اوسمین سے غالبًا پہلے دو پتیان اور تینیو نکے بیچ سے ایک شاخ اور اوس شاخ سے بہت سی

ہری ہری لہلہاتی ہوئی پتّیوں سے منڈھی ہوئی نمودار ہو جاتی ہین چند روز بعد شباب کا جامہ پہنکے رنگ برنگ کے پہول اور طرحدار پہلون کے زیور سے آراستہ ہو کے عجیب دلفریب جوبن مین دکھائی دیتی ہین یہ اوسکی قدرت کا منشا ہے جو صرف ایک بیج سے کثیر التعداد چیزین جیسے چھال لکڑی۔ پہل۔ پھول۔ اور پتّیان مختلف صورت مختلف رنگ کی مختلف اغراض کے لیے پیدا ہو جاتی ہین۔ چھال جو ظاہر مین بہت کم وقعت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے درخت کے تنے اور شاخون کو چنبہر غلاف کیطرح چڑھی ہوئی نظر آرہی ہے ہر ایک آفت سے بچاتی ہے جیسے چھلکا پہل کو اور چمڑا جاندار کے گوشت اور خون وغیرہ کو اور زود انیدہن ہونے کے علاوہ صدہا مرضون مین دوا کا کام دیتی ہے اوس سے چمڑا اور کپڑا وغیرہ بھی رنگا جاتا ہے اور سن بھی چھال ہی سے بنتا ہے سن سے رسیان وغیرہ تو بنتی ہی ہین اوس سے روئی کیطرح کپڑے بھی بنے جاتے ہین۔

لکڑی کو ملاحظہ کرو تو کہین موٹی ہے کہین تپلی کہین سائرسے کہین خام کوئی مکان بنانے کے لایق اور کوئی کہانا پکانے کے قابل۔

علاوہ اسکے اور بہت بیش بہا منافع لکڑی سے نیلیے جاتے ہین اور
وہ اتنے نہین ہین جنکو ہم لکھہ سکین کیونکہ ہمارے علم کے اعتبار سے
غیر متناہی ہین۔ ہزارہا قسم کے درختون مین لکڑی کی جگہ انکے مختلف نام کے
وہ وہ چیزین ہوتی ہین جو جانورونکے لیے بلکہ بعضے بعضے انسانون کے
لیے بھی غذا مین پڑتی ہین جیسے گھاس بھوسا کڑبی اور گنہ وغیرہ وغیرہ
پھول اور پتیونکی سیر کیجئے تو ہزارہا قسم کے البیلے رنگ برنگ کے پھول
اور طرح طرحکی خوش اسلوب پتیان تمہاری نظر سے گذرینگی بلکہ ایک
ایک پھول نہین نہین ایک ایک پنکھڑی اور ایک ایک پتی ہین تم کو مختلف
رنگ دکھائی دینگے۔ اگر بڑے بڑے باغون مین کبھی تمہارا اتفاق
ہو تو نئے ڈھنگ نئے رنگ کے پھول اور پتیون کے دیکھنے سے
تم اسبات کے یقین کرنے مین کچھہ بھی تامل نہ کروگے کہ خالق نے
ہزارہا طرح کے عجیب وغریب پھول اور پتیان اس قسم کی پیدا کی ہین
جو کبھی تمہارے خیال مین بھی نہ آئی ہونگی۔ پھول اور پتیون کے
دیکھنے سے دلکو تفریح ہوتی ہے۔ روحکو تازگی آتی ہے بعض
تی بعض لکڑی اور اکثر پھولون کی ہنکار مارتی ہوئی یا بھینی بھینی خوشبو

پہن چین کے دماغ میں پہونچنے سے کچھ دماغ ہی نہیں معطر ہو جاتا ہے
ہر ایک مسلمان کے دل اور زبان سے صل علے نکل آتا ہے عموماً پھول
اور لکڑی ہی کی برکت سے خوشبودار تیل قسم قسم کے عطر اور ارگجے
بھی میسر آتے ہیں پھلوں پر غور کیجئے تو انواع انواع اور اقسام اقسام
کے پھل تمہارے ملاحظہ میں آئیں گے۔ بعضے پھل اس قسم کے ہیں
جنمیں اوپر چھلکا ہے جو دوا علاج میں کار آمد ہوتا ہے اور اندر مغز ہے
جو دوا اور غذا دونوں کا کام دے سکتا ہے اور اصل مقصود ہی
مغز ہے مثال جیسے بادام اور بعضے اس قسم کے ہیں کہ چھلکا سمیت
اوپر کا گودا کھایا جاتا ہے اور درمیان میں گٹھلی ہوتی ہے گو قلت
اہتمام کے باعث پھینک دیجاتی ہو لیکن دوا یا جانوروں کی غذا میں صرف
ہو سکتی ہے مثال جیسے خرما اور پھلیندا۔ خرمے کی گٹھلی شہد میں گھسکے
یا اور بعض ادویہ مناسبہ کے ساتھ ملا کے آنکھ کے جالے اور ماندے
بکو صاف کر دیتی ہے اور عرب میں ببول کی پتی کے ساتھ اونٹوں کے
لیئے نہایت طاقتدار غذا ہے۔ اور جامون کی پرانی گٹھلی کا مغز اسہال
مزمن کے لیے نافع ہے۔ اور بعضے پھل اس قسم کے ہوتے ہیں جنمیں

جنمیں نہ پوست نکالنے کی ضرورت ہی نہ تخم پھینکنے کی حاجت ہے وہ چھلکا بیج سمیت نوش فرمائے جاتے ہیں مثال جیسے انجیر اور گولر وغیرہ۔ اور بعضے اس قسم کے ہیں کہ اوپر پوست ہے۔ پوست کے نیچے گودا اور گودے کے نیچے گٹھلی۔ گٹھلی میں اوپر پوست اور اندر مغز ہے۔ اور پھل کے گودے کیطرح گٹھلی کا مغز بھی دوا یا ذائقہ یا پیٹ بھرنے کے لیے کھایا جاتا ہے۔ مثال جیسے آم غرض اسیطرح خدا جانے اوسنے کس کس قسم کے پھل اور کیسی کیسی صنعت سے اپنے بندون کے لیے پیدا کیے ہیں اور پھر جیسے تو پھل ہزار ہا قسم کے ہیں ویسا ہی گٹھلیاں بھی۔ جڑین جنکو ہم سنے اور ہم سے بہت صدی پہلے امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر مین نیچے والے درخت سے تعبیر کی ہے اور جو دراصل اوپر والے درخت کے بڑہنے اور قایم رہنے کے لیے پیدا کی گئی ہین وہ اپنے اصلی فائدے کے سوا اور بھی بہتیرے منافع پہونچانے کے لیے تیار ہین جیسے ببول کی جڑ مسواک اور موسلہ سنبہل۔ بیخ کاسنی۔ بیخ بادیان۔ بیخ سوسن۔ بیخ نرگس اور عود صلیب وغیرہ وغیرہ صدہا مضمون کے میلے دوا بن کے ٹھاری

نظر کے سامنے گذر رہی ہین۔
اے حضرات طوالت کے خوف سے درختون کے بہتیرے اجزا جیسے گوند وغیرہ کا ذکر ہمکو چھوڑ دینا پڑا اور جن اجزا کا ذکر کیا ہے اونکا بھی نہایت ہی اختصار کے ساتھہ۔ میرے دوستو پھر اوسکی نرالی قدرت کا تماشا دیکھو یہ بیج جو زمین سے اوگا ہے۔ وہ ایک صورت اور ایک طبیعت کا تھا۔ اب اوگنے کے بعد مختلف صورت مختلف طبیعت کی مختلف چیزین کسنے پیدا کردین۔ اوسی اللہ نے۔ درخت کو جانے دو وہ صرف ایک پھل مین ایک دوسری ضد مختلف طبعیتین پیدا کر دیتا ہے مثلاً ترنج پر غور کرو تو اوسکا زرد چھلکا گرم خشک ہے اور چھلکے کے نیچے جو دبیز گودا ہوتا ہے وہ میٹھے ترنج کا تو سرد تر ہے اور کھٹے کا بعض اطبا کے نزدیک سرد خشک بعض کے نزدیک سرد تر اور بعض کے نزدیک تری اور خشکی مین معتدل ہے اور مغز اوسکا جو پردون کے درمیان غلاف مین رہتا ہے اور کھایا جاتا ہے سو وہ میٹھے کا سرد تر ہے اور کھٹے کا سرد خشک اور بیج دونون کا گرم خشک ہے۔ دیکھو ایک ہی پھل کے اجزا بعضے گرم ہین اور بعضے سرد بعضے خشک ہین اور بعضے تر اور ہر ایک کی صورت

اور رنگت بھی جدا جدا ہے۔ کوئی شک نہین ہے کہ یہ غیر محدود رنگ
برنگ کی چیزین جنکو دست قدرت نے نہایت درجہ کی صنعت اور غایت
مرتبہ کی حکمت سے انتظام کے موافق بنایا ہے زبان حال کی بلند
آواز سے وحدہ لاشریک لہ پکار رہی ہین پھر دیکھو تو اوس نے
کوئی چیز بیکار نہین پیدا کی ہے۔ ایک ایک تنکے مین جابجا نے کیسے کیسے
منافع کوٹ کوٹ کر بھر دیے ہین ادنے مرتبہ یہ ہے کہ دنیا مین کوئی
اور چیز اور کوئی جڑ نہین پیدا کیا ہے جسمین کسی نہ کسی مرض کی دوا نرکھی
ہو۔ چونکہ نیم دوا کے باب مین ضرب المثل ہے لہذا نیم سے قطع نظر کرکے
نظیر کے لیے ہم کسی اور درخت جیسے آم کے اجزاء پر غور کرین گے۔ شیرین
اور پختہ آم قوی۔ ارواح۔ اعضائے رئیسہ۔ آلات تنفس۔ مری۔ معدہ
امعاء۔ گردہ۔ مثانہ۔ اور باہ کو قوی کرتا ہے بدن کو فربہ کرتا ہے
اور رنگت کو صاف کرتا ہے گو کسیقدر نقصان بھی ہو جس سے دنیا مین
کوئی شئے خالی نہین ہے۔ تاہم اسکے اصلاح کے لیے حکیم مطلق نے
اور اور چیزین بتادی ہین (اور تم غور کروگے تو یہ بھی کھل جائیگا کہ
ہرایک چیز مین کسی نہ کسی قدر مضرت رکھنے مین بھی بڑی حکمت اور

اور بڑی مصلحت ہے - ہان مگر اسکے سمجھنے کے لیے عقل سلیم درکار ہے
حاصل یہ کہ اوسنے ضرر کو بھی خالی از حکمت نہین پیدا کیا ہے - الحق فعل
الحکیم لا یخلو عن الحکمتہ - لیکن اسکا مطلب یہ نہین ہے کہ لوگ بے سمجھے
بوجھے ممنوع اور ضرر رسان چیزون کا استعمال شروع کر دین) کچا آم ترش آم
کیطرح قاطع صفرا ہے - اور پنہا ہوا (لو) کا زہر دفع کرنے کے لیے تو
نہایت ہی سریع التاثیر دوا ہے - پھر اوسکا سہل الوصول ہونا اور
خاصکر کے لوگی بادشاہت کے زمانے مین کثرت سے پایا جانا اور
بھی خدا کی بڑی حکمت اور رحمت ہے - آم کی کیریان مناسب ادویہ
کے ساتھہ مرکب کرنے سے جریان اور سرعت انزال کو دفع کرتی
ہین - کچے آم کے چھلکے تنہا یا کچھہ اور مناسب دواؤن کے ساتھہ تلی
کے تیل مین ڈالکے دہوپ مین رکھنے اور کچھہ روز بعد وہ تیل سر
مین ڈالنے سے بال بڑھتے ہین سیاہ ہوتے ہین اور گرنے سے
محفوظ رہتے ہین آم کی گٹھلی کا مغز دستون کے لیے نافع ہے - مغز
تخم انبہ کہنہ - مغز تخم جامون کہنہ - اور ہلیلہ سیاہ اسہال فربن کی
دوا ہے - بول یعنے آم کے پھول بحۃ الصوت یعنے آواز پڑ جانے

کو نفع پہونچاتی ہے اور آم کی چیپی کے ضرر کو دفع کرتی ہین - آم
کے تازے پتون کی ٹہنیون سے جو پانی نکلتا ہے - وہ اون
دانون کے لیے مفید ہے جو آنکھ کے پاس پر نکلتے ہین اور گنجیہ
کے نام سے یاد کیے جاتے ہین اور خشک پتون کا دہوان ریحی
درد گردہ کے لیے فائدہ مند ہے - آم کی لکڑی کی راکھ نزف الدم
کو اور اوسکی مسواک مجرب یعنی منہ کی بدبو دفع کرتی ہے - آم کی چھال
اور ادویہ مناسبہ کے ساتھ ملا کے آبزن نزف النفاس یعنی لڑکا پیدا ہونے
کے بعد کا خون کو و نیز رطوبت کو نکالدیتی ہے اور رحم کو گرم کرتی ہے
اور قوت بخشتی ہے - المختصر بڑے حکیم نے ہر شے کے ہر جزو جزو مین
جانے کیا کیا اثر رکھے ہین اور وہ ہمکو معلوم نہین بلکہ جسقدر اوس نے
بتا دیے ہین اونکے بھی بیان کرنے کا یہ مقام نہین ہے - اور بھی
وجہ ہے جو ہم نے صرف ایک آم کی مثال پر کفایت کی اور وہ بھی
اختصار کے ساتھ - الحق دنیا مین جتنی چیزین پیدا ہوئین اور ہونگی
ہین اون سب کو یہان تک کہ جانورونکو جو ہماری طرح جاندار اور چلتے
پھرتے ہین خالق نے تم انسان ہی کے لیے پیدا کیا ہے - گو بعض نے

جانور جسمانی طاقت میں تم سے بہت زیادہ ہوں لیکن محض اپنے فضل و
کرم سے عقل کی وہ جوہردار تلوار تمہارے ہاتھ میں دیدی ہے جسکے
زور سے تم اونپر بھی بادشاہت کرتے ہو۔ اگرچہ بادی النظر میں بہت سی
چیزیں جیسے شیر۔ بھیڑیے۔ سانپ۔ بچھو۔ سنکھیا۔ اور بہتنی چیزیں مردم خوار
اور زہردار ہیں بالکل نقصان ہی نقصان میں ڈوبی ہوئی دکھائی دینگی
لیکن جب جہان بین کر دیکھو گے تو غیر محدود فائدے اور بیشمار منافع
جو ظاہری نقصان کے پردے میں چھپے ہوے ہیں نظر کے سامنے
اکھڑے ہونگے۔ افسوس اگر سامعین کی سمع خراشی کا خوف ہم کو آنکھیں
نہ دکھاتا تو ممکن تھا کہ کسیقدر تفصیل کے میدان میں جولانی کرکے بتایا قلم
بتا دیتا کہ ان درندے جانوروں اور زہریلی چیزوں کے باعث تعبیر کے
ضرر رسان اور موذی جانوروں سے ہمکو کیونکر نجات ملتی ہے اور یہ کہ مثلاً
بھیڑیے اور شیر کی چربی گانے کا روغن۔ اور سنکھیا کے تیل سے تم
کیسے کیسے منافع اوٹھا سکتے ہو۔

میں ڈرتا ہوں کہ معزز ناظرین بعض ہنسکے اور بعض جھنجلا کے
پوچھینگے کہ اس بے وقت کے راگ سے راقم مضمون نے کیا نفع سوچا ہے

لہذا مین پہلے ہی سے معذرت کرتا ہون - کیا کرون قلم جسکو خالق نے
پیدا کیا ہے کسیقدر اوسکی صنعت اور حکمت کا نمونہ بیان کیے بغیر نہ رک سکا
اور حق تو یہ ہے کہ راگ نہین ہے بلکہ اپنی عاجزی اور لاعلمی پر بے اختیار
رو اوٹھا ہون اور دستور ہی کہ جب کوئی روتا ہے تو خواہی نخواہی کچھہ
نہ کچھہ اواز نکل ہی پڑتی ہے اور اوسکی غیر منضبط ہچکیان سامعین کو سخت
ناگوار ہوتی ہین - پس اے میرے دوستو تم از بہر خدا مجھے معذور رکھو
اور یہ عرض کرنے کی اجازت دو کہ یہ رونا وہ رونا ہے جو کسیوقت اور
کسی موقع پر ناز یبا نہین ہے - ہر جگہ اور ہر آن مین مستحسن ہے اور ثنا
کے قابل - اور اس سے قطع نظر کیجیے تو یہان اس مبارک رونے کے لیے
اور بھی وجہین ہین - اوّل یہ کہ اسباب کا مشاہدہ کرنے سے کہ جس مخلوق
کے لیے دنیا مین یہ ساری چیزین پیدا کی گئی ہین خود اوسکے ایک بڑے
ناگزیر حصے پر بے وجہ کا ظلم ہو رہا ہے - میرا دل بھر آیا اور جب اوس
ظلم کے دفع کرنے کے طاقت میرے ہاتھہ مین نہ تھی تو ہمدردی سے
رو رو کے فریاد کرنے کے سوا کوئی تدبیر نہ سجھائی دی - شاید قوم کے
رلانیوالے اوٹھین - اونکو اپنی بیوہ بہنون اور بیٹیون پر رحم آجائے - اور

دوسرے یہ کہ جسکے لیے یہ سب چیزین پیدا کی گئی ہین - خود اوسکی[1] پیدایش
اور اوسکی ترقی مین ہماری قوم کہنڈت[2] ڈال رہی ہے - کہنڈت کیا ڈال رہی
ہے اپنے خالق سے لڑائی لیکے اپنے آپکو جہنم سیاہ کی مستحق بنا رہی ہے
اور جب مین اپنے نادان بہائی بہنونکو جہنم کا رستہ چلتے ہوئے دیکہون
تو آپ ہی انصاف کیجیے کیونکر نہ رو اوٹہون - تیسرے یہ کہ جس قادر ذوالجلال
حکیم مطلق نے - زمین - آسمان - چاند - سورج - اور تارے - آگ -
ہوا - پانی - مٹی - پھول - پھل - اور پتی - اور چرنے چگنے والے
جانور غرض کہ تمام جمادات کل نباتات اور سائر حیوانات کو نہایت حکمت
اور مصلحت سے نہایت مناسب انداز پر پیدا کیا ہے اوس حکیم کا جو حکم
ہوگا غایت درجے کی حکمت اور مصلحت سے ہوگا - اب اس تمہید کے
بعد سنو اور یقین مانو کہ رانڈون کا نکاح اوسی حکیم کا حکم ہے - اور
ابہی ثابت ہو چکا ہے کہ اوس حکیم کا جو حکم ہے غایت درجے کی حکمت
اور مصلحت سے ہے - اب کوئی شخص رانڈون کے نکاح کو برا نہ سمجھیگا
مگر وہ جو ایسے حکیم شاہنشاہ کی حکمت بھرے حکم کو برا مانے گا اور اوسکی
قدرت اور اوسکے علم پر ایمان نہ لائیگا - اور مختصر لفظون مین یون سمجھیے

---

۱ یعنی انسان
۲ ظاہر ہے کہ انسان کی پیدایش اور ترقی کا ذریعہ نکاح ہے اور قوم کو ہرگاہ کہ بیواؤنکے نکاح کی دشمنی پر ضد ہے تو لامحالہ انسان کی پیدایش اور ترقی کی بھی وہ (قوم) دشمن بنی -

کہ اوسکے دماغ مین خلل ہوگا۔ غور کرنے کا مقام ہے۔ ہرگاہ اوس نے
کسی چیز کو یہان تک کہ نہایت حقیر اور کمزور کو اور یہان تک کہ درندون اور
زہریلی چیزونکو بھی بیکار نہین پیدا کیا ہے۔ شیر۔ بچھو۔ اور سنکھیا مین
بھی انسان کے لیے بڑے بڑے منافع رکھے ہین تو بھلا عورتون کو
انسانی جامہ پہنا کے اور عقل کا نورانی جوہر دیکے کب بیکار پیدا کیا ہوگا
اوسنے عورت اور مرد کا جوڑا اسلیئے بنایا ہے کہ انسان کی کثرت سے
(جیسا کہ ہم عرض کر آئے ہین) دنیا آباد رہے۔ عورتین۔ انبیا۔ اولیا
اور علما صلحا کی مائین بنی ہین۔ خدا کے بندو اگر خدا نے تمکو عورتون
پر حکومت دی ہے تو تم اوسکی بے زبان بیوہ لونڈیون کی حق تلفی مت
کرو۔ شرعی۔ آزادی کے ساتھہ اونکے نکاح ہونے دو۔ ہمارے پیغمبر
صلعم کے بعد اب کوئی نبی تو ہو نہین سکتا ہان تم اونکو علما۔ صلحا۔ اور
اولیا کی مائین بننے دو۔ اگر تمہارے ساتھہ ہم آواز ہوکے ہم یہ بھی
کہہ لین کہ اونکے نکاح مین کسیقدر نقصان بھی ہے تو اسبات کے پوچھنے
سے ہرگز نہین خاموش رہ سکتے کہ دنیاوی امور مین وہ کونسی شئے
ہے جسمین کسی نہ کسیقدر نقصان کی آلایش نہین ہے۔ ہماری دانست

مین تو اس قسم کی کوئی ایک بھی نظیر ڈھونڈے سے نہ ملے گی - دنیا مین
جو چیز ہے کچھہ نہ کچھہ نقصان بھی (جیسا کہ اوپر ہم تسلیم کر چکے ہین) لگا دیا
گیا ہے - لہذا جب کسیکو کسی امر کے چھوڑنے یا اختیار کرنے مین تقدم
تاخر ہو تو اوسکا فرض ہے کہ نفع و نقصان کا موازنہ کرے نقصان کا پلہ
بھاری ٹھہرے تو بلا تامل چھوڑ دے اور جو منفعت کا پلہ وزنی ثابت ہو
تو پھر آئے موقع کو جانے نہ دے - چنانچہ اس قاعدے کے موافق
جسپر تمام عقلا کا اتفاق ہے - جب نکاح بیوگان کے منافع اور نقصان
کا ہم اندازہ کرتے ہین تو نقصان کچھہ مقدار ہی مین نہین کم دکھائی دیتے
ہین بلکہ نہایت خفیف اور کمزور بھی نظر آرہے ہین - اور منافع کا کیا
کہنا وہ تو نہایت قوی نہایت عظیم الشان ڈھیر کے ڈھیر ہماری نظر کے
سامنے چلے آرہے ہین - جون جون ہم اونکو تولتے اور شمار کرتے ہین
وہ اور بڑھتے ہی جاتے ہین - ہم تولتے تولتے اور شمار کرتے کرتے تھک
گئے - پر اونکو وہ کم ہونا تھا نہ کم ہوئے - کوئی شک نہین ہے کہ اون
خفیف نقصان کو ان عظیم الشان منافع کے مقابلے مین اتنی بھی نسبت
نہین ہے جو ایک بوند کو ہے دریا کے مقابلے مین کیونکہ بوند کی بابت

ہونے کے باعث دریا سے ہم جنسی تو ہے اور یہ جنکو ہمارے نادان بھائی غلط طریقے پر بڑے بڑے نقصانات سمجھ رہے ہین - واقع مین نقصان کی جنس مین داخل ہی نہین ہین - چنانچہ دوسرے باب مین تصریح کرکے شافی جوابات دینگے انشاء اللہ ہم اپنے ناظرین کی تشفی کردینگے - اور اوسوقت امید ہے کہ نادان سے نادان حضرات بھی اگر انصاف کرینگے جسکی امید اور تمنا ہے تو بالاتفاق ہم آواز ہوکے پکار اوٹھینگے کہ ہمکو جہالت کے جادو سے ابہی تک اچھی باتین بری معلوم ہوتی تہین - تہا کچہہ بھی نہین صرف طلسمی خیالات ڈرا رہے تھے بارے خدا کا شکر ہے کہ اوسکی دی ہوئی عقلی اسم اعظم کی برکت سے طلسم ٹوٹ گیا تو کچہہ شبہہ نہ رہا وہ کل نقصانات محض خیالی اور فرضی تھے اور واقع مین کچہہ بھی نہ تہا - اگر کسیقدر نہایت کمی اور کمزوری کے ساتہہ ہین بھی تو اس لائق ہرگز نہین کہ بے شمار منافع جلیلہ کے دربار مین کسیوقعت کی نگاہ سے دیکھی جاہین اور اس امر سے انکار کرنے کی کسیکو مجال نہین ہے کہ کسی نہایت خفیف نقصان کے باعث جلیل القدر کثیر التعداد منافع کو چھوڑ دینا کمال جہالت اور نادانی کی بات ہے - پہر جسطرح بیاہ دینے مین قیمتی قیمتی منافع ہہنیا

ویسا ہی بٹھلا رکھنے مین صدہا زہریلے نقصانات بھی ہین - آہ اس سے زیادہ اور کیا رونے کی بات ہوگی کہ ہماری قوم کے دلون پر تعصب بھرے جہالت کے پردے پڑے ہوئے ہین نہ بیاہ دینے کے منافع دکھائی دیتے ہین نہ بٹھلا رکھنے کے نقصانات سجھائی دیتے ہین ہان اس سے بھی زیادہ حیرت انگیز اور رولانے والی یہ بات ہے کہ نقصان منافع کی صورت اور منافع نقصان کی صورت مین بھیس بدلکر سامنے سے گذر رہے ہین - اگرچہ اونکا شناخت کرنا بہت ہی آسان ہے پر افسوس کہ ہم بے پروائی کی شراب مین کچھ ایسے متوالے ہین کہ زمین و آسمان کی مطلق خبر ہی نہین - اور ایسے وقت بلبل شیراز کا یہ شعر ؎

گر نہ بیند بہ روز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

پھر ذرا خدا کی قدرت پر غور کرو - وہ جاندار سے بے جان پانی کو کیونکر پیدا کرتا ہے اور اوس بے جان پانی کو چند روز بعد چلتا پھرتا جاندار بنا دیتا ہے - تم دیکھتے ہو یہ سفید پانی جسکو منی کہتے ہین

ایک صورت اور مزا چیز ہے لیکن نو مہینے کے بعد وہ نہایت خوش اسلوب
اور عجیب وغریب دل لبھانے والی شکل پر دکھائی دیتا ہے جس میں
ہاتھ - پاؤں - ناک - کان - اور سر - دل - دماغ اور جگر - گوشت
پوست - استخوان - اور رگ و پے وغیرہ وغیرہ مختلف رنگ اور
مختلف وضع کی مختلف چیزیں اپنی اپنی جگہ پر کس مناسب انداز سے
رکھی گئی ہیں - وہی پانی جس سے تمہاری طبیعت نفرت کرتی تھی
اور تم اوسکو پیشاب کیطرح صرف اپنے آپ ہی سے نہیں کپڑے
سے بھی جدا کرنے میں کوشش کرتے تھے جب پاک صاف اور ستھری
شکل کے روپ میں آکے جونہی اپنی جھلکی دکھا دیتا ہے تم
دل وجان سے اوسپر عاشق ہوجاتے ہو اوسکی پرورش اوسکی
دل جوئی اور اوسکے آرام کے لیے کس محبت اور کس شوق سے
سخت سخت تکلیفیں گوارا کرنے میں خوشیاں مناتے ہو - اور
خصوصاً ماں تو اوسپر اپنی جان ہی صدقے کر دیتی ہے - رہا سے
مگر ایک مرتبہ اوسکے پیدا ہوتے ہی جانے کیا ہوگیا جو تمام عزیز
اقارب عقارب بن گئے اور ماں باپ کی وہ پرجوش محبت جو

انا ولا غیری کا ڈنکا بجا رہی تھی دھیمی پڑگئی۔ نہیں بیٹے غلطی کی ماں باپ
تو اور بھی زیادہ جانی دشمن بنکے کالے کا کام دے رہے ہیں۔ آہ
جن سے بڑھ کے پہلے کوئی دوست اور بہی خواہ نہ تھا وہی اب تکلیف دہی
اور سخت ایذا رسانی پر قسم کھائے بیٹھے ہیں۔ نہ معلوم اوس بے گناہ نے
کون ایسی بڑی ناقابل معاف خطا کی ہے جسکے پاداش میں ابدی سوگ
کی زنجیروں سے جکڑ دی گئی ہے۔ تم ہی انصاف کرو جوانی کا عالم کہیں
کا زمانہ تسپر یہ وحشت بھرا دائمی قید خانہ کیسی کیسی حسرتوں کا خون نہ کررہا
ہوگا۔ افسوس کہ وہ جرم جسنے اس ناقابل برداشت عقوبت کو واجب
کردیا میری سمجھ میں نہیں آتا۔ حضرات وارثین اگر آپ کے نزدیک
پایہ ثبوت پر پہونچگیا ہو تو مجھکو بھی بتا دیجئے۔ میں اپنی بیجا سفارش سے
آپ کی سمع خراشی کا گناہ اپنی گردن پر نہ رکھوں۔ توبہ کرکے آپ کا ساتھ
دوں۔ اور کہوں ہاں یہ اسی لائق ہیں ۔

فعل بیکدوہ راسزا این است

لیکن اگر آپ اونکا قصور نہ ثابت کرسکیں گے (اور یقیناً نہ ثابت ہوگا)
فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارہ۔ تو اس سخت ظلم کا سخت گناہ

آپ ہی کے سر جائے گا۔ نکاح مین جو جو فوائد حکیم مطلق نے رکھے ہین اگرچہ وہ اس سے بہت زیادہ ہین کہ اونکے ہزار حصون مین سے ایک حصہ بھی ہمارے سمجھ مین آسکے اور ہم اوسکے لکھنے کی جرارت کرسکین لیکن کچھہ نہ کچھہ عرض کیے بغیر جب ہو رہنا بھی تو ذفت سے پہلے سکوت کرنا ہے بہر دست ہم نکاح کے صرف ایک فائدے پر جو فقط دو نفع پر مشتمل ہو گا کفایت کرین گے۔

نکاح کا معظم فائدہ بلکہ یون کہیے جسکے لیے نکاح بنایا گیا ہے اولاد ہے اور اولاد مین نہایت قیمتی قیمتی منافع ہین اوّل یہ کہ اولاد کے لیے کوشش کرنے مین (بشرطیکہ حلال طریقے پر ہو) اللہ کی محبت اور اوسکی اطاعت ہے کیونکہ اوسکی عمدہ ترین مخلوق انسان کے جنس ٹرہنے اور باقی رہنے کا ذریعہ بھی اولاد ہے۔ میرے دوستو تم سنو اور غور کرو مرد کی مشابہت کسان سے اور عورت کی رحم کی مشابہت کھیت سے ہے۔ مرد کا پانی بجائے تخم کے ہے اور عورت کا پانی زمین کے اوس خر کی جگہہ ہے جسکے ساتھہ ملکے بیج اوگتا اور ٹرہتا ہے۔ پھر عورت کے حیض کے خون سے بچے کو ایسا ہی غذا پہونچتی رہتی ہے جسطرح پودون کو زمین کے اجزا سے

اور یہ سب امور بڑی فصاحت اور بڑے زور سے خبر دیتے رہے ہیں کہ اصل مقصود
نکاح سے اولاد ہے اور خواہش نفسانی محض اس مصلحت سے پیدا کی گئی ہے
کہ اولاد حاصل کرنے کے لیے ابھارتی اور شوق دلاتی رہے ۔ اس تمہید کے
بعد اب فرض کیجیے کہ اوس بادشاہ نے جسکو زراعت سے بڑا شوق ہے تمام
غلاموںکو اسنے یہ حکم دیا کہ حلال طریقے پر زمین لیکر کھیتی کریں پھر اوسمیں بھر یا نی
سے ہر ایک غلام کے ساتھ ایک شحنہ بھی مقرر کر دیا جو غفلت کے وقت تعمیل
حکم کے لیے ابھارتا اور یاد دلاتا رہے ۔ بااین ہمہ اگر کوئی غلام کھیتی
سے انکار کرے اور ان بیجوں کو جو بادشاہ نے عنایت فرمائے تھے
ضایع کر ڈالے اور شحنہ کی ہدایت ایک کان سے سنی تو دوسرے سے
اڑا دے نہ اوڑا سکے تو بیجونکے ڈالنے کا ارادہ ناجائز کھیت میں کرے
جو ضایع کرنے سے بھی بدتر ہے تو فرمائیے اوس نافرمان غلام پر بادشاہ
کسقدر ناراض ہوگا ۔

پوشیدہ نہ رہے کہ بادشاہ سے مراد اللہ ہے جو فی الحقیقت
سب بادشاہوں کا بادشاہ ہے ۔ اور غلام سے مرد لوگ اور حلال طریقے
پر کھیت لینے سے نکاح کرنا اور بیج سے مرد کا پانی اور شحنہ سے خواہش نفسانی

اور غیر کے کھیت بیج ڈالنے سے حرام کاری مراد ہے۔ پس جسنے باوجود
قدرت کے نہ نکاح کیا اوسنے اوس پانی کو جو اولاد حاصل کرنے کے لیے
اوسکو ملا تھا ضایع کر ڈالا۔ تو اب کون نہ کہے گا کہ اوسنے اپنے آپ کو
خدا کی نافرمانی اور عدول حکمی کا جرم بنا لیا اور خاصکر کے اوسوقت مین
کہ بیج کو حلق لگا کے ضایع کر دیا ہو پھر اس سے بڑھکے کہ نا جائز جگہ مین
ڈالنے پر جرأت کی ہو۔ اب فرض کیجیے اوسی بادشاہ نے جو زراعت کا
بہت بڑا شایق ہے اپنی اوس رعایا کو کھیتی کرنے کا حکم دیا جسکے پاس
کھیت سب ہے۔ اور بیج نہین ہے مگر بیج حاصل کرنے کے لیے نہایت عمدہ
اور سہل الوصول تدبیر بتادی ہے۔ حکم یون ہے کہ وہ رعایا بادشاہ کی
ہدایت کے موافق بیج بہم پہونچائے اور اوسکو اپنے کھیت مین جگہ دے
پھر اوس حیم بادشاہ نے اتنے ہی پر اکتفا نہین کی۔ کمال مہربانی سے
ہر ایک رعایا پر ایک زبردست مگر شیرین زبان سزاول بھی مقرر کر دیا
جو غفلت اور سستی کے وقت اوبھارتا اور یاد دلاتا رہے ہے۔ اور سزاول بھی
کیسا سزاول نرا سر لعل جو اپنی چرب لسانی سحر بیانی سے سمجھا بجھا کے منانا
رہے ہے تاکہ کام کے وقت رعایا کا جی نہ اوکتائے بلکہ اور مزہ آئے۔

باوجود اس مزید اہتمام کے جو بدنصیب رعایا بیج پھینکنے سے انکار کرے -
کھیت پاڑ رکھے - جس جزو مین یہ صلاحیت رکھی گئی ہے کہ اوسکے ساتھ
ملکے بیج اوگے اور بڑھے اوسکو رائگان کر دے جو مادہ غذا پہونچانے کے
لیے بنایا گیا ہے اوسکو ستیاناس کر ڈالے اور مشفق سرداروں کی نصیحت نہ مانے
جبراً اور قہراً اوسکو ٹال دے نہ ٹال سکے تو چوری کا بیج لینے پر مستعد ہو جاوے
تو کوئی شک نہین ہے کہ اوس عدول حکمی اور سخت نافرمانی کے باعث
وہ بدنصیب رعایا غضب سلطانی کی مستحق بن گئی - افسوس کہ یہ بدقسمت رعایا
وہ لاکھون بیوائین ہین جنھون نے اپنی قابل زراعت کھیت محض بیکار
ڈال رکھے ہین اور اوسکے بدہ کو جسکے ساتھ مرد کا پانی ملنے سے لڑکا پیدا
ہوتا ہے رائگان کر رہی ہین اور مہینے کے خون کو جسمین بچے کے لیے
غذائیت اور اوسکی پرورش کا مادہ رکھا گیا ہے ستیاناس کیے دیتی ہین یا
پھر خدانخواستہ اگر کسی نے قدرتی جوش مین بیتاب ہو کر جوانی کی امنگ
مین اگر معیوب طریقے پر بیج لینے کی ٹھان لی تو اور بھی زیادہ نافرمانی
ہوئی اور اسکے ساتھ دونون جہان کی روسیاہی بھی - ہمارے اس
وحشیانہ برتاؤ کے سبب بیواؤن پر اور بیواؤن سے کچھ کم نہین نہین

[illegible] نے غلطی کی [illegible] باتوں سے زیادہ ہواؤں کی دائیوں پر اعتبار جو
ہواؤں کے نکاح ہیں۔ [illegible] انہیں ہواؤں پر بغاوت کا اطلاق صادق آرہا ہے
ایسے ان سب لوگوں کا وطیرہ جیسے کہ شہنشاہ سے باغی بنکے اوسکی حکومت
بگاڑنے کا قصد کرکے سوائے اسکے کہ اپنی دنیا و دین کو غارت کریں اور
کیا حاصل ہے۔ کوئی ان سے پوچھے کیا ان کو یہ بھی امید ہے کہ آج
سے بغاوت کرکے کچھ لوٹ میں ملیگے۔ اور لوٹیں نہیں جانتا یہاں
رسوائی اور وہاں بھڑکتی ہوئی دوزخ کی انگار البتہ بڑے مزے سے لوٹ
سکیں گے۔ میرے بھائی بھنو میں تم کو یقین دلاتا ہوں کہ جو اطاعت بادشاہ
کی تم پر لازم ہے اوس سے بہت زیادہ خداوند خلاق کی اطاعت تم پر
فرض ہے۔ بادشاہ تو تمہاری جان و مال کی صرف ظاہری حفاظت کرتا
ہے اور خدائے تعالےٰ جسنے تمکو پیدا کیا ہے اور پرورش بھی کرتا ہے
تمہاری جان و مال کا مالک اور حافظ حقیقی ہے۔ بادشاہ سے چھپکر تم
اپنی زندگی کا وقت پورا کر سکتے ہو اور جو تم پوشیدہ طور پر کرتے ہو
بادشاہ کو اوسکی خبر مشکل سے ہو سکتی ہے یا ہوتی ہی نہیں لیکن خدائے علیم
سے نہ تم چھپ سکتے ہو نہ کوئی تمہارا کام چھپ سکتا ہے۔ وہ گھر۔ باہر

جنگل - پہاڑ - اور دریا ہر جگہ کی نہایت چھوٹی اور بڑی چیز کو دیکھتا اور جانتا
ہے - وہ تمہارے دل کی بن کہی بات کو سمجھتا ہے - ایک بادشاہ کا مجرم
بھاگ کر دوسری بادشاہت مین امن و امان کے ساتھ رہ سکتا ہے لیکن
اوس احکم الحاکمین کے مجرم کو کہین بھی مفر نہین ہے - اور ہان تو کیونکر ہو
اوسکی بادشاہت سے خارج تو کسیکی بادشاہت ہی نہین خشکی و تری
زمین و آسمان سب جگہ پر اوسیکی بادشاہت ہے اوس سے بھاگنے
کا قصد وہی کر سکتا ہے جو اوسکی زمین اور اوسکے آسمان کے سوا کوئی دوسری
زمین دوسرا آسمان پہلے ڈہونڈہ لے - بادشاہ اپنی سلطنت کا انتظام کرنے
مین اپنے ایسے ہزارون لاکھون آدمی کا محتاج رہتا ہے اور یہی وجہ
ہے کہ مجبور ہو کے اوسکو بھتیری وہ باتین کرنی پڑتی ہین جنکو وہ کرنا نہین
چاہتا اور خداوند صمد نہ کسیکا محتاج ہے نہ اوسکے کارخانے مین کسیکو چون
کرنے کی مجال ہے - وہ جو چاہتا ہے اوسکے کرنے پر قادر ہے اور
کرتا ہے - ہان جب تک اوسے منظور ہے مہلت دیتا جاتا ہے اور
جب چاہتا ہے پکڑ لیتا ہے اور جب پکڑ لیتا ہے پھر نہین چھوڑتا ہے -
میرے بھائی بہنو - مین تمکو سچے دل سے نصیحت کرتا ہون کہ اپنے خالق

سے تم لگا مت کرو اوسکی اچھی حکمت میں کھنڈت نہ ڈالو ۔ وہ سب بادشاہوں کا بادشاہ ہے اوس سے بغاوت کر کے جہنم ایسے کال کوٹھری کے قیدی بننے کا شوق مت کرو ۔ جس آتشی تنور سے دنیا کی آگ نے بھی پناہ مانگی ہو ۔ خود اوس بھڑکتے ہوئے تنور کی ایک رگ دوسری رگ سے پناہ مانگتی ہو اور رب اکبر بعض بعضاً پکار رہے ہو اوسکا کندہ بننے پر خوشیاں مت مناؤ ۔ حضرات اب تمھیں اس بات میں شک کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے کہ بیوہ چاہے کتنی ہی صاحب اولاد کیوں نہ ہو خدا کی مخلوق اور زیادہ بڑھانے کے لیے پھر بھی اوسکے نکاح کی ضرورت ہے (بشرطیکہ قابل ولادت ہو)

دوسرا نفع ۔ مسلمانوں کی اولاد بڑھانے سے حضرت صلعم کی محبت اور اطاعت ثابت ہونے اور اولاد میں کھنڈت ڈالنے سے آپکی دلی تمنا کا خون کرنے اور آپ سے عداوت مول لینے کے بیان میں وغیرہ مسلمانوں کی قلت اور کثرت کے ذکر میں"

اے بزرگتر پیغمبر صلعم کی امت ہونے کی عزت حاصل کرنے والو ۔ اے اللہ کے پیارے محبوب کا نام لیکر جیتے اوٹھنے والو اور اوس شفیع محشر کی

شفاعت پر بھروسہ رکھنے والو تمکو خوشخبری ہو کہ جون جون تم اولاد کے لیے
کوشش کروگے روز روز حضرت صلعم سے تمہاری محبت بڑھتی رہیگی
جنکے جمال جہان آرا پر تم بے دیکھے عاشق ہو اور اوس آقاے نامدار کی
جنکی حلقہ بگوشی کا تمکو فخر ہے اطاعت و فرمانبرداری کی عزت ملتی رہیگا
اور کیون نہین تمہاری اولاد کا بڑہنا کیا ہے خدا کے پوجنے والون اور
حضرت صلعم کی رسالت ماننے والون کا بڑہنا ہے اسوجہ سے تو حضرت صلعم
کی دلی تمنا ہے کہ جہانتک ہو سکے تم مسلمانون کی اولاد بڑہے ۔ آپ
فرماتے ہین [1] "تزوجوا الودود الولود فانی مکاثر بکم" ترجمہ تم نکاح کرو
اون عورتون سے جو اپنے خاوندون کا بڑا پیار کرتی ہین اور اون کے
لڑکے زیادہ پیدا ہوتے ہین کیونکہ مین تمہارے باعث بڑہانے والا ہون
(یعنے اپنی امت کو قیامت کے دن) پھر ارشاد ہوتا ہے [2] "تناکحوا تناسلوا
اباہی بکم الامم یوم القیامۃ" ترجمہ تم نکاح کرو نسل بڑہاؤ مین تمہاری

[1] دیکھو ابوداؤد و نسائی کتاب النکاح مین حضرت معقل بن یسار کی روایت ۱۲
[2] دیکھو زرقانی شرح مواہب جلد (۵) نوع ثالث فی سیرتہ صلعم فی نکاحہ مین جسکو عیاض سے
اور عیاض نے تفسیر ابن مردویہ سے اور ابن مردویہ نے حضرت عبد اللہ بن عمر سے روایت کی
ہے۔ علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی کہتے ہین ہر چند اس حدیث کی اسناد ضعیف ہے لیکن
مین نے اسکی تصدیق مین اور شواہد دیکھے ہین ۱۲ منہ

کثرت سے قیامت کے دن اور امتون پر فخر کرون گا۔ حضرات یہ مدثین ونیز دوسری احادیث نبویہ صاف کہہ رہے ہین کہ نکاحکی ہدایت فرمانے سے اصل مقصود امت کا بڑہنا ہے اور یہی سبب ہے کہ جب بعض فقراء صحابہ کو نکاح کی وسعت نہ رکھنے (یعنے بیوی کا نان ونفقہ دینے کی طاقت نہ ہونے) کے باعث گناہ مین پڑ جانے کا یہان تک خوف بڑہا کہ اونہون نے اپنے آپ کو بدہیا کرڈالنا گوارا کر لیا اور حضرت سے اجازت مانگی توآپ نے قطعی ممانعت فرمائی اور بدہیا ہونے کی جگہ پر آپ نے روزے بتائے کیونکہ کثرت کے ساتھہ روزہ رکھنے سے خواہش نفسانی فرو ہوسکتی ہے انسان گناہ سے بچ سکتا ہے لیکن بدہیا ہوجانے کے بعد پھر تو مقدرت کی حالت مین بھی چاہے کتنا ہی بڑا دولتمند کیون نہ ہوجائے حضرت صلعم کی امت بڑہانے مین ہرگز نہین کامیاب ہو سکے گا۔ اگر اوس حکم سے جو صراحت کے ساتھہ قران وحدیث مین عقد بیوگان کے لیے آیا ہے۔ قطع نظر کیا جائے۔ اور اسباب سے کہ خدا کی کمزور لونڈیون حضرت کی بیوہ کلمہ پڑہنے والیون پر نہایت سخت سخت ظلم ہورہے ہین جنکی برداشت کرنے کی اون کو طاقت نہین ہے

سے چشم پوشی کیجاتی ہے اور سطرح اونکا نکاح فرض تھا نیوالی اور دوسری چیزون سے
تجاہل عارفانہ کر لیا جاتا ہے اور صرف حضرت صلعم کی محبت اور اطاعت پر غور
فرمایا جاتا ہے تو بھی ہم مسلمانون کے نزدیک اونکے نکاح کی اشد ضرورت ہے
اگر کسی طرح کا خلجان اب بھی باقی رہگیا ہو تو چند مقدمات کو جو ابھی ہم بتاتے ہین
ترتیب دیکے اور نتیجہ نکالنے پر دیکھئے تشفی آپ کے سامنے کھڑی ہے
ہان لیجئے کان دہر کے سنئے "رانڈون کا نکاح کرنے سے مسلمانون کی
اولاد بڑہتی ہے اور مسلمانون کی اولاد بڑہنے سے حضرت صلعم کی امت
بڑہتی ہے اور حضرت صلعم کی امت بڑہنے سے حضرت صلعم کی دلی تمنا
حاصل ہوتی ہے اور حضرت صلعم کی دلی تمنا حاصل ہونے والے کام
سے حضرت صلعم کی محبت اور اطاعت بڑہتی ہے" نتیجہ نکلا "رانڈون کا
نکاح کرنے سے حضرت صلعم کی محبت اور اطاعت بڑہتی ہے۔ اللہ کی محبت
اور اطاعت بڑہتی ہے" ملا دینے سے یہ نتیجہ نکلے گا "رانڈون کا نکاح
کرنے سے اللہ کی محبت اور اطاعت بڑہتی ہے" اور اس بیان سے
ارباب دانش پر پوشیدہ نہ رہے گا کہ رانڈونکو نکاح سے روکنا یا
رخنہ ڈالنا یا اونکے نکاح پر راضی نہ ہونا گویا حضرت صلعم کی دلی تمنا

کا خون کرنا اور آپ سے خلقی عداوت کا لینا ہے۔ اور جسنے ایسا کیا وہ
خدا سے عداوت اور خدا کی نافرمانی کرچکا۔ اب جسکا جی چاہے کہ وہ اُنکی
دلی تمنا کا خون کرکے آپ سے عداوت لے اور خدا کا دشمن بن سکے
خدا کے باغیون مین اپنا نام لکھائے وہ رانڈون کا نکاح نکرے اور
جو آپ کے ارشاد آپ کی خوشنودی پر قربان ہوجانے والے خدا کے
پیارے گروہ مین داخل ہونا چاہے اوسکو لازم ہے کہ جہان تک
جلد ہوسکے رانڈون کا نکاح کردے نہ کرسکے تو اپنی طاقت بھر کوشش
کرنے مین دریغ نہ کرے۔ اس مین دین و دنیا کی عزت اور دونون
جہان کی شرافت سمجھے۔ اے مسلمانون تم خدا اور رسول کے باغی بننے
سے پرہیز کرو۔ آگ کی بیڑیان آگ کی ہتکڑیان آگ کی ٹوپیان آگ کے
کرتے اور آگ کے تمام کپڑے پہننے کا شوق مت کرو آگ مین پڑا جنے کے
قصد سے باز آو۔ خدا کے دوست بنکے خدا کی بہشت کے باغون مین
اپنے گھر بناو سیر کرو دیکھو بھالو۔ رنگ برنگ کے جوڑے پہنو رنشا ہانہ
تختو پر جلوس کرو اور وہان اپنے حشم و خدم سمیت نہایت ناز و نعمت سے ابدالاباد
تک زندہ رہنے سے خوش رہو۔

ہم نہایت افسوس کے ساتھہ غور کرتے ہین کہ ہندوستان مین جیسا کہ پہلے کے
دوسرے باب مین ہم عرض کر آئے ہین مرد عورت سب ملا کے پانچ کرور
سوا لاکھہ کے قریب مسلمان ہین جنمین سے کچھہ اوپر چالیس لاکھہ بیوہ عورتین
ہین ۔ کاش یہ بیوہ بیاہی گئی ہوتین اور فی بیوہ زیادہ نہین صرف دو ہی
لڑکون کا اوسط رکھیے تو آج ہندوستان کی مردم شماری کے نقشے مین کچھہ
اوپر اسی لاکھہ مسلمان اور نظر آتے ۔ اور وہ پانچ کرور سوا لاکھہ کے ساتھہ ملکر
چھہ کرور سے زیادہ پہونچ جاتے اور اگر دو نہین صرف ایک ہی لڑکے کا
اوسط فرض کیجیے تو بھی کچھہ اوپر چالیس لاکھہ مسلمان بڑہ جاتے ہین یہ نقصان
تو ایک وقت کا ہے آپ اتنا ہی نقصان ہر قرن مین مانئیے پھر ان اسی
یا چالیس لاکھہ کی نسل بڑہنے سے روز بروز جانیے کتنے کثیر التعداد
مسلمان بڑہتے جاتے اور اسوقت مین کتنے کرور موجود ہوتے ۔ خیر آجتک
تو جو ہونا تھا سو ہوا ۔ اب آیندہ ہی کے لیے کچھہ سوچ کیجیے بھلا اب تو
مسلمانون کی قوم حضرت کی امت ترقی کرتی رہے اور گھٹنے کا منہ نہ دیکھے
حضرات یہان سے ایک بات اور نکلی ۔ بیوہ چاہے کتنے ہی صاحب اولاد
کیون نہ ہو پھر بھی حضرت صلعم کی امت اور مسلمانون کی قوم بڑہانے کے لیے